

کلیاتِ قدرِ بلگرامی

تصنیف

مولوی سید غلام حسنین قدر بلگرامی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،
لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

قد جعل الله لكل شئ قدراً

درین آواز شیخ الاسلام و فاضل علمان و ائمه العظمی

۱۳۰۸
کلمات قدس
۱۸۹۱

مصحف و مخزن لایان ترک و موسی خاقانی سید عالم سنین قیام بکلامی

مطبع و عیال اگر زیور طبع و شید

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

درین آوان بهیست اقتضای تحفه فصاحت عنوان بلاغت بیان معنی



مصنفه مخمور لائانی رشک فردوسی غاتانی سید لاهم سنیر قلی بکری ارمو

مطبع و عام اگر زیور طبع کوشید
درج مفید اگر زیور طبع کوشید

ترجمۃ المصنف

سید غلام حسین ابن سید خلیف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہِ جمادی الاخرہ ۱۲۷۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے
 مسقط الرأس محلہ سلطہ شرقی بلگرام میں مضافات لکنؤ پر مقرر طور بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد ابنی
 انکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے غلام حسین ^{۱۲۷۹ھ} تاخیری نام رکھا پہلے پہل سید محمد جتنا
 الدعوتہ الصغریٰ عبدالقبیلہ واسطی سے جہان کا قلم مشہور ہو بلگرام میں اگر توطن ہوئی تھے نسب کا سلسلہ
 عیسوی تو کم الاشبال بن حضرت زبیر سید بن ابی بن العابد بن ابی احمد حسین علیہ السلام تھا ہی انکے ذہن کا حال اس شعر سے
 خدا معلوم کیسا گو گو ہے قدر کا ذہب ۵ کہ شیش سے کہہ سنی ہو مسلمان ہونہ ہندو ہو

الحاقل تکلیف کا کشاکش بعد از حیثیات فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت
 واجد علی بادشاہ اودہ کے عہد میں آپ بلگرام سے لکنؤ گئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر چچا
 تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادھر رائل ہوئی اولاً
 شیخ امان علی شجر کے شاگرد ہوئے قدر تخلص ملا ثانیاً میرزا محمد رضا برق الخطاب بنفع الدولہ
 بہادر سے عروض قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکنؤ و شہر میں شجر انکی تحقیقات کو
 مسلم الثبوت خیال کرنے لگے اور ابتدائیں انکی غزلیات شجر بہ برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی یکم
 مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکار میں منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب شوق سخن بڑھی اور کلام
 میں رنگینی اور طبیعت میں مضامین فریبہ ہوئی تو شجر برق نے اس ارغمان سے کوچ کیا ناچار شیخ
 امداد علی شجر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت شجر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے
 تھے انقلاب یوں نہا کہ ۱۲۸۲ھ ہجری مطابق ۱۸۶۵ء کے بہار لکنؤ پر خزان آئی استنراء سلطنت ہوا

بہر وقت ۱۸۵۷ء عیسوی میں فوج انگریزی سرکار سے بھگڑی دلی لٹی لکنو پھارغ ہوا والقصۃ بطولھا
 آپ بھی لکنو سے بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے مرزا غالب کے بھائی مرزا عباس بیگ ہلوی
 اور نواب غلام حسین خان جمین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر ہلوی شاہزادہ ٹانڈان تیموری
 وغیرہم مصائب خدا وٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدر کی صحبت کو منتقم کیا گیا یا م غفرین
 ہے اس وقت انہوں نے بلگرام کے کیشن سن سے بھاشا میں مہارت پیدا کی تھی بعد ازاں تسلط کا
 انگلش آپ تلاش معاش چبا کب چلے گئے اور چند سے فوج سرکاری میں نشی بہتے بھلا پنجابی زبان
 انکو کونکر پسند آتی استغنی ہو کر دلی میں آئے وہاں نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب
 کی شاگردی نظم و نظم فرمایا اختیار کی جب تک میان نجر اور غالب نہ رہے دونوں سے شعر سخن میں مشورہ
 چنانچہ دلی کی سادگی لکنو کی ادا آپ کے کلام سے مترشح ہو میر صاحب نے ایک باغی میں چارون اشاد
 اقرار کیا ہے رباعی

پھر غالب سحر نے بتائے پیوند
 بدنام کنندہ لکنو نامی چہر

سیکے سحر جہنم سے بندش کو بند
 مجھ بھی زمانے میں نہو گا لے قدر

بہر جب پہلی سے وطن میں پہونچے اور سو بہادری کی ضلع بندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہر دوئی ضلع ٹھہرا
 اور جا سجا مدارس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ ہلوی اکثر اس ضلع ہر دوئی نے انکی سفار
 صاحب ضلع سے کی اوسنے انکو ہائی اسکول ہر دوئی کا مدرس فارسی کر دیا کیونکہ انکی شاعری نے اکثر
 تلامذہ کو فن شعر کی طرف متوجہ کر دیا اور خود تو شاعر وادب بہت تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے
 دیکھا انکو مصلحت لگئی بار فمائش کی مگر شاعرانہ درستگی سے یہ سیکلی کب سنتے تھے تو ہیڈ ماسٹر نے انکی
 رپورٹ صدر میں اس بنا پر کر دی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہیں اس پر حکم صاحب نے اکر کر ہا
 سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنو کے نائیل سکول میں جانا لایا ہوا وہاں رکھ فون ریاضی میں کسب

واقفیت پید کی بعد ازان ہوتا تحصیل اسکول ضلع کھنوکھ کے فسر برس ہو گئے وہاں سے ۱۸۵۷ء عیسوی میں
کالن برلوئنگ صاحب نے اکثر اوردہ نے ازراہ قدر دانی آپ کو ہر ضلع ہر دینی کام میں فاری سقر کیا۔ ع
آپ نے دیکھ کر ہوا۔ اس برامی میں اسی خدمت کا شمار کر رہا

درجے میں بڑا ہوا ہر جس تہ سے قدر	دونا ہوا تہ یہ کہہ کہس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دینی کا	پھر اوسے ہی بعد مدرس سے قدر

لطیفہ قدر تخلص مدرس سے پہلے رکھا تھا بعد بھی پایا تو تخلص کے بعد ہر جہان اللہ شعر فہمی عالم بالا
معلوم شد میر قدر کو بلا سبائے کئی ہزار شعر سائزہ کے یاد تھے اکثر شعر اس نے جب انکو ٹوکا جواب نہ دیا نہ شکر پایا
افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب مع کے یاد نہیں ورنہ یہاں انکو کا ذکر ناخالی فائدہ سے نہ ہوتا کہ یہت بقول
مالا یدرک کل لایک کلامہ بعض سوال و جواب اللہ ظلم ہیں۔

(۱) قدر سے دل شرم تھا سوزش غم سے اوجھل کر گیا، میں جہاں بیٹھا بزرگ شمع جس کر گیا، ذرا ب
غلام میں جلن جیسے تخلص نے فرمایا کہ شمع کو واسطے بیٹھنا نہیں آیا اوٹھنا البتہ سمیع ہو قدر نے مصحفی کا مطلع
سن کر بڑھ دیا شمع کی طرح سے چپ بیٹھ میں آسن مارے ہر ملاتے میں زبان جاتے میں گردن مارے +
(۲) قدر سے قاصد یہ کہنا پائے میرے یا کا مزاج + پوچھا ہر اک غریب نے کڑ کا مزاج + سرشار غواہ
وزیر کے ایکٹ گردنے اعتراض کیا کہ محبوب کو سر کا کہنا کہ دن کی بولی ہو قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپ کے
استاد کیا کہتے ہیں۔ وزیر سے باغ کو جائیگا ابر یہ ست اوٹھا + پیش خیمہ توراندہ ہوا سر کار کا آج + اور یہاں
معروف نام لوی بھی فرماتے ہیں سے ان دنوں سرکار پر معروف نے کھائے تھے گل + جن دنوں صاحب نے
پھر تے تھے بلبل ہاتھ پر + معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے فقہہ لگایا۔

(۳) قدر سے کالی نکسیر میں غرضت زلفین بلا خال آفت + ایک سے ایک میں کھجکے زمانے والے + کالی پڑنا
موجب لکھنوی بولے کہ جب خود یعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال درج ملکر لکھا کہ اسم ترکیبی ہو کر

علم ہو گیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہو جس طرح ناسخ فرماتے ہیں ۵ تین ترمیمی ہیں دو اکہمین
مری ۶ اب الہ آباد بھی پنجاب ہے ۷ ترمیمی یعنی تین بی گنگا جمناسرستی ہیں پس ادخال لفظ تین لفظ ترمیمی پر
ہی جیسا لفظ زمانہ۔ جگہ یہ موجود نہایت ہی خوش ہوئے اور بانی لکے کہ شاعری وہ کرے جو ہمتا کرنا شالین یا دیگر
(۴) شبنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تجرب نے یوں کی ہے ۵ یہ سنہ شبنوی قدر ہے ۶ شبنوی قدر سہ قدر ہے ۷
ذکی بلگرامی شاگرد دوسرے نے اعتراض کیا کہ سہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہے تو قافیہ مکر رہتا ہے اور اگر چاہے ماہ
شب قدر ہے تو لفظ شب اس میں نہیں قدر سے جواب یا کہ فقط قدر بجا شب قدر آیا ہے سہری ۵ دل زن گو
دونوبت وہ بشارت ہے کہ دوئم قدر بودامروز نوروز۔

(۵) ایک ن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع میں ایسا پانچ کچھ لکھا
کہ معاذ اللہ ۵ صلاح کار کجا و سن خراب کجا ۶ بہین تفاوت را از کجا است تا کجا ۶ قدر نے کہا کہ ہاں ایک جگہ
روی ساکن چہ اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہیں مگر میان سیکر ذہن میں ایک بات گزرتی ہے کہ جب شاعر کوئی
عیب کر کے اس پر اعلام کر دے تو وہ اس سے بڑی الذمہ ہو جاتا ہے اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ میں میں ہے حافظ نے
اس شعر میں دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور میں خراب کہاں دوسرے کجا سے کجا
تک راہ میں فرق پڑ گیا ہے یعنی روی متحرک ہو گئی ہے عارف یہ سنکر ہر پرک دھکا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطع میں نظم
کیا۔ قطعہ نوشت مطلع پر پور خواجہ شمس الدین ۶ بدین فروغ گہ یار داز صاحب کجا ۶ صلاح کار کجا و سن خراب کجا
بہین تفاوت را از کجا است تا کجا ۶ فتاد عقدہ و لاندیشہ خردہ گیران را ۶ لفظ تا کجا دو کر خراب کجا ۶ کہ یہی
متحرک کر روی ساکن ۶ خطا است بہر خطا کجا ایک کب کجا ۶ غلو اگر چہ بود عیب موقوفی را ۶ تراست پایا این مایہ
احتساب کجا ۶ مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دنا ۶ نظر بود کہ سن بہر کتاب کجا ۶ نخست گفت کہ لے صاحبان
دانش و داد ۶ صلاح کار کجا و سن خراب کجا ۶ پس نفس خطا تازہ کرد عذر خطا ۶ بہین تفاوت را از کجا است تا کجا
انشاء چہست و عبارت بلیغ و ندر لطیف ۶ اگر خطا بود اینہا ذکر صواب کجا ۶ مباش رنجہ و غوغا سے مدعی اور قدر

سخن کی است جواب ترا جواب کجاہ و راز نفسی معات آدم بر سر طلب بعد ایک سال کے اوٹیل ڈپارٹمنٹ
 کے مدرس فارسی نثری محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کینک کالج نے اشتغال کیا اس وقت مرزا عباس بیگ ملوی
 پنشن پارکنسنویک کالج مزور کے ممبر ہو گئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہ تجویز کی اور ہر دولہ سے بلایا
 اور بنظوری صاحب کشن بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہاں کہ سات برس چھ مہینے تک وہ اپنے عہد کا کام
 بڑی سگری اور جادو جادوئی کے ساتھ کمال ریاضت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی سوزی اور توجہ کی کہ
 اوٹیل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلیٰ درجے کی لیاقت حاصل کر کے امتحان زمین کا ایسا ہوتے ہیں
 اسی زمانہ میں آپ نے پچھلے یعنی ہندی کا عرض پڑت جٹاشنکر یاڈے جٹا جارج بناری سے جو کہ اوٹیل
 ڈپارٹمنٹ میں سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور ماہرہ اور قواعد العروض میں ترمیم کر کے نئی بات ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰} ^{۱۰۰۱} ^{۱۰۰۲} ^{۱۰۰۳} ^{۱۰۰۴} ^{۱۰۰۵} ^{۱۰۰۶} ^{۱۰۰۷} ^{۱۰۰۸} ^{۱۰۰۹} ^{۱۰۱۰} ^{۱۰۱۱} ^{۱۰۱۲} ^{۱۰۱۳} ^{۱۰۱۴} ^{۱۰۱۵} ^{۱۰۱۶} ^{۱۰۱۷} ^{۱۰۱۸} ^{۱۰۱۹} ^{۱۰۲۰} ^{۱۰۲۱} ^{۱۰۲۲} ^{۱۰۲۳} ^{۱۰۲۴} ^{۱۰۲۵} ^{۱۰۲۶} ^{۱۰۲۷} ^{۱۰۲۸} ^{۱۰۲۹} ^{۱۰۳۰} ^{۱۰۳۱} ^{۱۰۳۲} ^{۱۰۳۳} ^{۱۰۳۴} ^{۱۰۳۵} ^{۱۰۳۶} ^{۱۰۳۷} ^{۱۰۳۸} ^{۱۰۳۹} ^{۱۰۴۰} ^{۱۰۴۱} ^{۱۰۴۲} ^{۱۰۴۳} ^{۱۰۴۴} ^{۱۰۴۵} ^{۱۰۴۶} ^{۱۰۴۷} ^{۱۰۴۸} ^{۱۰۴۹} ^{۱۰۵۰} ^{۱۰۵۱} ^{۱۰۵۲} ^{۱۰۵۳} ^{۱۰۵۴} ^{۱۰۵۵} ^{۱۰۵۶} ^{۱۰۵۷} ^{۱۰۵۸} ^{۱۰۵۹} ^{۱۰۶۰} ^{۱۰۶۱} ^{۱۰۶۲} ^{۱۰۶۳} ^{۱۰۶۴} ^{۱۰۶۵} ^{۱۰۶۶} ^{۱۰۶۷} ^{۱۰۶۸} ^{۱۰۶۹} ^{۱۰۷۰} ^{۱۰۷۱} ^{۱۰۷۲} ^{۱۰۷۳} ^{۱۰۷۴} ^{۱۰۷۵} ^{۱۰۷۶} ^{۱۰۷۷} ^{۱۰۷۸} ^{۱۰۷۹} ^{۱۰۸۰} ^{۱۰۸۱} ^{۱۰۸۲} ^{۱۰۸۳} ^{۱۰۸۴} ^{۱۰۸۵} ^{۱۰۸۶} ^{۱۰۸۷} ^{۱۰۸۸} ^{۱۰۸۹} ^{۱۰۹۰} ^{۱۰۹۱} ^{۱۰۹۲} ^{۱۰۹۳} ^{۱۰۹۴} ^{۱۰۹۵} ^{۱۰۹۶} ^{۱۰۹۷} ^{۱۰۹۸} ^{۱۰۹۹} ^{۱۱۰۰} ^{۱۱۰۱} ^{۱۱۰۲} ^{۱۱۰۳} ^{۱۱۰۴} ^{۱۱۰۵} ^{۱۱۰۶} ^{۱۱۰۷} ^{۱۱۰۸} ^{۱۱۰۹} ^{۱۱۱۰} ^{۱۱۱۱} ^{۱۱۱۲} ^{۱۱۱۳} ^{۱۱۱۴} ^{۱۱۱۵} ^{۱۱۱۶} ^{۱۱۱۷} ^{۱۱۱۸} ^{۱۱۱۹} ^{۱۱۲۰} ^{۱۱۲۱} ^{۱۱۲۲} ^{۱۱۲۳} ^{۱۱۲۴} ^{۱۱۲۵} ^{۱۱۲۶} ^{۱۱۲۷} ^{۱۱۲۸} ^{۱۱۲۹} ^{۱۱۳۰} ^{۱۱۳۱} ^{۱۱۳۲} ^{۱۱۳۳} ^{۱۱۳۴} ^{۱۱۳۵} ^{۱۱۳۶} ^{۱۱۳۷} ^{۱۱۳۸} ^{۱۱۳۹} ^{۱۱۴۰} ^{۱۱۴۱} ^{۱۱۴۲} ^{۱۱۴۳} ^{۱۱۴۴} ^{۱۱۴۵} ^{۱۱۴۶} ^{۱۱۴۷} ^{۱۱۴۸} ^{۱۱۴۹} ^{۱۱۵۰} ^{۱۱۵۱} ^{۱۱۵۲} ^{۱۱۵۳} ^{۱۱۵۴} ^{۱۱۵۵} ^{۱۱۵۶} ^{۱۱۵۷} ^{۱۱۵۸} ^{۱۱۵۹} ^{۱۱۶۰} ^{۱۱۶۱} ^{۱۱۶۲} ^{۱۱۶۳} ^{۱۱۶۴} ^{۱۱۶۵} ^{۱۱۶۶} ^{۱۱۶۷} ^{۱۱۶۸} ^{۱۱۶۹} ^{۱۱۷۰} ^{۱۱۷۱} ^{۱۱۷۲} ^{۱۱۷۳} ^{۱۱۷۴} ^{۱۱۷۵} ^{۱۱۷۶} ^{۱۱۷۷} ^{۱۱۷۸} ^{۱۱۷۹} ^{۱۱۸۰} ^{۱۱۸۱} ^{۱۱۸۲} ^{۱۱۸۳} ^{۱۱۸۴} ^{۱۱۸۵} ^{۱۱۸۶} ^{۱۱۸۷} ^{۱۱۸۸} ^{۱۱۸۹} ^{۱۱۹۰} ^{۱۱۹۱} ^{۱۱۹۲} ^{۱۱۹۳} ^{۱۱۹۴} ^{۱۱۹۵} ^{۱۱۹۶} ^{۱۱۹۷} ^{۱۱۹۸} ^{۱۱۹۹} ^{۱۲۰۰} ^{۱۲۰۱} ^{۱۲۰۲} ^{۱۲۰۳} ^{۱۲۰۴} ^{۱۲۰۵} ^{۱۲۰۶} ^{۱۲۰۷} ^{۱۲۰۸} ^{۱۲۰۹} ^{۱۲۱۰} ^{۱۲۱۱} ^{۱۲۱۲} ^{۱۲۱۳} ^{۱۲۱۴} ^{۱۲۱۵} ^{۱۲۱۶} ^{۱۲۱۷} ^{۱۲۱۸} ^{۱۲۱۹} ^{۱۲۲۰} ^{۱۲۲۱} ^{۱۲۲۲} ^{۱۲۲۳} ^{۱۲۲۴} ^{۱۲۲۵} ^{۱۲۲۶} ^{۱۲۲۷} ^{۱۲۲۸} ^{۱۲۲۹} ^{۱۲۳۰} ^{۱۲۳۱} ^{۱۲۳۲} ^{۱۲۳۳} ^{۱۲۳۴} ^{۱۲۳۵} ^{۱۲۳۶} ^{۱۲۳۷} ^{۱۲۳۸} ^{۱۲۳۹} ^{۱۲۴۰} ^{۱۲۴۱} ^{۱۲۴۲} ^{۱۲۴۳} ^{۱۲۴۴} ^{۱۲۴۵} ^{۱۲۴۶} ^{۱۲۴۷} ^{۱۲۴۸} ^{۱۲۴۹} ^{۱۲۵۰} ^{۱۲۵۱} ^{۱۲۵۲} ^{۱۲۵۳} ^{۱۲۵۴} ^{۱۲۵۵} ^{۱۲۵۶} ^{۱۲۵۷} ^{۱۲۵۸} ^{۱۲۵۹} ^{۱۲۶۰} ^{۱۲۶۱} ^{۱۲۶۲} ^{۱۲۶۳} ^{۱۲۶۴} ^{۱۲۶۵} ^{۱۲۶۶} ^{۱۲۶۷} ^{۱۲۶۸} ^{۱۲۶۹} ^{۱۲۷۰} ^{۱۲۷۱} ^{۱۲۷۲} ^{۱۲۷۳} ^{۱۲۷۴} ^{۱۲۷۵} ^{۱۲۷۶} ^{۱۲۷۷} ^{۱۲۷۸} ^{۱۲۷۹} ^{۱۲۸۰} ^{۱۲۸۱} ^{۱۲۸۲} ^{۱۲۸۳} ^{۱۲۸۴} ^{۱۲۸۵} ^{۱۲۸۶} ^{۱۲۸۷} ^{۱۲۸۸} ^{۱۲۸۹} ^{۱۲۹۰} ^{۱۲۹۱} ^{۱۲۹۲} ^{۱۲۹۳} ^{۱۲۹۴} ^{۱۲۹۵} ^{۱۲۹۶} ^{۱۲۹۷} ^{۱۲۹۸} ^{۱۲۹۹} ^{۱۳۰۰} ^{۱۳۰۱} ^{۱۳۰۲} ^{۱۳۰۳} ^{۱۳۰۴} ^{۱۳۰۵} ^{۱۳۰۶} ^{۱۳۰۷} ^{۱۳۰۸} ^{۱۳۰۹} ^{۱۳۱۰} ^{۱۳۱۱} ^{۱۳۱۲} ^{۱۳۱۳} ^{۱۳۱۴} ^{۱۳۱۵} ^{۱۳۱۶} ^{۱۳۱۷} ^{۱۳۱۸} ^{۱۳۱۹} ^{۱۳۲۰} ^{۱۳۲۱} ^{۱۳۲۲} ^{۱۳۲۳} ^{۱۳۲۴} ^{۱۳۲۵} ^{۱۳۲۶} ^{۱۳۲۷} ^{۱۳۲۸} ^{۱۳۲۹} ^{۱۳۳۰} ^{۱۳۳۱} ^{۱۳۳۲} ^{۱۳۳۳} ^{۱۳۳۴} ^{۱۳۳۵} ^{۱۳۳۶} ^{۱۳۳۷} ^{۱۳۳۸} ^{۱۳۳۹} ^{۱۳۴۰} ^{۱۳۴۱} ^{۱۳۴۲} ^{۱۳۴۳} ^{۱۳۴۴} ^{۱۳۴۵} ^{۱۳۴۶} ^{۱۳۴۷} ^{۱۳۴۸} ^{۱۳۴۹} ^{۱۳۵۰} ^{۱۳۵۱} ^{۱۳۵۲} ^{۱۳۵۳} ^{۱۳۵۴} ^{۱۳۵۵} ^{۱۳۵۶} ^{۱۳۵۷} ^{۱۳۵۸} ^{۱۳۵۹} ^{۱۳۶۰} ^{۱۳۶۱} ^{۱۳۶۲} ^{۱۳۶۳} ^{۱۳۶۴} ^{۱۳۶۵} ^{۱۳۶۶} ^{۱۳۶۷} ^{۱۳۶۸} ^{۱۳۶۹} ^{۱۳۷۰} ^{۱۳۷۱} ^{۱۳۷۲} ^{۱۳۷۳} ^{۱۳۷۴} ^{۱۳۷۵} ^{۱۳۷۶} ^{۱۳۷۷} ^{۱۳۷۸} ^{۱۳۷۹} ^{۱۳۸۰} ^{۱۳۸۱} ^{۱۳۸۲} ^{۱۳۸۳} ^{۱۳۸۴} ^{۱۳۸۵} ^{۱۳۸۶} ^{۱۳۸۷} ^{۱۳۸۸} ^{۱۳۸۹} ^{۱۳۹۰} ^{۱۳۹۱} ^{۱۳۹۲} ^{۱۳۹۳} ^{۱۳۹۴} ^{۱۳۹۵} ^{۱۳۹۶} ^{۱۳۹۷} ^{۱۳۹۸} ^{۱۳۹۹} ^{۱۴۰۰} ^{۱۴۰۱} ^{۱۴۰۲} ^{۱۴۰۳} ^{۱۴۰۴} ^{۱۴۰۵} ^{۱۴۰۶} ^{۱۴۰۷} ^{۱۴۰۸} ^{۱۴۰۹} ^{۱۴۱۰} ^{۱۴۱۱} ^{۱۴۱۲} ^{۱۴۱۳} ^{۱۴۱۴} ^{۱۴۱۵} ^{۱۴۱۶} ^{۱۴۱۷} ^{۱۴۱۸} ^{۱۴۱۹} ^{۱۴۲۰} ^{۱۴۲۱} ^{۱۴۲۲} ^{۱۴۲۳} ^{۱۴۲۴} ^{۱۴۲۵} ^{۱۴۲۶} ^{۱۴۲۷} ^{۱۴۲۸} ^{۱۴۲۹} ^{۱۴۳۰} ^{۱۴۳۱} ^{۱۴۳۲} ^{۱۴۳۳} ^{۱۴۳۴} ^{۱۴۳۵} ^{۱۴۳۶} ^{۱۴۳۷} ^{۱۴۳۸} ^{۱۴۳۹} ^{۱۴۴۰} ^{۱۴۴۱} ^{۱۴۴۲} ^{۱۴۴۳} ^{۱۴۴۴} ^{۱۴۴۵} ^{۱۴۴۶} ^{۱۴۴۷} ^{۱۴۴۸} ^{۱۴۴۹} ^{۱۴۵۰} ^{۱۴۵۱} ^{۱۴۵۲} ^{۱۴۵۳} ^{۱۴۵۴} ^{۱۴۵۵} ^{۱۴۵۶} ^{۱۴۵۷} ^{۱۴۵۸} ^{۱۴۵۹} ^{۱۴۶۰} ^{۱۴۶۱} ^{۱۴۶۲} ^{۱۴۶۳} ^{۱۴۶۴} ^{۱۴۶۵} ^{۱۴۶۶} ^{۱۴۶۷} ^{۱۴۶۸} ^{۱۴۶۹} ^{۱۴۷۰} ^{۱۴۷۱} ^{۱۴۷۲} ^{۱۴۷۳} ^{۱۴۷۴} ^{۱۴۷۵} ^{۱۴۷۶} ^{۱۴۷۷} ^{۱۴۷۸} ^{۱۴۷۹} ^{۱۴۸۰} ^{۱۴۸۱} ^{۱۴۸۲} ^{۱۴۸۳} ^{۱۴۸۴} ^{۱۴۸۵} ^{۱۴۸۶} ^{۱۴۸۷} ^{۱۴۸۸} ^{۱۴۸۹} ^{۱۴۹۰} ^{۱۴۹۱} ^{۱۴۹۲} ^{۱۴۹۳} ^{۱۴۹۴} ^{۱۴۹۵} ^{۱۴۹۶} ^{۱۴۹۷} ^{۱۴۹۸} ^{۱۴۹۹} ^{۱۵۰۰} ^{۱۵۰۱} ^{۱۵۰۲} ^{۱۵۰۳} ^{۱۵۰۴} ^{۱۵۰۵} ^{۱۵۰۶} ^{۱۵۰۷} ^{۱۵۰۸} ^{۱۵۰۹} ^{۱۵۱۰} ^{۱۵۱۱} ^{۱۵۱۲} ^{۱۵۱۳} ^{۱۵۱۴} ^{۱۵۱۵} ^{۱۵۱۶} ^{۱۵۱۷} ^{۱۵۱۸} ^{۱۵۱۹} ^{۱۵۲۰} ^{۱۵۲۱} ^{۱۵۲۲} ^{۱۵۲۳} ^{۱۵۲۴} ^{۱۵۲۵} ^{۱۵۲۶} ^{۱۵۲۷} ^{۱۵۲۸} ^{۱۵۲۹} ^{۱۵۳۰} ^{۱۵۳۱} ^{۱۵۳۲} ^{۱۵۳۳} ^{۱۵۳۴} ^{۱۵۳۵} ^{۱۵۳۶} ^{۱۵۳۷} ^{۱۵۳۸} ^{۱۵۳۹} ^{۱۵۴۰} ^{۱۵۴۱} ^{۱۵۴۲} ^{۱۵۴۳} ^{۱۵۴۴} ^{۱۵۴۵} ^{۱۵۴۶} ^{۱۵۴۷} ^{۱۵۴۸} ^{۱۵۴۹} ^{۱۵۵۰} ^{۱۵۵۱} ^{۱۵۵۲} ^{۱۵۵۳} ^{۱۵۵۴} ^{۱۵۵۵} ^{۱۵۵۶} ^{۱۵۵۷} ^{۱۵۵۸} ^{۱۵۵۹} ^{۱۵۶۰} ^{۱۵۶۱} ^{۱۵۶۲} ^{۱۵۶۳} ^{۱۵۶۴} ^{۱۵۶۵} ^{۱۵۶۶} ^{۱۵۶۷} ^{۱۵۶۸} ^{۱۵۶۹} ^{۱۵۷۰} ^{۱۵۷۱} ^{۱۵۷۲} ^{۱۵۷۳} ^{۱۵۷۴} ^{۱۵۷۵} ^{۱۵۷۶} ^{۱۵۷۷} ^{۱۵۷۸} ^{۱۵۷۹} ^{۱۵۸۰} ^{۱۵۸۱} ^{۱۵۸۲} ^{۱۵۸۳} ^{۱۵۸۴} ^{۱۵۸۵} ^{۱۵۸۶} ^{۱۵۸۷} ^{۱۵۸۸} ^{۱۵۸۹} ^{۱۵۹۰} ^{۱۵۹۱} ^{۱۵۹۲} ^{۱۵۹۳} ^{۱۵۹۴} ^{۱۵۹۵} ^{۱۵۹۶} ^{۱۵۹۷} ^{۱۵۹۸} ^{۱۵۹۹} ^{۱۶۰۰} ^{۱۶۰۱} ^{۱۶۰۲} ^{۱۶۰۳} ^{۱۶۰۴} ^{۱۶۰۵} ^{۱۶۰۶} ^{۱۶۰۷} ^{۱۶۰۸} ^{۱۶۰۹} ^{۱۶۱۰} ^{۱۶۱۱} ^{۱۶۱۲} ^{۱۶۱۳} ^{۱۶۱۴} ^{۱۶۱۵} ^{۱۶۱۶} ^{۱۶۱۷} ^{۱۶۱۸} ^{۱۶۱۹} ^{۱۶۲۰} ^{۱۶۲۱} ^{۱۶۲۲} ^{۱۶۲۳} ^{۱۶۲۴} ^{۱۶۲۵} ^{۱۶۲۶} ^{۱۶۲۷} ^{۱۶۲۸} ^{۱۶۲۹} ^{۱۶۳۰} ^{۱۶۳۱} ^{۱۶۳۲} ^{۱۶۳۳} ^{۱۶۳۴} ^{۱۶۳۵} ^{۱۶۳۶} ^{۱۶۳۷} ^{۱۶۳۸} ^{۱۶۳۹} ^{۱۶۴۰} ^{۱۶۴۱} ^{۱۶۴۲} ^{۱۶۴۳} ^{۱۶۴۴} ^{۱۶۴۵} ^{۱۶۴۶} ^{۱۶۴۷} ^{۱۶۴۸} ^{۱۶۴۹} ^{۱۶۵۰} ^{۱۶۵۱} ^{۱۶۵۲} ^{۱۶۵۳} ^{۱۶۵۴} ^{۱۶۵۵} ^{۱۶۵۶} ^{۱۶۵۷} ^{۱۶۵۸} ^{۱۶۵۹} ^{۱۶۶۰} ^{۱۶۶۱} ^{۱۶۶۲} ^{۱۶۶۳} ^{۱۶۶۴} ^{۱۶۶۵} ^{۱۶۶۶} ^{۱۶۶۷} ^{۱۶۶۸} ^{۱۶۶۹} ^{۱۶۷۰} ^{۱۶۷۱} ^{۱۶۷۲} ^{۱۶۷۳} ^{۱۶۷۴} ^{۱۶۷۵} ^{۱۶۷۶} ^{۱۶۷۷} ^{۱۶۷۸} ^{۱۶۷۹} ^{۱۶۸۰} ^{۱۶۸۱} ^{۱۶۸۲} ^{۱۶۸۳} ^{۱۶۸۴} ^{۱۶۸۵} ^{۱۶۸۶} ^{۱۶۸۷} ^{۱۶۸۸} ^{۱۶۸۹} ^{۱۶۹۰} ^{۱۶۹۱} ^{۱۶۹۲} ^{۱۶۹۳} ^{۱۶۹۴} ^{۱۶۹۵} ^{۱۶۹۶} ^{۱۶۹۷} ^{۱۶۹۸} ^{۱۶۹۹} ^{۱۷۰۰} ^{۱۷۰۱} ^{۱۷۰۲} ^{۱۷۰۳} ^{۱۷۰۴} ^{۱۷۰۵} ^{۱۷۰۶} ^{۱۷۰۷} ^{۱۷۰۸} ^{۱۷۰۹} ^{۱۷۱۰} ^{۱۷۱۱} ^{۱۷۱۲} ^{۱۷۱۳} ^{۱۷۱۴} ^{۱۷۱۵} ^{۱۷۱۶} ^{۱۷۱۷} ^{۱۷۱۸} ^{۱۷۱۹} ^{۱۷۲۰} ^{۱۷۲۱} ^{۱۷۲۲} ^{۱۷۲۳} ^{۱۷۲۴} ^{۱۷۲۵} ^{۱۷۲۶} ^{۱۷۲۷} ^{۱۷۲۸} ^{۱۷۲۹} ^{۱۷۳۰} ^{۱۷۳۱} ^{۱۷۳۲} ^{۱۷۳۳} ^{۱۷۳۴} ^{۱۷۳۵} ^{۱۷۳۶} ^{۱۷۳۷} ^{۱۷۳۸} ^{۱۷۳۹} ^{۱۷۴۰} ^{۱۷۴۱} ^{۱۷۴۲} ^{۱۷۴۳} ^{۱۷۴۴} ^{۱۷۴۵} ^{۱۷۴۶} ^{۱۷۴۷} ^{۱۷۴۸} ^{۱۷۴۹} ^{۱۷۵۰} ^{۱۷۵۱} ^{۱۷۵۲} ^{۱۷۵۳} ^{۱۷۵۴}

ہو گیا آخر کا سبب شدت ضعف بیماری حیدر آباد سے بغرض حال کچھ کمزور رہی ہو گئی لیکن جان بھی کوئی تھک
سود مند نہ ہوئی اور بادون برس کی عمر میں بشت سوم ماہ ذی القعدہ ۱۳۱۰ھ ہجری مطابق چہارم ماہ اکتوبر ۱۸۹۷ء
بروز یکشنبہ شہر کلکتہ میں اس دار فانی سے حلت فرمائی اور وہیں میر خدابخش کی کربلا میں مدفون ہوئے۔
ان اللہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلذذ تھے ادب کا لوکاؤں کے سامنے مرچا تھا لیکن اپنا عقوبت
اپنا کلام بلاغت نظام چھپو کا اکا فصلت دیوان غریبات نضار و درجہ ثنوی تضاد و قدر جسکے آخرین ایک
واسخت بھی چھپ گیا ہر قطر مجموعہ شرح مجموعہ سخن حسیہ سرکار انگلشیہ سے صلیبایا اور چھپ بھی گیا ہی رسم
عربی شرح تضاد عربی نظم الاکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض کچل من المعروف بہ مارہرہ مصطلحات
اردو ناتمام متفرقات - اس مقام پر چار سے چھ ہفتہ ذکرہ نویں ناغوش ہو گئے کہ دیوان کا انتخاب کیوں یہاں
ثبت نہ کیا کہ تذکرہ دین اور کا نقل کرنا آسان ہوتا مگر اقم کو اسکی فرصت ملی طالبانی طبیعت کے موافق
اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے۔ تو این دو فوات اُنکے شاگردوں اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہیں
لیکن یہاں زیادہ گنجائش نہیں صرف منشی محمد محمود احمد اور شیخ غلام حیدر آبدش کی چند غزلیں گراں طو کو تمام زبان

نیچر فکر آسمان پر نہیں بنتی محمد محمود کے خلاف رفیق الدین ابوالنشا محمد ظفر الدین خان بہادر ملک رامی

آفتاب و در شین که گاه گردنه حسن و در شخی
قد بر تیغ و کفن رفت بزر علم
رفت خود اندر بشا سب آب بهر دید زرد
چمله را و ندوی شد بضیی اندرون
مرگ توانا بز بهر بد تو اناخ زار
رفت خود آفتاب بر آتش ز سخت

زین فلک و در بر از نیست اسید وفا
خشت بربست از پوشش شیخ سولک بقا
از ره عبرت گزید که ماکرده و
حیف که فرصت نیافت قدردست فنا
این شده چون تیرگاه آن شده چون کهر یا
ماند بسوز غمش این دل من تریوه یا

[illegible]

قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

درین آوان میزند ما متران

و درین آوان میزند ما متران



مصنفه و مخترع لائمان شک و دوشی خاقانی سید ابراهیم حسینی قزوینی

مطبع و قلم اگر زیور طبع شد



بسم الله الرحمن الرحيم

در منقبت جناب امام متقین امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیهما السلام

علی کا بندہ کیلنا علی بن ابیطالب	وصی مصطفیٰ حق علی بن ابیطالب
امیر و شوهر زہرا علی بن ابیطالب	پدر شہید و شیر کا علی بن ابیطالب
شجاع لافتنی ابی علی بن ابیطالب	
شفیع روز میزان پر وہ بازار رسوائی	نسب دار علی بابا و کنت مولائی
وصی و مہر دار مصطفیٰ ایما و یکتائی	امین سرق گنجینہ دار عدلت غائی
کلید کنز مخفی حق علی بن ابیطالب	
ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفیٰ ہر وہ	خدا کا بندہ ہر یک نفسیر کا خدا ہر وہ
و اتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہر وہ	کہ اکملت لکم دینا و اتممت ہر وہ

سریر آراسے تطہیر اعلیٰ بن ابیطالب	
گئے معراج کو حیرتیں کے ہمراہ پیغمبر	وہاں پونچھے فرشتوں کی بھی چلتی تھیں چار
مگر پردے اتنی تھی ید اللہ کی صدا باہر	غطا کی عصمت و عظمت میں ترس کر کشف نہ کر
لہا از دوست یقیناً تھا اعلیٰ بن ابیطالب	
ہی سورہ نور کا یارب کہ او کی نور کو دیکھو تو	مدبر وے مبارک نگاہ ہی قرآن کی آیت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہو جاتا	حدیثوں سے بھی ثابت ہے کتاب مدد العتر
کتاب عالم بالا اعلیٰ بن ابیطالب	
نبی کا گوشت یا رخن سب حیدر کا ہوا	دلالت کرتی ہے اس پر حدیث محکم لخمی
پہر او پر فسک نفسی جو دم مارا ہو فحاشی	اگر محسب کوئی چھو تو ہرین بیشک ہی مہنی
علی احمد نبی گویا اعلیٰ بن ابیطالب	
امیر المؤمنین حیدر امام المتقین حیدر	بھیرے زون ایدیم سر غش برین حیدر
امام الانس والجنۃ نیاز برین حیدر	فروغ شرع و دین حیدر ظہور واطین حیدر
ظہیر آدم وحو اعلیٰ بن ابیطالب	
ہوئی دنیا میں جب ات جناب مصطفیٰ	سنا ہوا طاق کسری شوق ہوا یغیر بھیا پاتا
خلع کے گہر میں حیدر وہ اپنا سکھ بٹھلایا	یہاں دیوا کو عشق ہوئی یہ تعجب او کا
ہوا کبھی میں جب پیدا علم بر بن ابیطالب	
دوبالا ہو گیا رتبہ رسول سدک قاضی کا	خدا کی ہریت میں باندھ گیا مضمون قضا کا
ان کے کردیا ہی خدا نے حوال قاضی کا	نبوت کے شجر میں یا ہوا پوند امامت کا
چڑھا دوشش نبی پر کیا اعلیٰ بن ابیطالب	

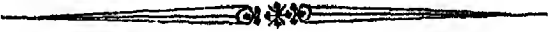
وہ قفلِ رفعت و رفیع بنی کلیدِ نبوت جنت ہے	امام ملک رضوان مشکوکِ نبوت و احسن ہے
فلکِ فعت و طلعت خدا کا ابرو جنت ہے	بشرِ صورت ملک سیرت کا خود صانع کی جنت ہے
خدا کے نور کا پتھر علی بن ابیطالب	
دگر از جنتِ نردبان نہ فلک حیدر	لکھن میں سب نور و جہنم کا اوسکے ناخن پر
خطِ پیشانیِ نور و قصور و کرسی و حشر	سحابِ آبرو سے نہ ترسینم و لبین کوثر
بھارِ سدرہ و طوبی علی بن ابیطالب	
وہ قطبِ سماں آسمانِ جنت اختر ہے	ضیاءِ آفتابِ فناء جنتِ کشور ہے
سحابِ جنت قلزمِ قلزمِ تسنیم و کوثر ہے	رکینِ کنجِ کن سجد و محرابِ منبر ہے
خدا کا بزرگ کبری علی بن ابیطالب	
و یا جنبو یا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ	غریب و نکوٹ لایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ
تیم و نکوٹ لایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ	اسیر و نکوٹ لایا صبح کو سپر رکھ لیا روزہ
سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب	
چھڑا دیو و دوسے کیا سلیمان او طمانج	خلیلِ نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کج
خسوف چاہے بخشی خلاصی ماہِ کفان کو	بچایا یونسِ دیوب کو جبریل جہان کو
عرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب	
پڑما سوچ کے عاملِ نوحِ آدم شرفِ حضرت	حصارِ بالکھینچا پر یہ اوسکی ہو گئی نوبت
کرنِ تارگر بیانِ بگٹی اللہ ری و حشت	جلالِ اسمِ تاجِ جب تو ہوئی خورشیدِ کو حبت
خدا کا اسمِ عظم تھا علی بن ابیطالب	
کسے ہو جنگ کا یار امرے پر مزہ کو مارا	کوئی نہیں جوبہ لکا اگر وہ جنیان لارا

ہوا جب اس صفت آراؤ لشکر و دہلوسارا	بنی ہاشم کا مد پار بنی کو دل سے تھا پیارا
خدا کے عرش کا تار علی بن ابیطالب	
جہاد و جنگ بنی کو کس قدر خوشنود کرتا تھا	عجب انصاف نے عین وہ ہجر و کرتا تھا
جہاد کا سامنا اگر کوئی مرد کرتا تھا	سرا پا کو برابر بنیست و نابود کرتا تھا
بنا ویتا تھا شکل لای علی بن ابیطالب	
درخیز کی بھی کچھ اصل تھی جو انک شارا ہو	اشارہ ہوتے ہی جھوٹا آل زحر پرا ہو
قیامت تلخو اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو	زمین و آسمان چکر میں اگر اک ہنڈ ولا ہو
اگر کوسے تہ و بالا علی بن ابیطالب	
علی کے نام پر عین دیکھو صنعت او	عدد و ہین گن کے نشتر اور حرف میں کج نشتر
ہوئی ہو گرن کے کتے کا نشتر لبار نشتر	مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر
وہ اپنے سر پر رکھ لایا علی بن ابیطالب	
علامہ اسپتہ تیغ وزن فاوار یمن کیلکسا	غلام ایسا کہ جو ستار ج خان قیصر خاقان
وہ اسپتہ تیغ جن سے تھے مہربن سرگردان	زل زلی زل کہ جب کا مالک وارث شد ملا
وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب	
خدا کی راہ میں سرو سینہ والا تھا و امولا	نکالا تیر سجد یمن اوسے صد پیکر پونجا
نماز عاشقان ترک و جو دست او سکون پاتا	حضور قلب الاعمال بالیۃ کا دیا جا
مرا و ربی الاعلیٰ علی بن ابیطالب	
سرسجد بن لمحم نے کعبہ دین کا ڈبایا	خدا کے گھر میں جا کر میرا مولا مسخو آیا
تہ محراب تیغ انعام واسی و اقرب پایا	زمین لرزی علی سجد یمن تڑپو عرش تہایا

فوا مولودا ویا علی بن ابیطالب	
علی نے جام شربت ایسا بھیجا بن محمد کو وہ کیوں پتیا کہ دنیا آئینہ ان تھا اور ان ظلم کو	کہہ دسکا ایک قطرہ سر کر دیتا جہنم کو جو یہی تو کب نہ بھلا ہو لیگا کیوں ہم کو
سخا و فیض کا دریا علی بن ابیطالب	
علی نفس نبی تھا اور کس کیا نہ سر کوئی ہوتا نبوت گہری تھی آخر امت پر کوئی ہوتا	یہ نامکمل تھا احمد کا برادر بہر کوئی ہوتا پیر بعد ختم المسالین کیونکر کوئی ہوتا
اگر پوتا تو سچہ رہتا علی بن ابیطالب	
علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام میں معاذ اللہ جو وہ بھوکے ٹھکانا ہی کہیں میرا	ہر اک ساعت ہر اک غلطی ہر اک مہم میں پڑے ہوں بکرو دید و عمر پر کوئی نہیں میرا
مرا مولو مرا آقا علی بن ابیطالب	
تو لاسے علی کو دلوں میں جوش ستانہ ارگین نلنگین دل بڑا بے آنکھ بیانہ	نفس کی کم کشی جبر میں نقد جان ہی بیجا مرا سیدہ نعم سے ہے غدیر خیم ہی بیخانہ
وہاں پیر غسان میرا علی بن ابیطالب	
سلام سے قبلہ دین اسلام کے کعبہ عالم سلام سے وارث نوح اسلام ای وارث آدم	سلام سے نور اسوۃ السلام کی چشمہ زمزم سلام سے حجۃ اللہ السلام کے بیت اہل علم
سلام سے مصحف گو یا علی بن ابیطالب	
سفینہ نوح کا ہر اہل بیت سر و طاق وہ ناجی ہو گیا جسنے تہ دل سے تمہیں چاہا	مگر نوح اس سفینے پر تھاری ذات ہوتا دل فگندہ ہم بسم اللہ مجربا و مرہبا
لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب	

نہ چھپکتا جو در دل نہ اٹھ سکتا جو درد الایا ایسا قاتی کوثر دم ہی دوشٹھوں پر	نثار نشاۃ دنیا سے مولا حال ہی ابتر قیامت میں ہی کتا ہوا اونچوں لب کثر
ادیر کا سناؤ نا دلہا علی بن ابیطالب	
غرم دنیا و دین شمشیر بن کر مجھے گھیرا سوا تیرے نہیں کوئی کہیں فریاد میں	زمانہ سپر گیا تقدیر پلٹی سب نے بھیرا یہاں بھی آسرترا وہاں بھی آسرترا
اغنئی انت مولا نا علی بن ابیطالب	
مگر بندہ تر آفت میں جو دو سال ہی مولا چرخ غم میں چلا ہر شیا میرے حال ہی مولا	بسرا چھی ہوئی اب تک سے اقبال ہی مولا چھڑا جھکوخدا کیو اسطے جو خال ہی مولا
سنبھال اے عروۃ الثقی علی بن ابیطالب	
در مقصود دنیا میں موج ای بحر خان دک غلا صی مجھ کو قید سے اے شاہ زمان دک	مے دلکو سورا لکھو نکلورے نوا ایمان دک رہائی پنہیاد بار سے اے شیر نردان دک
اشیاءم کا صدق علی بن ابیطالب	
علی قاسم کا صدقہ عابد معصوم کا صدقہ علی اکبر کا صدقہ اصغر معصوم کا صدقہ	علبر دار شاہ بیکس و مظلوم کا صدقہ سکینہ شہر افروز نینب و کلثوم کا صدقہ
مجھے ادنی سے کرا علی علی بن ابیطالب	
حسین پاک کا صدقہ رہوں میں ہر خرد ہر جا ابھی ہر خط پشیمانی کا میری کچھ نہ کھینچا	حسن کا واسطے جھکو مجھے سہ سبز کر مولا پے سجاو چپکا دے مری تقدیر کا لکھا
جو بہر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب	
پے کاظم مجھے کرا غلیظ الغیظ میں شامل	تصدق با تو و صادق کا صدق القول ہو حاصل

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل سے ہائیں	تقی کا واسطہ سمجھو جو تو چاہے تو کیا مشکل
نہ ٹوٹے اب مر تقویٰ علی بن ابیطالب	
تصدق میں تقی کو خاک سے مین پاک ہو جاؤ	منقی کر گناہوں سے نہفت کی خاک ہو جاؤ
نہ فوج غم میں گر کر ہند میں غناک ہو جاؤ	نہ پامال سپاہ گرد شرفِ فلاک ہو جاؤ
تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب	
ترا سے تانزیا نگھوں کے نیچے اندھیرا ہے	فلاک سے گلے چنچر ہے آبِ پھیرا ہے
علمِ فلاسٹ و جال بکھر سمجھو گھیرا ہے	سج تائیم آلِ عبا یہ حالِ سیرا ہے
مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب	
بٹھایا بیخ کے کسار نے تیری دہائی ہو	ستایا چرخِ کج رفتار نے تیری دہائی ہو
رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہو	دبایا گنبدِ دووار نے تیری دہائی ہو
مرے غیر بشکن آقا علی بن ابیطالب	
مر بختِ پیار سے میرا سرِ مولا	یہ لاگن سناں پہنچے پڑ گیا اٹھوں میرا
امان و الامان و الحفیظ و الحذر مولا	کہ گہوارِ یمن اژدر تو نے پھینکا چکر میرا
دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب	
غضب سے گردِ شل یا میر بھی لکھا میرا ہے	ستم کا سناں ہے آسمان ٹوٹا بلکا ہے
مے مولا مے حق میں ترا کافی اشارا ہے	ہوئی ہے صفتِ خورشید سورج تو بھیرا ہے
مے دن بھیج دینا کیا علی بن ابیطالب	
تہنیک لکھتا ہوا بزمِ مشک کشتائی ہو	تمہیں نے جانِ سلمان شیریں مولا سچائی ہو
مرد کو دوڑے کلتہ میری باری آئی ہو	اکیلا پا کے شیر غم نے گھیرا ہو دہائی ہو

مرے شیر خدا مولا علی بن ابیطالب			
پے قرآن مجھے بھی علم سے پھر ہوا نوری	جہاد و نکاح تصدیق ہو عدد و پچھکوفیوری	پے آل نبی اولاد سے ہو خانہ افوری	برائے فاقہ آل عبا ہو وسعت روزی
مجھے سے میرا منہ مانگا علی بن ابیطالب			
ہوا ہی قدر بقدر راج کل مداح حضرت کا	علی بند اسم رکھا باندہ کمر گریختہ کا	یہ برگ بنزلے آیا ہو تحفہ کس لیاقت کا	میں اسکا صلہ ہی پس فقط چشم اجابت کا
تم اسپر صادق کرد نیا علی بن ابیطالب			
<div style="text-align: center;"> <div style="display: flex; justify-content: space-around; align-items: center;"> ی سا ی </div> <hr style="border: 1px solid black; margin: 5px 0;"/> <div style="text-align: center; margin-top: 20px;">  </div> </div>			

ایک نہ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پر نور آصفیہ نظام الملک
میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فاضل فرمای ملک و کن خلد اللہ ملکہ

خسر و باد بہاری کا کھنچا دل بادل
چوب خیمہ ہے دھنک بنہ ہر خوش گل
سبکو ہر سچر کے دکھا جاتی ہر سچلی شعل
سبز جھاڑوں پگستان میں چڑیوں لال
لن ترانی کی نہ سے تدبیر صنّاع ازل
دست صنّاع ازل میں ہر بخار کی گل
گہ فرنگی کا عمل ہر کبھی رنگی کا عمل
کہ گل لالہ پر داغ ستے تا دوج رحل
کہ تمام ابر کا کالا ہوا اوجس لکھنیل

باغ پر آج گھٹا ٹوپ ڈھاپا ہے بادل
ابر خیمہ ہے تو بوندیں ہیں ملنا خیمہ
جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برانگی را
باغ میں چاروں طرف آگ لگائی گل نے
شجر الاخصر ہزار اکا تراشا بچھا
ابر باد و مد و غور شید فلک کا لاند
کبھی چھپا یا ہر سفید ابر کبھی ابر سیاہ
تحت و فوق ایسی بیماری فی لگائی ہو گل
اکہ سال دھٹھ ہیں اسد رجب بخارا سیاہ

و

ہو کے کیجا وہ بخارا سے گہرا یا دل
 ابھی اوٹھیں جو گھٹائیں تو گھری برج محل
 برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا مندل
 ہی و سن برق دمان ابر سید را جانی
 برق کا پاؤں ہر اک مرتبہ جانا پھیل
 لال سیل نظر آتے ہیں فلک پر بادل
 لیچے ابر جو بھر بھر کے کپھالین چھاگل
 انہیں شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اکیل
 ایک ستارہ ڈالا ہے غضب کا بل چل
 ڈنڈ پر خاک چڑھا دیتی ہے آندی ہر اول
 انکو شمشاد کے طرے کو بڑھانے پہل
 دونوں جانب سے وہ خم ٹھوک کر آئی بادل
 سرو کے سمجھو انان جبین کا دنگل
 بان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل
 بارگاہ سے بتوں کی زبان پر ہر بل
 جیسے چوٹی کے شوالے میں چڑھ گیا جل
 جس طرح سینہ معشوق پر آٹھی ہر یکل

آتش نالہ طلاس سے اوٹھا جو وہان
 یہ وہ آذر بہن کہ جیوا انکو گل جاتے ہیں
 درد سرا دسکے ہوا سنے صدای طلاس
 اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہیں دیوان
 آگئی ابر میں پانی سے غضب کی پھسلن
 جا بجا لالہ و صبر برگ ہیں یہ عکس فگن
 کانٹو تون کی زبانوں میں پڑتی تھیں شاید
 وہ اوٹھیں کالی گھٹائیں کہ خدا خیر کرے
 پنج میں پڑے ہوئے اوٹھیں بن گیا ہی
 اینڈ و ایلہ محتاب بنا لاتا ہے
 وز زشین کرنے لگیں نہر حین کی جوبنا
 بدیا ہے چمنستان میں اکھاڑا کہ ہے
 گل کے ماتھے ہی بہار کا پیا لہ اس فضل
 رعنا چلا کے یہ ہر ایک سے کہ جاتا ہے
 حقہ مار کے گل کہتے ہیں سچاں اللہ
 یوں شہر اور بہن باران بہاری ہی سرد
 ابر پر یوں نظر آتا ہے خم قوس قزح

مطلع

جس طرح کانور تھی لیکے چلین گنگا جل

یوں اوڑاٹے لئے جاتی ہیں ہوا میں بال

گولیاں نالہ بلبل کی چلیں سو ملک
 چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوسر
 شور و سحر سے دروازے اٹھاتا میں
 باغ رنگین پہ بہر وقت بھر کارہنما ہر
 کہوئے ہر باغ نے اپنے ورق نگارنگ
 قابل سجدہ شکرانہ ہے گلشن کی زمین
 سرو نے اٹھالی دھانی ہر شہادت کے لئے
 یہ چین زار کجا گلشن فرخار کجا
 گل کی شاخوں پہ عنادل کا چمکانا کھو
 زربہ گل پہلو ہین بلبل کی فغان تاح ہر
 سرونے نالہ قمری کا اثر دیکھ لیا
 کیمیا کی کوئی بوئی نکل آئی شاید
 ہو یہی آتش گل تیر تو اک دن سنا
 ناف آہوی زمین ہین گل خود شاید
 عارض گل ہرچہ شفاف کہ لگتا نہیں باغ
 گل وہ پہلو ہین کہ چھپا لیں عنادل زمین
 گل موسن کو جو توڑ تو مر سخت سیاہ
 سو گھولابے کو تو یک لخت مرا خون جگر
 کیا ہی شاداب ہین گل نگ چوڑا ہر

خوف سے ٹوٹ بجائے کہیں شیش محل
 حوض تالاب باب ہین سبزین جل جل
 ملن یا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل
 کہیں گلدرست شیشہ نہ چوسخ اول
 اوس پہ بیٹے کی بنالی ہر دھنک نے جدول
 جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سر کھل
 بید ہے ساجد درگاہ خدا عز وجل
 نقش ثانی کو پونچتا نہیں نقش اول
 روضہ خوانی کے لئے بیٹھے ہین ہنر ہر
 کسی نادار کی سنتے ہین کہیں بل دول
 جوت آتا ہے کسی کو وہ نہیں پاتا پھل
 آتش گل سے جو گلزار بنا ہے منتقل
 نخل موہین کی طرح جا بگا نخل گھل
 مشک کی بو سی مہک دھٹا ہر سارا جنگل
 ہاتھ تو ہاتھ نظر جاتی ہے گلچین کی کھیل
 جیسے جھونر کیو چھپا لیتا ہر بانی کینول
 سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مر اطول امل
 دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کابل
 ستاخ گل کہتی ہر بلبل سے کہ ہر مندی

شہر چھگے تو معطر ہو دماغ لذت

بیٹہ جا لے جو کسی پھول چوڑی عسل

مطلع

شاہ فصل بہاری ہر غضب کی چیل
سوںوں نے لبغچہ پہلی ہے سستی
شاخیں جھک جھک پڑیں شاہ فصل گل
سوںوں سے خلیل کا بھی مدد ہو رنگ
شیشیان عطر کی کوئی ہرین گل شبنو نے
سرو کے سائے آنکھیں نہیں کتنی جو با
خسرو گل کو کی کیا گتہ شبنم کی
ایسی برسات کے پانی بولیا بہرین چمن
چوبچینی ہر گل ہر رخ نے کہا می شاید
ہر جو خدمت میں جو انان چمن کی سرگرم
قابل دید ہر گلشن میں ریاضی کی بہار
سطح گلشن پہرین ہیچ چمنوں کی شکلیں
روشنی قلعہ عریض سرچمن اون پہرود
قائمہ زاویر ہر کچھ گلستان ہر ایک
بیلچہ ہاتھ میں پرگار ہے تختہ گلزار
کیا ہی موقع سے لگا یں ہرین گلی لہو
کیا ملائے ہرین درختوں نے قدیم گلشن میں

ق

کبھی پھولوں سے ہنسی ہر کھنچ غنچ چیل
چشم زرگس میں متعلق نے لگا یا کا حل
ناز سے ڈال لیا سر یہ اوٹکا آخل
زلف لیلی کی سوا ہے کہیں سنبل کا بل
تا دماغ گل زنبق سے نکلا جائے خل
حبط حسانے دو لہا کرد و لہن پہر سپ
راجا گہر موتیوں کا کال نہیں ہر دہش
پھول جواو سر اوہر ہرین ہر ہول ہرین
زرگسون کے لئے طیار ہوا اطر لفل
باغبان تھکوا ملیگا ترسی خدمت کا پھل
ہر عجب ہندسہ قدرت متراض ازل
گول ہرین کوئی تلوئی میں کوئی ہشت پھل
آبشاروں کے محیطوں نے کیا اپنا عمل
دیکھ لی ہندی کی ٹٹی نے بنا کر جدول
باغبان روز کیا کرتا ہے سب نگین حل
جس جگہ جاکر قریب ہے جہاں جہاں حل
گل شبنو بھی لگا لے ہر کھڑا منہ ہی گل

سرو کپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل	لال کرتی کی پالرن چر شقایق کا جوم
مطلع	
<p>کہہ جاناں چین آج ہرین کچھ اور ہرین گل کیا عجب گردشِ افلاک میں آجانی خد کیا عجب ہاتھ کے تل سے کوئی پھوٹے کوئل کیا عجب نچے جوڑ جائیں نکل آئیں چین کیا عجب نہ دسمجہ سے اوگے نخل امل خاک سے یہ بیروٹی کی طرح آئے نکل کبھے ڈالے پانی میں جو رنگار گل باتیں کرنے لگے تو تے کی طرح ہر توں شجر قد میں قدم کھتے ہی پھوٹی کوئل مانگ کے بے نکل آئیگی شاخ صندل شاخ میں گاؤں میں کے وہ لگا ہل ہل قوتِ نامیہ سے کیا ہی پڑا ہی ہل چل واہ واز ورنو کیا ہی نکالا ہے بل نامیہ سے بڑے زور دن پہ ہر سارا گل پھیلتے پھیلتے مالی ہو جاتے ہرین شل صبح تک سبزہ او بھرتا ہے دود داو گل جھک کوڑے کہیں ضوان ہی نور دود</p>	<p>قوتِ نامیہ ہی اڑھتی جوانی ہرین کیا عجب سرو پہ چھو بہ نگر دن نگلجے کیا عجب لوگ تھیل پہ جمالین ہرین کیا عجب پیکر عشاق نہیں خاک چین کیا عجب شتہ زار سے بلین پھیلین کیا عجب حشیدان بھی پے دیدہ ہل کیا تعجب سے کہ تر سے اوگے سبزہ تر کیا تعجب سے کہ شیشے کی ہی پھوٹے جو زبان باغ میں جائیں جو گلہ نئے جو بن ابھرن لعل نہ سونگھ کے معشوق تاشا ہو گئے قلبہ رانی میں کشا و زریہ چلاتے ہرین شاخ و شاخ ہوئے گاؤں میں تو فلک کھچے سنبھل بہ بڑا ہکا ہکشان ہی اولجھا صورتِ گلشن شد اوند او بھجائے کہیں گھانس سی گھانس ہی ادغنی فیض نو شام تک خاک بھی چھلجاتی ہر دود و لشت باغبان چرستان کی ہی گر دودن پڑ باغ</p>

سب و شاد و شمشاد و جی طوبی سے بٹنہ
 جو یونین چھاتی چلتی رہی گاش برین ہمار
 کیا تعجب ہے جو گولہ برین بھل گئے پھول
 کیا تعجب ہے کہ پھر برین بنو پیہ را ہو
 داسن نیگی ری اوٹھکے ہو چرخ نیلی
 ہست و النون نظر آنے لگے ملک کن
 کہکشان ہے کہ نظر آتی ہے ہوئی ندی
 مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور
 حیدر آباد ہے اونچا فلک چارم سے
 ہر وہ خورشید علم اس فلک چارم پر
 مہر گستر فلک ملک کا شاہ خاور
 شاہ محبوب علی بادشاہ ملک کن
 عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردون
 سر سبز جہان وہ کہ دے قبة عرش
 چہرہ وہ ماہ شب چارم پر جس سے بخیل
 وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا بھلکے
 آنکھ وہ جبین ہر دست بھری شنگاہ
 وہ زبان نقطہ موم موم مفصل جس سے
 لب وہ جان بخش کہ امرت نہی بانی بانی

ق

ق

جائے طوبی نہ کہین عرش کی دوس باز گل
 جو یونین نامیہ کرتار باغبر قندیل
 کیا تعجب ہے اگر سر زمین آجائے پل
 خاک سے چرخ کی بانہ کو پل بند حیا پل
 اس قدر خاکست اوچا ہو ہر اک کوہ دہل
 پر یہ ہی شکر طاکہ لنگہ نوین نہ کوئی خلل
 وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ سپن اول
 چار دینار برین یا عرش کی ساتویں پل
 جہذا قدرت و صناعتی صناعت ازل
 جبکہ ہر خاک پر ہی وہ ہو چکے مانتد عمل
 ذرہ پرور کر موم و مہرین اک ضرب شل
 خود اولی الامر جہان نخل خدایہ جیل
 عقل وہ جس سے عقود فلک پر یوں حل
 زلف ایسی شب معراج جو بھیرا و جھل
 جاوہ وہ جسکے شب ماہ رہے زیر نخل
 وہ بھوین جس سے کھلے عقدہ مالانخل
 مردک وہ کہ کھسے مردی اسمین ہر پل
 وہ دہن نقطہ موم موم بھی جس سے جھل
 وہ ذوق جسکی لطافت پہ گھلے امرت پل

سینہ وہ سینہ کہ کھکے نہ کبھی یا و خدا ہاتھ وہ ہاتھ کہ دل غلق کر لیں تلخ توں ہاتھ ہاتھ نہ نکون ہو لگا دی دل جان ہاتھ پڑا ساری دنیا کو سنبھالی ہوئے ہرچ دنوں قدم ایک تو قطب جنوبی ہو کہ قایم ہے جہان یا آئی میں جنون خدا کف پاسے حضور نہ کہیں نقش قدم مجھ کو بنانا یا رب ہاتھ ملتا رہوں رہوار کی تیزی سے پڑا	دل وہ دل حسین سمائے نہ کبھی طبع اہل پاؤں وہ پاؤں کہ ثبات قدیمی پر ہو اہل پاؤں کو چوم کے اسے طبع رواں چلے انہیں قدموں کے نشان سے یہ معا ہوا چل دوسرا قطب شمالی ہو کہ عالم ہے اہل انہیں قدموں سے رہوں تاکہ لگا ہر اک پل کہ جدا ہو کے کہیں مجھ سے قدم ہاتھ کو مل نہ یہ تشکی کہیں کا نور ہو یہ چل وہ چل
---	--

مطلع

کیسا رہوار سب ایسا یہ ہو کی ہے کل گنڈا کرنے میں بنے شاخ خمیدہ گردن یہ اگر ابلق ایام کو ٹا پین مارے چاند نعل سکے ہرین یا چار ہلال گردن کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب تیر جب طرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا کون ہی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشا اللہ اکل اشارہ جو کرین اسکو حضور پر نور اوسکے سوچ کو وہ یوں ٹاپے ٹھنڈا کر کے دیکھ لے تاکہ خلائی کہ قیامت کی ہو چال	بے سہارا یہی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل تھوٹی غنچہ برسوسن سب بگل ہوں کھل شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل راہ یکساں ہے ہر تین طارون میں عمل چاند ٹیکا ہو تو نور شید بنے داغ کھل اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل قدم او ٹھنڈے میں نظر آتے ہیں دھتھی کو پل شیر گردن سے لڑے پھانڈ کے گرد نکاحل کہ ڈھلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل اسمیں ہے ابلق ایام سے بڑھ کر جھل بل
---	--

واہ کیا میرے سلیمان کی سوار کی ہر دم آگے ان پر یون کو دیکھو تو کئی دیو سیاہ	سب یہ پر یون کا چلاوا ہی کہ کوڑ کو تیل سیت ہاتھی ہین کہ تھیا کا اٹھا ہر دال
--	--

مصطلح

ہر گیت گیت گیت گیت گیت گیت گیت گیت پاؤں کی گا د زمین کو یہ ابھی ملٹ لین دیکھئے دور سے آنکس پر کہ نکا ہے ہال منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا کالے بادل جو بے پاؤں چلے جاتی ہیں کہیں بادل کی گرج بھی زمین ہتی ہی بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے نکلنی ہو طور پر ہی شب معراج کہ اس قد یہ رنگ پہلے ہم عرش کی زنجیر بنا کرتے تھے لیکے یہ سو ٹہن پانی کو اوڑھنے چھپا کالے بادل میں نظر آنے لگا لان نہک زین عمارت میں مرے قبلہ عالم جو آ تیغ دردست ہین ہاتھی پہ حضور پر نور	کجلی بن دہوم جسے جگ میں سنا سنگل فیل بان بٹھیکے کے مسکت جو کہ دین نکل دیکھئے پاس سے ہاتھی ہی کہ پرخ اول یہ سیر رنگ پھرے آنکھوں بن بلکہ کا حل بے صدا پاؤں یہ دہتر ہا ہی زمین پر پہل اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہو فلک کو ہل چل سایہ ویرانی اعدا کو بنا گھٹ کر زحل دانت ہین وادی موسیٰ کی ڈھتی شعل دیکھ کر سو ٹہن زنجیر وہ عقدہ ہو حل سارے ناکم کو نظر آئے برستا بادل یہ رنگی سو ٹہ سے دکھلاے جو کا اسکل پوشش کعبہ سیہ ہین ہین ہاتھی کا محل کالے بادل میں چمک جاتی ہو جلی مل
--	---

مصطلح

ہر سر پا جو لوافتح کا تلوار کا پھل جست جو ہرنے دکھائی ناکا دشت کو گھم	بے سرا پا بھی لوافہ یہ میان مقتل پہر کہی موت کے اس نہ ہوئی دو بدل
--	--

یہ ہزاروں میں نکلتی ہو پڑی ہو چھل
 کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل
 لال چھو لو نہیں لہی جاتی ہے آتھی کوئل
 جس طرح ایک کو دو دیکھ لے چشم حول
 جو گیا سامنے اسکے وہ گراسر کے بھل
 میں کمون قہر کی نایب کہ ستم کا کس بل
 آج اک برق ہو کیا ابر میں ڈوبا ہو چھل
 کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصقل
 عید قربان کا کیا کام میان مقتل
 توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے پہل

آف رس جو ہر ترسے دیکھ کی صفائی دیکھو
 کھینکے چلنے ہی لگے تیغ ہو یا سوخ شراب
 نیچہ سبز ہے پر خون میں ہیرا جاتا ہے
 اسکے جو ہر کو عدد و دہی نظر آتا ہے
 کسی مسجد کی ہی محراب یہ سحرانی تیغ
 چشم معشوق میں ڈورے ہیں کہ ابرو بتاں
 اب تک تشنگ ہو کیا تھر ہے تلوار کی آئین
 لوگ پس کتے ہیں صحبت کا اثر ہوتا ہو
 چرخ پر چڑھ کے جو اتری تو بنی عید کا چاند
 چرخ خالی جو ہو توپ نے لی اسکی جگہ

مص

ساتون افلاک کو گولی کی طرح جاگل
 خوب باروت ہوتا ہی دہوان دہارل
 توپ جیوت غنی دغے ہی گرے بادل
 اسکی متاب ہے یا ماہ سپہراول
 پٹر کی کیلین میں کہ سب عقدہ مالانخل
 گرہ نارسے یا توپ کی ساری ہیکل
 گولادہ گولادہ قلعوں کو کرے مستاصل
 سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئے راجا

اژدہا توپ سے دم اسکا ہو وہ ضرب مثل
 سو رکھا جاتی ہو پر مارا گل دیتی ہے
 اسکی رنجک جو اڑی دڑتی ہی جلی چکی
 چرخ پر توپ سے یا کاکشان چرخ پہر
 اسکا پٹر دیکھتے سب خرم فاطون آب آب
 پٹر کے پیچے ہیں کہ قلعین میں ونون جاب
 توپ وہ توپ کہ دب جائی حصارِ دون
 یہ پیالے کے قتلے سے ہوئی ہی کالی

<p>میں سمجھوں کسی چیز کی نیک سیٹھاؤ گھڑ چڑھی تو میں ہر سرکاری کیا ٹوپی یہ دعا کرتی نہیں اور غصا کرتی ہیں گولہ انداز ہی مشتاق ہیں سجان اللہ صبح کو جو رہنے عدل کا جامہ پہنے</p>	<p>ریل سے پیلن مان اسکو اگر سر کر بھل تو پون پوڑ سے ہر پر گھوڑ دن پہ تو پونکا محل اپنی گھوڑوں سے ہی تیر چلیں وقت بدل مشب کو یوں جوڑ کے نقشے کو اوڑا میں وہیل پہر تو سونا سے دربار کو ڈھری پیدل</p>
--	--

مطلع

<p>شیر بکری ہیں قرین پہر نہیں کوئی سب کو اک عام اجازت سے غنی ہو کہ نہ او کی خلوت کو جو پوچھو تو بہ از جوت سے ہر شجاعت میں جو دیکھو تو وہ بے مثل نظر نہر ہے تن میں روان خون رنگ لالہ سانے آتے ہی ستم کا بھی قالب ہوتی گیو و ستم سے ہی بڑھکے سپاہی و کا دیکھتے ہیں کو تھکان جنگ میں پیدل ہوا سب عرب کہتے ہیں تیزی میں قمر کی تاثیر او کی خیانت و سخاوت کا نہ پوچھو مذکور سوفے چاندی کی اینٹیں ہیں کہ میں شمس و قمر کردیا کشتی در دیش کو زور کی کشتی قوت زر سے ہوئے زال بھی سب نال نہ</p>	<p>دیکھو میں ایک ہی پنگے یلی سدا درمل ایک انورہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل فوج کی فوج سما جاے وہ ہر گوشہ محل اوس سے انگین جو ملائے کوئی ملی نہیں متحرک نہ رنگ گل کی طرح ہوا کھس رم کرے سامنے سے بیکہ وہ م کی کھل نیزہ دگر ز سے لے کام اگر وقت بدل گر زار سے تو سوار نکو بنائے پیدل جہشی اوسکے ہیں دشمن کے بٹانے کو زحل سپید گچ سے بھر چڑھیں ہیں اپنی اوخل بہر دیا اوسنے زور و سیم سے کرد و کا محل سامنا ہوتے ہی سیلی جڑ کلے کی ہیکل کہ جوانی سے بڑھاپے کو دیا اوسنے بل</p>
--	---

ملک اور ملک ہے خدا یا کہ کوئی جنت ہے	جس جگہ دیکھیے سب عیش میں تہی جہاں
مطلع	
<p>ہاں مے ساقی بدست بجا اپنی بھل دیکھنا آج وہ ہن برسیگا انشا اللہ بٹھے ہیں تخت سخاوت پر حضور پر نور شاہ حبیباہ جو کھوسے کا خزانہ بنا ہم تو مداح حضور ہیں کی کیا ہرین گئی پشتوں کا خزانہ ہرین گدھی کے پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہرین صاف باطن ہی کہ سرکار پہ کی جان فدا اک نظر پہ قادیون پہ پہلی عراب سخا لاکھ امیدوں کی امید یہی ہے اپنی دوسرے نہ کہیں جب کہ صلا مانگو قدر جو یونہی مانگنے کی اوکو پڑی ہو عادت تخت طاووسی کر رہی ہے جب تک قائم یا خدا عرش پہ پونچھ تری کرسی حلال زرفشان تاج ہو خورشید کے سر پر جب تک یا خدا ملک کا ستارچ رہے تیرا تاج ماہ خورشید ہو جب تک کہ کر کے ضیا</p>	<p>دیکھ دھن سے برستا ہوا آیا بادل غربا ہند کے سونے کے اٹھا ٹینگے محل قلعہ افلاس کا کیوں بڑے نہ ہوتا محل زر امید سے بھر جائیگے سب کے بنگل نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے محل شکر ہے سابق الایمان ہرین ہرین ہرین باپے دا بھی ہوئے دفن میان بزل یہ صفائی تھی کدائی اونہی نئی مل میں محل سب کہیں سوکھے ہو گھیت پہ بربادل اب جاؤں کہیں میں چوڑے کے یہ رنگ محل بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہو محل اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر کہل جب تک اس تخت کا پایہ رہے جہنم پائے عرش کے اوس پار رہے تیرا محل جب ملک تیغ ہلالی ہو گئے میں ہیکل تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا میں محل جب ملک خوسے ہو یہ بام فلک کی مشعل</p>

یا خدایا شاد رہے تیرا وزیر لایق
 فوجیں بہن ثابت و تیار کی جب تک قائم
 یا خدا خلق میں سب نظم و نسق تیرا ہو
 حوت جب تک کہ رجا افلاک میں ہرج آفر
 یا خدا زیر سب کے ترا قبضہ پھیلے
 کہ کشتان رات کو جب تک کہ ہفاک پر
 یا خدا عرش پر گرجا ہے حضوری جہنم
 مشتری سات ستاروں میں ہر جہتک ہما
 یا خدا تیرے محبوب کا چمک جلے نام
 کرین گون کشیاں تو وہیں گردن کٹجا
 ہفت قلزم ہر زمانے میں جہاں تک جاری
 یا خدا تیرے عہد کا نہ لگے تہل بڑا
 کچھ جوا وہرین تو گرسے برق غضب کے دوتے
 قدر مان ہاں کہیں غصہ نہ تمہیں آجائے
 ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت
 فاستدراج ولی پیر میں پڑہنا ہے ضرور
 گو کہ اس بات پر دونوں کی سخن میں شاید
 پراد سے ہند کا تحفہ یہ قیصر دہلیجاؤ
 گور سے اوٹھکے کے صل علی صل علی

خوش رہیں او کی یا وقت سب علی علی
 جب تک اس نظم سے آئینہ دنیا میں
 ساری دنیا میں بند ہر فوج حضوری کا
 رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اول
 شاخ و شاخ رہے تیرا عمل تا چرخ
 دن کو جب تک کہ تیرا پای فلک کی چپا
 تیری نصرت کے لواہیں کہی آئے نہ خلل
 سب سیارہ میں جب تک کہ ہر نام چل
 تیرے دشمن رہیں دنیا کے ذلیل و خوار
 سرا و ٹھانین تو گرین خاک پڑے ہر
 برن جس وقت تک مہر سے جاتا ہے کھیل
 دست و پا دنگے گلین پیر میں ہو کر
 کچھ جوڈ و میں تھا و نہایتا ہر آجی
 ہستین نہ پڑاؤ کہ ہو سب میں پھیل
 مے کو مارنے سے ٹکویا گیا پھیل
 کہ دکن میں وہی شاعر ہوا سب سے افضل
 نقش ثانی ہو سے تم اور وہ نقش اول
 کہ ہر اک شعرا کا عقدہ مالا فیصل
 مردے جی دیکھے دکن میں ہو ہی ضرب

نزدید وہی سہکار کو تم پہلے پیل	اس قصیدہ کا جائزہ محبوب نام
شعر گئے ہوں جو منظور تو کیا شکل ہے حیدر آباد کے اعدا گنیں اہل محل ۲۳۰	
<p>قصیدہ مہر منیر درج نواب سالا چنگل سیرالہ ولہ تختہ الملک میر لائق علی خان بہادر عماد السلطنہ مدار المہم سرکار عالی داحل قبائے</p>	
<p>سہ برانڈی کہیں شیریں کہیں بوتل میں سیر خانقہ سونی ہے محراب تہی غم منبر مے لڑی ہی ایسے چھلکتے ہیں سب و ساغر پھول سے پھول کی بو کھاتی ہی باہم بکڑ دورہ شامیں ہیں کہیں تا وقت سحر مشکوئیں سقون نے بہری ہے شرابِ احمر لو پیو آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر شور ہے مست رہو مست رہو اٹھ پیر فکر ہے مے پیو نیلام کر دسار اگھر نکر کوئٹن پھٹکتی نہیں اگر دم بھر تاچیں کہ تا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر شور قفل کا اڑاتا ہے کہیں ہوش بشیر</p>	<p>نرہا محتسب وقاضی و مفتی کا خطہ کہیں زاہد ہی کہیں شیخ کہیں اعظامت پچھلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی دریخانہ سے میلا ہے دریاغ تلک کہیں ٹھوکر کی سبیلین ہیں کہیں پھولوں کی کان اڑتے ہیں کٹورہن ہی کی جھنکاروں سے دیتے پرتے ہیں صدا کوئی نہ پیاسا جائے دہوم ہے آئی بہار آئی بہار ان روز دن فکر ہے مے پیو اسباب پہ چٹھی ڈالو ہاے کیا فصل بہاری ہے عجب مہم ہے کہیں بائیں کی گنگ سے کہیں سجتا ہوتا جلتے رنگوں کی صدا کے کوئی سچ تین ہے</p>

<p>تیر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر کہیں ایلی کہیں شیرین کی حکایت ازبر جنگاب دارا ہے کہیں واقعہ اسخند سام کا حال کہیں واقعہ زال زہ کہیں حسان کی فصاحت کہیں تہا بکا نہر جبکہ نہ نہ میں جو کچھ آئی وہ آوازیں سب پر غم غلط کرتے ہیں نیلھے ہوئے یوں ہی اکثر اون ہنگون سے کہ میں نے زار دہیان آدہ گور کے مردے اوکھیرا کر داٹھہ سپر</p>	<p>کوئی پڑتا ہے کہیں شنوی میر حسن برزبان ہے کہیں مجنون کہیں فراد کا حال جنگ ننگی ہے کہیں واقعہ روی ہے کہیں رستم کی لڑائی کہیں سہراب کی رزم کہیں کسریٰ کی عدالت کہیں حاتم کی سخا جو رنگ آئی جسے باندھ دیا جھاڑ پھاڑ رند و آزاد و بفرہین بیخانے میں جمع یہ زٹل قافیہ سن سکے نہ تاب آئی مجھے چشم دیدہ منو مجھے نہ شنیدہ مانو</p>
---	---

مطلع

<p>وہ لکھن نور کے انشا کہ تیر کی نظر کھینچ لون تیغ زبان کیسے اگر یا حیدر عرش سے جھولتی رہا مری تیغ دوسر ہان مری فکر بلب آج پہنچ کر سی ہان مرے پائی متاعش کر اوس پار ہان مرے زور خیالات جوارے لشکر ہان مری فہم جوان بڑھکے چھا دیو نہر سکے سودا بھی کیسے مسلسل علی چلا کر ہند سے تاعرباک دہم رہے آٹھ سپر</p>	<p>دیکھنا خط شاعری کی بنا کر سطر عزم خامہ میں لون کیسے اگر یا عباس گاڑوون سحر کہ دج میں جھبٹا پنا ہان مری طبع رسا خاک سیا فلاح پر چڑھ ہان مرے دست میان عرش کی زنجیر ہلا ہان مرے شور مقامات بجا دے نکلا ہان مرے ہم روان اوٹھکے بٹھا دو سنگ ہان بلاغت وہ فصاحت سے نا دور خطیب اوکی آواز سے گور تیشی ہلجاسے</p>
--	--

<p>جو ہر خوش روی کے چہما دون تیور یوں مضامین سی ہوا پر ہر مارتخت ہنر اوسکا علاج بنون ہے جو سلیمان نظر میر لائق علی لائق دزدی ختم و ہنر میر عالم کے گرانے میں بڑا نام آور دہوم ہر دہوم کہ تھی باپ پیشانی کبر اوسکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اکو پر جیسے اللہ کا پیارا ہے مرا خیمبر راے وہ کا پنتا ہے صبح کو صبح تھنر اگیا حکم روان اوسکا جسم ہو کر</p>	<p>تیغ ہندی جو کھنچے نوز کے جوہر حکیمین جیسے پران لکھی ہرتی تہین سلیمان کا تخت لیکے تیخت ہنر جاوون مثال آصف وہ سلیمان ہے ثواب منیر الہ خود بخنی ابن بخنی باپ وزیر اپنے نیر حد اعلیٰ کی وہ شہرت تھی کہ ہر عالمگیر باپ کے نسل ہوا ملک بین مختار الملک میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پر خیم بادپا اوسنے سواری کو منگایا جدم</p>
--	--

مطلع

<p>چاند ہے برق جہندہ ہے کہ اک باد حشر دست و پا چارون ہین یہ چار ہوا میں ہلکے اوسکی رفتار کی تیری ہے کہ باد صبر چال میں چہو نہیں پاتا اوسے سایہ دم ہر تھو تھی ابر کا لکھ ہے تو دندان خنجر چال وہ اسنڈی چلی آتی ہے موج کوثر کتا ہے دونون جہانین نہیں میرا ہنر صفت تو صفت ہونو کن سچ دنیا بلی دھر کی ہونو</p>	<p>اوسکا شبید زچلا داسے کہ اک تیر نظر اک دہور ایک صبا ایک شمال یک جنوب باد پاس ہے پسک سیر کہ چوبانی ہے اپنے سائے سے پھر کتا ہے کلیلین دیکھو رات قطبین پر یا کانو نہر اندھیاری ہے وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹور اکھ لو دونون یاگون پغضب جہو متار ہتا جو وہ جب صفت رزم میں نیم کو چو کر کے چلے</p>
--	---

تیغ در دست جو نواب سواراوسپر ہوں
 تیغ وہ تیز سائے جو کہیں آنکھوں میں ٹو
 جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تو وضع ایسی
 اوسکے ساغر کی ہے اگر کشتی ساغر خور شید
 مثل شمشیر ہے قبضے میں دلیل قاطع
 بگھیاں نور کی کیگی ہیں سواری کے لئے
 ریل گاڑی کی اڑاتی ہیں دھڑکن چلنے میں
 ہاں کسی عہد میں تاخت سلیمان مشہور
 داسن دولت جاوید ہے اوسکا دامن
 وہ سہارا ہے غریبوں کے لئے صبح و سہا
 وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا
 وہ ارادوں کے لئے جاے نماز حاجت
 وہ بلاؤں کے لئے پردہ و حائل
 وہ یہ شے ہے کہ دے او کو تے گرد و ناسا
 وہ سحاب گہرا نشان ہے چلین اہل نیاز
 وہ جھکار تھا ہے کیا سوچیے اخلاق کا حال
 وہ مرے ذہن میں اک بے رقی فتح و نصرت
 وہ مری دید میں اک پردہ چشم غفور
 وہ مری عقل میں اک سلسلہ غرض

کرۂ باد پر اک برق پڑے سب کو نظر
 کا جل آنکھوں کا اوڑھے پر نہوتلی کو خبر
 سچ ہے دشمن سے بھی جھک جاتا ہیں سب ہی ہوا
 اوسکے خجھر کا ہے میں سچ نیام خجھر
 ہے دعا سے غزب پشت پہ مانند سپر
 عقل چکے میں ٹپت دیکھکے جھکا چکر
 اس زمانے میں تو ممکن نہیں ادوں کا ٹکر
 پر وہ کانوں سے سنا اور یہ میں پیش نظر
 در اسید و در فیض ابد اوسکا در
 یہ گزرا ہے فقیروں کے لئے شام و صبح
 یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر
 یہ مرادوں کے لئے سجدہ گاہ نظر
 یہ دعاؤں کے لئے راہمیر راہ اثر
 یہ وہ جا ہے کہ جہاں پہنکدین سرکش فر
 یہ جناب ہنر آرا ہے بڑ ہیں اہل تہنر
 یہ کھلار تھا ہے کیا پوچھیے باطن کی خبر
 یہ مری یاد میں چار آئینہ فتح و ظفر
 یہ مری چشم میں اک حلقہ چشم قصیر
 یہ مرے علم میں اک آئینہ اسرار

چھ مہری فکر میں اک دامن دریا سے جلال	یہ مرے درک میں کشتی شرافت کا گزر
توہ مری فہم میں دست ہوس طالب یار	یہ مرے دہم میں آغوش حیات دہر
وہ مرے دہیان میں برگ شجر طوبی ہے	یہ مرے بیوح میں سہ میت مقدس کا در

مطلع

میر جاحامی سحرین در علم و ہنر	جنذا وارث بربین میر زاد و گھر
تیرا دامن مجھے جز دان کتاب سمیت	میری عزت کے وفاتر کا ہی صندوق فیہ
خط تقدیر ہے میرا اسی دامن پہ لکھا	روح محفوظ یہ چوکھٹے مجھے ستر
باد بان ہر مری کشتی کا نہیں یہ امن	در نہیں میرے سفینے کا ہیں ہر لشکر
ہر مرے ہاتھ کا داستانہ تیرا دامن	میرا خود قسمت سے ترا حلقہ در
اب بچھوڑو گنا بچھوڑو گنا وہ دامن ہر تہ	اب نہ اڑھو گنا نہ اڑھو گنا وہ چوکھٹے میر
میں جو بندہ ہوں تو ہر آپ کے بحر جزو	میں مسافر ہوں تو ہر میں آپ مسافر پر
تیری دریا سخاوت کا بیان میں ہی کر	بحر کون سے میں سماتے کہیں دیکھا ہوا
دردندان کا کوئی فیض وا نہ دیکھے تو	گلی تھو کے تو بنے کرتے ہوئی آب گھر
سہر دیا خانہ درویش میں زر تو نے تمام	وقت خواب کو سمجھتے ہوئے سو گیا گھر
میرے مضمون کسی ہی نہیں اڑنے پاتے	سن گئے تیری عدالت کی خبر بل نہر
ٹوک سکتا نہیں مشرق کسی کوئی مغرب تک	ہاتھ پر سونا اوچھا لاکر سے شاہ خاؤ
خلق میں دہاک تھوڑی بندہ کی ہر ہی	بن گیا گریہ مسکین یہ دبا ضیف نر
وہ شجاعت کہ ہر ہالی بھی شجاع الدلو	نام ہی میر سعادت علی فی جوار
خودی ہر ہی ہو خودی میں بزرگی پیدا	یہ ہلال فلک بج ہے بدر آٹھ ہر

عقل مہ سپہ کار طوسے زمانہ کیلئے یوں ہر وہ قوت بازو سے جٹا لالا جنہاں رستم میدانِ شجاعت سے ہر وہ مرجبا حاکم شیلانِ سخاوت سے ہر وہ واہ کسر اسے شبستانِ عدالت سے ہر وہ یہ صفات اس کی ہر ذاتی عجب اس کی ہر ذات قدر تم آئے تھے کس کام کو کرنے لگے کیا ہوش میں آؤ ذرا چشمِ خرد مل ڈالو	طالع ایسے ہیں کہ تصویر بنے اسکندر جس طرح قوت بازو سے ہمیں حیدر بلکہ رستم ہی سنے نام تو کانپنے سے ترتر بلکہ حاکم کو یہ قدرت تھی نہ یہ زور زور بلکہ کسریٰ شہ بیہن تھا وہ دیندار فر ذاتِ قلام سے جب تک ہے صفاتِ ہر چڑھ کر سی پہ تو ہر عرش کو چھو لو بڑھ کر لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقتِ سحر
---	---

مطلع

میرے ساتی نے مرے منہ سے لگایا ساغر منہ چھو ہاتھ مرا تھا مود و دود و دود میکشورہ سے اٹھو اور خم و جام و سبو نشہ کیا چھایا کہ انگہوں میں اندہ ہر چھایا نشہ میں چورہوں چھپتے نہیں ہر رازی اپنے آقا کو نہ میں جاگتے سوتے بھولا جب تکاستم یہ زمین اور زمین پر فلک ادن ستارہ نہیں ہر جب تک کہ نظامِ شمس رہے زہرہ تری محفل میں ہمیشہ نقصان شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا	مطر بوجھکو سبنا لو میں گر کر بر لب پر خدمت پیرِ بخان میں مجھے پوچھا و گنگ مست ہوں مست ہوں گنگا کی گلی میری ٹھوکر اب سیر مست نظر آتا ہے میخانہ بھر دل میں جوتا ہے آتا ہے زبان پر زور رونگٹا روگٹا دیتا ہے دعا آٹھ ہر اورا فلک پہ ثابت ہیں جہان تک اختر سب سے ستارہ کا جب تک ہے فلک پر چکر خود طار در ترے دفتر کا رہے ہر دفتر انجمن کا تری ارکان بنے ہر شام
---	--

تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر
 کہ یہ بخت کرے اور پہر آئے در در
 کھینچ کر پیہر دے مریخ تھا پر خنجر
 کیلئے اک تازہ غزل خاتمہ دعوت پر
 وہ نئے طائر ایجاد کے نکلیں شہر

بڑھ کے ہے حکم قضاسی ترا حکم حکم
 تیرے اعدا کو زحل چرین لینے دیکھیں
 پہرے پہرے جو عدد تہمت کے گرین منہ گرل
 ختم کر دیجئے اسے قدر دعا سے شری
 ہوش ڈرا دیجئے بلبل کے رنگ بلبل

غزل

کیون نہ منہ نہ دیکھے دیباے کھنڈا ہکا
 تاکہ وہ دیکھ لے اوسین رخ انور ان کا
 سلسلہ ہے مجھے گیسو سے معنیر ان کا
 آب حیوان میں بچھا رکھا ہے خنجر ان کا
 یہ خداوند مہین میں بندہ بے زرا ہکا
 اوسین جہ چاہیں چلا آئیں ہی گہرا ان کا
 دل یہ ہی مہر و محبت میں فنا گرا ان کا
 رہے انپر بھی نظر آگے قدر ان کا

چشمہ منہ سے لب نہ کہیں بہتر اہکا
 تھی نقطہ جام بنانے سے ہی جم کی خنجر
 بے وسیلے تو خدا تک ہی رسائی ہو حال
 اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو میں ہی جاؤں
 چین یہ مخدوم میں سو جان بھلا کا خادم
 بے تکلف ہوں مگر دل کا نہ پوچھو حال
 رکھ دیا نام قصیدے کا مری مہر منیر
 قدر کو آپ کے دربار میں لایا ہوں میں

دارالامارۃ

در مدح جناب امیرالوہ سعید الملک راجا محمد حسین خان بھباد
ممتاز جنگ و تبحر مخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کیلون کا ہو گیا انبار بدل کر آئی ہے مشاطہ صبا جوڑا دھڑی جمائے ہوئے سوسن آہ بھڑکنا اوگی ہوئی ہے لب نہر باغ میں کنگھی گلون کے چہرے پر افشان چنی خوشنم مثال سینہ معشوق پٹریان ہین صاف بتائی مایون نے سر کو تراش خراش گئی چمن سے اودھر خواہنا زین گرس اودھر ہوا سے ہوئے لکھائے ابرخود اودھر دہنکے بھرا اپنی مانگیں ہینڈ اودھر جو نہر چمن کو ہوانے لہرایا	بند ہا عروس بہاری کے در پہ بندھنوا سفید ابر ہی چھایا تو ہو گیا گلنار حنالکائے ہوئے پنچے میں جو کھنچا بڑ ہارا ہے جو ششاد طرہ طرار جو غازہ ملتی ہے رخ سپہاوی فصل ہیا جو داغ بیل لگائی وہ ہو گئی زنا سکھایا سوچنے ہر نہر کو نکھار نکھار اودھر کو سب بڑ خواہید ہو گیا بیدار اودھر چمن دم طادس بنگیا اکبار اودھر ہوا لب لالہ بھی پان سے گلنار اودھر بھی کوند کے بجلی دکھا گئی دیدار
---	--

<p>ادھر گلون نے لگا لاطلاے دست افشا ادھر ہی جوہم کر آیا سحاب گویا ادھر گلون نے سرون پر بھی نمی دتار ادھر لٹکے گئے سبیل کے شعلے تابہ کنار ادھر جھپک گئی نرگس کہ غیظطف الصبا ادھر سحر کو کھلی چشم نرگس بیار</p>	<p>ادھر قصید سے پڑھے بلبلون نے نالون کے ادھر کیلے صدف برگ کے ارتعشہ ادھر چین نے کمال قبا سے اتبرق ادھر جو طرہ شمشاد بڑھ گئے تادوش ادھر گشتا سے ہوئی چٹنگ یکا دالبرق ادھر چلی جو چین میں ہوا سے راح افزا</p>
<p>مطلع</p>	
<p>عجب نہیں ہے اگر کو لیدین لب گفتار عجب نہیں ہے زبان آوری کرے ہر خا عجب نہیں ہے سجا نفس ہو یاد بہار کرین چین میں بگولے کی طرح خود رفتا عجب نہیں ہے کہ بول و ٹٹھے طوطی زنگار چمن سے چین تک ملک چین سے مالگلا اگر بونک فلم صورتے تک نہ نگار تو نکلیں نہ مرین مرغایان قضا و قضا عجب نہیں ہے کہ بادل ہو مرغ آتشوار عجب نہیں کہ ہزار سے سنکلی صوت ہزار ہو امین نہیں بنے ہنس سے ہو مہم قار</p>	<p>چمن میں برگ گل تر بصورت لب یار عجب نہیں ہے زبان ہو دہان فخر چین چٹک چٹک کے کہیں غنچہ قم باذن اللہ عجب نہیں ہے جو یہ سنکے سرجل نکلیں عجب نہیں ہے کہ آئینہ آب حیوان ہو عجب نہیں ہے بقول ظہیر فارابی زاعتدال ہو احکم جانور گید عجب نہیں ہے جو پھوٹیں جاب کے بیضے عجب نہیں ہے کہ بجلی ہو مرغ آتش زن عجب نہیں گل لالہ پڑے جلال کی طرح صدے رعد سے ملکر ہر ایک قطرہ آب</p>

مطلع

بنی ہر زخم ہر اک عند لیب کی منتقار
 گرج ہے بادلوں کی یا ملک ہی طبلے کی
 سمان بند ہے جو گاتے ہیں کیلیان ملی
 لگائی ہے گل شبونے شہرہ سی شہنائی
 ادھر ہر جو ملے بجاتے ہیں تالیاں پتے
 گرے جو برگ ہوا میں دھٹے وہ قطن نان
 بہرے ہوئے ہیں بیابان گلوں کے شہر سے
 ہر اس بہا میں ایسا جنون کا جوتن خرو
 یہ حال دیکھ کے صوفی ہی دجہ کرتے ہیں
 لگا رہی ہے وہ بالاسے سر و قری ضرب
 زمین کرنے لگی آسمان سے باتیں
 او دہر تو فاختہ سے غل مچا جو کو کو کا
 او دہر ہے سر و پحق سرہ کا ہنگامہ
 وہ بھلیوں کی چھک اچھ بادلوں کی گرج
 وہ آبشار کے لٹے وہ موج باد صبا
 وہ آمد آمد مہیوں کی وہ مہا کا سناٹا
 وہ ساؤنی کی بہار میں وہ رگساؤن کی
 بھی ہی حیار و نظرون ایک رگ رنگ کی دھم

جہان پڑی رگ گل پر بچا چین میں شمار
 جو مورنا چتے ہیں ہل رہا ہے سب گلزار
 کہ پل ہے کاسہ طنبور سیان میں تار
 جو پتے پتے ہیں جہاں ٹھیں جیتے ہیں شجرا
 او دہر ہوا سے بہاری الاپتی ہی بہار
 لئے یہ ناچ میں توڑے صبا کی ہر اک بار
 پڑی جو شاخ اوٹھی جلتی رنگ کی جھنگار
 مثال سلسلہ بچتا اٹھسا چین کا بچار
 ہوئی ہیں حال سے بچال قمریان نزار
 کہ جیسے کوئی افان دے سر بلند بنار
 چکور مور او دہر او طرٹ کلنگ دسا
 او دہر بند ہے پیہ پیو کی کمان کا تار
 او دہر ہے آنک کے اوپر کو کو کی پکار
 وہ خندہ گل تر او سپہ ناہما سے ہزار
 وہ قمر و دن کی صدائیں وہ سار و نیکی بچار
 وہ سیہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوجھا
 وہ کو لیون کی صدائیں وہ پیگٹ رمار
 ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوا

<p>یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ دہین گئے یہی جو دہوم رہی کان اوڑھنے چھوڑ گئے یہی جو دہوم رہی نیندا اوڑھنے نگر گئے یہی جو دہوم رہی سرد اوچھل ٹپٹپٹا یہی جو دہوم رہی کانپا دھڑکے شہت چل یہی جو دہوم رہی قدر اوڑھنے گئے یہی جو دہوم رہی اوکسی سج خوانی کی یہی جو دہوم رہی چھت اوڑھنے گرد گئے</p>	<p>کھلنے پھول تو میکا گشتہ رنگزار سینکا کون پہراک آہ بلبس نادار نظر لگا لگی محن چمن کو بیل و ہمار رک گیا سرو کی چوٹی پر چرخ کج رفتار چمن میں آئینکے اوڑا اوڑکے لالہ کسا ہوا بین بانہر گپا پڑہ پڑہ کے مدح کو منتہا اوڑھنے چار و نظرت ایک واہ واکے پکا حجاب اوڑھنے نظر تیر جا لگی اوس پار</p>
--	--

مطلع

<p>وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش قفا خدا یگانہ و خداوند نعمت ابرار جناب امیر حسن خان بھادرجار ہزار دل سے غلام ائمہ اطہار وہ نثر دان کہ رہے نثر او سکے سر پٹا بنایا تختہ کماند کو او سنے سنبل زار وہ پیچہ دار رضا میں کہ کلمہ طہار دوات او کی ہوئی عینک اولی الاصباء مری طرح قلم او کا ہے ایک سحر نگار تخلص او کا ہے جو سحر وہ لکھا سوا</p>	<p>وہ کمانی دیکھا وہ قتل خدا وہ عرش مار کہ بندگی ہے جسے رتبہ خداوندی امیر دولہ و نیا و دین سقید الملک ہزار جان سے قربان الہیت کلام وہ شعر فہم کہ قربان جبہ ہو شعری ہوا سے نثر نگاری جو آگئی دل میں وہ صاف صاف عبارت کہ صاف شفا ہوا ہے او کا قلم بیل چشم مینائی مری طرح قلم او کا ہے واسطی الاصل قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یوں پایا</p>
---	--

قلم میر کا ہے کیوں لکھے نہ صد ہا سطر
 قلم عین ہے مگر صغ نطق کا آئہ +
 کیا ہے صفحہ کا خذہ کو شک کی پڑیا
 قلم ہے یا کوئی مجنوں سلسلہ پر پا
 عبارت او سکے قلم کی ہے بادشاہ پسند
 ہمارے اوج سعادت ہے خامہ عالی
 قلم کے تحت مین ہے سب سیاہی کا خذہ
 حروف مین کہ ٹھائی ہے چو بیٹیاں ڈرین
 عطار دوز حل لئے مین ایک مکر پر
 سید زبان ہے خامہ بچہ گیا کب دشمن
 صری خامہ نہیں ہے صغ ہا بل بل
 قلم ہے سدرہ و دین السطور زہرین
 اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم
 قلم کی نوک سے مضمون نکالتا ہے وہ یون
 روار دی ہے قلم کو ہی فکر عالی مین
 یہ دوز بانوں سے لکھتے کو ہر گھڑی مین
 قلم سے کیا سب معنی سے کلام وہاں
 قلم ہے جو ہے خود لکھو اور خود کھائے
 جو باغبان کبھی ریحان کبھی اکاؤگل

عصا کلیم کا ہے کیوں نہ او گلے سیکڑوں
 قلم نہیں ہے مگر مرغ منکر کی منتقا
 قلم کی نال ہے یا نات آہو تار
 حروف کیا ہیں کہ لکھائی کے شہد کو نقش نگار
 صدف سے او کی نکلتے ہیں گوہر شہوار
 رقم ہے غفلت ہا جب تو ہو سیاہی دار
 او سیکے ہاتھ مین ہے انتظام مین نہا
 قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار
 قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہر نقیض نگار
 دھارے بد سے نکال ہے او سننے دل کا غبار
 یہ او سکے ہاتھ کی قدرت ہے وزرہ کو کمار
 سطور او سکے ہیں جنات تھمتا لانا ہار
 کہ جیسے حضرت عیسیٰ چڑھے تو ہر درواز
 کہ زردبان سے او ترستے ہیں جہ جہ ہمار
 جو مین خرام مین کبک درمی کہ کسار
 وہ دوز بانوں سے ہیں اور نیکو ہر پٹیا
 یہ کیا ہا پاؤں سے چلتا ہے لہجہ کسار
 یہ خود سمنہ سب خود تازیانہ رفتار
 تو یہ لکھنے خطا ریحان کبھی ذرا نگار

<p>ہے یا دگار قلم سطر کا چڑھا ٹوڈا تار جو اس پہ قطا کوئی رکھے تو اور ہو طرار یہ سر جو کائے ہر جیسے حضور کی تلوار</p>	<p>گیا ہے سانپ پراو سکی لکیر باقی ہر جو شمع کا کوئی گل لے تو اور روشن ہریشہ سانے مالک کے اپنے ناصیہ سا</p>
<h2>مطلع</h2>	
<p>اوٹھی تو جوت گری تو تمک کے وار سے پا ہریشہ فتح کے نشانی میں رہی شہار کلید فتح نمایاں ہے خود دم پیکار عضد کا اور میں ہے کس بل تو قمر کی جھکا ہے سانپ کھلی میں او سکی تیج جو ہر دا جو اس کے منہ پہ چڑھا کر دیا اسے فی الہا وہ ایک پاؤں سے چلتی ہو کیا ہی ملما کبھی ہین بازو دیکھی پھلیوں پراو سکا کہ جیسے ایک خار سے میں لہر و خمار لپٹ کے پھولوں کی چادر میں سج گئے کا ہا جو صید گاہ ہے قتل تو مرغ و شکار جو کار پو چھیے اسکا تو عید قربان کا یہ آپ مار کے خون روئے ہفتہ کا جو اپنے میان میں آئی تو ہر دی تلوار تو اسکی آہ ہے ہر شیر درغن عیار</p>	<p>ہین آسمان وزمین پر برابر اس کے وا گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن وہ کہولیتی ہے اعدا کے بند بند کتفل جو جلیوں کی لپک سے تو باد لوگی گرج وہ جھکو سستی ہو پانی ہی مانگتا نہیں وہ وہ پیلا نہیں دو رخ کا اکٹہ بانہ ہر عدو کو بھاگتے ملتی نہیں عدم تک راہ کبھی فلک پہ وہ کرتی ہر جوت کو چوڑنگ جبر ہر کمر اس سے دتی ہو کر خار سے ہین چمن پراو کے گلے گئے ہین لاکھوں کو جو دام او میں ہین جو ہر تو پیلا کنبہا جو شکل دیکھے محراب عید گاہ قتال یہ بلکے مار سے حریفوں کو اس قدر حزان چلی قضای معلق پڑی تو بہر م ہے جو اسکا میان ہے زلیل رنگ عیانی</p>

گلے میں لے ہوئے شاد و فضا کو باغ جو اوکی چوٹیں ہرین اعدا کا دل چلی تار ہمیشہ رہتی ہے رنگین رنگتس قریح یہ ایک وار ہین اعدا کو چاکر کرتی ہے	یہ کرتی ہے دم و خم سے ہمیشہ ہون کنا کہ جیسے گھاؤ کرے دل میں ابر و دلدار لوہر س گیا نکلی جہان دم پیکار کہ جیسے نعل سمند حضور پرست ہین چا
--	--

مطلع

عجب سمند گلا میں جو نعل اسکے مار عجب سمند جو بال پری ہین جیکے مال عجب سمند جو پانی پہ جاے نعل ہوا عجب سمند جو تکی پہ جو ہرے کا دا عجب سمند جو کچھنے میں ہو کی گردن عجب سمند ہے دونوں کنوئیاں میں تیر عجب سمند کے جب ہی باو پاکلاڈ بھرے طارہ تو سجلی کی چوڑی ہولے جو بے لگام ہی پیر دونوں ہی پر جا ہو صورت دل بیتاب نعل درتش وہ منہ میں لیکے دہانیکو یوں چپا ہے زمین چڑھا ہوا گویا اسی کو کہتے ہین سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاسے اسے وہ راہوار جو کا دے میں گردش تقدیر	وہ تیر کام کہ ہوتا رہتی اک طیار عجب سمند ہے جو پایہ ہو گیا پر وار عجب سمند ہوا پر چڑھے جو شل بنار عجب سمند ہے فقط پہ جو بنے پر کار عجب سمند جو چلے میں لگا کی فقا عجب سمند ہے کٹا اگمان ہے ہر بار عجب سمند بند ہے جب ہی نام ہو ہوا جو مارے ٹاپ تو سید ہا ہو چرخ کھنڈا غریب ایسا کہ بچہ ہی اوسپہ ہولی ہوا کسی جگہ کسی پہلو نہیں ہے اوکو قرار کہ جیسے ہونٹہ چپا ہے ہین غصہ میں جبار فلک کی طرح زمین گرد ہے اسکا غبار غرض ثبوت ہوا لا جو اسے رہوار سوار وہ مری قسمت کا چڑھا رہوار
---	---

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادھر کیا
کیا ہے اوسنے بڑے کشتہ لکھو یوں سیدنا
کل دسے ہاتھ میں ہی پھیر دے جدہر چاہی
ملائے آنکھ کہ طاری ہو خواب مقناطیس
رموزِ خلق کھلے دفتر اوسنے جب کہولا
ہوا عروجِ نوا اور اوسکو انکسار ہوا
کبھی جو خواب بھی دیکھے تو ہوا تو عروج
جو بارگاہ میں بیٹھے وہ آفتابِ عروج
جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائیں شراب
قمر کو روزِ پنجہتی ہے کھیر کی قفلی
مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا
کھٹکتے رہتے ہرین مجھے حضور کے خادم
مری جبین تراستان یا قنعت
فلک پہ مہر منور زمین پر ذرات
قمر کجاؤ کجا خوشہاے بے دانہ
حضور قبلہ عالم میں مرغ قبلہ نما
غرض کہ آپے میں آپ ہی کو چاہتا ہوں
نگاہ رو بردارے قدر دان ہل کمال

ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا میل نہا
کہ جنتری سے کوئی جطر حنکالے تار
ہے اختیار میں اوسکے ہر ایک خود مختار
دکھائے آنکھ کہ اگلے عدولی اسرار
بنا ہے اوس سے سکندر کا ائینہ دریا
پڑا جو نشانہ تو وہ اور ہو گیا ہمشیر
کبھی جو نیند بھی آئے تو نینت ہوں بیدار
تو سایہ تک بھی نہ اترے کبھی تیر دیوار
عروجِ نجست سے نشاے کا ہو کبھی آفتاب
جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہیں اُسکی خوشنار
غضب سے نام تو قدر اور یہ ذلیل خوا
وہ جانتے ہیں یہ ہی ہو شیار خد شکار
منزل ہے خاک ہم از تو وہ کلاں چار
اودہر طلوع ہوا اس طرف پڑے انوار
اودہر چو کھیت کیا ہیں اودہر بے دانہ دار
جدہر حضور اودہر میں ہزار دل سے نتا
یہی ہے حسن طلب ہے مجھے حسن دعا
دعا وہ دون کہ ہر گرج جائیں بے دلی الہا

وہ خاک ہوں جو اڑائے ہوا اُڑ دھر مجھے
 غبارِ حیرت گردِ دلِ بارانِ است
 تو ادس سے خلق ہو سبز زبانِ کھسوت
 دعائیں دیتا ہوا خاک سے اٹھائے سر
 جہانِ تلک رہے زینتِ فلک کی انجم سے
 رہے وہ نجمِ سعادت ہمیشہ روز افزون
 جہانِ تلک سے سج بس المہاو مہد آرا
 ہمیشہ مہرِ خالی میں تکیہ نہ ہوں غور
 جہانِ تلک ہے گردِ ن کا تختِ طاووس
 جہانِ تلک ہے اس فوج میں قمرِ سلطان
 خدا کرے کہ رہیں شادا و سکے درباری
 جہانِ تلک رہے دارِ القصاصِ سلطان
 جو سر اوٹھا میں عداو کے خاکِ بیخِ بھان
 اوٹھیں تو گردِ شلِ فلک میں ہی ڈالے
 جہانِ تلک شہِ خاور سے قصیدہٴ نسیم
 جہانِ تلک رہے گردِ ن کے سرِ کشتی ہر
 خدا کرے یہ قصیدہٴ رہے امیرِ پند

میں آسمان پہ چڑھ جاؤں وٹھکے نسلِ غبار
 برسِ پڑوں تو سے گلشن پہ بنک ابر بہار
 خضر کا رنگ ہو سپید اسبج کی گفتار
 کہا سے بہار و خزانِ آنسو میں ہر گز آ
 جہانِ تلک یہ صبا سج دیوئی ہوں بکا
 رہے وہ شمعِ عبادت تمام شبِ بیدار
 جہانِ تلک رہے سہمِ تل میں فریاد کی تکرار
 ہمیشہ ہی نہ مار غضب رہیں اشعار
 جہانِ تلک ہے فوجِ فتوت و ستار
 جہانِ تلک شہِ خاور ہو کا با جگر آرا
 خدا کرے کہ رہے اوس سرِ خرو در بار
 جہانِ تلک رہے دارِ القصاصِ دروہا
 ہر ایک حال میں پائین وہ کیفِ کردار
 گرین تو خاک میں ملے ہی زمینِ فشار
 جہانِ تلک گھرِ انجم کے ہوں صلیبِ شہار
 جہانِ تلک رہے اس جایزے کا دار و
 کہ نام دارِ الامارۃ ہوا ہے ہکا تارا

نقشِ فنک

درمخ ولیم ہنڈ فورڈ صاحب بہادر ڈاکٹر شریتر تعلیم اودہ

المعروف بہ گلدستہ اول

یہ ہوا مین ہے برو دست کا اثر
ایسی ٹھنڈی ہو گئی لالے کی آگ
جو بخارا دھڑھکا زمین باغ سے
سوسنوں کے ہونٹھہ نیلے ہو گئے
رونگٹے سردی سے ہر ایک کو کڑے
عندلیبوں کے گلے بڑ پڑ گئے
آندرے سردی کا بیتی ہونٹھہ
قمر لوہا مین جاڑی سے ہوتی مچی
اسقدر سردی سے دم زکنے لگا
خون سردی سے چھپے ہیں پلین
اسقدر بار دہے گلشن کی ہوا

باد لون کو ہے ز کام آٹھوں پہر
کو نکلا جھب کر ہوا داغ جگر
ہو گیا سنبل وہ ٹھٹھہ اسقدر
سرو اکڑے کھا کے جاڑا رات بھر
کب زمین سے سبزہ آیا ہوا بھر
ٹھنڈ ہی ٹھنڈ ہی جو چلی باد بھر
کرتی ہے کس درجہ ہو ہو سردی
گو قبا سنجاب کی ہے زیب پر
پتھرون مین چھپتے پہرے ہیں شرر
آڑ مین پتون کے چھپتے ہیں شرر
پیر ہو کوئی جوان جائے اگر

باغ میں سردی سے کلیان کیا گلیں
 شمع انگشت حسائی ہو گئی
 ہے بروقت سے زنگل زعفران
 بلبلوں کا آشیانہ خفا ہے
 اب کنول کا پھول چڑھ چکا
 بھیڑی بھیڑی بوسے کیا بیگی حیرت
 لاکھ گل بوٹے جائیں باغیان
 تقلیان میں برف کی غنچے تمام
 زخم گل پر چکایا پالاتم تمام
 جگے سب پتے زرد بن گئے
 باغ میں جگر بنے گیندے کا پھول
 آتے آتے ہونٹھ تک ایسی جی
 برق گر کر تار برقی بن گئی
 برف سے انگور ادا لے بن گئے
 جگمگی منقار بیل کیا کھلے
 ہو گئی ہے سنگ مرمر کی روش
 ہو گیا سردی سے بحر منجمد
 سخت ہو کر نخل مر جان ہو گئے
 بل کے چر سے ہین پٹاری برف کے

گل کو پیدا ہو گیا نقوے کا ڈر
 بزم تک پھیلی ہے سردی اس قدر
 خطہ کشمیر گلشن ہے مگر
 کر دیا ہے اس قدر شبنم نے تر
 باغ میں پالا پڑا وہ رات بہر
 عطر میں ڈوبی ہے لیٹے سر بہر
 برف جم جائیگی ناندون میں مگر
 ہین پیالے برف کے گلاب سے تر
 مرجم کا فور ہو کر سر بہر
 قطرہ شبنم بنے جگر گہر
 ہو گیا فصل خزان کا جب گذر
 بات دانتوں سے بھی کچھ ہرخت
 اچھی لینے آئی سردی کی خبر
 ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر
 ٹھنڈ ہی سانسین کیون بہر زنی دپہر
 نہر گلشن بنگئی جگر حجبہر
 اس قدر پالا پڑا ہے حوض پر
 جم جا کر ساوئی کی سب شجر
 برف کے کھتے کھنڈ ہین سے

برف سے جریا باغ پر برسائے نور
 ٹیٹیاں مندی کی بچ بستہ ہوئیں
 کر دیا ہے برف نے ایسا سفید
 نخل گل ہیں برف سے گویا کپاس
 مالیوں کے بیلچے سین ہوئے
 باغ بہر جاڑے میں بچ بستہ جو تھا
 پاجلی تھے سب جوانان چمن
 نہر نے چھینٹے دئے ہر سد کو
 نرگسون نے باد کو پہر آنکھ دی
 ابر نے شانہ لگایا مہر کو
 اور پھپکا کر کرن کے ہاتھ کو
 ہیجڑے گلشن میں ایسا آفتاب
 برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے
 فیض وہ ہو اوس شبنم پر پڑے
 کون وہ خورشید برج برتری
 دستگیر خلق ولیم ہینڈ فورڈ
 عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار
 میں اوستے کیونکر نہ سیاراکوں
 ہند سے میں اس قدر باریک بین

جھاڑ شیشے کا ہوا ہے شجر بہر
 ٹیٹیاں ابرک کی آتی ہیں نقطہ
 آئینہ ہیں باغ کی دیوار و در
 غورہ پنہ ہیں غنچے سرسبز
 برون تھا لون میں جی تھی تاکر
 تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
 دل بہر آیا نہر کا یہ دیکھ کر
 سرو نے نرگس کو رکھا بازہ پر
 باد نے بادل کو سنکایا اوہر
 مہر نے سہرا تاراج زر
 کی دعا سے خالق ہر شک و تر
 سد مہری جس سے کر جائے سفر
 اوڑ کے سب پالا پکارے الحمد
 نام وہ بلبیل رٹے آٹھون پہر
 کون وہ درج شرافت کا گھر
 ڈاکٹر علم و فن کا راہب
 عالم و دانا سخی و نامور
 دور سے میں رہتا ہی وہ رشک قمر
 مرد مک نقطہ ہے خطا نظر

سہ پہر باہر قسمت خندام	سہ خفیف اوس سے بہت تھریل
رمزدان علم ہویات اسقدر	گردش قسمت سے میری اوسکے ہاتھ
ہو گیا نخل ریاضی بارور	اوسنے بویا جس جگہ تھم ریاض
پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر	واقف اسرار علم کیسا
خاک کو چاندی کرے چاندی کو زر	خاکساروں کو ترقی بخشے
جب ہے لب کھل گیا سمکت کا در	چھپ گیا تھم میں غلاطون شرم سے
گوہر دندان پر صدقے ہیں کہ	لعل و باقوت اوسکے ہنچھین پڑا
جس سے مالا مال ہوں اہل نہر	مطلع اک وصف سخاوت میں ٹہر ہوں

مطلع

کاسے بہر ہر لگیئے شمس و قمر	اسقدر اوسنے لٹا یا سیم و زر
بانٹ دی قارون کے چالیں گھر	جب چہل بدال دس سو مانگ ڈھین
وہ اوڑا اوسے چنگیوں میں بات پر	گنج باو اور بھی کچھ مال ہے
کشتی درویش ڈوبے سرسہر	جوش زن اوسکا ہو جب دیر لے فیض
لیگیا سوتی فلک بھر کر سپر	یکسے تارے اوسکے ہر فیض سے
ہاتھ پر سونا اوچھاٹے بچھا	محسوس کہہ رکھ اوسکے دھرم
سوچ ہیماں اور بریس ہوں بنور	وہ سمندر میں جود ہوئے اپنے ہاتھ
ندال و سکا سنگے اہل ہنہر	کیا مرے مضمون سے مضمون لڑائیں
ایک ہی پنگے میں باندھنا ہر	منطقی میں شیر کبری ایک ہیں
مرغ آتش زن بنے مرغ ہجر	ہو خدا اکا کر وہ غصے میں آگ

شہر ہو دیکھ کا صفیہ غریب یہ مرا مطلع رٹے آٹھوں سچے

مطلع

آتش گل میں سے گرمی است
باغ سجہ گلزار ابراہیم ہو
شاخ گل بنجائے اک سینہ کباب
ہر شجر گلشن میں منسل طور ہو
دیکھلے دم بھر جو چشم قہر
گو نہ ہی بیرون کا سگے دل عود
جلکہ ہو سر و چراغان نخل
شعلہ اثر در بن ہر ایک شاخ
لال بنجائینگے طوطے باغ میں
لوکی صورت گرم ہو باد صبا
قمر یوں کی ہے قبا خاکستری
جب کلی چکی تو کلی چسدا
جب صدا صاحب کے کانوں میں پڑی
باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض
پھول میں زیرہ ہے یا گہوا میں زر
دیکھئے چشم گرم سے جب اک نظر
دم میں سلوی بھٹکے ہو ہر جانور
پھول شمع طور کے گلاب تر
شعلہ جو اللہ جوش آئے نظر
پھول کی رگ جلکہ بنجائے اگر
سر و درشت او کو سمجھیں بشر
ہو وہ گرمی صحن گلشن ہو قہر
آتش قہر او کی دیکھینگے اگر
او سکے غصے کی اوڑاے صبح خبر
سہے یہ تھوڑا بچکے جو بال و پر
الحفیظ والا مان والی حذر
ہو گیا رحم اوس سے دفنا جلوہ گر
نذر لایا یہ چار اشتر تر

مطلع

ابر بجلی سے کہیں ہے بیشتر
دھوپ میں جیسے دخت سایہ
چو گنا ہے رحم غصہ حقد
وقت مشکل پر ہے یہ بکلی بجا

آنکھ مجرم پر کبھی اٹھتی نہیں
 جب کلی چلی تو دل اوسکا دکھا
 پاونین والی کے جب کانٹا جھما
 پھٹ پھٹا کر دل رہ گیا
 بوسہ گل کو کیوں پریشانی ہوئی
 فیض سے اوسکے چمن سیرا ہے
 ابرنیشان باغ پر گھبراہ
 رات دن بادل ذرا کھلتا نہیں
 رستے ہتھیا کی کہ بجلی بنی باغ
 بادلوں کی وہ گرج وہ زور شور
 کوکتے ہیں مورس پڑا نہیں
 ہیں ہی دہو میں تو سن لینا کبھی
 بادل اکثر اس قدر جبک جبک
 لاکھ پتوں نے سنبھالیں چتر پان
 سجلیان کو ندین تو انکھیں بند کیں
 گپڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہیں
 جب صبا کا پاؤں پھلا باغ میں
 سجلیان کو ندین تو دکھائی دیا
 موج شاخیں گل ہوئے سین پیلے

ہے مروت آنکھ میں مثل نظر
 رنگ اور اٹکلا ہے جب گھماؤ تر
 لگ گئی پھانسل اوسکے دین میکہ
 دام میں دیکھا جو کوئی جانور
 ہے دماغ اوسکا پریشان سبیر
 جو بخارا وٹھسا بنا دہا برتر
 بوند کے بدلے برستے ہیں گہر
 باغ میں یکساں ہیں آب ٹھون پر
 پیل مست آئے کہ بادل جو دم کر
 شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر
 کان اوڑے جاتے ہیں پروں کو گر
 گر پڑے گا حل نخل بارور
 سرو سے ٹکرا گئے ہیں بیشتر
 پر ہوا رخت نہال باغ تر
 ہو گئی خیرہ یہ نرکس کی نظر
 زور سے پڑتی ہے بوجھار نقد
 تالیاں دینے لگے برگ تجر
 طفل غنچہ کے ہی ہٹھی میں زر
 ہو گیا اب تو سمندر باغ بھر

بیچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ
 خنڈا اے جوش دریا سے کرم
 شمع کی صورت سے میرا حال زار
 شمع سے بازار میرا گرم تھا
 شمع سے تھا غرش پر سیر داغ
 شمع سے سکے تھیرے ہر جگہ
 شمع سے میرے منور تھا جہان
 شمع سے آنکھوں پہ تھی میری جگہ
 شمع سے مشہور تھا میں دور دور
 بار بار ہو کر ہوا میں سب پہ بار
 تجھ سامدھوچ اور مجھ سامح گو
 چاک کی صورت نہیں دم بہ قرار
 ہوں یہاں بے خانمان و بیاریاں
 دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا
 باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا
 مانگتا ہوں یہ قہصیب کا صلہ
 نام سکا کہ یا نقش فرنگ
 ہاں ادب سے قدریگستانیان
 ہاتھ پیلائے تو مانگو یہ دعا

ناوکا تختہ سے ہر تختہ مگر
 مر جیا اے بحر غیش کے گہر
 چپ جو رہتا ہوں تو پھنکا ہی جگہ
 کھوٹے داموں اب بکا میرا ہر
 بخت داڑوں نے بٹھایا خاک پر
 اب وہی سکے ہوئے داغ جگر
 اب یہ بخت اور میں آٹھوں پہر
 اب گرا آنکھوں سے ہو کر در بدر
 دور دراب مجھے رہتے ہیں شبر
 کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر
 قہصیب جس پر پریشان اقتدار
 گردشیں ہی گردشیں ہیں الخذر
 تیرے در کو چوڑ کر جاؤں کدھر
 قبضہ مالک میں رہتی ہی جگر
 تو ہی تو ہے سرخرو میں ہوں
 دوسرے سے کچھ نہ مانگوں عہد
 تاج سے نقش مراد آٹھوں چہر
 دیکھ کر فیاض پھیلے کف در
 یا آئی یا خدا سے عہد و بر

<p>سہے زمین پر باغ جب تک جلو گر بھول سے ہی جب تک بوکا گر ہے صبا جب تک جہان میں شہر جس سے ہیں سبز سبیل ہر خاک کی ہے نوک جب تک نیست</p>	<p>جب تک پانی یہ قائم ہو زمین باغ میں جب تک ہو پھولوں کی بہار بوسے گل جب تک صبا کی ساتھ ہے شاد ہوا باد ہو سبز ہو یا آئی جب تک گل میں ہو خار</p>
<p>اوسکے حاسد کی رگ چان بہن چھپے نوک خار بیچ و غم آنکھوں پر</p>	
<h2 style="text-align: center;">شام اودہ</h2>	
<p style="text-align: center;">درج بہار اجمان سنگہ صاحب بہادر قائم جنگ</p>	
<p style="text-align: center;">اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلستہ دوم</p>	
<p>ہے کمشان ہی صورت شاخ چین ہری سورج کھی ہوا گل خورشید غاوری</p>	<p>آئی بہار سبز ہوا چین اختری کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چینی</p>
<p style="text-align: center;">ایکی بہار آئی ہے کیسی ہری بہری</p>	
<p>رندو نکا از دوام ہے فصل بہار ہے خسہ سب ہے جام ہے فصل بہار ہے</p>	<p>ہر سمت دہوم دہام ہے فصل بہار ہے ساتی کا اہتمام ہے فصل بہار ہے</p>

کرتا ہے ابرہہ تاک عجب فیض گسری	
طاؤس پہرے بہن خزان چین چین	ہین یاہین مسنبل دریاں چین چین
کیسا کملا ہوا ہے گلستان چین چین	اتو ہوا ہے تخت سلیمان چین چین
بوٹے اوگے ہیں باغ میں سال کیا پری	
گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات	یہ باغ بہر کی روح ہو کیا اسکی باسے
سبزہ اوگا ہے وہ کہ خضر جس سے ماسا	گلزار میں ہے حوض کد آب حیات
دیوار بوستان ہے کہ سد کندری	
باندھے ہوئے ہیں اپنی ہو کیا گلو کی بو	اک شور قرقردن کا ہے بالائے آبجو
درہ میں پیپے کو نکلیں ہیں کسی جاہو	آفت وہ چلی کمان وہ قیامت کہو کہو
طوے چین کا بوتلا ہے وہ ہوا بہری	
مہندی کا رنگ وڑا تو یہ نقشاد کھادیا	بن بنکے لال آہ صبح سنا دیا
گل نہیں پڑا گل نے الگ سکرا دیا	لیکن صبا نے دونوں کو بتا دیا
گل سے صبا سے ہونے لگی جگمگ کری	
سب صحن باغ ہو گیا میدان کا زار	لالے کی پٹنوں نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کما کے لکیر	پتوں کی نوکین ہو گئیں پیکار کی بار
بن بگئی ہر اک رگ گل تیر کی سری	
ہے آبرو بہار کی ابو خدا کے ہاتھ	پھیرے ہیں باغبان نے کس کس کے تھ
رہ گیا چنار بھی اپنے بڑے ہاتھ	پھیلے ہوئے ہیں باغ میں ج صبا کے تھ
پیڑوں کے تھالے ہو گئے ہو لگی لکڑی	

طارم کنچا تو عرش معلیٰ سے بڑھ گیا	شمشاد اوٹھا تو سدرہ وطلول سی بڑھ گیا
سبزہ چلا تو فخر و سیماسے بڑھ گیا	سنبھل بڑھا تو زلف چلیبباسے بڑھ گیا
ایک اک کو صحن باغ میں کچھ کس قدر چری	
اللہ کیا ہوا ہے گلستانِ حیدر پسند	ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی نگہ بند
کشمیر ریز میں چین کو ہے ریشخند	موج صبا سے ابر ہی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار میں تری	
پہرے پہ سردی درگکش سے ہوشیار	سقای ابر چوڑا ہے ہر طن پھمار
سبزہ اگر ہر فرش تو دُراش ہے بہار	بلبل چو ہے نقیب تو شمشاد چو بدار
اکا صبا کا بانٹا بہر تاسے نو کری	
دیکھو تو منتظر گل و نرگس ہیں کس قدر	آہٹ پہ کان ہیں تو در باغ پر نظر
مجرے کو جب کہ رہے ہیں درختانِ باد	لانا ہے ایچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نو نہال گلستانِ بہتری	
کیا مر جا قدومِ سعادتِ لزدوم ہو	ہر چار سمت صحیح اہل علوم ہو
دہو میں ہٹو بچو کی ہیں ادبِ جہوم ہو	مہراج مان سنگہ بہادر کی ہوم ہو
اللہ در سے عادلِ سخی و عاقل و جری	
شبِ یزاد کا برقِ جہنہ ہے یا ہوا	دوڑ گیا او سکے آگے سنہ خیال کیا
چلنے میں دیکھتے تو ابھی تھا ابھی نہ تھا	پوچھے صبا نے پاؤں وہ جادو کا بادیا
گوڑا ہے یا چملا واسے یا سحر سادری	
سرعت میں ماہ سے ہر منٹل و سکار ہوا	کرتا ہی جبارون نعلون سے پید اہلال چار

بارہ ہلال تین طارون میں ہرین شمار	کیسا لہ راہ جاے جو اوڑ جاے تین بار
پوسنچے اوسے خیال ہلالی نہ انوری	
بجلی ہے بوسے گل ہی عجیب ہوا ہے	سب تیلیوں پر انگٹھ کی پتلی شمار ہے
گاہے زمین پہ گاہہ فلک پر مدار ہے	گو یا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے
اوسکی کنوئیوں میں ہے ہر قی غصب ہری	
تعریف پیل ست جو تحریر ہو ابھی	فکر بلند عرش پہ شبگیر ہوا بھی
آہ قلم میں کچھ بھی جو تاثیر ہو ابھی	خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابھی
چلنے سے اوسکے گا وزین کو تو تھرتھری	
رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر	پہلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوہ گر
وہ لائبہ دانت عرش کی ساتین ہرین	ہو ج نہیں ہے تخت سلیمان ہی سر پٹیک
بیشک لباس دیو میں آئی سیہ پری	
حلقے میں پیل ست ہرین یوں جہنمی کٹرے	جیسے گٹائیں آتی ہوں باؤن میں جہنم کے
چنگھاڑیں ہاتھوں کی وہ دستی وہ دولے	بادل گرج رہے ہرین بڑے زور شور سے
اسد سے رعب کا پتا ہے چرخ چنبری	
رکتا ہی تیغ کو وہ جبری اپنے جی کے ساتھ	دم ہر رہی ہی تیغ ہی او کا خوشی کے ساتھ
رکتی نہیں تہ پر لگی لٹی کسی کے ساتھ	دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کے ساتھ
رستم بھی ہو تو کہتی ہی نہ نہ پر کھری کھری	
تلوار وہ کٹا کرے پر کٹا کرے	بندوق وہ دغا کرے پر دغا کرے
وہ پیش قبض قبض جو رد حین کیا کرے	دشمن کو ڈال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپر کر مردم چشم دلاوری	
سر کا ٹکڑا کیا خاک سر بسر	دو کر دیا کسی کو کمر سے ادھر ادھر
طوفان آب تیغ نہ رہتا ہے باڑہ پر	دم بہر گئے گلے ہے جو دم بہر کر کر
کیا چیز و مدد کھاتی ہے اوسکی سپہکری	
بخشی گری فوج عطار کو بخش دی	مریخ نے سپاہ مین کی اوسکی نوکری
خدمت ملی شہنشاہ کو آئینہ دار کی	زہرہ رہی وہ بزم طرب کی سب بھری
دور کے اوسکی بزم مین مین نہ دشتی	
یہ مہر کی نگاہ کمان یہ ادا کسان	یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بہلا کمان
وہ اسطرح جان کا حاجت روا کمان	باقین کمان یہ رمز کمان متعنا کمان
آئینہ کر سکے گانہ اوسکی برابری	
سب نطفہ سر عین عنایت ہے آنکھ مین	سر سے کے بارے کل مردت، آنکھ مین
پتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکھ مین	تارنگہ رشتہ الفیت ہے آنکھ مین
نطفہ ہے، مردم دنیا کی بہتری	
نظرون مین گردن یہ مجھے کب ہر ہے	ہر آنکھ اوسکی پتہ سنگ تیا ہے
کیا مردم سیہ کی محکم دے پاس ہے	نظرون مین جانچ لیتا ہے مردم نشان
جس طرح سے پر کھلے جواہر کو جوہری	
گو لاکھ فکر لاکھ ہے غور قدر کو	ایسا نظرنہ آئیگا اب اور قدر کو
کر دیگا کامیاب وہ فانی غور قدر کو	عادت ہے بند کی کی اسے یلو قدر کو
جس طور اوسکی ذات مین ہے بندہ پوری	

مرو خدا جہان میں جب تک صبر ہو	جب تک رخ عبادت نے اہ پر نور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو	شکی کا اوسکے ہاتھ سے ہو جب غلام ہو
بخت سعید کے لئے جب تک سے ہشتی	
کالی بلا جہان میں جب تک سے ہا خدا	جب تک جہان میں ہو شب یلہ کا سنا
جب تک سیاہ کار میں بدنام جا عجا	مشہور جب تک سے ہے ٹیکا کلنگ کا
اوسکے حد و کا بخت ہو کا جل کی کوٹھری	
عیسیٰ کے معجزوں کی بیان کیا شمار ہے	میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
رکھا جہانم شام اودہ یادگار ہے	شام اودہ پہ صبح بنارس شمار ہے
آنگین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری	
<p>یہ</p> <p>مر</p> <p>چ</p>	
<p>***</p>	

گل عجماس

در مدح ڈوٹی میز زامحہ عباس بیگ خان بہادر کسٹراسٹنٹ

کشنر لکھنؤ المعروف بہ گلہ ستہ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہو گیا پانی
پلک پر جب تلک تھا بجن جہی تک قدر تو تھی
جگر کی کاوشوں نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
مگر ان انقلاب ہر گرد و شاہ سے دوران سے
تو ہو گا نامیہ سے کچھ عجبا لم زمانے کا
بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
ہجوم خار ہو گا جا بجا صحرا کی راہوں میں
لٹک کر خاک پر گر جائیگے شمشاد کے ٹپے
چمن میں بیٹیاں مہندی کی دھنکلیں نکالیں گی
ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیل جائے گا
نشیم سرور پرکھے گا اپنا طائر سردہ

بنا جو اشک کا قطرہ ہوا غسل بخشانی
کسی نے گرتے گرتے آنکھ سے صورت نہ بچانی
سود بکر خاک میں اب بنگیا وہ جو ہر کانی
کہی جیب خاک پر بادل کرے گا قطرہ نشانی
بنے گا تختہ صحن چمن اک تختہ مانی
بٹھے گا پستی کوئی کوئی کا ہی کوئی دہانی
نئی شاخیں نکالیں گی ہر اک شاخ نیلا نی
کہ جس سے زلف نبل کو بھی ہوگی اک پیشانی
کہ راے باغبان پیغم ہوگی ہندوستانی
سچیلین گے خوشہ انکو صحرائی دبستانی
کہیں طوبی سے بھی ہوگی زیادہ اوکی طولانی

بنے گا سبزہ نوخیز رخسار صحرائین
 زمین باغ و کمالیگی برغ سبز گردن کلا
 نظر آئیگی سب بھولی ہوئیں شہر و کمی دیوارین
 یہ عالم دیکھ کر مینوں کے زخم دل ہری ہونگے
 کہیں سبز ہے پر اگر ساپ شب بہرہ و چائیں گے
 اندر داشت میں کر دینگے گھر کر بانس کے کوٹھے
 زمین پر سبزہ وہ پھیلے گا مٹ جائینگے سب جاد
 پہاڑوں پر دکھائی دے گا ایسا ایملون سبزہ
 نہ ٹھہرے گا کہی نظروں میں سبزہ دشت لیر کا
 کرن پوٹے گی جب خورشید تاباں کچ پہاڑوں
 خمیدہ ہوگا کیسویہ مجنون سبز ہو کر
 کسی جگہ میں ہونگی بوٹیاں اکیس کی پیدا
 جیگی اس قدر کائی کہ سب پتھر ہرے ہونگے
 پڑے گا عکس سبزہ اس قدر انسان کی آنکھوں میں
 بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑائی
 زمین سبز آسمان سبز اس طرف سبزہ اودھ سبزہ
 گل سرخ اونٹوں کی کہیں ٹی ہو پڑے نہ پائیگا
 وہ جب میلن باغ و باغ بالکل چھان مارے گا

بشے گی محنت پیمان موسے درویشان سلسانی
 وہ جگہ کی طرح ساری کمکشان ہو جائیگی ہانی
 بہار اسکے فرے ہوئینگے سب آزاد و زندانی
 یہ موسم دیکھ کر لیلی بھی ہو جائیگی دیوانی
 کسی میدان میں کوک اوٹھینگے گلاؤس بیابانی
 کٹھرے میں پڑینگے خود بخود شیر بنستانی
 بھٹک کر خضر کو بھی ہونگی لاکھوں ٹھوکرین کہانی
 کہ گویا جڑ دے ہیں سنگ پر فیروزہ کاٹی
 کرگی چاندنی جب کھیت جگہ ہوگا نوزانی
 تو نخل طور کی سرخسل پر ہوگی چراغانی
 ہر اہو جائیگا اک سمت انجیر کھستانی
 کہیں چاندی کے پیر لینی ہی دکھائیگی لولانی
 پہاڑوں پر چڑھتے گا ہوگا ایسا جوش میں پانی
 ہر اہو جائے گا تارنگہ چشم انسانی
 نظر دڑائینگے جس سمت بڑہ جائیگی حیرانی
 ہری پٹ پر دکھائی دے گی بادی ویرانی
 جو گلہ ستے میں ہوگی حابیت گہاے ربانی
 سمندر فکر کو بے دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

اودھر چھپتا ہوتا آئے گا وہ ظلم کا بانی
 وہاں وہ خون گرفتہ آئے آئے دیکھتا کیا ہے
 درخت ازخوال یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے
 بھبھو کے خونین ڈوبے ہو کب لالہ نگار ہے
 کہ جن پر ابر سے دلکی فنا اور نو میدی
 جگر کی تاب طاقت قدر کی نکمہ کی بیانی
 جو بوسہ خون کی بوجی جو رنگت خون کی گرت
 غرض وہ مفت برہو اور گل جو بندہ یا بندہ
 پہر او نکھتین گلہ سے بنائے واہری قسمت
 جہان کوئی اونہیں دیکھے اونہیں کا ہو رہو آخر
 وہ خود مختار ہے پوچھے کچھ لیجا کے گلہ سے
 وہاں سی پائے سٹر بائیکٹ کے نام کی چٹھی
 پھر او سکولاکہ مین روکا کروں شاہ کبری
 ملے دیباں و خدام و رفیقان مصاحبے
 وہاں سبھی وہی ہو پرتو یا تقدیر یا قسمت
 مجھے جسم ملے مین یہ کہوں کیوں مین جو کشتا
 سنا ہو تو نے ہی ثالث بنیر گے تری قسمت
 نیا ارض و سما پائے نیا صحن و فضا پائے

مرا آنسو گرا تھا جس جگہ ہو کر ہو پانی
 زمین سے پھوٹ کر نکلا ہے اک نخل بیابانی
 وہ بکا نور کا بالکل پہنچے نسل طور کا ثانی
 لگے ہین تین گل رشک گل مس درخشان
 کہ جن پر کٹ سے روح بناتی روح حیوانی
 قلع خانہ ویرانی سرخ و سفید سخت جانی
 صدا جٹکے چکھنے کی صرا سے مرثیہ خوانی
 بڑا کر ہاتھ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی
 وہ گلہ سے ہوں یا گنج طلسم عالم فانی
 پہر اسمن خواہ موسن خواہ ہند خواہ نصرانی
 حضور ڈاکٹر کٹر نذر رکھ دے اپن من مانی
 مگر ناکام پھپھوئے نہ ہے تقیر ربانی
 کرے مہراج قائم جنگ کے ڈیوٹری کی بانی
 بہر صورت مہاراجا کو دے گلہ سے ثانی
 سر بازار پڑھو اتنا پہر سے تحریر پیشانی
 چراکار کے کند عاقل کہ باز آید پیشانی
 چلا چل ساتھ میرے دیکھ پہر اسرار یزوانی
 نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک سے آسمان عرش معلیٰ ہے
عجب بے ہوا جس سے دم عیسیٰ پر شہنشاہ
کین نہرین کہین گلشن ہر آگے ہی وہی کوٹھی
رفیع اسد جہد نفوت پست جس سے ہمت حاتم
سرگردن کشان ہی پگڑیاں جس نے لکڑی ہرین
سجی اتنی دامن ہی منہ چپا جس سے گنہ گارین
یہ را کہ کبریا میرے چپا سے چپ نہیں سکتا
اویسی کرسی پر اک اسد اکبر عرش کا تارا
جو یا عباس کمر میں اوٹھا لون نیز کا خامہ
ابھی تو مدح کے میدان میں گوناس ہے طر جندا
ابھی احسن گویا لوح سودا چونک ٹھتی ہے
ابھی منہ چوتے ہیں آس کے جبریل میں میرا
امیر وقت ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
نمازی متقی پر ہیز گار و موہن و صالح
سخی ایسا کہی رہنے نہ پائے گا منہ میں بیبا
سبب یہ ہے علم و تربت پر خاک ساری ہے
بخیر انجام ہوگا او کا ہے نیت بخیر او سکی
یہ فکرین ہیں و شیعے اور نشین سبکی باری ہیں
کہ سر رکھتے ہیں لیکن سر کا کچھ سامان نہیں رکھتے

عجب صحن کشادہ جس طرح حاتم کی پیشانی
جہان کی سرزمین کا آج دانہ قوت و وحانی
جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی
وسیع اسد جہد وسعت تنگ جس سے غم سلطان
بلندی وہ مہ گردون گھسے چو کھٹ پیدیشانی
ہزاروں کرسیاں ہرین جلو قصہ ہر طولانی
کہ ہر اون کرسیوں میں ایک کرسی سب سے نورانی
کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی
جو کمر یا علی میں کینچ لون تیغ شاخانی
ابھی تو جہولتی ہے عرش سے تیغ بانڈانی
ابھی رخا باش خوانان دوڑتا ہے خاقانی
کہ ہاں اس منہ سے نکلے نام عبد خاص زوالی
کہ جسکی فاست ہے عزت و نوابی و خانی
کہ جسکے آب گل میں ہے قیام کرن یانی
جو کچھ پائے بہا لیجائے او کا خوش فضاں
ہیلا اونچی زمین میں جمع ہوتا ہے کین پانی
کہ الاعمال بالنیات دینی ایک س پانی
گدا ہو گئے خدام و حقداران سلطان
برائے نام باقی رہ گئی نوابی و خانی

دیا دلوا دیا دینے کی راہیں اوسنے بتلا دیں
 چپا کر پردہ داروں کو دیا کیا پردہ پوشی ہے
 زبان چشم عقل و دل پر اوسکے ختم بچاروں
 شب معراج موسے سر بہین سر عرش آبی ہے
 عجب نام خدا ہے ملبسم اللہ ہر ابرو
 کتاب شمع کھناد اسکے رخسارے کو حسن
 صراحی ہے جسے حب علی کی گردن نازک
 غدیر خم کا میخانہ ہے سینہ خم ہے دل روکا
 جواش چاہیے ہو دین کی و سکو حرات ہے
 وہی ہے کہ کچھ جمع ہوتی ہے پیا نوین
 غم شبیر کرفشاے میں یہ مدہوش ہوتا ہے
 کہلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کی نہین کہتا
 ہلائے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کڑالا
 وہ موتی روتا ہے اور کیا کیا لعل و گلستا ہے
 جہان جس سے ملائی آنکھ اوسنے دم نہ مارا ہے
 عدد و بابا بازی کر کے اوس سے پیش کیا ہے
 ہلا آسمان بچائے لعل اشہب خامہ
 سواری کی صفت میں اس قدر میدان بانہ نہیں
 وہ گھوڑے اوسکی ہین چالاک کچھ ٹھہرتی کچھ ٹھہرتی

کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگوں کی تن آسانی
 خبر پہنچی نہ کانوں کان دیکھو فیض پہنانی
 خدا کوئی خدا بینی حسد انھی حسد ادانی
 رخ پر نور تر آن لوح قرآن اوسکی پیشانی
 وہ آنکھیں چہرے پر قرآن میں ہیں آیات قرآنی
 کہ ہے ریش مبارک حل قرآن مسلمان
 چھلکتی رشتی ہے جس میں شراب نقبت خوانی
 کہ ہے مہر علی سے جوش سے ہے جوش عرفا
 رگون کی نل سے کہنچی ہو شراب مہر عمرانی
 محرم میں جہی ہوتی ہر آنکھ میں جسکی طوفانی
 نہ آئے ہوش میں آنکھیں نہ چڑکین جیتا لپکانی
 ہے اثنا صاف سینہ دیکھ لو اسرار پہنانی
 ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی
 جو باتیں ہیں در سلطان تو لب ہیں لعل ربانی
 نگاہ قہر اوسکی سہمہ و تیغ صفا ہانی
 کہ ہے پیچے چین دامان دفاع شیر یزدانی
 ملاوے عرش سے ڈانٹا مراد و رسخندانی
 فضاے لامکان ہو صفحہ کا غد کی طولانی
 کسی شاعر سے بندہ سکے نہیں اتنی ہی جولانی

<p>وہ گھوڑے بہن کہ جسے فقرہ مستجاب اُنی ہو قدم کا واٹرین میٹھی پوئی دوڑنا جیسا کشادہ سینہ و سیم پیشیں پس بھاری کرنا رک بلا کا کچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا وہ چو کئے اونہیں سے تازیانہ دم کا چو جانا قدم سبازا سیسے گویا زیر پا سواج دریائی اشاروں پر چلا کرتے بہن وہ شاید تگہ پڑتیں طارا بہر کے مارا تے بہن ٹاپیں شیر گرد کوچ</p>	<p>مثال اہل حق ایام صورت اون کی نورانی بہن سب ہوں میں ترکی اور تازی اور کلا ثانی ذرا سی تھو تھتی چوٹی کھوٹی چوڑی پیشانی کرین خود اپنی دم سے اپنی چہر کی گسارنی کھڑک پتے کی جی اونکو کھوٹی اونکی ہلجانی سبک خیز اس قدر سہلنے نہ پاسے پیٹ کا پانی کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی نشان میں اونکے سم کے یہ وہ و مہر و خسانی</p>
--	---

مطلع

<p>انہیں آتش کے پر کا لون میں ہی بجلی کی جلالی سبھکھ موقوف کہ تازیانہ صاف اوڑ جائیں لالی سخن بجا میں ہونٹوں پر د غلطان کہیں شیریں آداسیٹھے پوئی میں جو کڑی ہوں اشاروں میں اوڑیں ڈر کر کئی برچوں پر جاوڑیں یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پر ابر کا لکھ جو نکلے جیم منہ سے چین میں تو لاس لاند میں خبر تیچے پڑی رہتی ہی وہ آگے پونچتے بہن ہو جس طور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے کو مون کلین بہن یا گہوڑے ریل ہی یا سبج گاڑی ہے</p>	<p>ہو اچوتی نہیں ممکن ہر اوپر کرب ہو اکمانی مرقع میں اگر کہیںچے اونہیں بہن دریا پانی کرین آقا سے نعمت پہر پیٹے ہر اونکی جو سانی یہ سب نقش کو اکب پسے ہوں یک بیابانی معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی چڑ ہے اوپر جو کوئی اوڑ ہر بارش میں بارانی سوار و سب ذرا چل سکے دیکھے اونکی جولانی بنی ہے تار برقی سے دم اونکی میں نیچانی وہ نہ نہیں بگیو کو کھینچ لیجا میں باسانی پری ہر باد پاسے گھیان تخت سلیمانی</p>
--	--

اُسی بگیان میں یا سُرک پر رُفِ ثنائی
دخانی کشتیوں کا بھیدوں سے ہی جگر پانی
کہ جسکی موج آبِ تیغ سے عالم ہو طوفانی

خداوند ایگہوڑے میں زمین پر پافِ شتہ میں
سُرک پر نفل سے رستہ میں آتش زیر پاگہوڑے
سواراوں پر وہ جب فریض وہ سرچشمہ بہت

مطلع

گلے مل ملے ہوا سکے عدو کی دشمن جانی
چم و خم صورت شاخ خمیدہ کیوں نہ ہو او سمین
لوہیتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے
وہ زخمی بھی اگر چوڑے تو ہو اُسکی چکا قاتل
کبھی وہ سان پر چڑھتی نہیں کیا آبداری ہو
جہان گردن کشی دیکھی وہیں طوق گریبان ہے
صرطِ حشر کا پل جو سنا ہو گا ختم اُسکا ہے
وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگیں اُسکا
بڑی رنگین بیان ہر کیا ہی چلتی ہر زبان اُسکی
بڑی آتش زبان ہر سنہ سے اُسکے پھول بھرتے ہیں
برابر نصف کراتی ہے انصاف اُسکو کہتے ہیں
وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ ہیں عادل
نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کو باز اُرگرمی
نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہو جائیں بے کمر
نہ تار و تکی طرح آنسو نکلنے بس نکلے جب

کہ سر سہلا سے بھیجا کہا سے وہ تیغ صفائی
کہ اوسپر لڑکے بیٹا ہے عدو کا مرغِ دھانی
مگر شیطان کی ہے آنت گویا اوسکی طولانی
کہ جیسے چاندنی گہا میں پوڑنی اوسکی ستوانی
ہلالِ سانسہ سیکھ آسمان پر گردش کمانی
کیا جب سامنا جھٹے ہیں ہی چین پیشانی
برّی ہے تیغ ہے مارِ حمیم اوس تیغ کا پانی
چمکالیسی چمک چارائینے کو جس سے حیرانی
دلان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسانی
لگائے آگ پانی میں وہ اوسکی شعلہ افشانی
پہر اُسکو ایک منصف کی نفل میں پرورش پانی
مثال طاق کسری جہاں گئے انصاف کے بانی
نہ بخل ایا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی
نہ اتنا غفّتہ جس سے خادموں کا ہو ہول پانی
نہ مثل صبح صادق اوسکو جب آئی ہنسی آئی

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنہ محشر
 نہ وہ کثرت کہ پیدیاک غلو نہ ہی جس سے
 غرض خیر الامور اوسط پہ سپہ دار دراز کا
 عجبائے فیض ہوا و سکا کہ بہن فیاض اپنے کیے تک
 ہم اوسکے فیض میں ڈوبے ہیں کہہ کہیں تو کیا کیے
 رخ و گیسو کے ایشمون تلک ہم سے نہیں بندتے
 یہ اوسکے بازنت میں دبے ہیں ایک مدت سے

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنہ محشر

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کہہ کہ طرف سے ایسی نورانی
 اوٹھی کالی گٹھیا رب کہ کہے کا اٹھا پردہ
 نہ کہہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچھ مفتی کا دھڑکا
 سچے ہر رنگ میخانہ میں گزری دھچک شیشی کی
 لگائے تاک جہانکا سدرہ ہر بہشت شیشی میں
 کہ ہر ہے ساتی نگین کہ ہر ہے مطرب سین
 سناوے قتل سے چھوڑے ملے ہوئے کے پردے
 قرا بہ کولہ سے سے کا سماں اک بانہ دی لکھا
 چڑھادے آتشی نینک کہ مجھ کو دور کی سوجھ
 چڑھے وہ قدر کو نشا کہ اوسکو حال جالی
 جسے جو کہد یا تم سے پہر اوس میں بل نہیں پڑتا

کہ پی آئی ہوں مزم کے کنوین کا ج طرح پانی
 گنہ دہو جاتے اس بر ج سے بآسانی
 برسنے میں نہ کرے بھلیکے وہ ظلم کے بانی
 اسی تہ سے اکبار کی محفل ہو طوفانی
 نہویر مغان سے دختر رز کی نگہ بانی
 کسان ہے قوت جانی کمان ہے قوت روحانی
 کہ ہر ہے غریت حکم طرے سے حسد و ثانی
 سب سے کہ فیض کا دریا و س کے بہتا ہوا پانی
 سناوے راگ پیک کا گلا ہو شمع نورانی
 بڑا اعدا وہ ہے بڑا معذوب حقانی
 کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی شاخانی

کہ یارب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قائم
 ہو اسے نامیہ ہو نامیہ سے رنگ ہو پیدا
 جہاں تک بوجھل ہوئے مشام فکر عطر افشان
 آتی ہو مرا مدوح مدوح جہاں ہر دم
 شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور
 سکندر کی طرح نام او سکاروشن ہوزانے میں
 خداوند جہاں تک ہوں خدات زمین پیدا
 ہے پانی سے جب تک ہر ہمند رواجن یارب
 ہے طوفان سے جب تک تلاطم جہستی میں
 آتی او سکے دشمن پر ہے بوجھا لعنت کی
 چو او بھرے وہ تو او پیر گر پڑے برق غضب یارب
 گل عجب اس رکھا نام ہے اس قصید کا

زمین پہ جب تلک موج ہو اکو ہو ہوا کھانی
 جہاں تک رنگ و بو ہو آب و رنگ رو بستانی
 جہاں تک فکر سے گرامے بازار سخن رانی
 کہے ہر ایک شاعر او سکی ہرست میں سخن رانی
 بزرگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی
 آتی مثل غصہ سر عمر او سکی ہو طولانی
 سجات زمین سے ابر ہوا اور ابر سے پانی
 ہے موجوں کے جہاں تک رو سطح خاک طوفانی
 تلاطم سے ہے جب تک بشکر کو دہشت جانی
 ہے طوفان غم کی استعدا و پیر فلوانی
 جو ڈوبے پہرند او بھرے استعدا و پیر پانی
 کرین نامیہ زاعباس من سرکر زافشانی

یہ

م

د

قصید کشت زعفران

دورح جناب شہزادین صاحب دروڑ چٹی اسپیکر ضلع لکھنؤ

اک بنجم نے کہا دنیویں کو ناگمان
خیر و شرہ سنا جدم تو سکر و قہ شام
کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے بن گہر
ایک سطر شرح سے جیسے بہرے بن السطوح
یا فلک نے پاؤں لٹکائے اور نے کے لئے
یا اوٹھے گا وزمین کے سینک دنوں الجھٹلا
یا منڈ ہے بیلین چڑھیں نوشاہ روز عیش کی
یا زمین پر جبک پڑے بیت المقدس کی منا
یا چمن سے بڑھ چلے افلاک کو شمشاد و سرو
یا فلک نے شست ڈالی ہو ماہی زمین
یا شکنجے میں کبھی تکلیف ماہ صوم کی
الغرض جب پڑھ گئے کوٹھے پہ پہنچ رہے دار
کوئی عینک سے سو مغرب لڑا تا تھا نظر

عید کا چاند آج ہوگا عیب کل ہوگی بیان
دوڑے کوٹھے کی طرں ہم لب لگا کر زبان
تارے سب بارہ تہی زینہ تما خط لکشاں
اس طرح اوس زبان میں ہمیں تھے فرد کلاں
یا زمین نے ماتہ پہلائے بسوے آسمان
یا جہکی ہر شاخاے تور گردون الامان
یا عروس شب نے زلفین اپنی چوڑیاں میان
یا اوٹھے کچے سے دو گلرستہ بانگ اذان
یا جہکی ہر سمدہ و طوبی کی نیچی ڈالیاں
یا زمین نے ماہر بھیک کنت استحسان
اک جینے سے کیا تا بنداستہ افغان
اور اکٹھا ہو گئے اُس چت پہ سب پیرو جان
دور میں خادم سے اوٹھو اتنا کوئی ناتوان

کوئی یونہی نکلنے کی جانب باندھا
 کوئی کتا تھا وہ کیا میں پر کھلا ہلال
 کوئی حتماً سے چلا تھا حضرت ہنگ
 کوئی تارا دیکھ کر اونگی سے بلاتا تھا چاہے
 آنکھ نلکہ کوئی کتا تھا اچکا چوند آگئی
 تھک تھکا کر گوگ جا بیٹھے منڈیرن پر لگ
 کوئی پوپ کی طرف جاتا کوئی دکن حرن
 میرے خادم کی نظر اور ترکی جانب جا پڑی
 ابرسا پہاتا چلا آتا ہے اک خط سیاہ
 یا ہوا ہے موجزن دریا سے نیل زنگبار
 یا اترتا ہے چارے ہوا سے قاف پر
 یا ہوا ہے کوہ تبت مشکل فشان مندر پر
 یا فلک میں لگ چلا ہے چاند کی صورت گمن
 دیکھ کر یہ حال مجھے میرے خادم نے کہا
 ڈانٹ کر میں نے کہا اوس سے تجھے کچھ قتل ہے
 ناؤ میں کیوں خاک کا ڈاتا ہیج کیا سوچی تجھے
 بڑھتے بڑھتے جب خطا و خطا سما پر آگیا
 رفتہ رفتہ اک عیب آواز پیدا ہو گئی
 غور سے دیکھا نہ وہ خط تھا نہ وہ آندھی نہ ابر

کوئی بیٹھی آنکھ پر رکھ کر بنا آ دید بان
 کوئی سے سر ملا کر ہنس کے کتا تھا کمان
 کوئی کتا تھا مبارک عید نکو چاند حسان
 کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ان میں
 میری آنکھوں کے تے اڑنے لگی تیلیاں
 اور کچھ ہٹلا کے ہر سمت بالاسے مکان
 کوئی پیچ میں شفق کا دیکھتا ہے پراسمان
 آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان
 جیسے لٹڈہ کر نیلے کاغذ پر سیاہی ہو دانا
 یا بخار بحر اسود چھپ گیا تا آسمان
 یا ہوا ہے قاف سے سمرغ کوہی پر فشان
 یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اٹھا ہر دیوان
 یا زحل کے مثل کلا ہو چلا ہے آسمان
 کالی آندھی اوٹھی ہے کب تک ٹھہر گیا یہاں
 خیر زندہ میرے کرتا ہے کیوں شور و فغان
 آج کل جاٹے ہیں جازون میں ہلا آندھی کہاں
 سن سننا ہٹ پہ تو اک ہونے لگی اوس سے حیاں
 شور تھا ہنگامہ تھا ہر اک طرف ترقی قیاق
 آ رہی تھیں اک پر باندھے ہوئے مرغابیاں

بولے سب جاب کیا جاڑا پڑا کشمیر میں
 سسکے یہ مرغایوں نے صورتِ بیکر ہی
 آتے ہیں کشمیر کے آقا سے نعمت ریل پر
 ذاتِ عالی کیا ہے افریقہ فیضِ بیشمار
 ریل ہے تختِ روان وہ شاہِ تختِ علم و فضل
 ریل ہے یا کوہِ آدم یا کہ سنگدِ پست ہے
 بھاگتی چلتی ہے رم پیدا ہوئی جو اسکے تہ
 کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر
 ایک لہجہ کینچ لے سب گاڑیوں کو دوا دوا
 مرغ کہہ سکتے ہیں لیکن مرغِ آتشخوار ہے
 ریل برجِ آتشی را کہ ہے ہر منہ عرجِ عقل
 ریل کہ حکمِ روان ہے وہ شہِ رنگین ادا
 ریل تو ہے لکڑا براور وہ ہے برقِ جن
 ریل ہے دیو پر پوش وہ پر نیخانِ کمال
 ریل ہے یا کہ شبِ قدر اور تری جو افلاک سے
 قدر دان اہلِ معنی اسرارِ علم
 نامِ بڑی شیوہ تر این کام ہو نامِ آوری
 حاتمِ بزمِ سخاوت رستمِ میدانِ عزم
 مطلعِ چرخِ را یک ایسا پڑہوں با آب و تاب

ماتے جاٹھے کے یا ڈو آئیں ہو ہندوستان
 مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کہولی زبان
 ہم یہ سوچے سب کو دین چلکے مبارکبادیان
 ریل کیا ہے اک ہنگ بجھ کر بیکر ان
 ریل ہے تختِ سلیمان وہ سلیمانِ جہان
 ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤسِ جہان
 ریل سے رم ہر عدد ہے جو لہجہ تلخِ بخدان
 کیا تماشا ہے سا فرساکن و منزلِ روان
 ایک رستم فتح کرے ہفتخوان کا ہفتخوان
 کوہ کہہ سکتے ہیں اسکو ہم مگر آتشِ فشان
 ریل ہے ختمِ فلاطون وہ فلاطونِ زمان
 ریل کہ سرِ خزان ہے وہ شہِ شکِ بوستان
 ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہِ آسمان
 ریل سیمِ رغِ دخانی ہے وہ رستمِ ہلو ان
 اسکا را کہ ہے کہ یاربِ قدر کا ہو قدر دان
 علم آموز فصاحتِ افصح ہندوستان
 نامِ رونا مور نام اور نام اور ان *
 کاہ وقت انکسار کوہ وقتِ امتحان
 جس سے چمکے خود مثالِ کمکشان میر خاں

مص

ہونٹ نہ ہی گوہر فشان ہے ہاتھ سے زرفشان
یہ دردندان کی اوکی دَر فشان دیکھئے
فیض رسکا اتنا جاری ہو چودے سائل کو ہیک
کیون نہ چمکے اشرفی ہے میل و سکی ہاتھ کا
کوئی کیا جانے لبازک ہری و سکی سرخ کیون
لب کے شیرینی سے تما مشہور وہ شیرین سخن
خاک پر او سا طلائی رخ جو ہوسا یہ فنگن
عقل کی رو جو پوچھو عاقل ہفتاد سال
دنکو دور سے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شکور ہوتا ہے کتب مینی کا او سکھ شمسہ
صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خطا شمع
ابتدا و انتہا ہے نشر ہے خامہ کے ہاتھ
صورت تحریر ہے تقریر او سکی دلپذیر
ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو میں باغ باغ
یہ بیان اسد کبر اس دہان تنگ پر
او سکے دریا سے موت کا جو اک شمع لکھون
رشتہ الفت پٹ کر بنگیا اتار بنگاہ
مش خراگان کوئی کیا استاد کی اوں کرے

اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونوں سحر کان
گرنے گرتے ہوں زمین پر آب گوہر گلیان
کشتی درویش ہوسائل کے ہاتھوں میں ان
کیون نہ ہو سکے رواں ہے او سکے قدم کا نشان
تھا وہ بچپن سے زمانے میں غضب رنگین بیان
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان
پیڑ چاندی کے اوگین یا کیسی کی بوٹیاں
عمر کی رو سے جو دیکھو سخت کوشنوجوان
شہر مشرق سے ہی مغرب تک جہاں کیودہان
بال بنکر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان
شام سے پرتا ہے خامہ جیسے خط اک نشان
جیسے ہنرے کے کنارے پر او گر فرجان
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا تر جان
ہے دہن اک غنیمت پر بلبل کی صورت خوش بیان
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے میں ہی دریا روان
موت کی مانند میرا خامہ ہو رطل لسان
آویست لکھ میں آئی ہے بنکر تیلیان
صورت ابرو جھکا رہتا ہے ہر دم ہر زبان

<p>تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان یون ہے سب میں ج طرح بتین دن تو نین بان یا آئی کیا گرس پی میں بجائے استخوان ہر جگہ سے وہ غمیدہ ہے مثال آسمان ایک سے شخص آن واحد میں بنے پیر و جوان یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن کوئی طرار او کے اگے جب کہ کھائے شویان شمع سکرش کی طرح گوشت نہ سے نکلی ہو زبان غنچہ رستہ کی صورت ہوں تالو میں نہان لالہ سان اکدم نہوتن میں لمو ہرگز روان عرب سے تار نظر جگر اوڑھے مثل دھان آئینہ تہر ہو تپ ہے سکت ہو خاک سان اسکی قلعی کہولہ سے کہولے سب کی سختیاں</p>	<p>کوئی سکرش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے سکر گو کرے کوئی درشتی او کو ہے نرمی ہو کام سے لیکر پاؤں تک ہرگز نہیں سختی کہیں او سکار تہہ ہے بلند او سپہ تواضع دیکھنا جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھتا ہو لے شان خدا قد بالاسپہ الف جرم جکانون ہو گیا اس تواضع پر وہ عرب او سکا جما ہے خلق میں مثل شعلہ کانپ کانپ اوٹھے زبان آشین دس زبانیں مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہوں بنض سے جنش اڑی بالکل گگل کی طرح پتلیاں تہر کر انکھوں میں بنیں گل جل کے داغ آدمی تصویر بنجائے تو تصویر آئینہ ہو سکوت اس میں تواو میں صاف حیرانی ہو</p>
---	--

مطلع

<p>جدا لے جیسی درد درون ناتوان ذکر عالی تیر امیر سے مہر دل کا آسمان کان تیر سے دونوں میر جو ہراتی کی کان گلشن رخسار تیر امیری سر پر گلستان تیر سے لب لعل ناتوان و زار کو یا قومستان</p>	<p>مہر جالے تاب و ح ناتوان نیچان فکر و شن میری تیری بام شہرت کا قمر ہاتھ تیر سے دونوں میر قتل معنی کے کلید طرہ کیسوتر اطہر مری دستار کا تیر سے دندان اس دل بیمار کو حب الشفا</p>
---	--

تیری پیشانی کی چینین موج دریا سے سخا
 تیری پتلی وقت مشکل پر غریبوں کی سپر
 تیری آنکھیں میری خاطر اہودشت مراد
 یک نظر فرما کہ مستغنی شو مزا بناسے جس
 بلکہ وہ خود تہ پہلائین تو دون نقد صلہ
 روشنی پہیلے یہ میری وہ کرین کسب ضیا
 تیرے مداحوں میں جیسے نام میرا راج ہے
 تو گلوں کا رنگ سے میں بلبوں کا رنگ ہوں
 تو ہے عادل کا عدل اب میں ظہور کا ظہور
 جب برس پڑتا ہے تو اوس دم چکلا ڈھتا ہوں
 جس جگہ ڈوگلفشان سجا اس جگہ گلچین ہوں
 تیرا دست فیض میرا خامہ رک سکتا نہیں
 تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن شہور ہے
 فیض ہیں تیرے نہاں بے آب گوہر کی طرح
 عیب ہیں میرے گراں سب کا غد زک کی طرح
 جب تلک فیضوں کے ہوں ارباب حاجت فیضیاب
 جتنے تیرے دوست ہیں حاجت کے ادنیٰ روا
 جتنے میرا جانی ہیں تم کو دعا میں رات دن
 بلکہ خود ہوں دوستوں کا فیض جاری اس قدر

تیرے ابرو کشتی سب بخت بیکران
 تیری ہلکین میرے دشمن کیلئے تیرو نشان
 تیری نظریں میرے حق میں دو کنا نشان
 ہاتھ پہلانا پڑے مجھ کو نہ پیش ناکسان
 بلکہ وہ خود آ کے چلا میں تو دون اوقنان
 مہر گردون میں ہوں وہ لوگ ماہ آسمان
 شکرستان تو بنائیں طوطی ہندوستان
 تو جو ہے فخر امیران میں ہوں فخر شاعران
 تو اویں عہد ہر اب میں ہوں سلمان زمان
 تو ہے اک بر سخاوت میں ہوں اک برق زمان
 تو جہاں ہی باغ ترست میں دہان ہوں باغبان
 جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان
 تجھ پر آنکھیں پڑتی ہیں اوشمتی ہیں مجھ پر انگلیاں
 سالکوں کی شکل سے ہو جاتے ہیں لیکن عیان
 قافیے ہیں شایگان لیکن ہیں گنج شایگان
 جب تلک میہوں کے ہوں اہل معانی سرگران
 جتنے تیرے ہیں عہد پائین نے عیون سے امان
 جتنے ہیں عداوہ منکر جبل میں ہر ہر زمان
 بلکہ خود ہوں دشمنوں کا عیب اس درجہ عیان

دوستو کی جو دشمن ہیں وہ سب ہو جائیں دوست دوست دشمن کا جو قصہ قدر سن پائی ذرا نزد رود ادا کو روئے خندہ رود اجاب کو	دشمنوں کے دوست جو جو ہیں وہ ہوں سب خصم جان دو ہی لفظوں میں کرے بس ختم ساری داستان نام رکھ کر اس قصیدہ کا وہ کشت زعفران
---	--

قطعہ

جناب منشی عالی گرجواہر لال جو دیکھو ہو پس ہر سر پر تورات کو شہنہ بہت ستایا ہر جی میں گراو پناہ پڑیں تمام انسانوں کی خاطر کنوین ہنس پڑے سنار کی آپکی تحصیل میں ہنس ہنس بہت مجھے بھی دیکھئے اونیس کے اسی نو ہنس جو کچھ بڑگی کٹائی ڈھلائی میں حاضر بڑا جو مانو بڑا ماننے کی بات نہیں جوان و گئے جنک نہیں قدر کو بین	میں جس مکان میں ہوتا ہوں اچھا حال یہ شک نہ ہے مری جان کیلئے جو حال یقین ہے اسے مار گیا آپ کا اقبال مگر کسی نے نہ اک بانگ کیا اقبال جہاں گنج میں آئے وہاں ہمال کی ٹال جو حکم ہوا وہی کٹائیں کچھ نہیں کمال قرار رکھتے آزادگان گیر دماں نہ آپ ہو گئے امیر حسین روز میں کنگال دعوت در دل عاشق غائب غزال
--	---

قطعہ

تو ہے وہ نخل سنا دو حہ بلغ حیرت کہ جو کاٹا ہے لگے میر تو ہو ہو کھوکھلا تو موافق ہو تو کیا مجھے مخالفت کی چلے دیکھ عزت مجھے اصرار کی ذلت میں ڈال	تو ہے وہ میری دوام ہر ہر غم دل کش کہ جو پونچے مجھ کو کچھ دیکھ بھی تو ہو کھوکھلا تو جو سید ہا ہو تو کیا کر سکے چرخ بدیش نوش دیکھ نہ لگا تھر کی رنبر کی بیش
--	--

<p>میرے احوال سے کچھ بڑا کچھ اچھی ہے تباہ میرے دانتوں تو نہ ٹوٹیں گے تو کچھ گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام جو کہ مفلس نہیں ہرگز نہیں پورا شاعر</p>	<p>دو تباہ ہو گا جو ہر ساتھ تباہی ہو یہ سنا ہی کہ کہیں جوڑ دے لو کہ ہوش ہمیں ان فلاس فیخ ش تیرے تصدیق ہو جو کہ قانع نہیں ہرگز نہیں کمال درویش</p>
<h3>رقم نکاح</h3>	
<p>عروسِ حمد کی برقع کشائے کجا خامہ کجا وہ رو سے نیکو نقابِ نفست اولٹ کر دیکھئے خوب دل ز عشقِ محمد ریش دارم پہر او کے خوش کامت سلاہوں ملا ان دونوں نے وہ غارہ دین ادھر اے ساقی رنگین ادا دیکھ نئی مسچی ہے اک طرفہ رقم ہے مرادین آج منہ مانگی ملی ہیں مری آنکھوں کا تارا راحت جان اویسکی دہوم یہ ساری بچی ہے سنوارے گی جو کیو گیا ہر شیب اویس شب کو خابندی کرینگے جو چکے بارہوین شب کا ستارا</p>	<p>ہے معشوق ازل کی رومانی براست عاشقانِ برشاخ آہو کہ محبوب حقیقی کا ہے محبوب رقابت با خدا سے خوش دارم علی نفس نبی ہے کیوں پناہوں ہے رو سے فائز کو اٹا لائے نگین لنگھیں ہی سے اے ظالم اذکر قلم پنا براندی کی قلم ہے تراش خامہ کی یا چھین کہیں ہیں مراد نور نظر و جاد علی خان مہ ذیقعدہ میں شادی رچی ہے کرینگے رسمِ باجی کا اداسب نئی چالون کی پابندی کرینگے تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا</p>

<p> مری آنکسین برین فرش راه احباب سپر او سپر روشنی نور اعلیٰ نور که گردشش اپنی ہوئے گا زمانا فلک کے نتھہ پہ چوٹے لگی ہوئی جو سب آجائیں ہو گھر میں مری مجھے یہ آپ کا آنا مبارک مبارک تین دن کی بادشاہی بحق نون و صا دو قاف فیلسین </p>	<p> کہ خدمت ہوگی خاطر خواہ احباب برات اوس رات کو ہے چشم بدور رنگیا ایسا شرب ناچ گانا ہو اسے وہ کہ گئی چسبج سائی مہ شوال ہے احباب کی دید مرا یہ آپ کو لانا مبارک اسے واجبہ علیٰ کو یا آئی کہیں روح الامین سدرہ سی آیین </p>
--	---

رقص نکاح

<p> کہ نقد نعت احمد رو نما خواست علی شد بستہ دام ہوایش بعقد رشتہ اش پیوند حیدر بہاران فرش بزم انبساط است بود ہر غنچہ دل صحن گلشن صغیر عند لیب از برگ ریزد مبارک باد گوید یا عنادل فلک را شد منور چشم دیدار بلفظ بزم طوی آسمش ادا کرد کہ بزم کہ حنہ دانی ساز دادند </p>	<p> عروس حمیرہ زان جلوہ آراست بزللف نعت و انداز سایش تبار نفس او نیش نواگر بیاساتی بیاجوش نشاط است بدہ جامی کباب آرد شگفتن چو موج قلقل از میناست نیزد صدای خند ہائے غنچہ دل کہ ایدون از فروغ بخت بیدار ورنہ ہست بروئے خلق و اگر د بزمہ از زمین آواز دادند </p>
---	---

چہ طوی است اختر رونق خزانے	فروغ شمع زینت آسمانے
فلک زینت و ہفت این ^۹	محمد ضامن اکبر طالع
ربیع الاخر و ہجرت و شنبہ	برائے انجمن بست و ششم
چوردے روز بند و برق شام	ناید بست و ہفتم چہ از بام
شب بزم و پردین بہین است	بہین است و شب تزیین بہین است
تعالیٰ اسد چہ انجم دوستاند	باوج فردان خسرقم رسانند
بدنیامیسر سادوم بہ آدم	من و احباب و شوخیر مقدم

مصع اول از رمل مضاعف الارکان کہ ہر مصرع و صد پانچا شش رکن دارد

المشہور بحس طویل

سال نو کی ہے بانی سنواک رام کہانی یہ کتھا سب سے بڑی گکڑا دی بانی نیا انارٹل ہے یہ بھی
یار وکی زل ہے یہ بھی اک اپنی پھل ہے نہ کہیں جنگ و جدل ہے نہ کہیں کوئی لڑائی وہ بکر کو دیا
ذری شد شکار تائی ہوئی گلے کی صفائی کہیں رستم کا ہے دگل کہیں فوجوں کی بند ہے دل کہیں
انسان کا جنگل کہیں جنگل میں ہے گل بھی رن بول رہا تھا وہ کمرول رہا تھا وہ اسی رول رہا تھا یہ
اوسے تول رہا تھا کیا سرکار نے داوا دیا گھوڑوں کو جو کا دا پوایوں کا چھلاوا ہوا وحشت کا مارا چلے
بجلی سے جو لشکر وہیں بودایا مچھن روہ گری سیپ ٹپک کر ہوا کا پل کا کچھ مردہ جو بھیڑوں کے گھبان
تھے میان شیر علی خان نہ با جب سرد سامان ہوئے بے دم ہی گریزان جو ہزار آئے وہاں
تو دے ٹکر نے جھانے کہ بے پادون جہان سے وگزی گئے جان سے رہی یعقوب علی خان
صفت یوسف کتھان وہیں تھے قیدی زندان ہوئی چٹکار سے سے شادان لکھی خود گنہگار

ہوئے سرکار میں حاضر یہ بھی فیصلہ ہوئی تھی خاطر کہ وہیں صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی مارت گئی کابل کو
 سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت دہی ڈاکا دہی غارت دہی ہنگامہ دہی غل نہ کیا غور و تامل جو سفیر آیا تھا
 کابل ماو سے قہمہ کیا بالکل جو او سے مار ہی ڈالا تو حصہ ایک تھا بالا او سے کر کے تہہ بالا یا مارنے
 کا سہنا لا ہوئی سرکار یہی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوار دہی جہا جہم وہ پیادوں کی چھاچم وہ سپاہیوں کا
 بیابان کہیں جہاڑی کہیں سیدان کہیں وہ ہرنستان کہیں وہ خار نیلان کہیں نالا کہیں جھتر
 کہیں پیٹر کہیں بچہ کہیں روڑے کہیں تپہ کہیں ریتل کہیں ٹھیک کہیں گہوڑوں کی وہ پڑ پڑ کہیں ساز پڑ
 وہ کٹر کٹر کہیں تو پونگی وہ گرا گرا کہیں بند تو کٹی پڑ کہیں برچہ پڑ کا وہ دم کہیں سنگین کی چم چم
 کہیں وردی کا وہ عالم کہیں فوج کی ہما ہم جو چلیں تو پین دناون جو کچھیں تھیں زنا زون ملی دن دن
 سے وہ سن سن کہ ہلی قبر متن رہا گولی کا جو پلا کیا شیر دن نے وہ ہلا پھٹا رہا ہون کا گلا ہوا سیدان
 تجلا وہ بھی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ پکی ناسے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چین ہو گیا
 داعی تو ہوئے خادوہ باغی چڑھے پہانسی پہ وہ طاعنی چڑھے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹھٹک کر
 گرے قدموں پہ لپک کر بھی تقدیر چک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ او دھر سے ہر شکایت تو ادھر سے
 ہے نہامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابھی راے زنی تھی ابھی دونوں میں جی تھی
 ابھی تو صلح تھی تھی ابھی تو گاڑی چینی تھی جچی الفت کی تھی چو سر کہ ہوا کھنڈا تیرا ابھی تو تاج تھا سر پہ
 ابھی شیشہ ہے بر سر یہ فلک کے ہیں سر وہیں اسناد کے ہیں گن ہیں اس چکی کی ہو وہیں کہ پے گیہوں میں
 گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گوش کے حوالے بنے وہ زخم دلاں لے کپڑے جان کے لالے
 جو پڑے شیر و فاختے جو پڑے مرد و فاختے جو پٹھانوں کے چپا تھے وہ گئے ہند کے ماتھے یہ ہے
 حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سفارت یہ ہے حکمت کی مارت یہ ہے
 حکمت کی سفارت یہ ہے حکمت کی لیاقت یہ ہے حکمت کی حکومت کو جی لاڑ لڑ کج

مصنع دوم

اس طرف تو تہا یہ دنگا اور ہر اک کا لاجنگا دہ شہرست کا پنگا دہی جنگلی بہلا چنگا دہی نہن و ہئی کو
 دہی یعنی نہن و ہئی یعنی سیٹو او دہ اوٹھا لو لوستہ لولو تو ہوا کیپ بین اک غل کہ ہے
 سیمرخ کا چگل دہ دہارستم نابل دہ دشا شہرہ کابل نہ پٹھا لوکی پٹھا نی نہ جوانون کی جوانی جو کما نین ہون
 کیانی جو ہون تینین صفہا نی اہی سرچوڑ دے سبکا اہی سرچوڑ دے سبکا اہی نہنہ موڑ دے سبکا
 اہی دم توڑ دے سبکا ہئی مڑا قاتل خونخوار بزار نہن غذا بڑا دیو سیہ کار بڑی اکی ہے پھکار بڑا قہر کا
 قلم ہے بڑی سو نہ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گیتہ سے ہی دم سم ہو میدان ہین
 آئے تو بڑی دنگا چائے اہی رن سر پٹھا ٹٹھے ابھی دہکار سے چھائے یہ خبر تار پٹائی ہوئی لندن
 سے چڑھائی ٹھنی اک باری لڑائی لوکی ندی بہائی چھٹے تیر دن کے سپنو لے بڑے بس فوج میں گولے
 چلے تو پون کے دہ گولے کہ پڑے کیت میں اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زو لوبدرا غنچب
 چار و نظرف چھائی یہ شہزادے پیرخ لاسے کہ دنیا سے سدا سے وہ گئے کیپ بین مارے ہوے
 مغرور پندارے گئے بہرنے وہ طرارے کئے اون زو لو کون نے وار چلے جب دہ جفا کار بڑے ہیان
 ہی جلا چلے خوب ہی تلوار کمانون کا اک کنا دہ جوانون کا پکنا دہ فیتلون کا پکنا دہ دیجون کا سسنا
 ہوا ہنگامہ محشر جو تلا حلقے پر لشکر دہ جلی قہر کی صرصر دہ اٹھی آندھی برابر کہ وہ دن ہو گیا کالا ہوا میدان
 تہ دہا لاجوڑ کا بڑہ کے رسالا ہوا کیا راجا لا تو عجیب رنگ دکھایا کہ سہ میدان صفایا سیٹو ابوکا پٹا
 او سے مجبوس بنایا تو گر بنے لگے طنز ہوئے کیپ پٹھو رو ہی عیش کا مذکور دہی جیش بہر تور
 ہوا صاف دہ میدان نہ ہوا اقبال دہ شہرستان کہ ہولی فتح نمایان ہوا مجمع دہ پریشان جو ذرا راست کیا
 دم توڑ دھا غلغہ پیہم مچی بہہا میں ہی گم گم کہ دھا کشا شہ اظلم ہی لگا سر پٹھا دھانے وہ لگا سو نہ

ہلانے جو بہن خویش اور بیگانے وہ لگائے ہیں ٹھکانے یہ خبر سننے سے کہ لگتا چاہی ہی غم کی اور کہ
 اک برق بھی بگی ہوئی سرکار سے وہ بھی یونہی وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتا یونہی بیوقوف تھا شاہو
 ناگوں کا شاہ یونہی پونا کی بغاوت یونہی ہریا کی شکایت یونہی کشمیر کی بدعت کہ ہوئی تھوڑی شدت چلو
 کی بن آئی جو سنے سیر ٹھکانے تو سنے سیر گھٹائی یہ سب اک بہاؤ لگائی کہیں کشمیری بیڑی ہے
 کہیں تل چار دھری سب ابھی ٹکسوں کی پڑی ہے کہ نئی دہول بڑی اٹھ ہے میں میان ٹکس غصے کے
 بیڑے غم بہن یہ سب کے بیڑے جو ہے سنے دہرے کے یہ لگائے گئے دیکے بہن کیا دیکھا دے
 بہن کیا ٹکس دہرے کے ادھر چار کماے تو ادھر آٹھ اڑائے ہیں کیونکر ہو وہی نہ رباعی نہ خامی
 کہ حقیقت ہے ذرا سی کہی بچتی نہیں باسی نہ کہی بچ و من ہے نہ تو اتھے پہ نکلن ہے وہی دل
 اپنا لگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی سنسنے کی ستین بہن وہی پہاڑی چھتین بہن وہی چکنے کی
 دہتین بہن وہی پینے کی لٹین بہن وہی کھینچتین بہن وہی رملو کی گتین بہن ہی پرتھنتین بہن کہ خوشی
 ہے بڑے دن کی

ترجمنی چھند

سہ ابر بہ جو بن نکھر گلشن اتر دکن کج بل بن	سجلی کی چکاسے گل کی مہک ہے دل کی پاک ہے سیاہ
سور دمی وہ کو کہیں نہ نہ چکر کچن تو کین ل بہن	پہلو نہ وہ میل سرو چھل عشتہ و سب و سادہ
کوئل کی صلیٹین ٹھنڈی امین وہی گشتا یں بہا	وہ نور کی نہر نہ نور کی لہر نظیرین ٹھہرین بجائین
سجلی کے جگر کو نور قمر کو سوج گھر کے تر پائین	سبز کی لہک پر گل کی مہک بہ جو رین فلک بہ تر پائین
حیران بہن مالی جانہیں خالی سی جالی ہر مالی	گو چھٹ ہی جلی جی پڑی کی ہی ایسی جلی ہی جلی
تا کو کجا خم چم ستون کا عالم شاخ ہے بہم متوالی	سب بہول جو کس لہر گر پڑی لہر کر پونے لہو تالی
وہ رنہ کی سیلے ستون کرے سیلے ٹھیلے البیلے	وہ اونچی دکا نینچی پائین کتی بہن جانین لہلے

وہ کال گل ترصدتے ہوجن پر لب کے مگر ہو سے	وہ ناز کا لہنا گرد ہی رہنا بجکے یہ کہنا غم جھیلے
رند و نکا چلن ہے شیشہ گرج قہقہہ نین ہر خندان تک	آباد دکان ہے میران ہی ایک تان ہی سامان ہے
گرمے نہیں باقی پر شاتی کتا ہر ساقی مان مان	مستونگی و ہوش غم نہیں مطلق جان ہوشی جانان
ساقی ہی ہمارا پیارا پیارا سے سے سارا رخ لالا	ساقی ہی ترلا ہوا لہ لہ لاکھہ بیلا ستوالا
ساقی ہی غضب کی پیار کے دھب کا وعدہ تھا کیا ٹالا	ساقی ہے بلا کا دل ہی کوتاہا مارا داد کا اک بہالا
داعظاک خرابی ٹکے کبابی آئے شرابی دنگا ہے	زقار بلا ہوشہ بیبا ہے غل یہ بچا ہے لینا ہے
ہتھہ پیری ہو رند جو ہو وہ ہو پنج کا ابو دورا ہے	پکڑی جو سنہالی بڑ بکے دچال جتنی ہی ہاگا ہے
پر کالہ آفت برج لطافت نور ظرافت سیارا	ہر پنج ہمارا انگھون کا تارا سب کا بیار اول آرا
نفسی ہی لاکا بتلا داد کا او سنے تیا کا وہ ماما	شاعر جزو ستم کالا کو نہ چکا اسکا ڈھکا دل ہارا
رنگین وہ فقرے ناز کا ایسے گل بہر قطر شمع کے	جو بٹن قلم کے دھن کو فقرے ستم کے کیا چمکے
ہو ٹھٹھا اپنے جو کھولے ٹوٹی بولے موتی رول عالم کے	جب نازک ادائیں باندھیں ہو این سیرین گٹا ہتھکے
لو تیرہ صدی کا ختم ہو دور دور کے بلا تارہ چلن	عالم ہی جو بن بدلی ہی جوتون گشن گشن سرودھن
یہ حال ہی لکھا عہد یمن کا نام ہو جن کا لاڈ رہن	سہر سال نو آیا شردہ لایا اپنا پر یاد دل ہو گن
بخشش میں جہنم کا تہہ پاک میں ستم شکل علم ہی پانی	کسری کی نشانی عدل کو بانی فیض سانی لانا ہی
راضی ہی رعیت اہ ری حکمت نبض حکومت پہچانی	میراج کے جواہر بلبل حصا خاص مصاحب کجانی
ہمدخل کیسی کھیت رہی سب کو یعنی چکایا	قانون بنایا خوش ہو پر یاد دخل رعایا فرمایا
کتا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حکم حکم اب آیا	اخباروں کو شادی دی آزادی سب نے ملا دی با
سہر ملک و دہ کا بخت ہی چکا کیسا سارا ہوتا بان	شادی ہی نمایاں خوش ہیں انسان شکر پڑوان سہر بان
دربار میں بیٹے ملکر ایسے رب کے نصیب چکے بیان	وہ دونوں داد و دھرم سہر ماہ انور تازہ روان

آبادی عالم خلق ہے بے غم عیش کا ہر دم سامان ہے کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرائے شان ہے	جو پیر و جوان تازہ روان ہو طرہ سماں نمازان ہے حاکم کی مدد و لطف ہمدرد کچھ بھی حد پائان ہے
جسے ہے ہر یہ عادل حاکم کا مل کا مقابل کیا یا جسے ہے یہ تماشا دیکھو دورا ثابت نکلا سیارا	جسے ہے پزل اس کی سہارا انگوٹھا تار ہو پیارا جسے ہے ہر یہ داؤرا سکے برابر کب سے مسکن یاد کا

قطعه در رفع اعتراض حافظ شیراز

بدین فروغ گہر بار داز سحاب کجا بہین تفادست رہ از کجا ست تا کجا ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا خطاست بہر خطا حکم از کجا کجا تراست پایہ امین پایہ احتساب کجا نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا بہر عقل بود و در خور عتاب کجا صلاح کار کجا و من خراب کجا بہین تفادست رہ از کجا ست تا کجا اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا	نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین صلاح کار کجا و من خراب کجا فتاویٰ عقدہ در اندیشہ خردہ گیران را کہ یک سو متحرک در گروے ساکن غلو اگر چہ بود عیب مرقوا فی را مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دامن بسوے عیب چو شاعر کذا شاؤ لغز نخست گفت کہ اے صاحبان دانش داد سپہن نفس خطا تازہ کردہ در خطا اشارہ چہیت و عبارت بلین و عذر لطیف
--	--

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی لے قدر
سخن کیے است جواب ترا جواب کجا

شنوی کلید و سنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا نبی
 وعظ میں اک کتاب کہ چو چکا
 گرم بازار پسند ہوتا تھا
 ہو رہے تھے بلند آواز سے
 تھے خریدار سب امیر و فقیر
 آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب
 ہو گیا صاف تارک الدنیا
 گنجی ہاتھ لگی خوشی کی
 ہوا صحرائیں وہ فرزانہ
 ایک دن اس کے دل میں آیا
 کہ مصنف پہ بھی اثر کچھ ہے
 آیا قزوین میں جب بے نفع کے گھر
 دھوم ہے اس کے گرامیری کی
 گھوڑے باندھے ہیں سیخ زین میں
 دیکھ کر اس کا روپ چکرایا
 خوب دھوکا دیا قصہ مصحف
 چاندی سونے کی سیخیں آہ جی دواہ

واعظ دین رنج قزوینی
 جا بجا اس کا ہو گیا شہرہ
 جو اوسے سنتا تھا وہ روتا تھا
 کس لگے تھے جنان کے دروازے
 جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر
 غور سے دیکھ اس کے سب لباب
 بند کی آنکھ کھل گیا پردا
 گنج و ثروت سے چشم پوشی کی
 گنج پونجا بسوسے دیرانہ
 چلکے دیکھ آئے رفیع کا حال
 لون شہر میں وہ باخبر کچھ ہے
 دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر
 کہیں بوتل نہیں فقیری کی
 خود ہے بزم بہشت آئین میں
 جا کے واعظ کے پاس فرمایا
 اب کہلے آپ کے تمام اوصاف
 مرجامہ جزاک اللہ

کوئی باتوں میں سلطنت چھوڑے
 سسکے واعظ رنج تا نگیب
 منیخ زرین بگل زدم نہ بدل
 کیسے کرتا دھسایا ملل کا
 آئے گھر میں جو وہ خدا کے شیر
 بولا اثنا ہمارے واسطے ہے
 نہ مرے فعل میں جن سل کر دم
 سپر یہ واعظ نے پذیرائی
 اک مسافر ہنس گیا رستہ
 ایک انسان اور دیر اندہ
 جاڑی جوڑی ہوئیں چٹانیں صاف
 کہیں جادے کا تہانہ نام و نشان
 نقش پا کے نشان زمین ہی گم
 کہیں پتا جہان کھڑتا تھا
 اوس سے خوش و طیور پہا گئے تھے
 جس طرف سے ذرا غبار اٹھا
 گاہ اوہر دوڑا گاہ اوہر دوڑا
 جا کے پہنچا جو برسرا روند
 کی صبا نے جو باد پھیلائی

کوئی سونے میں لاوی گھوڑے
 بولا سائے تاجدار ملک حیا
 ساری دولت گئی چرخک میں مل
 طماٹ کا انگر کس اٹھل آیا
 ایک بدبھنا تھا یا کتب کا ڈھیر
 اور جو ہے ہمارے داکٹر ہے
 میسے اقبال پر عمل کر دم
 کہ یہ لو اک مثال یاوائی
 کوہ و صحرا میں ہو گیا خستہ
 جس سے سبز و تلک تہا بیگانہ
 سنگ مرمر کے طور سے شقائق
 جسطرح چاندنی میں کا کشان
 جسطرح دھوپ میں نہون انجم
 یہ او دہر کی طرف لپکتا تھا
 خضر بھی دور دور بہا گئے تھے
 اوسط میں سرد وڑ کر پکارا دھٹھا
 جان پر کیسے لاکوہ پر دوڑا
 ہو گیا سازگار بخت بلند
 اک طرف سے صدائے سنگ کی

پیچھے یہ تھا صدا ہی پیشانی
 دشت سے صورت ہوا نکلا
 جیسے چوٹے کا ہی کمان ہی تیر
 بھونکتا تھا جہان وہی گتا
 گاؤں سے پانی منسل وقفہ
 ارے بدراہ جاے عبرت سے
 کیسا پونچا دیا سانف کو
 لیکن اسکا ہوا بھی بڑا پاک
 ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونچا
 بر سر سولان بلاغ باشد ولس
 سکے کہیل در اپنے منہ سے بول
 کیوں ہے در پے تجھے ہر کیا ہے
 کسکا کیا رنگ سے خدا معلوم
 کون کس بن مین ہے خدا جانے
 محتسب را در دن خانیہ پر کار

اوسی آواز پر چلا در لیش
 کوہ سے صورت صدا نکلا
 تیز جاتا تھا اس طرح دلگیا
 جاتے جاتے یہ گاؤں میں پونچا
 ہوا گتے سے جبکہ گاؤں نمود
 دیکھ لے شاہ جاے عبرت سے
 ایک گتے نے دیکھ کر کو
 نہوا پاک وہ سنگ ناپاک
 تو ہی سنکر مری صرا پونچا
 تجھ کو کیا مین کوئی ہوں کس کس
 دیکھ لے قدر راتزا نکین کہول
 صاف ظاہر پرست دینا ہے
 دل کا احوال تجھ کو کیا معلوم
 کیوں کسی کو برا بھلا جانے
 حال دل کا سمجھنا ہے دشوار

قطعہ در سپارش محمد یسین بخاریت مہراج نراین تحصیل امرہر دینی

اس دہر میں رکھے تجھے اللہ سلامت
 رخ بول ہے لب غنچہ ہی شمشاد ہی قاست

اے قبلہ حاجت سے مہراج نراین
 ویدار تزا جلوہ گل چال بہار سے

<p>محراب سے ابرو تو جماعت صفِ نور کا اونچا سا تیرا ماتھا ہے اقبال کی پہچان باتوں کی کرین زندہ اشاروں ہی علامین سیر بہرین فیضوں سے ترے خضر و سحرا انصاف ہے اس فیض پہ بزم ہوں میں اب تک نہ یہ بیچارہ ٹکے کا ہوا نوکر سب ہنستے ہیں مجھ پر کہ عجب کی تھی سفار اے قدر یہ کیا بکتا ہے بکری کی دھمکو کر دیگا اگر عین عنایت سے اشارہ دیتا ہوں دعا ٹکویہ ہے سیر طریقہ جب تک کہ جو عالم ہے اقبالِ عالم</p>	<p>پتلی تری کرتی ہے اسی صفِ کلیات بوٹا سا تیرا قد ہے فراست کی علامت ہے تیرے لب و چشم میں اعجاز و کرات یہ دونوں مریگے نہ کہی تباہ قیامت یسین ہے تاگر کے ہے مجھ کو ندامت کہو دیکھئے اب اس کے نصیبوں کی بھی شامت میں آجکا کھلا کے سہوں ایسی ملامت لا حول و لا کوئی گئی تیری بھی کیا مت یسین کو ہو گی کسی عمر سے پاقامت محسن کی پرستش ہے شب و روز امت جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا میں امت</p>
--	---

مثنوی ناتمام ترنجشہ کلیدہ دمنہ

اصلیت کتاب مع نقل انقلاب

<p>اوپر سے تھم دو ات کا سر پوش بادہ اوپے سخن پرستی کا نقل ہوں نقطہ سیکرہ ہو کتاب پست ہر خود پرست ہو جائے مے کہ ہو داستان کہن</p>	<p>ہاں فلاطون خامہ لئے وہ جوش جوش و ٹھکے سیاہ مستی کا صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب جو سننے سنکے مست ہو جائے چوب چینی بنے نہال سخن</p>
--	--

ایسی اک شاخ داستان ہوٹے
 شوق دلو کے سبکو القصد
 پاس کسری کے اک برہمن تھا
 بزم فروزہ بندہ گوئے و ندیم
 ایک دن آیا جب وہ فرانا
 لوگ یونان میں کرتے ہیں مذکور
 اذین ایسی دوائیں بولتے ہیں
 اے برہمن تو ایسی چالیں چل
 ہنسکے بولادے اے شہ عالی
 نہ کہیں کوہ سپہ نہ اوسین دوا
 ہندیوں کا یہ زہر بویا ہے
 اصل مطلب میرا سکا یعنی ادر
 کوہ سمجھے ہیں جنکو لوگ دبان
 اونکی باتیں ہیں ساری کام دوا
 جو کہ ہیں بوقوفے جاہل لوگ
 باتیں سن سیکے جبہ ہوش میں آئے
 سیکہ بڑبڑاہ پڑی تھی فانی سے
 جو باتیں اذین دہ پھہرین
 الغرض ملکہ کارداون نے

بے زبانوں کی ہی زبان ہوٹے
 اب سنا تا ہوں بحسب قصہ
 جسکا ہندوستان میں سکنا تھا
 حکمت اند دزدیکو سے و حکیم
 پوچھا نو مشیران نے اے دانا
 ہند میں چند کوہ ہیں مشہور
 جس سے مردے ہی زندہ ہوتے ہیں
 ہاتھ آئیں مری وہ امرست پل
 لوگ بٹتے ہیں ہول کی رستی
 نہ کوئی مردہ ہے نہ اوکو شفا
 اس میں اک تہ کی بات گویا ہے
 لفظ بیشک یہی ہیں معنی ادر
 ہیں وہ فرزا نگان ہندوستان
 لوگ سمجھے ہیں جنکا نام دوا
 کہتے ہیں مردہ اونکو کامل لوگ
 نوشدار سے مدی ہوش میں آئے
 جی اوٹھے آب زندگانی سے
 موج حشر بکری بقاء ٹھہرین
 عقلمندوں نے خوش بیانون نے

ایسی چن چٹکے چھیدہ باتیں متام
 ہے وہ زریب خسریہ شامان
 تودہ مخفی خسریہ ہاتھ لگے
 جب یہ نوشیروان کے کان پڑے
 ایک بزوریہ تما طبیب دہان
 دئے ادسکو ہزار ہا توڑے
 سو سے ہندوستان چلا جائے
 چلتا پرتا ابھی نظر آئے
 بس چلا سو سے ہند وہ گمیر
 نظر و برق و تیر و آہ بنا
 ملک ایران کجا کجا پونچا
 آیا وہ شوق کا مرانی مین
 راے پرتاب چند صاحب فوج
 اوکی بستی مین آ کے برزویہ
 اک برہمن سے گٹھ گیانی لجال
 دیکھا بزوریہ کا جو علم نہر
 گو برہمن نے گر جو ششی کی
 خوب نظرون مین جب دسے تو لا
 بے زبانوں سے جب زبان لڑی

رکھ دیا ہے کلید و منہ نام
 ہوا دنین سے اگر کوئی خواہان
 حکمتوں کا سفینہ ہاتھ لگے
 جان مین او کی تازہ جان پڑے
 تھا جہان گرد اور چیدہ جوان
 تاکہ وہ رشتہ وطن توڑے
 جانب بوستان صبا جائے
 اور لیکر کتاب گہر آئے
 جیسے چوٹے کڑی مکان سوتیر
 صبر و فکر و موج و ماہ بنا
 ملک ہندوستان مین آپونچا
 راے رایان کی راج دہانی مین
 راے رایان شہنشاہ قنوج
 شہر مین پھپھرا کے برزویہ
 راے ہندی کے تھا جونا کابال
 برہمن نے ہٹایا آنکھوں پر
 پر بہت اسنے راز پوشی کی
 ایک دن ہستے ہستے یوں بولا
 سر مخفی سے میرا دیوان لڑی

اوسکی محکمہ کلاش دانی ہے
 وہ برہمن اوچھل پڑانی الفور
 ہے سے اوڑتے ہوتا اوڑ مال
 سلطنت کا چرخ لیا کو
 ہکلو یون سبز باغ دکھلا کر
 تم بڑے پختہ کار ہو صاحب
 آف سے دانا تیری دانائی
 جو کہ ہو عقلمند پہچانے
 بر داری و خوشیستن داری
 اور تشخیص محرم اسرار
 اہل دربار کی رضا جوئی
 کچھ نہ کہنا بغیر پریش کے
 خصلتیں یہ عجب ہیں برزویہ
 ایسے انسان کو کوئی کیا ملے
 اس کے مجھ کو تیرا فرمانا
 کس طرح صاف ددن جواب تجھے
 بولا برزویہ تجھے جان فدا
 سچ ہے جو مانہیں ہے قول کبار
 الغرض وہ کتاب لاثانی

عاقلوں کو اشارہ کافی ہے
 ہنکے بولا اچھ سر ہی کرنا غور
 گنج حکمت کو تم کر دیا مال
 مسفت میں سبکو داغ دیا جو
 اپنے منہ سے ہو سر خر و جا کر
 تم بڑے ہوشیار ہو صاحب
 بل بے عیست کی توانائی
 مرد دانا کو آٹھ باتوں سے
 اور نیرمان بری سلاطین کی
 پوشش راز ہا سے ہر کردار
 بیٹھ کر محفلوں میں کم گوئی
 یہی آٹھوں میں تھے دانش کے
 تجھے میں آٹھوں میں سب میں برزویہ
 دل و دین جان و جسم دے ڈالے
 چاہیے انکھوں سے بجالانا
 بیچ کر جان و دل کتاب تجھے
 شکر تیرا نہ مجھ سے ہو گا ادا
 خاک از تودہ کلان بردار
 دی برہمن نے اوسکو پنہانی

لیکے ہرزویہ نے لکھی وہ کتاب
 جو میں ہر آب رفتہ آپونچا
 عفتل کی دماغ ایران میں
 آئی گنسان میں بوسے پیراہن
 ہوئی سبز کشت ایرانی
 ہوا انوہ خاص و عام سے بن
 لیکے اوٹھا کتاب ہرزویہ
 اوٹھی اک ۲۱ داہ تا بفلک
 لیکیا شاہ او سے خزانے میں
 بولا ہرزویہ مال ہے کیا مال
 ذکر میرا سہی اس کتاب میں ہو
 کسانہ نے کردن میں شاد تھے
 پھر حکم شہ سخی و کریم
 پہلوی میں لکھی تمام کتاب
 سولہون اس حساب سے لکھے
 اور چہ خود بڑا دے اوسنے
 عہد نوشیروان سے ایران میں
 سب ملوک بنم نے حوست کی
 یہ سفینہ عجیب سفینہ تھا

نقل کر کے گیا وطن کو شتاب
 بحر لغت کا آشنا پونچا
 نور آیا چہ سراغ ایران میں
 پھر رہا آئی جانب گلشن
 سوکھے دھانوں پر ٹک گیا پانی
 کیا کسری نے دھوم دھام جشن
 پڑہ گیا سارے باب ہرزویہ
 اوڑ گئی آسمان کی چہت تک
 کہ کمی اب نہ کرادٹھانے میں
 میں جو مانگون نہ رہو میرا سوال
 تار ہوں یا داہل عالم کو
 تیری منہ مانگی دون ملا دیجھے
 لکھتے بیٹھا ہرزویہ حکیم
 اوسمیں ٹھہرا بے اوسنے سولہ باب
 دس تو اصل کتاب سے لکھے
 دوا دائل کے چالا داخر کے
 اسکو رکھتے تھے گنج پنهان میں
 یعنی اسکی بہت حفاظت کی
 بادشاہوں کا علم سینہ تھا

سب میں تھا جو درانی مشہور
 برالحسن جو بن المقفع تھا
 ہودہ مصروف سحر سازی میں
 پہلوی کا بدل گیا پہلو
 فارسی ہو گئی برآسانی
 فارسی میں کیا اوسے شہلوم
 جو کہ سعود شہ کا لڑکا تھا
 برالمعالی و نام نصر اللہ
 اپنے جوہر دکھا دے اسے دانا
 جو لکھی ہے بن المقفع نے
 ماہ منتخب اسل سی میں دکھا
 فارسی میں اوسے بنا لایا
 اور الفافا سخت و مشکل تھے
 تھا سہولت کے جسکے طبع کو سیل
 چاٹا ملا حسین واعظ نے
 نظم عمدہ تمام شہر نفیس +
 چکے انوار خیم بخت کتاب
 شاہ دہلی و معدلت گستر
 شیخ ابوالفضل اکبر آبادی

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور
 اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا
 کہ لکھے پہلوی سے تازی میں
 عربی کا جو چل گیا پہلو
 پھر حکم نصیب سامانی
 رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم
 ہو ابھرام غزنوی پیدا
 اوسکا دیدان تھا ایک صاحب جاہ
 اوسکو بہرام نے بلا کے کسا
 عربی کی کلیلہ دمنہ سے
 ترجمہ کر کے فارسی میں دکھا
 الغرض حکم وہ جبالایا
 عربی شہزادہ میں داخل تھے
 پس حکم امیر شہم سہیل
 نسخہ پورا حسین واعظ نے
 کیا ہی لکھی عبارت اسکی سلیس
 کم کئے اوسنے اولین دو باب
 پھر حکم جلال دین اکبر
 لکھ کے لایا زروے استاد

<p>اور رکھسا عیار دانش نام کیا چائیں ہین قدر زوہین سے قائم حبان مین یا قیوم</p>	<p>سولون باب اسیں لکے تہم اب اوسے نظم کر کے ارد مین سولون باب اس مین مین منظوم</p>
<p>فتح الابواب</p>	
<p>گفتگوے بزر چہر حکیم اور سب قیل و قال بزدویہ کہہ سنئے سخن سخن چین کا + ہے مناسب برائے بکاران دوستوں کے جو یکدلی مین تھی نہ فریب عدوسے رہیے نڈر پھہرے ہر مقصد طلب کا کس بیان اور انجام اس خرابی کا کسطح دشمنوں سے پائی پیش نہ خوشا مد پرانگی ہو بے فکر کہ جو داخل ہے رسم شاہان مین ہے خسر و سراسے کار ضرور اور افزون طلب کے راز مین ہے ہے گلنباری نمایان مین ان سے اور انکی باتوں سے پرہیز</p>	<p>باب اول مین ہو گئی ترقیم باب ثانی مین حال بزدویہ باب ثالث لکھا اسل آئین کا باب چارم سراسے بکاران باب پنجم مین فایدہ لکھے اور باب ششم مین دی خیر باب ہفتم مین ذکر بے خبران باب ششم مین شہرتابی کا سے نوین باب مین کہ دورانیش باب سوان سے کینہ ور کا ذکر گیارہوان باب عفو عصیان مین بارہویں باب مین یہ ہر مذکور تیرہوان باب حرص و آرزو مین ہے چودھوان باب حلم و شاکر مین باب پندرہوان بیوفاسی گریز</p>

سولہویں باب میں یہی ہے خبر و در گردون پر التفاس نکر

باب اول سخنان بزرگ مہر زبان بزرگ مہر

درج و انا دے کا در یتیم
یون پر و تاسے در سلک سخن
کہ ز بانوں میں بے ز بانوں کی
نام جب کا ہے کر نک و در نک
دل لگی میں طائی حکمت و پند
خسر و سالون کو تا گوارا ہو
اور جب او کو فہم کامل ہو
جیسے کوئی خزانہ دفن کرے
اد کے لڑکے کے ہاتھ میں پڑ جا
ہے غرض یہ کتاب عجوبہ
پر ہے اسکے مطالعی میں شرط
بحر دانش میں خوب ہو غوص
نہ کہ سب چاٹتا چلا جاے
پڑ ہے جاے نہ سمجھے یا سمجھے
پڑ ہے بے سمجھے او کو جو بعیتل

کون لیٹنے بزر چہر حکیم
یون روان کر رہا ہے کلک سخن
ہندیون نے کتاب ایک لکھی
اوسمیں دس باب سب ہیں آخر تک
تلخ دار و میں جیسے شکر و قد
کسیل میں یاد نسخہ سارا ہو
تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو
اور پھر بعد ایک مدرسے کے
مدۃ العیشہ چین اوڑاے
طالبان سخن کے مطلوبہ
کرے معنی میں اسکے غور بہ فرط
تاملے گوہر معانی خاص
گہانس سی کا ٹٹا چلا جاے
ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے
اصل ہے اس کے واسطے نقل

حکایت

اہلہ اندر خضر را یہ یافتہ گنج

قول سعدی سے ایک دن بے رنج

<p>دل میں سوچا جو آپ اٹھاؤں میں شہر سے لاکے بار بردار می نہیں بہتہ جو بار ہا لیبائون چند حال ایسے لے آیا سب خزانہ لدا دیا اون پر آپ پیچھے ٹھٹک رہا حق اوسکی نظر من سے ہو گئی جب دیر کے بعد وہ بھی گھر آیا کہن افسوس ملکہ کہتا تھا اوسنے عجلت جو کے نادانی اصل ہر چیز کا سمجھنا ہے ایسا رٹنا حق نہایت ہے</p>	<p>عمارتی کمان سے پائون لیچلون دولت اپنے گہری دفعۂ سب کے سب اٹھایا جان جنکا گھر کوچ جانتا ہی نہ تھا تاکہ پونچا لیکن جا کے کیرے گھر تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق لے اوڑے اپنے اپنے گھر دو اوسکو گھر میں نہ زلف آیا اوڑ گئی ہاس سونے کی چڑیا رگھئی مفت کی پشیمانی ورنہ رستے میں فائدہ کیا ہے میں نے اسکی عجب حکایت ہے</p>
<h3>حکایت</h3>	
<p>ایک جاہل کو یہ سانی دہن ایک فاضل سے اس سے الفت تھی کہ مجھے فارسی زبان لکھ دے جب کہ تختی پہ لکھ چکا فاضل دیکھا کرتا تھا جب نہ تب تختی + چاہیے مجھ کو مر جا کہنا کہ کرے فارسی میں طرز سخن ایک تختی او سے سنہری سی لکھ دے لے میرے مہربان لکھ دے گھر اٹھالایا اپنے وہ جاہل سوچا میں پڑہ گیا یہ سب تختی + اب مری فارسی کا کیا کہنا</p>	<p>ایک جاہل کو یہ سانی دہن ایک فاضل سے اس سے الفت تھی کہ مجھے فارسی زبان لکھ دے جب کہ تختی پہ لکھ چکا فاضل دیکھا کرتا تھا جب نہ تب تختی + چاہیے مجھ کو مر جا کہنا کہ کرے فارسی میں طرز سخن ایک تختی او سے سنہری سی لکھ دے لے میرے مہربان لکھ دے گھر اٹھالایا اپنے وہ جاہل سوچا میں پڑہ گیا یہ سب تختی + اب مری فارسی کا کیا کہنا</p>

ایک دن فارسی میں منہ کھولا
 اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان
 قہقہہ مار کر کہا کیا خوب
 کچھ تمیز آپ کو ہی ہے کہ نہیں
 اوس پہ لکھی ہے فارسی کی زبان
 اور تو کیسا کہوں تمہیں برور
 پس مناسب کہ صاحبانِ قوت
 علم کا گو جان ہے محتاج
 بے سمجھ آدمی نہیں ہوتا
 فہم سے تجربہ ہی ہو حاصل
 سیکھیں دانادلی سے طرزِ ادب
 مرد دانش سے ہو خجستہ شہار
 جو سمجھ بوجھ کر ہو دارستہ
 جیسے کوئی مسافر بدراہ
 اور اوس راہ پر چلا جائے
 یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر
 جانکر اوس غذا کو کھائے وہ
 مثلاً وہ بشر کہ نوین میں گرین
 لیکن اون میں عجب تماشا ہو

منہ تو کھولا مگر غلط بولا
 تیری یہ فارسی غلط ہے زبان
 یہی منہ جو مرے نکالو خوب
 ہے مرے پاس تختہ زرین
 پہرین بولون غلط خدا کی شان
 ہے مثل اپنے منہ میان شہو
 کسب دانش میں جل ہی ہوں مہر
 فہم لیکن ہے علم کی ستیاج
 یوں نبی جی رٹا کرے تو تا
 لوگ ہوں تجربے سے دانادل
 با ادب بال نصیب ہوتے ہیں ب
 ہو کم آزار اور نیو کو کار
 ہو وہ دام بلا میں پابستہ
 کہ رہ پر خط سے ہو آگاہ
 خود لٹے وہ کیا کیا جائے
 اور خود جانے اک غذا کا ضرر
 شاذ ہے یہ کہ مرنے جائے وہ
 نہ قضا آئے دونوں جیتے پہرین
 ایک انکھیا را ایک اندام ہو

گو وہ دونوں چلے تھے موت کی راہ
مگر اندھا تو اونچین ہو معذور
نہجھ بڑو انگلیں اذین تیز نظر
سننے کے ساتھ وہ منہ نہ کرے
چشم سان لاجواب ہو بینا
منخل دانشوری کا ہے پتھر
وہ شریفوں میں سب سے اولیٰ ہے
جب کہ دانش سے ہوا سے بہرہ
پہلے خود دیکھ لے تو سکھائے
پہلے خود اپنے گھر جلسے چراغ
پہلے خود آپ کو غیور کرے
پہلے خود خلق کا بنے مشاق
نہ کرے آپ کو جو پہلے رست
اوس سے بڑھ کر نہیں ہر کوئی ذلیل
کہ خود اک عارف نے مین مرتا ہے
جھکود نیا سے جتنی الفت ہو
مال دنیا بار بار نہ رہا
حال دنیا اسی طرح ہے مگر
اول اسباب نے ندگی کی تلاش

تھو ادھان لحد دہانہ لچھا ہ
عذر بینا نہ ہو کبھی منظور
پھر گرا دیکھ بہ ہمال کرکینک
کیا عجب ہے کونین مین ڈوب کرے
چشم سان آب ہو بینا
کہ شریف النفس ہو اصل بشر
جسکو حاصل رہنا ہے مولیٰ ہے
سہیر نہ اور دن کو رکھے بے بہرہ
پہلے خود دیکھ لے تو دکھائے
پہچھے مہی مین لیکے جائے چراغ
پہچھے لوگون کا فقر دور کرے
پہچھے سکھائے خلق کو اخلاق
اور تعلیم پر پہچست
ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل
دوسروں کا علاج کرتا ہے
اوسکو کہو نے پرا دہنی کلفت ہو
صفت کا رنج جساودا نہ رہا
تین امرون مین سی ہے بہتر
کہ رہے جس سے مین مین شاش

دوسرے خوش بے جا ملے رہنا
 تیسرے زار و راہ ملک عدم
 چہمین دیکھے صلاح عقل و شعور
 ہے مناسب کہ کسب مال کرے
 گو خدا رحمت انتہائی کرے
 پہر ہی کو شمش کرے تو کیا نقصان
 دوڑد مہوپ آدمی کی شام و بچاہ
 اوس پیمانہ ہی ہے ہشیاری
 یا تو غفلت کو چنگیوں پر اوڑھائے
 اگلوں کو اپنا اوستاد کرے
 او کی ستیر پہ کر کے خوب نگاہ
 اونکے جو تجربے ہوئے ہوں بہم
 اوسے ڈھترے ہی پر چلا جائے
 رکھے اس پیر ہی پہ سب بنیاد
 بات کوئی اگر نہ یہ مانے
 عمر اتنی کہاں سے لائے وہ
 سینے مانا کہ وہ بے فرض محال
 محنتیں سیکڑ دن اوڑھائے گا
 اوس پہ کڑکا لگا ہے ہو کہ نہو

راست بازوں کا وہ کیا کہنا
 ہے کمزیر تو پھر اوس کی قائم
 کرے پرہیز گاری اوسین ضرور
 پر وہ کسب از رہ حلال کرے
 گوزمانہ کسی کام بھی بہرے
 پھر ہی بہولانہ تو کوئی بیان
 بخدا ہے خدا کے دین کی راہ
 چشم پوشی ہے عین بیداری
 یا تو کل کے چھینٹے منہ پر کسائے
 حسن اخلاق اونکے یاد کرے
 کرے کاموں میں اون سے ہم آہنگ
 بس اونہیں پر چلے قدم بقدم
 اوسی چپا پے پہ کاڑھنا جائے
 کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد
 معتبر اپنا تجربہ یہ جانے
 کہ ہر اک بات آزمائے وہ
 تجربے خود کرے ہزاروں سال
 جب کوئی نکتہ آزمائے گا
 نسخہ رکھیا ہے ہو کہ نہو

چکا کما نا نہیں وہ کما تا ہے
 گو کہ اک سود ہر زبان میں ہے
 کیون نہیں سود بے زبان لیتا
 ان نصیاح سے ہو جو روگردان
 نہیں ستانہ سن ہماری بات
 فوج غم جب کرے کسی کو تباہ
 استقامت نہ پہر خطا پہ کرے
 جرم کر کے نہ سہٹ دہری
 نام کا ثبات عز نہیں
 ہے سراپا اور آبِ شیرین اور
 کرے پالغز پر جو استقلال
 جیسے بے سمجھ اور بے بوجہ
 اور وہ راہ میں بھٹک جائے ق
 کبھی پائے نہ منزل مقصود
 بلکہ جتن بڑھے وہ نا آگاہ
 یا پڑے جسکے غار آنکھوں میں
 نہ نکالے وہ دروغِ غلط سے
 ہے وہی مرد اور دانشمند
 منہ نہ ہوڑے کڑی اڑھانی سے

آہنج کما کما کے خود پکاتا ہے
 اک نتیجہ ہر امتحان میں ہے
 کیون زبان کا ہے امتحان لیتا
 ہے وہ شکل آئینہ حیران
 نہیں بیتا نہ پی تو آبِ حیات
 قلعہ راستی میں لے وہ پناہ
 ہر جگہ اپنی بات پر نہرے
 نہیں بہتر خطا میں سرگرمی
 نہیں ہر گز عزمِ جزم نہیں
 آب اور آبِ غنجِ کین اور
 ایسے بدراہ کی یہی ہے مثال
 کوئی اک سمجھ جائے بے پوچھے
 چلتے چلتے ہزار تھک جائے
 ادکی کوشش تمام ہو بے سود
 ہوتا جائے اوسقیدر گمراہ
 درد ہو بے شمار آنکھوں میں
 ہاتھ دھوئے کہو بھاری سے
 جو خدا کی خوشی پہ ہنر سند
 جی نہ ہارے بلائیں آنے سے

<p>بھری تہریسے بازار ہے جو پڑے کوئی عتدہ تقدیر جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ پس مناسب ہے جو پڑے یہ کتاب دیکھتا اور بھالتا جائے جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام اسکے آگے ہن سب کتب بیکار</p>	<p>درہمست ہمیشہ باز رہے صاف چل جائے ناخن تیر دوسرے کے لئے کرے نہ پسند بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک تے تو اس ہاتھ اور لے اس ہاتھ چاہیے ہو بغور معنی یاب اپنا مطلب نکالتا جائے اوسکے موجب کیا کرے ہر کام یہ نمونہ ہے بہت برا خرواہ</p>
---	--

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسکی زبانی

<p>میرے ساتی ذرا شراب مجھے ایک بوند ایک گونٹ ایک جلو جب تلک مانگے جاؤں لا لڑبا کرے دریا سے جو طغیانی فکر کو کر دے جو ش بادہ صاف بچ ہو سب پھٹک کے یکسو یہ یون گنڈا تاتا وہ شراب سخن کہ مبرا باپ اک سپا ہی تھا</p>	<p>تعمیم نے کیا کیا مجھے ایک جام ایک شیشہ ایک سو جس قدر میں پیوں پلائے جا پہیرے میرے خمار پر پانی کھن دریا سے ہو زیا وہ صاف بک اٹھوں داستان برزویہ یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن مرد میدان کج کلا ہی تھا</p>
---	--

حال مادر ہے سب پر روشنی
 دشتِ عالمانِ زردشتی
 جب مری عمر کے ستارے کا
 ساتویں سال میں قدم رکھا
 باپ مان پڑ بنے کو بٹھا ننگے
 جیسا سن میرا بڑھتا جاتا تھا
 پڑتے پڑتے مجھے ہوا یہ شعور
 ہو کے آگاہ اصلِ نقل سے پھر
 کہ ہر اس علم کے نتیجے چار
 ایکٹ تو جمع کر کے کچھ زوال
 یا کروں ایسا کار دنیا میں
 یا کروں وہ نبیِ عالم میں
 یا کہ ڈر پردہ سب سے ہو کے جا
 میں تو پہلے سے جانتا یہ بات
 جو کرے جس جگہ علاجِ جلیل
 اس میں دنیا کا فائدہ اک سمت
 ہے مفادِ اس میں دین و دنیا کا
 کہیت ہوتے ہیں جسطرح سوکان
 منوں غلہ و کاٹ لاتے ہیں

گبر و آتش پرست سخی مادر
 لعلِ دودمانِ زردشتی
 ہفتین چرخ پر دماغ گیا
 دوش پر ہوش کا علم رکھا
 مجھ کو مکتب میں طب پڑھانے لگے
 دیا دل دیکے پڑھتا جاتا تھا
 میں طبابت میں ہو گیا مشہور
 راسِ لی میں نے پیرِ عقل سے پھر
 کس پر رکھوں میں اپنا دار و مدار
 باغِ عالم میں مثلِ گل ہوں نہال
 کہ رہے یادگار دنیا میں
 کہ مجھے واہ واہ عالم میں
 رہوں میں طالبِ رضاے خدا
 کہ وہی ہے طبیبِ نیک صفا
 سمجھے آسین رضاے ربِ جلیل
 اور خوشنودی خدا اک سمت
 وہ مثلِ ہم نواب و ہم خرم
 پکے طیار ہوتے ہیں جبرائیل
 چار بیلوں کا مفت پاتے ہیں

<p>راے چارم کو کر لیا مقبول ہوا راضی راضی سے سولا پر پھر طبع پر نظر ہوئی پری کایا بی بین بین بلند نصیب اور وہ لوگ چین کرتے ہیں راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاتے دشمن نفس پر گرا اگر ڈوڑ خنجر صبر سے حلال کیا اس طرح کین نصیحتیں آغاز</p>	<p>الغرض میں نے بعد رد قبول کہ کمر باندھ کر مذاوا پر یوں ہیں چند سے بسر ہوئی میری میں نے دیکھا کہ اور مجھے طیب جو پہنچتی سے دن گزرتے ہیں تھا یہ نزدیک سوچ کر یہ راے کہ یکا یک ثبات کا شکر نفس سے کش کو پایا مال کیا دیکھ کر میں نے دل کے پانڈاز</p>
--	---

غزل

<p>کہ حد ایک خار صحرا ہے سمجھ حد نہ نمون پہ پیجا ہے مفت ناری جلا ہی مڑنا ہے تجھ کو کیا کچھ ترا اجالا ہے یہی سو مان روح فرسا ہے جو دنی ہے اوی کی دنیا ہے ارے بچوں کا یہ گھر زندا ہے کچھ ہی تجھ کو خیال سولا ہے ہر قدم پر ہیں حسین لاکھ خطہ</p>	<p>تجھ کو حاسد وہ جوش سودا ہے تیرے افلاس چہ ہو کسے نام روشن کیا ہو تجھے کیا اوکلی قسمت میں ہے وہ پاتے ہیں اس حد سے تو خون تھو کے گا جاے عالی ہے عالم علوی لوٹ ہو دیکھ کر نہ سنج و سفید بندہ حد ص داز ہو کیون قدر تجھ کو درپیش ہے وہ سخت سفر</p>
---	---

نہ کوئی سیر کاروان طریق
 جا بجا ٹھگ جا بجا تذاق
 کوچ نزدیک اوس پر غم کا جو دم
 دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل
 جس کا ہے بیخ زندگی پر مدار
 گر کیے زین چار شد غالب
 جیسے ڈھانچا بنا و مورست کا
 پنج میں سب کے ایک کیل لگاؤ
 کیل دم بھج جبر اگر ہو جائے
 تن سے یوں ہین جو دم نکل جائی
 جسم ٹھٹھا ہو رنگ پیلا ہو
 سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو
 پدر و مادر و زن و فرزند
 جیتے جی کے یہ ساری رشتے ہین
 اسی شادی نہ جان یہ غم ہے
 کان دھڑ اپنی سانس پر تو ذرا
 اونکی خاطر کیا رہا ہے تو
 دھیان اونہیں کل ہی جا گئے سوتے
 جمع کرتا ہے مال اونکے لئے

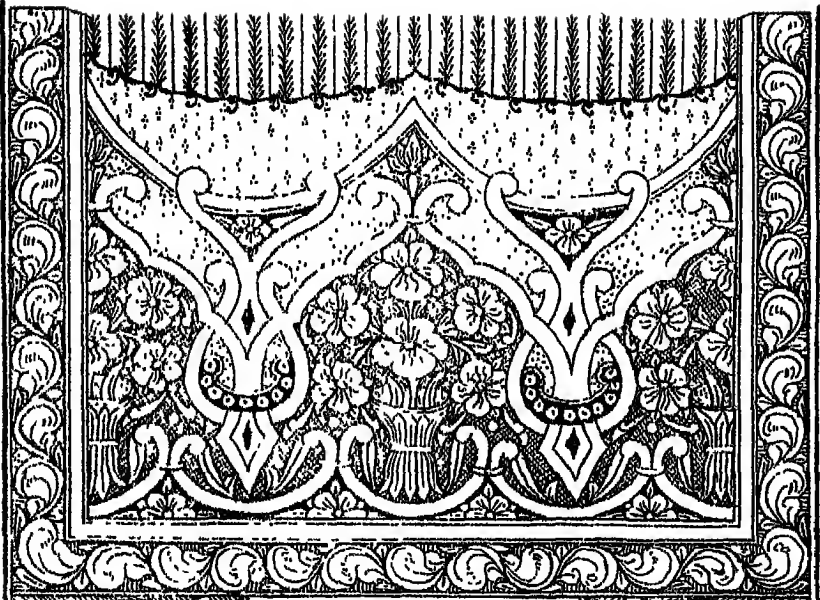
نہ کوئی آشنائے کوئی رفیق ڈ
 ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل فراق
 وقت رخصت مگر نہیں معلوم
 ایکسٹا کی و قدرتی ہے کل
 چار پرز سے ہین اوسین غصہ چار
 جان شیریں بر آماز قالب
 عضو عضو اسکا ایک ایک ہو جا
 کہ ہر اک جزو کا ہو اوس ہی لگاؤ
 ساری مورست تتر تتر ہو جائے
 ساری ہیکل ابھی بدل جائے
 جسم کا بند بند ڈھیسلا ہو
 اینٹ کا گھستام مٹی ہو
 دوست احباب اور بہائی بند
 سب ترے موت کے زخمتے ہین
 بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے
 الفراق الفراق کی ہر صدا
 جان اپنی کھپا رہا ہے تو
 اوڑ گئے تیری عقل کے توتے
 مجھے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سداؤ عود دان میں عود
 عود ہوا آپ جلکے خاک سیاہ
 کون سمجھے کہ عود جلتا ہے
 یا کوئی حب طبع جلائے شمع
 شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور
 بزم کو کیا جلے تو شمع جلے
 الغرض سب میں چڑی آسان
 لیکن اوس میں یہ التفات نہ کر
 ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم
 بلکہ ہر دم یہ تیری نیست ہو
 حق نما ہو ترا دل صافی
 تاکہ دست شفاعت ہو جائے
 راہ حق پر علاج کر کامل
 لوٹ دینا سے جو کہ پاک نہو
 ہو ملاو امین جو کوئی طامع
 دل میں سوچے کہ کون ٹھوکرین کہا
 کون جانے کہ حشر میں کیا ہو
 یوں ہے وہ جیسے کوئی سوداگر
 اوسے پڑ جائیں دامون کو لالے

کرے سب کو معطل اوسکا دور
 ہونہ اپنے شتمیم سے آگاہ
 کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے
 ساری مجالس کو جلکے گا شمع
 شمع روتی ہے بزم ہے سرور
 لوگوں کو کیا کیلے تو بزم کو کھلے
 کہ ہو شغل علاج بیماران
 کہ مجھے سب بٹھائیں انکھوں پر
 دین سب اوٹھ اوٹھکے سرو قد متعظیم
 جس پہ ڈالون میں ہاتھ صحت ہو
 دل سے نسخے پہ لکھ ہو انشانی
 ہاتھ چپ پر پڑے شفا ہو جائے
 غرض دینی ہی نہ کر شامل
 دے وہ اکیر بھی تو خاک نہو
 کرے اوسکا ثواب بھی ضایع
 کون نسے پہ اپنا نقد گنواے
 یہیں بلجائے جو کہ ملنا ہو
 مال کو رکھے رکھے گھبرا کر
 اوسے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

جب کیا میں نے نفس کو عاری
 گل امید رنگ لانے لگا
 سنجہ کاری کے پھل اترنے لگے
 بیربائی کے لگے گئے خرمن
 لگا کرنے علاج ہر بیمار
 وسعت رزق کا بھی ڈھنگ جما
 قدر دانوں نے متددانی کی
 ہوا منظور چشم سلطان
 کبھی خلعت ملا کبھی انعام
 اثر علم تب میں غور ہوا
 اصل صحت پر آئے جس مزاج
 نہ کہ سے عود پھر بیمار
 عارضہ کیا کہ او سکی جڑ جائے
 ہر عیش ظاہری علاج ہے

کر کے ایسی نصیحتیں کاری
 دوحہ مسلم لہما نے لگا
 خوشہ ہاتھ عمل اترنے لگے
 راست بازی سے بہر گئے دین
 ہو کے بے لوث دبیر یا اکبار
 رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما
 محسب بانوں نے مہربانی کی
 جوش پر آیا فضل ربانی
 ہوئے طالع بلند چمکانام
 جب میرا یاد دور دور ہو
 کوئی سوچھا نہ مجھ کو ایسا علما
 امن کلی ہو جس سے اکبار
 درعلت میں فضل پڑ جائے
 جب یہ کیفیت مزاج ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰ سنہ فتی ہو سحر بنکر جس سے شب امکان کا
جب توڑ کے ہر ٹکڑا کا پڑے سی جیون بھانکا
صحرا امرا سینہ تہادہ اوس میں خرمیہ تھا
اک طرفہ رقمین تہادونوں نے کیا سا جا
سمجھے تھے حبیب پنا اللہ سے نصیب اپنا
وہ یوسف سنجیدہ وہ خواجہ سبترم دیدہ
خلق او میں جو پایا ہے اپنوں میں ملایا کر
وہ پر تو کامل ہے وہ نور مقابل ہے
رُخ اسکا جو پاؤں لگا کام اپنا بنا دن کا

وہ مہر قیامت سے طلع مئے دیوان کا
چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا
مٹی میں دفینہ تھسا گنجینہ پنہان کا
الفیہ نے مجھے پرکھا جرمی نے مجھے آن کا
نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تھا گر جان کا
تھا فتنہ خواہیدہ اوس زگرستان کا
صوفی نے بتایا ہے ہر شکل اوسے انسان کا
وہ جو ہر قابل ہے ائینہ اعیان کا
ائینہ دکھاؤں گا میں دیدہ حیران کا

گو ذرہ عالم ہوں پر وصل سے محرم ہوں
 سینہ مرادوشن ہے یا طور کا دامن ہے
 وہ پاک محبت سے اک نور کی وحشت ہے
 کیا حشر کا دھڑکا ہے غور شید ہو ہڑکا ہے
 لاجول دلاقوۃ انسان کی کیا قدرت
 قاصد ہونہ بہت میں کرسی طریقت میں
 گودل مرزندہ ہے پرفنس کشندہ ہے
 ہشیار دل آگہ نامت حسیل اللہ
 پھانسی میں دل پر غم ہر حلقے میں ہر ماتم
 اس دشت میں ہر اکثر پامال بلا ہبر
 دل تنگ ہے دنیا میں یا آگ ہے خار امین
 خود بوجہ خودی کا ہے خود نفس دل بچھتا ہے
 جو معتبر رہی سانوں سے ہوا پر ہے
 تعویذ لید پایا جب دھس کر چین آیا
 سب جان تری قدرت آسودہ ہے سب خلقت
 تھا حق تک تیرا آفت سے نہ منہ پھیرا
 قربت میں جو دم ٹوٹے وقت کا تو غم چھوٹے
 جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو
 جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی

میں قطرہ شبنم ہوں اوس مہر درخشان کا
 یا وادی امین ہے یہ موسیٰ فلان کا
 دروازہ بہشت ہے چاک اپنے گریبان کا
 اک نور کا تڑکا ہے میری شنبہ بھران کا
 غم کرنے سے بدست شاگرد ہوشیطان کا
 معراج حقیقت میں دل عرش ہے زندان کا
 یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کینان کا
 پایاں میں لکڑیا رہ جو کام ہو حنوان کا
 ادن گیسٹون پر عالم ہے شام کے زندان کا
 دستا بخضر کر کر جادہ ہے بیابان کا
 یا دست زریخ امین دامن کھنسان کا
 خود میرے تیرے پاس ہے گوشہ سے دامان کا
 وقف رہ مصر پر بخر من سے دھقان کا
 تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پر نشان کا
 پھمکی کی کرین دعوت یہ منہ ہر سلیمان کا
 ہے زخم جگر میرا مہسان نکلان کا
 خنجر کے منے لٹے زخمی ترے پیکان کا
 ہر درک جہنم ہوا یک تختہ گلستان کا
 بس ناؤ ہے کاغذ کی ٹیڑھے عصیان کا

منون سے ہر عنوان مشکور رہا ہر پان	سبے ہر و قی دیوان دفتر ترستے احسان کا
ہر نفا میں معنی کا اک شور سے شونی کا	سے قدر سے پنج پچھ کا سعدی مکمل کا
<p>۵۱</p> <p>راہ شجاعت و عفت سے رہا جلیل کا طوطی حشر زن ہو جو باغ جلیل کا سیر اسباو کے نہیں سے ہرین بلذی حیات مانند دماک نرہی طاقت تمام فرعون اور تہمت ہو دعویٰ ہر سری و اعظمت تو یہ کعبہ دل کو خداست ڈور سالک رہ نما میں نہ ہر شکا کسی تکبر ممکن نہیں کہ تیری کہانی تمام ہو بقراط کیا سیج سے ممکن نہیں طمان کیون اس قدر ماوٹا ہے ہر سر جڑ کا سما شیرین ہے جس کو کام انا طبع العرب یہ آپ ہی کا دل ہے وہاں ہر غیر کو پتہ پتہ میں بھی غلام سے کرو بکا نہ اجنا اس پاؤں سے نہ کا بہتین اک آہ کا پتہ</p>	<p>پہل بگیا معما سے قلم و دخیل کا نما سے کو مرتبہ ہو پیر بربریل کا پانی پیتے ہوئے میں یہ ہلکے جیل کا یار جو ہوا تری چشم کھیل کا شاید بکا دیاست کہین ماٹیل کا احوال کیا سنا نہیں معاب فیل کا سنگ سحر سے کام لیا سنگ میل کا دفتر ہزار بار کھلے قال و قیل کا مٹا نہیں خزان ہی تیرے علیل کا اک کنکرہ سب یار کی قصر جلیل کا شوریدہ و فریفتہ ہوں اوس جیل کا جس بکا کہ کا پتا ہے بکا بربریل کا نہمہ صبح کو خدا نہ کہا کئے بخیل کا یون نظر کرنا ہوں میں کوس ترسیل کا</p>
دشمن اگر تو کسیرت لہو بان قوی تر است	سے قدر تھے مال سنا جو جلیل کا

<p>معلوم ہے آغا خانہ انجمن خدا کا پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خلائق خالی نہیں حکمت سے کہی فعل حکیمان سہو خاک و دہل جو نکرے یاد آئی خیر فصل میں ہو جاتی ہیں و فصل کی چیز ہے خاندان مظہر انوار آئی یہ ماضی چوڑیہ سود انہیں چھپا جب نام سنوا دے گا کہو جل جلالہ سب ذکر کیا کرتے ہیں جن و ملکات ہر بار گزر جائے فرشتوں کی گواہی بالفرض جو سیکین پر جبریل کو بروا خالق کی عنایت ہے خلائق کی شفا اکملت لکم دینکم اتممت علیکم ہیں آل نبی نوح پیبر کا سفینہ حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقبر</p>	<p>آگے جو بڑ ہے کوئی تو پہ نام خدا کا اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا پھنسیا سے وہ طائر چون لے نام خدا کا بٹاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا یہ دیدہ و دل ہے کہ درد و بام خدا کا کیوں ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا تعظیم کرو و فرض ہے اگر کام خدا کا حش و حشر است او و دو دام خدا کا تو نام رنا کر سحر و شام خدا کا پائین نہ پناط اثر ادا م خدا کا دیتے تھے محمد یونین پیغام خدا کا تقیر ہوا خلق میں انعام خدا کا ناجی ہے ہر اک بندہ اسلام خدا کا احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا</p>
<p>ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب ہے قدر شاعر کو ہوا کرتا ہے المام خدا کا</p>	
<p>لکھتا ہے و صف غازی دل سوار کا کیا خوف جبکہ ابلق لیل و نہار کا</p>	<p>نیزہ بلند ہے سلم حق نگار کا دامان زین سے ہاتھ میں دل سوار کا</p>

ساقی سے غدیر کا سا غبر بار ہے سوار مر کے جان نصیری میں آگئی مرے تہین ہم فقیر جناب اسیر ہو کرنا مدد صراط پیدائشاہ ذوالفقار لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی جا کر کے بخت میں جسے خون قبر ہو حُب علی جہان میں باغ مراد ہے کس سے مع پوش کے لئے دیا ہو نہیں اپنا ہر ایک مصرع تر تیر ہو کیا کیا کوئین جو کاتے ہیں نیاسین شنا	ہنگام نزع وقت میرے غم کا پانی تہا شاید آب بقا ذوالفقار کا دُر بخت ہو سنگ ہمارے مزار کا کیونکر کئے کا راستہ خنجر کی دہار کا پونچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا دھڑکا سوال کا سب نہ لکھا فشار کا یہ راستہ سب سے خلد ہمیشہ بہار کا یا قوت سنگ سے ہمے لوت مزار کا جاری زبان پہ وصف رہی ذوالفقار کا کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا
سلمان و ابن یاسر و مقداد و بلو ذرا یک شیمی مرا طریق ہے آگے خدا کا نام تاریکی لحد کا نہیں دل میں دوسرے	میں ہوں جو معتقد تو انہیں چار یار کا بیشک علی ہی نام ہے پروردگار کا حُب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پیر و شنبہ جنت خورشید یا علی

شاکی بہ قدر گردش لیل و نہار کا

خمر سے جام شراب نکلا ہم خواب میں جانتے تھے وہ صل دوڑ دوڑ و کلیسم دوڑ و آنکھوں میں کہتا تھا وہ گل تر	۱۸	کھاد سے آفتاب نکلا آخر وہ خیال خواب نکلا وہ بام پہ بے نقاب نکلا استکون کے عوض گلاب نکلا
--	----	--

<p>گو خون بلا حساب نکلا دل کو وہ بھی خراب نکلا پوچھٹکی آفتاب نکلا ہر اشک شراب ناب نکلا اک مطلع آفتاب نکلا سچا مرشب کا خواب نکلا یا آئینے میں حجاب نکلا بارے تیرا حجاب نکلا پستان بکر شباب نکلا ایک ایک درخوش آب نکلا کا کل سے نہ بیچ و تاب نکلا مغرب سے جب آفتاب نکلا لے گھر میں ترا جواب نکلا</p>	<p>فصدون سے گیا نہ اپنا سودا لاکھوں میں چنا تھا اک فداوار خط بنگیا صاف ہو گیا منہ دیکھو غم عشق چہم مخمور چسبہ اجب دا غدار دل کو آج آپ نے نصیب جاگے دل میں ہوا آبلہ نمودار * غش کما کے گل میں شعلہ طور کیون ترک نہ سکے انگل کی سمجھاتا میں جنگو آنکھ میں اشک رستی تو جہلی مگر باہل سو کر شب وصل میں کب اٹھے اچھا ہوا اور آئینہ دیکھ</p>	
	<p>۱۔ <u>قدر زین نے جب بایا</u> <u>شہر سے یا پو تراسب نکلا *</u></p>	✓
<p>کام کر جائے سپاہی نام ہو سوار کا ملکے گلہ ستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا جائے مردم آنکھ میں پیدا چوچہ پیر کا شہر ہے دستار کا گفتار کا فترا کا</p>	۲۲	<p>ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہر یار کا لال دُور سے کالی آنکھ میں گور اکٹر ایار کا ہوں وہ طالب شوق ہو مجھ کو اگر دیدار کا تسے کل محبوب بیل بند شرمندہ تدر کا</p>

<p>کیا خوشامد ہے اس زخم دامندار کا بوجہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنا رکا</p>	<p>بہر نہیں سکتے سلیمان ہی تھے سائل کل نہ واقعی اسلام کا پیکر ان سے کفر سے</p>
<p>دم گلے میں آسکے اٹکا ہے ترسے بیمار کا پڑھ گئے کوٹھے پہ ہنر زینہ لگا کر دار کا وہ اندھیری رات تلو و نین پہنا خار کا شہرہ سن سنکر تھاری گرمی رفتار کا پساندنا شکل نین کچھ یار کی دیوار کا جس طرح پہرے نر ٹوٹے مرد میار کا وصف لکھتا ہوں تمہارے مصحف رخسار کا واہ کیا چمکا ستارہ دیدہ بیدار کا پورا چربا ہوں میں ابراہیم کی گدار کا بنگیا محراب کعبہ خیم تری تلوار کا نخل گل میں یاد آتا ہے نکلنا خار کا دیکھ پایا گھر فرشتوں نے دل بیمار کا آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا اور شرکان پر سی سایہ ہے ہر اک خار کا گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا</p>	<p>کوچہ شہر کے کیا تیرا محل نزدیک سے مثل عیسیٰ او نکی خدمت میں رسائی ہو گئی زلف و شرکان دیکھ کیا آگیا دست چرن آتش غیت سر میں قفس بنگیا بک در ی جانے والے خد میں جائینگے مہمت چاہے عید کو میخانے میں ہم رہند پونچے اس طرح ہوں میں شاگرد خدا تران کو کرنا ہوں نظم رات کو انکھوں کے نیچے ہر گئی تصویر یار واغ سوزان پول میں تیری محبت میں مجھو سر جو کا ہے مثل ساجد ہر قسب عشق کا گالیان دیتا ہے جب مجھ کویت نگین مزاج آتی ہے جب فصل گل پڑ جاتی ہیں سینہ میں غ قابل غلی کی آبادی ہے او سکی ذات سے غول لگاں گاہوں سے روشن ہیں مے صحر کر پول دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پرتار</p>
<p>قد ر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی وہ مثل ہے باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا</p>	<p>طہ</p>

<p> پتا لگا یا ہے غفا کے آشیانے کا قدم رسول ہوا پتہ آستانے کا کہ چار شانے گرا چیت فختہ شانے کا یہ لاغری ہے کہ تنکا ہوں آشیانے کا گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا جو کسل گیا کہیں دفتر مرے فسانے کا بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا سیاہ رنگ سہرت بت پہ شامیانے کا یہ مختصر سا ہے میدان مے فسانے کا نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا بتا دے راستہ کوئی شر جانے کا کہ سنگ سبز ہوا پتہ آستانے کا مثال چرخ ہے اوند ہا چلن زمانے کا جڑ و مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا چمک رہا ہے کلس پیر انجانے کا کہ وہ کلیہ تو قیض ہی خزانے کا یہی تو راستہ ہے دلیمن آئے جانے کا کہ بند کول دیا مشک کے دہانے کا </p>	<p> ۲۵ عدم سے لائے ہیں مضمون تری دیوانے کا شرف بڑا گیا قاصد غریب خانے کا سڑپ کے دن نے وہ پھینکا گنہ کا پشیمانے کا جلانہ دے کہیں ہو کے مین باغبان مجھ کو ابھی تو عاشقوں سے دور دو برا گئے ہو گریگے جہوم کے خواب جل میں کر دبی چارے شک سے ملتی ہو کر بے یار کی راہ کہی ہو روز کہی شب کہی سحر کہی شام یہاں ہی شامت اعمال نے چھوڑا ستا ہوا بند ہی ہے بیابان بندگی مجھ سے ہمارا سینہ پر سوز دل سے روشن ہے بہنگتا پرتا ہے مسجد کی راہ میں داعظ جو تیرے دیہ ملین آنکھیں دید بازوں نے کوئی جہان مین اگر ٹھہر نہیں سکتا اسی بہانے یکشتہ رہی قدم کے تیلے تمہاری آنکھ پر آیا مردل روشن تمہارے ابرو و خال جبین سے بچھپا نہ میری آنکھ سے جھپونہ ٹھوکرین کہاؤ ہوئے ہیں ہر بن کو مزہ سی جاری اشک </p>
---	---

<p>کہ اوس نگاہ سے منہ پھر گیا جو بانے کا کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا ہو ادہ خلق میں محتاج دانے دانے کا چھنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا کہ تھپہ بار نہ پانی کا ہونہ دانے کا</p>	<p>بل کے پینترے نیاں بتائیں ایسی کہا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر تمہارے خال کے سوکے جسے نہ پیرا یہ پہلے کس کسی بٹیاب کا کلیجا تھا قفس میں بلبل تصویر ہون میں اے صبا</p>
<p>گر گیا آپ عدد ڈٹال جائے لے قر کہ منہ کی کہنا ہے چوکا ہوا نشانے کا</p>	
<p>۲۰ سما ہے سب بادل ہٹا تا رانگل آیا ملع تھا کہ سونا اوڑ گیا تا نسا نکل آیا گئے جبرائیل میں اک نہاک اپنا نکل آیا بہان میری لحد کو دی وہاں تلو نکل آیا لفافہ کہوتے ہی اک ورق سا نکل آیا خدا نے خیر کی تقدیر کا لکھا نکل آیا ہٹو کر جانے دو صبح کا تا رانگل آیا جہاں کچھ گرد بیٹی ناٹہ لسیا نکل آیا چہا جب پاؤں میں سر مری کا نٹا نکل آیا غضب جو بن نکل آئے عجب سینا نکل آیا خدا کے فطرت میں جس جگہ ڈبا نکل آیا گریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا</p>	<p>تری پٹی جو سر کی خال تھے کا نکل آیا شباب اپنا جو گزرا کلجھا پھر نکل آیا ازل میں ربط تار و خون کیا نٹا نکل آیا خدا کیا مار و نامرے پر ہی نہ جائیگا جواب صاف ہیجا اوس نے در پرہ تیرا معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجھ نہ جنت دکھا کر وصل میں نجی گلی کی بار کتا ہی یہ جذب عشق دیکھو خاک اور تاج جلا جھوٹا سر آئیہ میں بگیا ہوں دشت و شش میں ہوئے طیار باز و واہ کیا شانی ہری تیر مجھے ہوش آگیا جب غلو کا ر عشق بازی میں پتہ دل کا لگا ہے یا کو میری مٹانے سے</p>

<p>یہ سنکر نہ تہی گلیں ہرٹ میں صفا چھانک لیا جہاں جنبش ہوئی نہ تہی سے نالاں کھل آیا مے پر خیر بار سے کچھ نہ کچھ ستا کھل آیا اجی جو بندہ یا بندہ جہاں ڈھونڈ کھل آیا لحد پر ضیہ فولاد سے غفت نکل آیا اسے یہ کوٹھری کا جل کی تھی کوٹھل آیا یہ دل تڑپا نعل میں اک طرف پڑ کھل آیا</p>	<p>✓ کما میں نے تم آؤ گے تم آؤ گے تم آؤ گے جس ہوں درد دل ہی جگے میٹھو ہدو مجھے دو سال یا رہو گا قبر میں آخر ہی ٹھیری میں وہ اللہ رمتا تھا تو زار و نہیب ہاتا دہان یا رکی الفت نے مجھ کو بار کر ما ہے سما کر یا رکی آنکھوں میں تو کیونکر چکا دل مری بتیا بیان سیری چپا لڑ چپین سیتین</p>
<p>بنائے قدر کس خوش رو پتیری آنکھ پڑتی گر ہے پڑ پڑ گئے آنکھوں میں نہ تہی تیر نکل آیا</p>	
<p>دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا غنچہ کہلا اس صبا سے باغ عدیم کا او سکو بہر و سائین خدا کے کرم کا عشق میں ڈنکا ہے اپنی طبع و علم کا مجھ کو نہیں اعتبار قول و قسم کا + صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا مشک سے بیا ناس آہواں جسم کا یونہی نہیں ہے شمار تیرے ستم کا ایک اشارہ ادھر ہی چشم کرم کا اڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا</p>	<p>۱۹ ابرو سوے بتان کا عشق جو چمکا فکر سے عقدہ کہلا دہان صم کا وا غلط بیچارہ کیا گناہ کرے گا سینہ زنی جب میں ہی کہہ کر ہر خوب پھنسے آج آپ جانے نہ بنگا قہر ہوا کوٹھے پر نقاب اولٹا چہرے پر آنکھیں ملیں در آنکھوں میں کھل جیسے نہیں لے فلک تار کی گنتی ایک پیالہ ادھر ہی ساتی محفل خاک نشینان عشق ہو گئے برباد</p>

<p>آس ہو کچا آس ہو نہ یاس ہو کہہ یاس دم پہ مجھے ملاتے ہیں آپ غضب سے ہو گیا ملیا میرے روئے کا گنبد دل کی تمناؤں کو مٹاؤ نہ صاحب تیز زبانی پر ایسی تنگ دہاتی گات پر رکتی ہے ہاتھ ہو گیا ثابت گسل کے بنو کا میں تیرا خط کھ پا عرش نشینان صلح سیر کران ہین</p>	<p>ہکو خوشی کی خوشی ہے غم ہی نہ غم کا ابو ہر دسا نہیں سہا ایک ہی دم کا تو وہ بنایا تمہارے تیرے ستم کا چاہیے کہ صید آہوان حرم کا حل ہوا مسئلہ جود و عدم کا کیون نہ تو تیر کہ سہا پید نہ صنم کا مشکے میں ہو گا غبار تیرے قدم کا کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیو حرم کا</p>
--	--

عمنزہ و ناز و اد اکسایہ اشارہ
سب یکرشمہ ہے یا قدر کے دم کا

<p>یا داکھوں کی ہوئی ابروؤں کا دھیان ہوا ۱۳۳ پہلے وحشت ہوئی پہر لکھو ترا دھیان ہوا منتیں کر کے بتو آپ سے حیران ہوا اک کھ خاک دیکھی تری جنت کی جب کہا چشمہ حیران سے دہن کہنے لگے جس نے موت نے یا ناز و ادانے مارا میرے دل کو تری آنکھوں نے اڑیا ہوتا آیتیں آگئیں ہین خط سبز ہی مار دھین مرقد غیر کو کیوں تنے لگا لی ٹھوکر</p>	<p>دیدہ و دل میں مے تھرکا گھسان ہوا ہو کے دیران ملباغ پرستان ہوا اب بولو گے تو لو قدر سلمان ہوا مورچہ کوئی بن کوئی سلیمان ہوا لیجئے اور نیا مجھ پہ یہ طوفان ہوا انہیں دو چار میں ایک ادہ کا احسان ہوا اپنے قآن کا اللہ نگھبان ہوا یہی مل جل کے تو زرار کا تارن ہوا کوئی مر جائے گا اتنا نہ تمہیں دھیان ہوا</p>
--	--

<p>لاکھ تو تائیہ رٹا پربھی نہ انسان ہوا مسجد میں سوئی ہوئیں تنگدہ انسان ہوا ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا</p>	<p>مردم چشم کے پائے نہ اشاری رہے نیک و بد میں نہیں رونق وہ زمانہ آیا آہ و فست نفس تھا مرا آنا جانا</p>
<p>خاکساری میں فقط ہوش سنبھال رہی تھی قدر سے خاک ہو خاک سے انسان ہوا</p>	
<p>گنبد فرار کا ہے کہ بیبا شراب کا کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا نشا ہے تھکاوٹ کا زکاء شراب کا بوٹل سے رنگ پھولے کلا شراب کا بالو گھڑی ہوا ملر شیشہ شراب کا ہر خط جام میر احمد کا شراب کا بجاسے ہر حجاب پیالہ شراب کا تم اور ہکو دیتے ہو چھینٹا شراب کا دریا پہ یہ چڑھاتے ہیں بڑا شراب کا پیتے ہی پھول لگ گیا کاٹا شراب کا کچھ قحط ہے گندک کا نہ توڑا شراب کا بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا جتنا ہے درد تہ میں مصفا شراب کا دریا بہا دیا لب دریا شراب کا</p>	<p>۲۱ مرنے پہ کسل گیا مرا پینا شراب کا اوس آنکھ سے ادب تھا ہونش شراب کا کھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھ اونکے گلے سے پان کی سرجی ہوئی عشر نگہ تہا دل و فکر ہی جہنم سے اے محنت بے عمل سے قدح عمدہ نام ہے دریا میں تو نہا سے جوئے ست جام ناز و اعطایہ ہم سے وصف شراب طہور کا وہ مری چشم سے لڑا تے ہیں چشم ست چھوٹے ہی گال خار مرہ دلمین چھپے لخت جگر کے ساتھ سلامت چشم تر دوڑی ہوئے رگوں میں ہمارا جاسے خون اہل صفا سے اہل کدورت میں نیکوں ساقی گہل گیا مے رونے پہ ہر قدر</p>

<p>ہے ذکر مثل قلقل مینا شراب کا کیا طاق مین دہرا ہے پیالہ شراب کا واعظ نے توڑ ڈالا ہے ٹکا شراب کا دوڑا تو میکہ سے مین کوٹا شراب کا بوتل سے جس طرح کوئی قطر شراب کا دیکھیں جو رنگ خضر و سبھا شراب کا</p>	<p>ہے درد سے کاسب جو انگور پر پلیم ساتی کی آنکھ پر خم آبرو کو دیکھنا اسپر کہین نماز مین گنبد نہ پھٹ پڑے ساتی نے آج آنکھ چرائی ہے سیکھو دل سے دکھائی دیتا ہے ایک دہا لپ آب حیات چشمہ خورشید گرد ہو</p>
--	--

اے قدر بخشے جاتے ہیں یہی طفیل نیک

کو تر پہ دھل گیا مراد ہا شراب کا

<p>چشمہ چراغ میکہ پیمانہ ہو گیا وہ کچھ ہوا کہ شہر مین فسانہ ہو گیا مین خانہ کو تو دیکھتے جھانہ ہو گیا سر گر پڑا تو جہاں شکرانہ ہو گیا کہتے ہی میکہ سے کا پریشان ہو گیا مجھ سے بچے جو خاک تو پروانہ ہو گیا توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہو گیا پیکا جوا شک کو ہر یکا نہ ہو گیا سچا مالگا تو وہ پروانہ ہو گیا وہ لہر آجہ لیا جو پریشان ہو گیا سایہ ہما کا انہر شام نہ ہو گیا</p>	<p>۱۹ جبے شبیہ نگس ستانہ ہو گیا ہم پر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہو گیا ساتی کی آنکھ مین مجھے تلی نظر پڑی ادھی جو مینج ناز تو محراب ہو گئی کہنتے ہی خم مین لال پری ہو گئی شراب تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع چوٹا نہ محاسب سیر و سامان میکشی شکل دولی پسند نہیں میری آنکھ کو کچھ میری شمع داغ کی سوزش نہ چوڑی ویرانگی عشق رہی حسن کو پسند واعظ سیاہ کار و نکار تہہ بلند ہے</p>
--	---

<p>جب انگلی بہار میں دیوانہ ہو گیا سونا ہوا اجڑ گیا دیرانہ ہو گیا میں اس چمن میں سبزہ بیگانہ ہو گیا خطلی ہوا سٹری ہوا دیوانہ ہو گیا بس بے یقینی آجکا ماما نہ ہو گیا کان نمک شرب کا پیمانہ ہو گیا جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہو گیا</p>	<p>بلبل کی ہرج کیا سے تن میں ہمالی رخصت کے بعد حالت دل کچنہ پوچھو کچھہ باغبان کو دخل نہ گلچین کو باجر دل کو دیوانہ دزلت نگہ نے بتالیا دیکر وہ بوسہ مہ رخسار کہتے ہیں حسن ملیج یا رسنے کہ بنا دیا پہلے ہمارا یہ دل حیلان تھا آئینہ</p>
<p>اوس زلف کے دماغ پریشان کر دیا توڑا ہے قدر جو تجھے سودا نہ ہو گیا</p>	
<p>یہ سالک کیمنے والا ہے ان صاحب لون کا ہلیگا حشر تک مدفن تھا سے پائالون کا یہ دل ہے یا آئی یا کہ رہنا ہے غزالون کا ہمارے عرس میں میلاد بیگا پھول دالون کا یہ سہنے جاگتے میں خواب کیسا ہی خیالون کا دل بیتاب وراو سپر غبار انا ملا لون کا ذرا سہر دیکھ لے قاتل قفس نگوا کے لالون کا جدا کی شبنم میں ہی غمزہ اوٹا وصالون کا ذرا تو حوصلہ تو دیکھ اپنے پامیسا لون کا دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا</p>	<p>دل ارفتنہ میں ہیج دیوانہ دس نہر کو گالون کا پڑے ہیں چور پر پکار میں مستانہ چالون کا خیال آتا ہے ہر بھر کر سنزل ناگہ لالون کا لحد میں اچھے ہرن غہمادون گل ہو گالون کا پھنسنے ہر شیار ہو کر دیوی نگر و نکی خندان میں سمک بھی یون خدا یا زیر بار خاک کب ہوگی ہوئے ہیں ظالم روح شہیدان یہ تری پس میں بڑے کام آئے لے اغوش حشر تکلیہ ملو عباراد ٹکرا چلا ہی سقفت گردون کے ہلائون کا دل نازک میں اپنی کب گئیں میں نازنین کیرن</p>

خلال اپنا قلاع و بان گور میں ہو گا
 گہیوں میں گریہ و زاری میں مثل مردم دیدہ
 دل پناختہ گاشن بنا جس دم خیال آیا
 یہ سبکے مارا اعمال میرا ایک فقرہ ہے
 ہماری آنکھ میں ہرین صورتیں یا ران رفتہ کی
 عجب کیا صورت پیران ابھی سے سر پہ اپنا
 بغیر آہ و نالہ دل سمجھ لے دلی ہی میں
 بہرین ہرین آرزو میں مزہ ماتم کا مرقع ہے
 ترے ہاتھوں میں ایسا طائر نگ حنا ٹھیرا
 کیا اسماء الیسا الفت چشم غزالی نے
 پیش دلی بڑی جب یاد کین انکھیلیاں تیری
 دہن محدود مہی تیرا تو نکھے کام اشاروں سے
 جب آئے طفل تنگ کہو نہیں فوراً بیگیا اونکو
 بنے سب اُرے کینچے جو خط نقاش قدرت نے
 مراخل تمنای شہادت وہ پہلا ہوا لا ڈ
 کرو گلی تو ہو آب گہرا شیر و ندان سے
 تصور اسمین جب آیا تری تشبیہ کامل تھی
 ہمارے خون میں ڈوبی ہوئیں ہرین سیکڑ تھن
 ہماری خشکی کی حسرتوں نے وہ کیا ماتم

یہ شہ استخوان کی کب ہوتا اسکے دو نالوں کا
 بنا دے بار آٹما مجھ کو تو پتلا ملا لون کا
 ترے ان گل ہی گالوں کا ترے سینے بل ہی بالوں کا
 صفت محشر نہیں اک بند ہی میرے سوالوں کا
 یہ اپنے سانسے رکھا ہو جام جم حنیا لون کا
 تصور جم گیا ہے خوب اسمین تیری چالوں کا
 یہ گونگا آپ ہی دے لے جو اپنے سوالوں کا
 یہ دل ہے حسرتوں کی پوٹ یا پتلا ملا لون کا
 کہ مرغ دست پر در ہو گیا جوڑا یہ لا لون کا
 مے روٹنے کا گنبد ہو گیا گنبد غزلوں کا
 ہمارا سر پہ راجب ہیان باندہ تیری چالوں کا
 میں لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالوں کا
 دل غمگین ہو یا رب یا کہ مرن خرد سالوں کا
 لپٹا موبودیکھا پنے گونگرواے بالوں کا
 کہ تلوار و نکا پہلے آ یا جو پہلا پول ڈھالوں کا
 بنے سلک گہرچ پھینک دو ڈور اخلا لون کا
 دل رنگین ہمارا ہو گیا دستہ رشتا لون کا
 شفق ہو لے تو اسمین ہو گیا جھڑ ہلا لون کا
 کہ مرن جا بجا شوق ہو گیا ہم خستہ حالوں کا

دل آزاری سے تیری دوش پر گسیون نکلتے ہیں	یونہی صبحا کے شانوں پر اک جڑا ہوا کالون کا
سوال بوسہ پر لے قدر کیا کیلے لب شیرین	مری تقریر سے دم بند تھا شیریں مقالون کا
<p>۱۹</p> <p>بندہ کو یونہی خرابات میں کل جاؤنگا لاکھ وحشت ترے کو چسے سچکا جھکوں ہر گھڑی ناوک مڑگان پہ دہرتے کیا ہو کاٹ چھاٹ آپ بہت جھکوں دیکھا یا لکڑیا ضعف میں ہی تری جہراہ پہ روگیا ہر اشک ہوں جب میں گرا میرنا ڈھونگ ہرگز</p>	<p>مشتبہ چیز نہیں ہوں کہ بدل جاؤنگا میں گریبان نہیں ہوں کہ ٹھکل جاؤنگا کیا میں بزدل کا جگر ہوں کہ بدل جاؤنگا کیا میں ہوں تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا دوہڑ میں نہیں جو گشت میں بدل جاؤنگا طبع بیمار نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا</p>
<p>تیرا ریاں نہیں میں کہ ٹھکل جاؤنگا میں ہی کیا آپ ہوا ہوں کہ بدل جاؤنگا شجرہ طور نہیں ہوں کہ میں بدل جاؤنگا کچھ تنک طرف نہیں میں کہ بدل جاؤنگا نہیں سہا کہ ترے زیر محسوس جاؤنگا طبع طفلان تو نہیں میں کہ بدل جاؤنگا سخت نازک ہوں کہ پانی میں چل جاؤنگا دل نازک نہیں جو بات میں مل جاؤنگا میں کوئی شمع نہیں ہوں کہ گل جاؤنگا میں وہ افتاد نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا</p>	<p>تو مجھے خانہ دل سے کبھی باہر نکال ایک عالم ہے مرا لاکھ رسپے گردش ہر برق حسن انہی چکی مرے ستر لکھوں پہ شیشے کو پینکٹے خم جا کے اوٹھا لاسا چاندنی ہوں کہ رہو نگا میں تری کوٹھے پر لاکھ دنیا ہو دالی کا گھر وندا تو کیا سرد مری فلک سے مجھے اندیشہ نہیں گالیان دو مجھے پامال کر دسخت کہو گر میان لاکھ کروا بنہ سپیو نگا کبھی ہوں وہ بنیا دکھ پڑتے ہی شانام و نشا</p>

<p>تیرا جو بن تو نہیں ہوں کہ میں ڈہل جاؤنگا طبع حاسد تو نہیں ہوں کہ میں جل جاؤنگا</p>	<p>آن بان اپنی سرنگی ہی پیری میں ہی گرم بازار ہو یا رب مے بچھشمون کا</p>
<p>کیا رہوں گردش ایام میں ثابت اے قرار میں ہی کیا آج ہوں جو آج نہ کل حسبِ ادراک</p>	<p>۱۸ عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیدار کر لینا ہے ورد اپنا سمجھ کہ نالہ و فدا کر لینا</p>
<p>وضو میرے لہو سے پہلے اے جلاؤ کر لینا ہر صورت کسی پر سے میں تھکواؤ کر لینا میں ڈیو ہٹری پر ہوں حاضر مجھ کو فوراً یاد کر لینا فسان پر تیر خنجر چاہیے جلاؤ کر لینا ادھر فریاد کر لینا ادھر فریاد کر لینا مگر مان اک مذاک صورت سے تھکواؤ کر لینا یہ اپنے ماتھے سے ہی آپ پر بیداؤ کر لینا ہمارا ذکر گلچین سے ہی اے صیاد کر لینا ذرا اس وقت اے صاحب مہین ہی یاد کر لینا جگمہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا مقدم کا خم سرد کا تھا اے فرماؤ کر لینا اسی آسان نہیں ہے عشق آدم زاد کر لینا اوجاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا جو پیغام زبانی ہو وہ ازبر یاد کر لینا کوئی دم جا کے سیر گلشنِ شاد کر لینا</p>	<p>سہاؤ ہو کر نکھر کر آپ کو جہمِ فراغت ہو چلا ہے فوج کو انکھو میں تو سرمہ لگا کر چل تڑپتا ہے شبِ فرقت میں اس پہلو ہوا دن پہلو نماز و روزہ و تسبیح و استغفار شکل ہے سہو دل کو کیوں چھو اتھا اسے کیا بن پڑی محکوم وہ معشوق کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی بہت بڑھ بڑھ کر جب اغیار بولیں آپ کے اگر جو اے دل دو دنوں گمیں پکڑاںسو تجھ پہ پکا پتھر یہ کیا سوچی سمجھی اس کو بھی لیکر ڈوب جانا تھا فرشتہ تو لگو جنکالتے ہیں کوئین یہ خاک کی پتلے کہہ ہر سہے باغبان کی لہ اس چہر میں چند بولینگے جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا جو ہر اے روح چلتے چلتے حشر باغِ عالم کی</p>

<p>وہ ایک مین لپٹو لگا جو چوٹ کے پر دم ان کیا ہے تڑپے میری تو واقف نہیں سینے سے جلیٹنا</p>	<p>تصور کے یہ معنی ہیں دل اپنا شاہ کر لینا مجھے جبروت پورا ذبح لے جلا کر لینا</p>
<p>نہ جاوے نہ خُب کا نقش ہے اسی قدر ضعیف یہ گرتے تھکے موت یا اسکو از بریا کر لینا</p>	<p>۱۹</p>
<p>حبیبی اونکی چٹری شور جلا جل سمجھا ہاں مگر ہنسی تھیلی کا اسی تل سمجھا کبھی پارا کبھی سبلی کبھی سبل سمجھا مچھلی آنکھوں کو بہو دن کو لب سا حل سمجھا رنگ ہوئی کا مے خون کو قاتل سمجھا چور پیرے کے تیلے کو مین غافل سمجھا دل کی دل ہی مین شب ہجر مراد سمجھا اتنا توڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا محفل یا کو مین حال کی محفل سمجھا کوئی شیشہ کین ٹوٹا میں دسویں سمجھا خطا جو نکلا تو مین اسکو خطا بطل سمجھا ہر کوئی میری لحد کو چہر باطل سمجھا ہر جو سمجھا نا ہو اسے وعظ کا مل سمجھا پتا کہ نکلا تو مین آواز عناد سمجھا ایک کا ایک کو مین مدعا بل سمجھا</p>	<p>وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجھا پیسے پیسے کو شگون منجسم غافل سمجھا ہا سے بیتا بیوت دل کو نہ مین ل سمجھا پر ماہی تری پلکوں کو مراد سمجھا کیں سمجھا کیا ہرگز نہ وہ سبل سمجھا بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کلپن سمجھا آہ کیا نکلے کہ اخون ہی ہوئی مہر سکوت سمجھا نہیں جنت نہ سہی خیر جنس ہی سہی سمجھا بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹا ہوا جاتا ہے سمجھا آنکھ سمجھا جو کین کوئی پسیا لہ پوٹا سمجھا دور باند ماترے تا شیر دہن نے ایسا سمجھا عشق گید سوز دہان اوٹھا ہی اسدے غلاب سمجھا پہلے سن بار کے باریکین نہ کچھ کہہ دہنا سمجھا کان بجتے ہیں یہ ہون تظ فضل ہا سمجھا دونوں ابرو مین غضب یک کی تصویر ہو یک سمجھا</p>

<p>چو گئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈو نہ ہوں اپنا دیکھ کر میری غروب مارے ہنسی کے لوٹا پیش غم سے ہر دونوں میں عجیب بدل</p>	<p>اوجھا اوجھا نظریا میں یہاں دل سمجھا وہ مجھے اور میں جسلا د کو بسل سمجھا میں جگر بائیں طرف دہنی طرف دل سمجھا</p>
<p>جب لگایا دگل رخ میں اہل کا چھند قدر رچکی کو میں آواز غنٹا دل سمجھا</p>	
<p>خون روان خشک گلی سے تہ خنجر نہوا ۱۸ ضد میں ان ماہ جبینوں کی کوئی در نہوا یہ تو کہتے نہیں ہم شکر کدن چوٹا ہجر زادہ و جام مے نابہ دیتا ہے خدا شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب خامشی سے ہوا ایسا میں عزیز ہر دل تیری بلکوں حذر چاہی لے قاتل خلق نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و نور شید گمر</p>	<p>پاک اوشا میں کہ داسن بھی طر تر نہوا کپڑے پہاڑے جو کہیں پہلوں کا زیور نہوا پر یہ ساری شب فرقت کی برابر نہوا جو فرشتہ تو نکو تھا رے بھی میسر نہوا میں شب جگر کا اب تک کہی غور نہوا مثل تصویر کسی پر کہی دھج نہوا یہ وہ ناوک ہیں کہ جن سے کوئی جا نہوا دونوں میں کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا</p>
<p>در دندان آواز مجھے سو کے گھاٹوں جان باہر ہو دین سے وہ فدا دین کسیلے بیٹھے ہیں دریا پوچھ جہلی کا شکار آج تک ہکو یہ نفرت رہی کجا زون سے نئے بگڑے ہیں بھی کچھ نہیں سامان دست جا رہے گور میں نفرت یہ ہوئی عالم سے</p>	<p>ایک قطرہ بھی دم نزع میسر نہوا پر کہی آپکے فرمانے سے باہر نہوا ہا سے اسوقت ہمارا دل مضطرب نہوا دل کہی شیفہ ابرو دلسب نہوا اپنی محفل میں جو شیشہ ہوا ساغر نہوا ایسا گھر ڈھونڈ لیا جبین کوئی در نہوا</p>

<p>خط تقدیر ہمارا خط ساغرا بنوا مر ہے خاک چہرہ دگر بستر بنوا اتنے آئے کوئی یوسف سایہ بنوا</p>	<p>چہرہ ساقی در ساقی کی سر بنوئی روٹی جہن نہ ملی پیٹ پہ تیرا نڈا حسن چہرہ اس کے گہرین ہی کی</p>
<p>روز کہتے ہیں چلنے کے عدم آباد کو قوت کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہوا</p>	
<p>ٹوٹ کر ہی پہولون کی سارا آشیان ہو جائیگا دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہو جائیگا جب اوڑھے گا خم کا سر رونق آسمان ہو جائیگا نخل تابوت شہیدان ارغوان ہو جائیگا خیم تری تلوار کا پشت کمان ہو جائیگا سنگ مقناطیس سنگ آستان ہو جائیگا جسم پر ہر روگنا میہ از زبان ہو جائیگا منہ چب مارو گے تم ٹھہرت کمان ہو جائیگا پادون تیری تیغ کا خود در میان ہو جائیگا دل مرچہ حضرت میر معین ہو جائیگا جو بگولا اوٹھے گا سرگردان ہو جائیگا تنگ ہو ہو کر سروے میان ہو جائیگا خارماہی گہل کے ہر اک استخوان ہو جائیگا بے دہانی پردہ یون آتش زبان ہو جائیگا</p>	<p>۱۵ جب ذرا لغو سے بلبیل گلستان ہو جائیگا غیر کی قسمت سے وہ نامہ زبان ہو جائیگا جب دیکھ گاہوش سے بن جائیگا وہ آفتاب جو شرن ہوتا رہیگا تالحد دریا سے خون آب اوڑھ لیگی جب ذرا چائگی میرا خون گرم تیرے قیدی کوئے تو پاؤں دہرنے کی جگہ ہر بن موت سے ہر دنگا دم میں دم ترا خود تمہیں یہ چاند سا کھڑا کرے گا یہ حجاب جسم و جان کا فیصلہ سارا اس کے ہاتھ ہے چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے ست ہون دید بازی سے یہ صحر ہے ہمارا حسن خیر ہے کہ معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر الحد ایسی بیتابی میں ایسی لاغری واہ شور لہن ترانی کو میہ علوم تھاغ</p>

دیکھنا اے قدر جو یونہی رہی فکر سخن
سحر پاتک گس کے تن شکل زبان چلائیگا

<p>۱۵ تو ستم سے زرد روئے نوجوان ہو جائیگا ریشک چشم و گوش گلودیان جہان ہو جائیگا ریخ کا سودا تما کفن تک دھجیان ہو جائیگا تیری ایک ک کن سے پیدا ہوگی ایک ک کائنات ٹانکے ٹوٹینگے تو بیگی صبر سے الفراق دل میں خود مختار غم ہو گا تکلف برطرف میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر معجز شوق القدر کھلائیگی انگشت حسن و دہشت صیاد سے نہ خیم پانچائیگی رند و مان عمارت زاہد پہن ہون تہہ پیریاں اضطراب دشت پہاڑی نہ چوٹے گا کبھی ہا کیون عیش بہتر ہی ہم رندوں کے سر پر آئیں میں نہ کدو لگا جو کچھ تو نے لکھا میں نے کیا اوسکی اس مہربانی پر تو میں دیتا ہوں جان</p>	<p>سبزہ رخسار کشتہ عفتان ہو جائیگا چشم ز گس کو گوش گل گران ہو جائیگا چاند کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہو جائیگا تیرا ایک اک حسنہ ایک ک استان ہو جائیگا رخسار بولے گا تو شور آمان ہو جائیگا رہتے رہتے یہ مان ہی میں زبان ہو جائیگا اوستھکے گھر سوزش دل کا دھوان ہو جائیگا چاند تیرے پرتو سے خود کتان ہو جائیگا خود نفس ہو ہمارا آشیان ہو جائیگا کشتی سے کا اک اچھا بادبان ہو جائیگا خاک ہو گا جب بدن یک روان ہو جائیگا ٹوکرا بدنامیوں کا آسمان ہو جائیگا خود خط تقیر ہی خط امان ہو جائیگا کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہو جائیگا</p>
--	--

سہر چھین چھنکر بلائیں آئیگی خاموش قدر
آہ کہنچو گے تو چپنی آسمان ہو جائیگا

آئے لحد پر آج بڑا حوصلہ کیا ۱۲۰ اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا ۱۲۱

<p>دیرے کے سینہ گہرین تیری رستا کیا پہر موسم بہار نے مجھ کو ہر اک کیا میسر کیا کیا کہی اپنا کیا کیا کن شکون سے قیس نے مجھ کو ہر اک کیا میسر کیا نہ اپنا کیا ان کی کیا کیا ساتی تمام رات مہر سر پہر کیا آئینہ سادہ لوح ہی کیوں سانا کیا جبنا چنے کٹرے ہوئے محشر کیا کیا کیا جانوں میں کہ نیند میں کیا کیا کیا کیا چہرے کو بونچہ پانچھلے کیا آئینا کیا دو تین چار روز مرا حشر کیا آنکھوں سے خون ہو کے کلیجا ہر اک کیا</p>	<p>کہہ کہے باتیر کا لون پرین لاشنا کیا پہر روح لعلہ نے لگی سیر باغ پر وہ دم پچڑھ گئے کہی میں م پچڑھ گیا لپٹا جوا ہو دُن ہی دُن آنکھوں کی یاد میں لیتے ہی میرے شیشہ دل کو پگڈیا مہوے کی سے سیر ہر پلا تا تو خوب تھا کیا پوچھنا ہی کیا سے دو ہو گئے حفظ ٹھوکر لگائی آپنے مڑے اچھل پڑی کیوں منکرو نکیر کو بھیجا اتنا یا خدا کیا صاف حسن ہو گیا کیسے نہر گئے اک دن خیال آ یا تہا رفتار کا تری اے یار آنکھ بڑھتے ہی بری لگی نگاہ</p>
<p>اے قدر ایسا آدمی اپنی پسند ہے جو دل میں آیا کہد یا جو کچھ کیا</p>	
<p>۱۴ مجھ کو اس وقت خدا یاد آیا خود مرے دام میں صیاد آیا سر تربت وہ پرزاد آیا کیا سپرکتا ہوا صیاد آیا ہاتھ باندھے ہوئے فضا دیا</p>	<p>نیچ جب کہنچے جلا دیا واہ رنگین پنخنی کیسا کہنا اللہ اللہ تاثیر لوح فرار دام میں مجھ کو پھٹکتے دیکھا حاکم وقت سے سوداے فراق</p>

آئکہ ملے ہی کیا صید مجھے	تیر چوڑے ہوئے صیا د آیا
آما دوس گل کی جو گلشن میں ہوئی	در تلک دوڑ کے نشا د آیا
مارے غصہ کے پڑے ہیں ابرو	او نیچے بنکے وہ جہلا د آیا
اوٹھہ چکے پھول ہی جہدم فہوس	جب مرا غیت شہنا د آیا
اپنے کوٹھے سے وہ دوڑے آئے	جب سنا عاشق ناشا د آیا
ایہ حصا ر غم زفت قربان	قافے اوڑ کے پرزا د آیا
صدقے اس منہ کے پکارا کسکو	کچھ مجھے ہوتا ہے ارشاد آیا
شیشہ سے کو لگی ہے جھکی	یکسی مست کو کی یاد آیا

و در گنگو گنگوٹا چھائی ہے

موسم نالہ و فریاد آیا

چچھا کوئی قفس میں نہ ہمیں یاد آیا	۱۲۷	ریز کر نے ہی نہ پائے تھو کہ صیا د آیا
اک طرف پھول کسے بلبل ناشا د آیا		اک طرف باغ میں گلچین مع صیا د آیا
قید کرتے تو کیا پہر نہ او سے یاد آیا		دانہ پانی ہی نہ دینے مجھے صیا د آیا
شیشہ سے مجھے جو پایا مرکز ساتی		راجا اندر کے اکھاڑیے پر پرزا د آیا
دہن زخم تھا ہر نقش قدم مقتل میں		مند ہی چھوٹی جو وہ ترکہ تم سجا د آیا
میرا سودا نہ گیا قید میں بے سر کاٹے		اوٹھہ گیا پاس سے حلا د تو جلا د آیا
دیکھتا رہتا ہوں پہر پہر کے ہو گلشن کی	۷	پٹا کڑکا تو میں سمجھا کہ وہ صیا د آیا
حشر میں ہی نہ چڑھا سلسلہ زلف بتان		بیڑیاں پینے ہوئے عاشق ناشا د آیا
دم آخر ہی رہے دید سے محروم فہوس		بندہ چکی آنکھوں پہ پٹی تو وہ جلا د آیا

<p>نقش ہے دل پہ ہمارے صویر تیرا دل روشن ہیں کب اور تری ہوتی تیری تصویر خونِ اقرب کا الفت کہیں دیا گردن پر ہچکیاں آتی ہیں تلوار کا پانی پی لوں</p>	<p>تیری تصویر عبث کہیں ہے بے زاد آیا آئینہ خانہ الفت میں بے زاد آیا خط لگانے کے لئے جب مرا حلا دیا شاید اس قاتل پر رحم کو میں یاد آیا</p>
<p>قدر انسان کی اسے قدر رہا انسان کے بعد جب مجھے قتل کیا جب میں انہیں یاد آیا</p>	
<p>۱۸ مہ عارض تجھے کر ڈھین بدلتے دیکھا زندگی جسم میں خود مایہ بیتابی ہے ڈبڈبائیں دھڑکنیں کہ ہوئے ٹھنک وان قدبالا میں تماشا ہے یہ خسار یہ گات نزع میں جان نے ہرگز نیا جسم کا ساتھ نہ کہی یار پر بات میں ہٹ دھری کر وہ مری آنکھ سے ڈھلے ہوئے آنسو دیکھے باندھ کر ماتہ ادب سے ہوئے سڑاوا تیرے غم میں نہ سنبھلتا نہ سنبھلا دل سہی تیرے سیراب رو سے اشارے ہو گئے دیکھ لے مہر کو گردن پہ ادھر تے دم صبح اشک گرم آنکھ سے نکلے جو بڑی سوزنزل سبز خطا بہت زہرا دگلتے دیکھے</p>	<p>چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا روح جس گم میں ہوئی اس کو اچھلتے دیکھا طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا آج تو سر کو سہی پہلے چلتے دیکھا وقت پر دوستوں کو ہنسنے نکلتے دیکھا نہ کہی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا جسے لڑکوں کو نہ ہو ضمیر میں چلتے دیکھا روشن بلخ پہ جب تکو ٹلتے دیکھا ایسے ڈوبے ہوئے تکو کسے کو چلتے دیکھا آج تو خواہ سب میں تلوار کو چلتے دیکھا نہ خم سے کو ہو و اعظا جو ادب لے دیکھا ہنسنے جلتا ہوا تنور ادب لے دیکھا خال شہرنگ پہ نیل آنکھوں کا ڈبٹے دیکھا</p>

یا آئی جیہ منہ مہین کہ پہلنا پتہ آہ سوزن سے مری تیرا پیجا دل سخت تھے چہرے سے تلون ترا کلبا تلبہ لاکہ سینے سے لگائے رہے رونا گیا	ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پہلنا دیکھا اے صنم آج تو تیرا کو بیگھلے دیکھا پہنے اس ہول کو سوزنگے لئے دیکھا طفلیں لکونہ کسی ان جھلتے دیکھا
--	---

واہ اے قدر نہ انکون بچوئی دل کی لگی پہنے برسات میں گسرا چکا جلتے دیکھا

دل ہمارا مور و جوہر جھٹا کیونکر ہوا زخمی تیغ تبسم نے کہا جلال جائے قلقل دس سخن حق کی صدا زنگی روح اپنی تو نے پھوکی ہر جو میر و حسین بے دہن باتیں بنانے سے عقیدہ پہر گیا جذبہ لغت جب نہ وہ دین ترپکس کلام کی یا تو کچھ سینے کا لائبرہ سے یا تو زکما دل سے نکالی آہ پر ہی دل مرا افسرہ جو سیرے دل سے تہا وہ خود میں کہ تہہ تراشنا جو مہینوں بعد آتے تھے قدیمی ہو گئے جسنا مالے ہمارے عرش پر جانے لگے یوسف ثانی کے کہنے چخا ہو کر کھس	ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کر لاکھ کیونکر ہوا ہنسکے بوسے پہر کہو تو گیا ہوا کیونکر ہوا گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا خبط ہے واعظ کو میں تجھے جدا کیونکر جھکو حیرت سے ہر اک بت خدا کیونکر ہوا مرغ بسل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا میسرے تیرا تذکرہ یوں جا بجا کیونکر ہوا تھے چہر جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا پہر وہ آئینے سے صورت آئنا کیونکر ہوا روز جو آتا تھا وہ ہر بندہ نیا کیونکر ہوا بولے ہر آسمان میں راستا کیونکر ہوا خیر سے کچھ میرا ہمسرہ کیونکر ہوا
---	--

✓ قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لاندہ تھپا وہ

<p>۱۸ اے صاحب مکرمت قسط کے کردیا کردیا گل کو بربہ کر دیا نرگس کو اندا کر دیا آنکھوں کو نظارے نے پھولوں کا دکھانا کر دیا میری خاطر تو نے خالی ایک کو ناکر دیا ہنکے میرے سامنے شوقی سے تلو کر دیا کچھ نہ کچھ آنکھوں نے ابرو کو اشارہ کر دیا یار نے اپنے کپلے بالوں کو جوڑا کر دیا آب زر نے صفحہ وقت ان بھلا کر دیا رخ کو کو را کر دیا زلفوں کو کالا کر دیا مارے بوجھارے پھولوں کا چھوٹا کر دیا دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا رخ فروغ نے ابھی سے جھک بوطہ کر دیا قمریوں نے باغ میں اک حشر برپا کر دیا آپ نے دل لیکے مجھے جان میں کیا کر دیا آفتاب شب کو نقش کھنپا کر دیا کیون نہ تو نے یار کے دل کا سوید کر دیا منہ بگڑنا رہ گیا تباہ جس جھلا کر دیا</p>	<p>آدمی کی کیا حقیقت تھی اوس کی کیا کر دیا حسن دیکھو سنے ایک اک عیب پیدا کر دیا اونکے چہرے سے نقاب ٹھہر چن سکا کر دیا اے زمین جھٹک لکھنا نہ ہو لے گا ترا یار سے طالب ہو اجب بوسہ خسار کا تیغون پر تغیر کیا نون پر کیا نین کنج گشتین حلقہ مارے ابکدن دیکھتا شایا پناہ جب شراب غفرانی پی دیکھ دھما وہ رخ جوڑا کا جوڑا دسنے دنیا میں بنایا چکر ایسا سونا کیا جو ٹوٹن کان ادا رہا رہا خال و خط سے اویسی چہر کی آرایش ہوئی دل پہ کیا صدمہ کہنے میں نہیں ہیں اتنے یاد باغبان نے سر کو چھٹا چمن پٹا گیا سچ یہ کہتے ہیں کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے مندى مل ملکہ خلائے شکر کی چالیندہ قمر یا خدا یونہی نہیں سہہ رونی جو ہوتی تھی مجھ ناک ہوں ایسی چڑھائی شکل بگڑی اچکی</p>
---	--

ذرا کو سورج کیا قطع کر کو دریا کر دیا	
<p>۱۲</p> <p>پہوڑے سے سوا ہے دل یوانہ ہمارا دم آنکھوں میں اشک ہے ذرا شکل کما دو عیش و شوق کی چالیں ہیں یہ الفت کی ہرین میرے دل شفاف کو صدا چاک چو دکھیا ہے داغ جنوں تاج غم و یاس ختم ہو الفت کے یہ معنی ہیں او سے نیند نہ آئی تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اوڑھے لہریگا کیا صبر کو فخر ملے ہو یہ دل سے نہوگا سائے کے لئے ابر سی جو دم کر آیا بہو لے سے بھی صاحب کبھی تشریف نہ لایا جنتا تمہیں دیکھا تھا برابر ہی آنسو</p>	<p>ترتیب میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا جس کو آؤ کہ لبریز ہے پیما نہ ہمارا دو فستردین ہو جاتا ہی بیگانہ ہمارا بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا دیکھو تو ذرا اٹھا ٹٹہ اسیر نہ ہمارا جب تک نہ سنایا نے افسانہ ہمارا ہو گا تہ کسار اگر دانہ ہمارا یہ عھت کی بات وریہ دیوانہ ہمارا جب قصد ہو اجانب میخانہ ہمارا ہاں آپ کے قابل نہیں کافانہ ہمارا ہر دیدہ ہے پیو و کا پیما نہ ہمارا</p>
<p>صدقے تھے اکبار سر پر ہم یہ کدے ہم شمع ہیں یہ قند رہی پردانہ ہمارا</p>	
<p>۱۴</p> <p>مزاج پوچھا جو کرتے تھے صبح و شام ہمارا بند ہا ہے کائنات سر میں خیال ساقی کوثر ہیں کس شام میں کیا موت کیا حیات ہمارا بناؤ کر کے یہ فرما ہے وہ رشک نے لیغا ہے یہ آنکھیں محبت مبارک آپ کو صاحب</p>	<p>قبول ہو تا نہیں اس بلان سلام ہمارا بھلا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا فقیر عشق میں کیا کوچ کیا مقام ہمارا عزیز مصر ہی ہے اندون غلام ہمارا جو غیر مجھ سے کو آئین تو بس سلام ہمارا</p>

<p> بڑی گھٹا اس سر پہ آج دام ہمارا بہلا بُرا کوئی نہ کھلانے سے کام ہمارا اسی سے بن ہمارے چلیگا نام ہمارا چھپا ہے آنکھ سے انسان کے امام ہمارا خدا کے مثل کسی جان نہیں قیام ہمارا تو اتنا اور ڈھکھرا کام ہو تم ہمارا یہی سلام ہے قاصدِ یہی پیام ہمارا وصولِ دل ہے آج دام دام ہمارا جو مٹی دیکھا ہمیں سرِ دو خوشخام ہمارا بکے گا کاغذِ نہ کہ کھٹے سچ کلام ہمارا </p>	<p> فلک کے پار گزر جائینگے فراق میں نالے گلے ملے نہ ہر پارا گلے پر آپ نے غم ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہیں بہتر تفسیر اپنے طریقے میں کس طرح نمودِ حجب زبان ہو کھر نکلتا ہے اپنے دل کی تڑپ سے چہرے کے نیچے فزا دم تو لینے دی ہرین قاتل یہ کہنا یا رسی بچا ہمارا بندِ عبث ہے دے بڑے داغ تو ہم بھی نیل بوس کی ڈالی جبریدین کو ہم ٹھیک کر اڑھینگے لہو سے بہر اسے چہرے کا مضمون کوٹ کو لکھیں </p>
<p> خدا ہمارا ہے رب اور قدر کو ہے یہ قبیلہ محمدؐ اپنا نبی ہے سارے امام ہمارا </p>	
<p> ۱۲ میں جہان بیٹھا بزرگ شمعِ جہل کر رہ گیا سایہ دیوارِ جانان سے کچل کر رہ گیا کچھ نہ سمجھ ہم یہ کیا منہ سے نکل کر رہ گیا ناقہ لیلیٰ بھی ددھی گامِ چپل کر رہ گیا قتل کرتے تو کیا پر ہاتھ مل کر رہ گیا منہ سے نالہ آنکھ سے آنسو نکل کر رہ گیا یار کے کوپے میں مین صورت بدل کر رہ گیا </p>	<p> دل خستہ سازش غم سے اوچل کر رہ گیا ڈھل گئی جب پہرِ طاقت سے مین بھی ڈھل گیا گالی دیتے تھے کہ بوسے کی اجازت تھی نہیں سخی مین آنکھوں سے اکے ریا بہا یا قیس نے منفعل قاتل کو میسر ہی سرفروشی نہ کیا جب ناگہرے قدم رکھا ہے باہر پار نے ضعف بھی کچھ کم نہیں ہر رخِ عیار سے </p>

سخت جانی سداہ مرگ آخس ہو گئی بچ گیا دل رگیا سفاک پلکین مار کر تیغ کما کر صورت گرداب پکڑا جو میں کٹ رہے احباب جب ہم کو آواز قبر میں	خنج قاتل مری گردن چسپل کر گیا ترک چشمہ یا رگویا ہاتھ مل کر گیا سوج کی مانت قاتل ہاتھ مل کر گیا قافلہ منبہ نزل دل چسپل کر گیا
---	---

قدسیوں کے کان کو لے قریبی آہ
مٹے مری کر اک گوش اجل کر گیا

عاشقوں کو تپ کا حیلہ ہو گیا روکن ایلی کو حیلہ ہو گیا پھیت کو چوٹی سے دل بیتاب کو ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی میسے نالے سنکے کتا ہو وہ شوخ اوس سنہری رنگ بین ہر وہ چمک جب بھر کر اٹھے مرے اغ جنون ہر بہانے موت ہر حیلے رزق یار خفصے سے گل عمنابنا عشق نے پونچھ اویا اندک	گم گئے تن رنگ پیلا ہو گیا روسیہ سارا قسیلا ہو گیا دیکھئے موبامنڈ سیلا ہو گیا نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہو گیا کیا گلا انکا سر دیا ہو گیا نٹھ کا سوناخ سے پیلا ہو گیا کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہو گیا مر گئے فرقت کا حیلہ ہو گیا بوسہ مانگا لال پیلا ہو گیا خیر اکبت کا وسیلا ہو گیا
--	--

قبر نے ایسا دیا ہم کو فشار
بنہ بندے قدر ڈھیلہ ہو گیا

کسیا یا رانگہوں میں نقشاتہارا	مہ چاہ خشب سے بکھڑا ہمارا
-------------------------------	---------------------------

<p>نہ کیونکر نبھے ساتھ میرا ہمارا کنہیا بنایا ہے خوشی لئے مجھ کو کما ہنسنے دل لیکے تنہ جلا یا</p>	<p>کہ تم ہو پری میں ہوں سیاتھارا یہ رگ رگ میں دڑا ہوں دھارا بکڑ کر وہ بولے کلیجہ ہمارا</p>
<p>عجبت پرچتے ہو کہ بندہ بھی کسکا گھڑی بہرین ناراض مہرین اضی تمہیں لگئے تھے مراد دل دہی ہو جو تم ایک بٹو کر سے ہم کو جلا دو بلند اس قدر حسن کا ترسہ مراد دل چہ اگر اسی میں دہرا یہ الٹ پٹنے کا چلن اتو چوڑو اوڑین ہوش پر پونگی پر پونگی صورت مزا دید کا اپنی آنکھوں نے لوٹا</p>	<p>کما تو تمھارا تمھارا تمھارا مزاج ایسا ہے تو کہ ماسا تمھارا کنچا ہے مے دل پہ نقشہ تمھارا قدم چوہین بانیان سیاتھارا کہ نور شید گردن ہو سیاتھارا بہت آج اونچا ہے جوڑا تمھارا لنگتا ہی صاحب ڈوپٹا تمھارا اگر اون پہ پڑ جاے سیاتھارا حیرہ کون سے دیکھا جھکا ہمارا</p>
<p>دل یاد نکالے اس وقت در پونچھے ہوا عرش تک بول بالا ہمارا</p>	
<p>کمان تک کون میوفا یا در کنا ۱۳ بھین بھولنا دیکنا یا در کنا یہ کہہ لکے سمجھاتے رہتے ہرین لگو گزر جائیگی شب پلک مارے میں یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہرین</p>	<p>سبق ہو گیا روز کا یا در کنا خبر دارا چہا بہلا یا در کنا جو ہو لے ہین اوں کو کیا یا در کنا پراسوقت کی التجا یا در کنا جسے دیکھتا بہا لٹا یا در کنا</p>

<p>یہ انکھیلیاں لے صبا یاد رکھنا بہت بھول جانا ذرا یاد رکھنا میری ہے وہ دن کا پتہ یاد رکھنا کمان سے یہ سیکھے نیا یاد رکھنا غضب سے جو تہمتیں چھوایا یاد رکھنا چلو جاؤ لائے بڑا یاد رکھنا یہ چہلپن یہ جلسے ذرا یاد رکھنا</p>	<p>اوڑا لے لئے سپرتی چو خاک میری خدا جانے کس نے سکھایا ہے تھکو نہ آگے بڑھینگے قدم تیرے قاصد رقیبوں کا مذکور رہتا ہے ہر دم یہ کہتے ہوئے پاس لے تے ہیں میرے کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر کبھی بچھ رہی اچان تکلیف کرنا</p>	
	<p>جنون ہو گالے قدر عشق پری میں یہ اس دم کا کس امر یاد رکھنا</p>	
<p>تپ یہ ہے ہاتھ جو رکتا پڑھتا ہوتا خفت فاش اڈھاتا جو سچا ہوتا منہ سوبا وہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا یہ بھی ممکن تھا کہ ہم سے کبھی پردا ہوتا چہرہ سیمین تھا تو مواف سنہرا ہوتا تم ہی آجاتے تو میلے میں تماشا ہوتا آنکھ جب کہو لے تے ہم آپ کا جلو ہوتا کہ کہو تر بھی مراسو نے کی چڑیا ہوتا جب تماشا تھا کہ لیلی کو بھی سودا ہوتا ترا بن ترا بن ترا بن ترا بن ہوتا</p>	<p>۱۴ پاس آتا مے عیسیٰ تو وہ موسیٰ ہوتا تیرے جانے سے ہی درد جگایا ہوتا واعظون سا ہی ترش و زہین کیا تھنے نہ ہوئے حضرت موسیٰ کہ دکھا دیتے ہم کتنی انمیل طبیعت ہم تمہاری صاحب بہتر ہے قتل کو سب مجھ کو لے جاؤ ہیں خواب میں ہی یہ تناس ہے تمہیں تم ہوتے اونکو لکھتا میں رخ زرد کا احوال یا خوب زور و ناپ نہ تھا قیس کا ہنگامہ عشق گوں دامار کے سوا بار جلاتا مجھ کو</p>	

<p>نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا آپ کب بچتے اگر میں کہیں رسوا ہوتا کیا کہیں تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا تم اگر باتیں نہ کرتے مجھے سکتا ہوتا کہیں پانی کہیں ٹاپو کہیں جھڑپا ہوتا</p>	<p>ایک بوسہ جو ہمیں آپ عنایت کرتے چلتے محشر میں تو دامن میں گم دی لیتا شب کو خالی تھا مکان اور اندر گہرا گہرا دہن تنگ میں حیرت تھی نہایت جھکو اوس جگہ جھکو جنوں میں کوئی پوچھا دیتا</p>
<p>قد رچہ خیر ہے کہنے کی ہر ساری باتیں اورن سے بہت کر کوئی ہوتا تو ہبلا کیا ہوتا</p>	
<p>کر کے ہر پر باد نہ مایا صبا تھی میں نہ تھا ابتدا میں ربط کی کچھ انتہا تھی میں نہ تھا کیا کمون جب آپ کو شرم و حیا تھی میں نہ تھا مصلحت خالق کی آنروزوں و باتیں میں نہ تھا اب نہ مانو گناہ جو کیئے گناہ تھی میں نہ تھا سچ جو پوچھو پوچھو یوں میں اک ہوتا میں نہ تھا تیرے گہر میں آنے کے قابل صبا تھی میں نہ تھا</p>	<p>۸ جب ملایا خاک میں بولے قصدا تھی میں نہ تھا سب ہی تھو دل ہی تھی ترن ہی تھی جان دی ابتدا میں صحبت اچھی چاہیئے انسان کو چین کرتا ہوں سد بارے و امق و فرماؤں غیر مندی پیستے ہیں یوں جلاتے ہو مجھے کیا سبک عالم میں گزری جب تملک زہرا کو چہ گردن سے جو صحبت ہے ہمارا کہہ دیجئے</p>
<p>قد ران مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا غم ہی ہے میری شہرت جا بجا تھی میں نہ تھا</p>	
<p>خطِ غبار کو گرد ملا ل ہونا تھا طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا مرادہ رنگ تھا راہ حال ہونا تھا</p>	<p>۱۶ غضب ہے سبز بلائے جمال ہونا تھا جکے ہی رستہ جو صاحب کمال ہونا تھا مجھے جنوں پر تھیں اور مجھے خوش ہے</p>

<p>زمین کی شکل مجھے پایمال ہونا تھا ایدہر ہی دوری کہ نہ سال ہونا تھا اس آفتاب کا اب تو زوال ہونا تھا وہی جنون مجھے ہر ایک سال ہونا تھا خود اپنے ماتھوں ہمیں پایمال ہونا تھا ہمیں تو عاشق رخسار و خال ہونا تھا بزرگ شمع مرا انتقال ہونا تھا ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا تو اضعون میں مجھے پایمال ہونا تھا تمہیں ہی بار ہمارا خیال ہونا تھا تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا</p>	<p>فلک کے طرح نہ کیونکر شاتے چلتے وہ کبھی جوانوں پر بھی چشم لطف پیر نہان ہوا میں سر دگر سوز داغ دل ہو ہی نہار دن پر سے اوڑنا لباس ہستی کے قدم کو چوکے پسے صورت خدایت نہ تھے خلیل جو دم ہر تے چاند تار و کا جگر ہنکا جو تپ غم سے جان ہی و کر پڑی ہے آنکھ دل داغدار پر اوں کے نہ تھامیں سبزہ بیکانہ گرد راہ تہا میں ہمیں تو چین نہیں ایک مہما سے بغیر بلا یا تم نے تو میں ضعف تن ہوا لکھا زمین میں آہ میں گرا کر گویا نڈا سے</p>
<p>ہمارے سینے سے ای قدر وہ پلٹ جاتے جگر کے زخموں کا یوں اندمال ہونا تھا</p>	
<p>تاک بڑھ بڑگی نشہ میں ہوئی چور گھٹا چین ساقی وحی مطرب دہنور گھٹا میں ہوا لشک فشان ہو گئی شہر گھٹا بجلی ہے نیک تجلی صفت طور گھٹا یا آئیں کہیں طول شب و بچو گھٹا</p>	<p>آئی تھی باغ میں کسار سے مخمور گھٹا ۱۲ یار اب پیٹک نہ راجع ہیں اسباب طرب داسن حسرت باری میں چہا میرا راز گرم دتر میں ترا حسبوہ نظر آیا بھکو یہ سیاہی تو مرے نامہ اعمال میں لکھ</p>

<p>آئیے آئیے بارش کا ہاں کیا ہے لطف تما پینگ بڑھانے میں جو کہنا چاہا دھوپ میں تپنے بٹھایا تو نہ ایل پونجی خاک میں ملگئی بنیا دھڑ ماجب دریا کس طرف دھیان ہو جو بولے پتہ تری بال کھلے یا آئی یونین کس سبز ہے باغ مراد</p>	<p>یہ تو بچا ناسہ دو ددل رنجور گھٹا ہمک اٹھتی صفت موسے سر جو گھٹا بس گیا دو ددل عاشق رنجور گھٹا جس قدر عشق بڑھا یہ تن رنجور گھٹا سر بہر جہک جہک پڑے اسی ساقی مغور گھٹا زیر انگور ہون سیکشس ارگو گھٹا</p>
--	---

یہ ہی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھو
قدر کی قدر نہ تو لے بت مغور گھٹا

<p>روز کا روز نام آخیر گیا ۱۴ ابرو دلدار سے دل چھ گیا اشک اڈے ہجر میں جب آہ کی لاغری میں قید و حشر سے چھٹے خون فسر باد اس قدر شیریں ہوا میں چلانا تو سنالہ پنکٹا دل نہ ہاتھ آیا نہ جب بوسہ دیا سخت جانی نے کیا پتھر مجھے لے صنم مجھ سے خدا سید ہار ہے تے در پر عابد و زاہر ہوا موج دریا کے کرم نے کی مدد</p>	<p>خائے ہستی پہ پانی چھ گیا طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا برق چمکی اور بادل گھر گیا طوق گردن ڈھیلہ ہو کر گیا تیشہ فولاد کا منہ چھ گیا کس ترک سے وہ بت کا ف گیا جب ندی قیمت تو سودا پر گیا نینچا سفاک کا کر گر گیا خیال گر تو چھ گیا تو چھ گیا کوئی بھی جیفاسق و فاجر گیا ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ ترک گیا</p>
--	---

<p>ہر کوئی دم بھڑک کر آیا پھر گیا طفل اشک آنکھوں سے میری گر گیا</p>	<p>گھسدم ہر پہ جہاں سے میرا آہر واسنے ملائی خاک میں</p>
<p>کیا عجب ہے قدر دن پہیرے سے جسکے فرمانے سے سورج پھیر گیا</p>	
<p>آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا کہدو حور دن سے ذرا قصر گھر سے دیکھنا راہ میری شام تک وقت سے دیکھنا آپ گہرا کر نکل آؤ گے گھر سے دیکھنا رنگ یک چہرے کا تم دو چہرے دیکھنا بال جب لٹکے ہوئے اونگی کمر سے دیکھنا موتیوں کے ساتھ مین یا تو تیر سے دیکھنا ریخ ملا کر یار کا شہر دق سے دیکھنا شام تک پہرا ۱۵ اونکی چشم تر سے دیکھنا اک نظر تو جہانک کر دیوار و در سے دیکھنا چاہیے لیلیٰ کو مجنون کی نظر سے دیکھنا اک نظر اس سمت بھی پہر کر ادھر سے دیکھنا مین لپٹ جاؤ گا اس نازک کمر سے دیکھنا کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا</p>	<p>۱۵ دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا ہم ہی دانتوں پر کیسے میرا کمالے آتے ہیں زلف و رخ و کمال کے کوٹھے سے اشارہ کر گئے ایک نالہ تو مرے منہ سے نکلتے کہیں بکھرے شب جہاں کی آمد کو نہ پوچھو ہمارو یہ سمجھنا شاعر و عفت اپنسا ہر دام میں یا ر آنکھوں سے گرے ہیں لعل شکو کو سنا حسن میں کسی ملاحظت کا فرما ہے واعظو صبح تک ان سوکھے ہونٹوں سے دعا ہو اور ہم جب شہید ناز کا لٹکے جنازہ اے صنم آؤی سب خوبصورت ہیں محبت چاہیے غیر سے آنکھیں لڑی ہیں کچھ خیر میری نہیں دم بدم اسکی لچک کرتی ہے جھکو بقیار ڈبل رہا ہے نیل آنکھوں کا ذرا صورت دکھائو</p>
<p>طبع زادوں کی سہلائی چاہتے ہو تم اگر</p>	<p>—</p>

سپاہ شہرے قدر دشمن کی نظر سے بکھینا

<p>تمنے مکھڑے پہ جو گیسو پریشان چھوڑا دیکھنا نہ کر کو پیش قدر جانان چھوڑا جذب ل کہینچہ لایا تو قیسمت دیکھو آپ تو جو بہن لیکن ملک الموت حسین تنگ آیا ہوں بہت دست جنوں سے یارب دل پر داغ کو لپکا ہے تری آنکھوں کا کوچہ یار سے بہکا نہ مجھے اے وعظ ہاے اس موت نے پران کیا کس کو بادبان پہنے اوتا تو زک کی کشتی عمر دیر و مسجد میں ترا ذکر ہے ابدانہ نہ تو آسکتا ہوں صیا نہ جاسکتا ہوں سیر ہے داغ جو رو نے میں چمک جاتا ہے بہر رخ و زلف دکھا کدہ چلے گھر کی طرف پاسے بھڑوچ پہ مجنون کی بہت کام آیا</p>	۱۵	<p>کالا پردہ کو بے پیری جان چھوڑا خطا رخ دیکھ کے نظارہ ریحان چھوڑا راہ وہ کا سٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا ایک بھی خلق میں زندہ نہ مری جان چھوڑا جا کے دامن میں ہنسنا جب گریبان چھوڑا ہمنے جیتے کو پے صید غنلان چھوڑا باز آیا یہ ترار و ضہ روضان چھوڑا کوہ فید دے مجنون نے بیابان چھوڑا مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامن چھوڑا حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا تو نے دریا میں چرخ ایدل سوزن چھوڑا الغرض پہر مجھے حیران و پریشان چھوڑا ہمنے دامن جو سہ خار و خیلان چھوڑا</p>
<p>ایک ہی دار میں تھا ایک ہاتھ اور نہ لے قاتل دوران چھوڑا</p>		
<p>کیون جمج کر وں وقت ہے ہر وقت ہلکا اقرار عدم میں ہوا ایک ایک عمل کا</p>	۱۵	<p>توشہ بھی کل کا تو بہر و سانہین کل کا حاکم نے لیا چور کچھ سری میں بھلکا</p>

<p>تربت میں نکیرین سے کیا بنتی ہو دیکھیں شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہیں جاتا بس آئی قضا و سکی ادا جسکو دکھائی محشر میں بھی پہچان نہ چٹا ضعف آفوا جب آنکھ کھلی جس میں رو ہوئی اوٹھے دل چاک ہوا الفت ابرو میں چارا مہندی نہ چھٹے گی تہمین آنا ہو تو آؤ ذروں کی طرح خال کسودی میں ہوں رخسار دلب یار کی یاد اگئی جبرم پہلو میں سوتے ہو گردل سے خبردار رفت سبھی انکی مری عمر روان سے کیا نور کے پیدا کئے مضمون سراپا</p>	<p>جلاسے نیا سا قبسے پہلے پہل کا نازک ہو بہت رنگ بھی رنگواؤ تو بلکا تم حور ہو چرخ زندہ فرشتہ ہر جل کا ملکہ کا ہوا پہلے مری میسراں عمل کا لو صبح ہوئی اور کسلا پہول کنول کا دروازہ نہ طیار ہوا آنکے محل کا مہمان ہوں میں تو کوئی دم کا کوئی ملک کا کیسا مرے طالع میں پڑا جگ رحل کا جنت میں مزار نہ ہوا خضر عمل کا دیکھو کہیں ہوڑا نہ دے بائیں نبس کا لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا دم بہر تاجوں شاگردی استاد ازل کا</p>
<p>عقدے دہن تنگ کے سب قدر فی کوئے اک بوسے دیجئے انعام غنل کا</p>	
<p>دعویٰ کیا ہے اونکے رخ بیتال کا ۱۴ زلفون کے بل نے حسن بڑیا جمال کا وارث ہو کیوں نہ خرد بزرگون کے مال کا چشم دول و جگر ترے در پر لگتے ہیں تصویر بن گیا ہوں جب کبھی نہیں پلک</p>	<p>کہا دق سے داغ تو دہو ڈالے گال کا گو یا سمنہ ناز کو کوڑا ہے بال کا ہے تیسویں کو بھی غسرہ ہلال کا نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا وقت ہے دم نکال لیا بال بال کا</p>

<p>سرم بنا مے لئے گرد ملال کا شہر ہے باغ باغ نری بول چال کا کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا پروردگار بندر ہے لب سوال کا ہوتا ہے فریج ہرن کے نقصان لک کیا نیچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈال کا یوں تو سیاہ تھا کہیں چہرہ ہلال کا چڑھ جاے لاکھ خرچ بہ تینا ہلال کا</p>	<p>جیسے کہلی ہے انگٹھ نہر کیا سواریج لب لب لعل کہیں کہیں ملا دس پہ خطاب داغوں پہ داغ زخموں پہ زخم آہوں پرچہ جب باب زرق بند ہو یہ در نہ کھل پڑے جو مجھ پر آتی تھی مے دل پر گزر گئی شق القمر اشارہ انگٹھ سے ہوا معنی میں نور چاہئے صورت میں ہونو دم بند ہو گا سامنے ابرو سے یار کے</p>
<p>سودا سا مجھ کو ہوتا ہے لے قر خریستہ کیون ذکر چھپتے ہو ہبلا اگلے سال کا</p>	
<p>آج تک نظم میں قرآن نہوا تھا سو ہوا ہنکے شرما کے کہا ہن نہوا تھا سو ہوا اب تلک دفن کا سامان نہوا تھا سو ہوا ساکن شہر خرموشان نہوا تھا سو ہوا مور بی پر ہی سلیمان نہوا تھا سو ہوا رخ چہ سراغ تہ دماں نہوا تھا سو ہوا باغ میں سرو خزان نہوا تھا سو ہوا اوسکے تنکے کا ہی احسان نہوا تھا سو ہوا</p>	<p>وصف رخسارہ جانان نہوا تھا سو ہوا ۹ حال پوچھا جو شہر وصل کا ہمارا دون تم جو مردے پہ مے آئی ہو کچھ دیر میں مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھ دی رقیبوں کو انگوٹھی جو نشانی تھنے اب تو گونگٹ کو اڈٹھا وچلو دیکھا دیکھا مے مقتل میں عجب چال سے آیا قاتل خط کے آنے سے مجھ بوسہ دیا خود اسنے</p>
<p>کیون نہ انگٹھوں گردن برق کی خدمت سے قدر</p>	

ہند میں غیبتِ حسان نہوا تھا سو ہوا

۱۸ تھا جو میں پا مال فوج گردشِ فلاک کا
 مٹ گئے لیکن وہی ہے جو اوس سفاک کا
 رطب یا بس رنجِ حبیلا گردشِ فلاک کا
 گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
 باعثِ حیرت ہے ہر سبزہ روئے آتشاک کا
 گر یہ وزاری کی کثرت بنا ہونہیں جناب
 افسی کا کل سر کیا پونچے گا عاشق کو گردن
 آمد و رفتِ نفس ہی جھکوتا ہے یہ خوف
 رند باتون میں بتاتے ہیں جنبِ معراج کی
 فیصلہ بخش میں یوں ہو گا خدا کے سامنے
 ساقی حوش سی میخانے کا درجہ ہیں بند
 جھک جو حیرت ہو تو آئینہ بھی ملجائے اور
 خاکسار دشن جہی ہیں عرشِ یوں کی گردن
 پی گیا آنسو جو میں وہ اور اندر وہ ہوا
 اس قدر چھوٹا ہے یہ زیور کی کچھ جانتا نہیں
 جو توکل کرتے ہیں او نکو پریشانی سنہ کم
 جامِ حشم یار کے نزدیک مارِ زلف ہیں

سب کھارونچ بنایا چاک سیری خاک کا
 مر گئے پر ہی بنا تو وہ ہمارے خاک کا
 یا ہنور پانی کا ہون میں یا بگولا خاک کا
 یہ دماغِ اندا اکبر سیری مشیت خاک کا
 ہے تعجب گ میں رہنا خضرِ خاشاک کا
 آنکھوں میں دم آ رہا ہے عاشقِ غنا کا
 خال روئے یاز میں ہے خاصۃً تریاک کا
 کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا پتلا خاک کا
 عرش سے ٹکریا کرتا ہے طارم تاک کا
 ہاتھ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا
 دورہ سا غریبی گویا دور ہے افلاک کا
 یار نے شانہ بنایا ہے دل صدیاں کا
 کیوں نہ سجد ملا ناک ہو یہ پتلا خاک کا
 دل پہ پالا بچ گیا ہے دیدہ نناک کا
 ہے دین گویا بلاق ای یار تیری ناک کا
 زہر کم چلتا ہے اب بستہ میں تیرا کاک
 سامنا پر ہو گیا جمشید سے صخاک کا

و رہے سے قہر جھکنا نام ابنِ بوتراب

ہاتھ میں کنٹھار ہا کرتا ہے خاک پاک کا	
<p>چھوٹا ہے گال کہ چوہا سہو ہوا تم اس سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سہو ہوا ہمارا نامہ اعمال دہو ہوا سہو ہوا خدا کے واسطے مہندی ملو ہوا سہو ہوا منگا کر آئینہ تم دیکھ لو ہوا سہو ہوا نصیب جاگے ہیں سوتے رہو ہوا سہو ہوا</p>	<p>۷ بزمک زلف نہا بل کی لو ہوا سہو ہوا وہی حضور وہی میں ہی نظر وہی آنکھ ہم انفعال میں روتے ہیں اسباب کما ہمارے قتل کلاے یا رسوگ کیا کرنا نہ پوچھو ہم سے کہ تہہ لائی یا گل لگیوں شب وصال میں فرقت کا حال سنکے کہا</p>
<p>سنا ہے عشق پر یزاد ترک کرتے ہو قدر یہ کون بات سحر دیوانے ہو ہوا سہو ہوا</p>	
<p>۲۳ ایک منٹ ایک پہر ہو گیا داغ جو کسایا تو شمر ہو گیا منہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا تارِ نظر ہو سے کمر ہو گیا طائر دل مرغِ سحر ہو گیا بیٹھیں پس اپکا گھر ہو گیا تو جو تمہارا درد جگر ہو گیا یار سے میں شیر و شکر ہو گیا آنکھ سے نکلا تو گھر ہو گیا میلے میں اپنا سہی گزر ہو گیا</p>	<p>وصل کا دن جلد بر ہو گیا آہ جو کہینچی تو شجر ہو گیا ہم تو اوسے شہر کو کہتے ہیں شہر بس کمر یا نظر آچکی دیکھ کے رخسار وہ نالے کئے بے طلب آئے مرنے گھر آئے ٹپے کسے رو کوں میں آدرہ دلی وصل میں مل سکے زبانین لطین آب رہا آنکھ میں جب تک رہا عالم اسباب کمان ہم کمان</p>

<p>دیکھا جسے مد نظر ہو گیا یاد رہے ہر تھا میں اودھر ہو گیا چہرہ تمہارا گل تر ہو گیا کان نمک زخم جگر ہو گیا خوب ہوا شہر بد ہو گیا آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا عیب بھی صاحب میں ہو گیا دل کا سودا بھی شہر ہو گیا گاہ پری گاہ بشر ہو گیا قلعہ کوئی تھا کہ وہ ہو گیا دن تو امید دن میں بسر ہو گیا ٹکڑے مراخت جگر ہو گیا</p>	<p>کیا مری آنکھوں کی ہے عادت بڑی داور محشر کا قصور اس میں کیا گرمی سے سے جو عرق آگیا ہجرت میں جب پی گئے ہر لشک سوز نتی رخصان میں مری حالت تباہ دل میں سما یا ترے چہرے کا وہاں بے دہنی اور شگوفہ ہوئی ختم ہوئی سنگدلی آپ پر یار چلا واسپہ کہ انسان ہے آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے رات کو یاد آپ کی لے گا کون چیر لیا لوگوں نے نغمہ شہر</p>
<p>حالت غش دیکھنے آیا تھا یار قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا</p>	
<p>مٹی میں تو عزت کو ملایا نہیں جاتا لوہے کا چنا ہے کہ چبایا نہیں جاتا تلوار کے منہ پر کبھی جبا نہیں جاتا جاتے ہیں تو سپر کس لئے آیا نہیں جاتا لیکن وہ دہن تو کہیں پایا نہیں جاتا</p>	<p>۱۸ درباروں میں خاک اوڑتی ہے جبا نہیں جاتا اوس خال کا چتر کبھی کسایا نہیں جاتا رابطہ ابرو قاتل سے بڑبا نہیں جاتا جنت نہیں کو چتر اسے حور تو کیا ہے بوسے ہی زرخندان سے لئے چنے جبین تک</p>

<p>ہو سکتی نہیں دل شکنی مجھے کیسی اس ضعف میں یہ عشق کہیں گزرتا نہیں متر ہون میں اسپر کہ وہ آواز سنائیں بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اذکو لے رشک چمن خاک مروت نہیں تھمیں غنی کی روشش دم بخود اس غین نہیں ہاتھ اٹکوا غیار لگاتے ہیں غضب سے ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہیں توں کو فرمائے تو قتل پہ کیوں ہاتھ اٹھاتا سید ہی ہی جو کتا ہوں سمجھتے ہوں اولیٰ برگ سے بدہت کیجے کسطح صفائی مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر زمین رو کوں</p>	<p>کعبہ تو سلمان سے ڈبا یا نہیں جاتا یہ بوجہ تو گر دون سے ادٹایا نہیں جاتا لو سورہ یسین ہی سنایا نہیں جاتا نازک ہیں بہت ہاتھ لگایا نہیں جاتا اک پھول ہی تربت پہ چڑھایا نہیں جاتا بلبل کی طرح شور مچایا نہیں جاتا اک نیچے کا ہاتھ لگایا نہیں جاتا کیا قوس پر دیوان اکھا خدایا نہیں جاتا عاشق کا جنازہ اب اٹھایا نہیں جاتا کچھ آج مزاج اچکا پایا نہیں جاتا پتھر کی لکیر دن کو مٹایا نہیں جاتا فرزند تو ہاتھوں سے گنوا یا نہیں جاتا</p>
--	--

ان خاک کے پتلون پہ ہم لے قدر مرین کیا
مٹی میں جوانی کو ملایا نہیں جاتا

<p>اویٹکے فتر سر آسمان کی رخ آہونے لاسکان کا نکھتا کوٹھا جو اوس جو ان میں چڑھ کر پانی ہو گیا نہر لگا ہو دیوان کا بچا دغا ہے مرغ جان کا عدم کی سہتی کین کین ہون تھا جان ہون ہون ہوا خزان کی یہ نگاہی کہ ہم نہ ہوئی خاک ڈالنی</p>	<p>۳۲ پڑا رہا شور الامان کل دہرا رہا غل کمان کمان کا کیا سوال اوس آسمان کا دیا جواب اوس نے ریمان کا اشارہ اوس ترک نے جو ان کا خدا ہے اک کڑی کمان کا نہر اٹھو ملین تو کہ نہیں ہو غیا ہون صحن مکان کا وہ زردانی چمن میں آئی پتا نہیں اچھا شیان کا</p>
---	---

خجسته پائی ترش نه پایا تو شمع سوزان منجھے بنایا
 فقط نہ سینہ ہی توڑ کا زحک ہو ہی حاضر چول جی حاضر
 یون ہین جو دل سوز غم سہیگا تو صبح کھا کیا رہیگا
 خوشائیں کی ہوا تہا کچھ بھی سچا ہون کیا کچھ
 ابھی ہم آغوشیوں کی جا ہی لیتے بھی جا کھیر کیا ہے
 پڑا جو غم سے کا دل ہے بہا لہجہ کی کے پلکوں نے پڑھا
 ہم اپنا حسرت بہر ہوا دل جو لیکے بیٹھے میان محفل
 پڑ گیا کیڑگیوں کا سایا تو حسن مر جا کی عشق ہو گا
 ہزار نالے کر دے تو کیا ہو کہین سماعت ہی یا خدا ہر
 سہار کی جیب ہوا سائی تو قسمتوں سے خزان سے آئی
 عبت پیری ہی نگاہ جادو کہ تیرے کچھ خطا ی بازو
 کرین سے سوئی چرخ گردان چلا تہا لہ بشور و افغان
 ہزار پرے میں نگلائی مگر جوانی نہ چھپنے پائی
 پڑین تانچے اگر ہوا کے تو پرزے پڑی اڑیں گے گٹا
 جو پیش لے محبت گل رہا نہ ہوا من تو سل
 وہ برق طور تخی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا
 دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونوں گھونکا سامنا

کہ خار پاتے جو سارو ٹھایا بنا وہ کا شامری زبان کی
 بتا تو ہے تیر عشق آخر تر ارادہ ہے اکہل کی کا
 کہ شمع سا خشک یں بہیگا گھل کے مغز بنی استخوان کی
 بڑا ہی حسرتوں سے سوا کچھ نہ باغ و باغی پاسبان کی
 کہ ناف تک نکل چکا ہے ہر دساکا تیرے نیجان کی
 نہ دل نے اکھون کو دیکھا بہا لہ لکھون نے دیکھا کا جہا
 ہوا یہ سیکو یقین کی مل کہ اک موقع کھلا جہاں کی
 بنے کا ہر طرف ٹھکے تنکا چین میں قمری کے اشیاں کی
 شوالہ میں سنکھہ پیک ہا ہی تو شور کبھی میں سے اذان کی
 گلاب کی جیب لگائی تو ہول دتر ہے زعفران کی
 بہت بلوں پر ماحو ابرو کہ خانہ ہر عیب ہر کمان کی
 ہونے ایسا کیا پریشان بازین کا نہ آسمان کی
 شباب کی جب سنگائی تو جو بن و بھکر کسی جوت کی
 بس آگے ہر نالہ سا کہ یہ حال ہے جو ہم آسمان کی
 جو خاک ہو جا جسم بلبل عبا ہے صحن بوستان کی
 بجھا ہوا تاکوئی شرار حضور کے سنگ تان کی
 ادھر ہی کہ گما تیر کا ہی ادھر ہی کہ خرم ہون کی

کمان میں قند راجن سیدہ نگاہ و ابو کی شہید
 ہوا وہ ترکش سو تیر حیدہ چڑھا وہ چلے تری کمان کی

بڑا ہوا گس جھٹکان کا دھول وٹھا سوتیش نہان کا
 ہدف ہوں مڑگان جان ستان کا کیش ہوں تیرا مان کا
 وہ جس سے غم نہان کا کہ ہوش ڈرو عشق جاننا کا
 ہی یاد آتے دل کو ناؤ آپ ہی آپ داس ہوتا
 ہو خانہ داری جنوں کاں جہان کا رنگ یکساں دیا
 ابھی وہ سویا ہی سودا سی کی چنگتی ہے کیوں ہوا
 یہ تنگ دل کی تھی کس رازی چلی نہ سرت کی فقرہ بازی
 سجا کب سے پاپ ہی جاؤ کمان کا بوسہ زبان لاؤ
 گر ڈرتی جگر تہا را وہ جلوہ رخ نے مارا تارا
 قدم کے قدم سے یہ جدا ہوں جس وقت کہ تہہ تر قافل
 جسے سمجھتی ہے ہر خلقت نہیں ہے تصویر خود بدولت
 بتائیں دل نے کبھی ایسی گمان کی تھیں غم کی پیڑائیں
 تری تھیں یہ خیال نکلا کہ نقد دست جہاں نکلا
 سرا دنیا میں جہاں کیا رعدی اپنی ساتھ لایا
 نہ ہاں کس سوسو امتحان میں عید عیش ہے جہاں کا
 وہ زورنگت جہاں غم سے غرت قدم قدم پر
 جنہیں سمجھتے ہیں لگتا ہے وہ چیدہ پڑ پارسا رہی
 سینے کی کیا چاکہ بیٹاں ان جگر کہ فرہ ہوش
 جو صحن بڑھنے کا دیریاں کیا کسی کو پر خاک میں ملایا

۲۴

یہ دم گھٹنا کچھ دل تپان کا سمٹ کر چھپا لاجزاں کا
 مراد مانے ہر ایک کا لہر پہ چلے بند ہے کمان کا
 خدا ہی حافظ ہے نقد جان کا کہ ہر چیز دست پاسبان کا
 وہ آپ نہاں وہ آپ فنا وہ خشک ہوا ہے دہان کا
 چمن میں تنگے چنیں خنداں جو سرن سو ہوا ہوشیاں کا
 نہ چونکا دیکھے کین صدمہ داغ نازک ہے باغبان کا
 کہ جیسے وہی زبان دہری گھر سے تنگی وہاں کا
 قبا و قمار نقاب تھا وہاں جگر ابھی یہ کمان کا
 پتا ہے چاندنی نے مالحد پہ نگیر ہو کتان کا
 جہا ہوں پر خاک میں ہوں نقد ہوں باک کمان کا
 جسے بتاتے ہیں لوگ جنت وہ نقشہ ہے آپ کے مکان کا
 سین میں جو اسے زبان کی باتیں مزہ ملا ہجرت کا
 اذان میں بلال نکلا کہ ہاتھ گلہ ستہ ہوا ان کا
 خدا نے بلا ملا بنایا ازل کے دن گرد کا دان کا
 سنا ہوں زندان جو منان میں فرہ کفار کی جہان کا
 گر سے جواگر چین سے باہر زہر دہتا ہوں خزان کا
 یہ سہنے آہوں کے تیرا سے کہ سینہ چلنی ہے آسمان کا
 جسے میں سمجھتا تو کہ ہونے کا کم کرنے کی سنان کا
 نیا وٹھا ہے ہر ایک پایا چٹا ہے لاشہ کسی جوان کا

<p>نہیں لیلیٰ سنی کسی کے گل حشر میں انت پیسے دل جگر آگہ سینہ سار دوزا ہم نے چھان مارا ہر نخل بلبل تباری قامت ہی میری تان پہل چخت جو خاکساروں کی کچھ نہیں ڈی تو کیوں خوشامدی ہر شاگر</p>	<p>تمہارے ہنٹھو نہیں تانی کی سوا اثر ہے رنگینی بیان کا وہاں ہاں اب کریں گزارا پتا بتاؤ جہاں جہاں کا تمام چہرہ جو باغِ جنت فن ہے سبیل دسی جہاں کا زمین کے پاؤں پر سہرے سر جھکا ہوا ہر آسمان کا</p>
<p>وہ اپنی صورت پہ خود دھار ہے یہ خود دئے اپنی لے رہا ہے نہ یار محتاج قدر کا ہے نہ قدر محتاج قدر دان کا</p>	
<p>اولٹ دیا و طبع زمین کی پتا نہیں جینے ہمتیں کا ۳۱ جوداغ ہر عشق نوشین کا جود نشین ہے دل خزین کا نشان ہے یہ ابرو جبین کا اثر ہے یہ زلف و عنبرین کا رہیگا قاتل نہ تو کیوں کا نشان ہے یہ بسمل خزین کا گئی نہ مگر کہیں کینہ خواہی ملا کے شش میں کی بنا ہا تینگہ پیادہ کی ہے محفل فرامری سیر دیکھ قاتل ترقیوں میں کیوں مجاہد کیلکی سختی خدا ہی شاہد یہ سرمہ جو بارے ستار کہ آگاہیں دیکھتی نہیں ہر پاؤں کلیم تم نے نہ اوکل مانی تو خوش میں واجب تھی تابانی مڑ کا ہے رگڑوں میں دست قاتل مار دے کم طرح ہو ایل تو بے پوچھ بول پتان کی کو نہیں تم کو کہاں کہاں کی ذرا ہی ممکن نہیں انی ضیف سے ہر گنا گمانی چھپا میں محشر میں کیا گنہ ہم گواہ اعضا میں پشیم</p>	<p>بڑا ہوا دل خزین کا کہ مجھ کو کہا نہیں کہیں کا وہی ہی تم غامری جبین کا وہی سلیمان مے نگین کا کہ داغ اپنے دل خزین کی چوٹ نکلتا غزال جبین کا غبار تو پونچھ لے جبین کا ہو تو دھو ڈال آستین کا مری طرح سے کیوں تھی فلک بھی جو بند زمین کا کہ ہو رہا ہے جو تو بس لگا ہو گھنگھرو دم پسین کا کہ گیارفع یدین زائد تو بت کر گیا ہر آستین کا کمند کے حلقوں میں برابر گلا پھنسا ہر غزال جبین کا جو چہ پڑی تھی بحث ان ترائی جوابے یا تانا بان میں کا کہ خون پس سے حلق بسمل بنا ہی خود حلقہ آستین کا اسی ہی گردن شامان کی اسی سے ہر زولہ زمین کا کہ صورت انکشاں توانی جہاں گرا میں ہوا میں کا یہ ماتمہ خود اپنے حق میں میں ہم ہر ایک ہی سانس آستین کا</p>

جہان سر پر اٹھارہ ہون جنوین جہین بجا رہا ہوں
جو دم بخود ہوں لمحہ کر اندر ہر دم ہوں کچھ نشان باہر
نہ صحتوں کا خیال ہی چہ نہ میرے دل کا مال پوچھو
کرم میں ہو غضب میں ہو کھو کیا جو متا ز سب میں ہو
کرے نہ کیوں یا رہم سے غرا وہ نور ہی خاک سے بھرا
جو حلقہ زلفوں کی ہاتھ آیا تو شکنا فہ حق کا پایا
میں اسکی سنتا نہیں مری میری سنتا نہیں بجا
یہ پہنچو نہ دن قحط و شکر میں صلیں کہن تمنا نہ
جو شک خون متصل گیا ہی اوسی میں ہر لحظہ دل گیا
کیسے چتا لیچے بیان ہی تو جا کہ محشر میں او نکو پانے
کہلا وہ باغ خلیل ہو کر بنا سر طور غسل خضر
ہزار صحبت ہوا دن کے بیہوب بدو کی کوئی کیا چوڑ
کیسی حد تک یہ کیا رو کما کی نہیں ہی کی جال ہارہی
یہ لاغری استہ خاڑا من کہ اوٹھ نہیں سکتا باران
بہین جنم ہی خوف سے ہو کہ اشک ٹپو چن بچہ بیہوب
تعلق تو جو ہے رکھا تو مہینے بیٹا او کو دم ہی رکھا
میان شتر ملا تین میں شمع ہو دل کی حال تو ہے

جو پشت میں خال ڈل رہا ہوں باغ گردن چو زین کا
مزار پر سرسری ہو چا دھین کشتہ ہوں چشم سہلکین کا
نہ اگلے دقتوں کا حال پوچھو آئینہ تھا کسی میں کا
مہارانی شناسم لب میں ہو کھو مرہ ملا نہ ہوا بنگین کا
کمان سوج کمان میز در کہ فرق ہی آسمان زمین کا
جو کا حل ان اکھو کا چڑا یا تو مشک پایا غزل چین کا
ادھر ہی ان ہاں گل مجا چو شور و درخشاں نہیں کا
دیا ہی بوسہ ترش ہو ہو کہ تو ذائقہ ہے سک جبین کا
کہ بیتے پانی میں مل گیا ہی تیا سلیمان کی گین کا
نہ بچہ خون عاشقان سے چٹے گر بیان استین کا
ہوا سے جگر گرلا زمین پر چو ایک پول آتشین کا
کہ تلخی زہر نیش ہو کہ مفرہ بدلتا ہے انگین کا
کہ رنگ اب تم سے ہوتا پائی جواب کیا اس نہیں کا
جو پاؤں اپنا ہی تار دامن تو ہاتھ چو تار استین کا
خزانہ انکھوں کا جو باب ہر ہی فوارہ استین کا
نہ کام دیر و دم سے رکھا شادیا قفہ فردین کا
کہ پاؤں تک سوخا التون سے عرق بہا ہر جبین کا

سخن کو قریب راج دے زبان ہو کہ تم افشاں اہل مکان
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ ان میں کا

اسی منہ پر زبا پر شکستے ہمیں سبز باغ دکھا دیا
 اسے میں نے دل جو دکھا دیا مجھے اوس نے چہرہ دکھا دیا
 یہ لگا میں نے قبر کو کورین کہ لہی سے ہم کلا دینا دیا
 کبھی لائے ابرودن پر وہ بل کبھی لب سے کہے ملا دیا
 وہ تو دل تہا زلف سیاہ تین جیوین سناڑ جلی کٹی
 چہری ہجر نے تو نہ پیری تھی ہون تو در تو سرخ کون
 جو تو بونگا دی کا ٹیگا جو کر گیا تو وہ ہرے کا تو
 جو نہیں سحر درد دل جگر تو جلی کٹی میں کمان اثر
 نہ سونگا اسٹغ اہم کیا و غفلت نے ہر غضب
 شب ہجر میں گرے اسی ہم کہ اٹھینکے روز قیام کو
 یہ تو ابھی اپنی برقیں تھیں کہ ہزار دن ہاتھ خدک میں
 نہ حکومتوں سے تو بل کی لے نہ سخاوتوں پہ گہم نہ کر
 جو دل اپنا مانگتا ہوں تو اسی توڑنے پر باتے ہو
 ادھر آؤ گے کہ نہ آؤ گے کہو سینہ مجھ سے ملاؤ گے
 وہ لگایا منہ وہ لگایا منہ وہ لگایا منہ کہ بنایا منہ
 وہ نظر تماری ادھر مل وہ جگر سے تیر گزر گیا
 مجھے ایک عالم ترع جو نہ مردنگا میں نہ بچو نگا میں
 تری باتیں نقش جگر میں ہیں پیچھے چلے ہو پیکر سے
 نہ تمہیں گلہ نہ ہمیں گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ

نہ ملا دیا نہ دکھا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا
 اوسے میں نے آئینہ لا دیا مجھے اوسنے آئینہ لا دیا
 ابھی آنکھ لگ گئی تھی ذرا ابھی آکر اُسے جگا دیا
 کبھی ملا ڈالا اشارے میں کبھی یکہ مر میں جلا دیا
 وہ اندر چہرے کہہ کر چارٹ تھا جسے منہ سے تمہیں بھایا
 مری آنکھ تم ملو تو دل سے کہ تمہیں فریب حسا دیا
 ترے کا کچھ ہی جو آئینکا تو ہمیں کا تیرا لیا دیا
 جو تک ملا نہ کہا میں تو کہا ہے نہ مزا دیا
 کہ کہو جگر سے ادب پڑا مر شانہ اتنا ہلا دیا
 دے روز صد ہون پہ صد وہ کہ تہ بلند نے ڈا دیا
 مجھے بوسہ لگا دلا دیا جو غصہ کو آب بقا دیا
 جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تھکوا دیا دیا
 کھلے غمناک کو پیسے کہو کعبہ تم نے نہ ڈا دیا
 مراد غ دل ہی مٹاؤ گے کہ بھی کو تے مٹا دیا
 وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ دلا دیا
 وہ پلک تماری دھر اٹھیں وہ نشانہ تخی اڑا دیا
 ترے لب سے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا
 یہ جلا دیا یہ کڑا دیا کہ مرا کلیجہ پکا دیا پکا
 تمہیں چہرہ چاند سا دیدیا ہمیں تسا ماہ لقادیا

کبھی ایک بوسہ بہرین دیا تو پہر او سکا ذکر ہی نہ کیا
میں اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ فقیر کو جو دیا دیا

یہ نیاز و نیاز کی بات ہے یہ حجابِ راز کی بات ہے
کہو تم کو قدر سے کیا دیا کہو میں نے قدر کو کیا دیا

۱۵
مستی پہ توجہ مائل سے گلبدن نہوتا
افلاس مہر گئے پراٹھا سلوک کرتا
تیرا خیال ہر دم ہے جانِ دل سے محکوم
سچ کہتے ہیں مہندس ہر خط کی حد بھر
مستی میں تم کو کہاتے اوسکو اگر نہ لکھیں
مرنے پہ بھی جو میرا سوز جگر جھڑکتا
ملتا نہ چاہہاں بوسے آج اپنے ڈوبو کو
اوس چشمِ سگرین کی تیر نظر جو پڑتی
جو گلہ سہیہ پر میرے نہ سوج آتا
سلطانِ عاشق کا سکہ اگر نہ پڑتا
کس کام کی ہر دنوت بزمِ میان ہوں چین
اوس دلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی
باغِ جہان میں سے گل اکدن جواب تفتے
بلبل کبھی نہ بنتی مقتول میں روح اپنی

۱۶
اک نقطہ سہیہ ہی تیرا دہن نہوتا
شرمندہ مجھ سے یا رب دزدِ کفن نہوتا
کب تک خیال تجھ کو لے جان میں نہوتا
میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا
نرگس کا فصل گل میں نشاء ہر دہن نہوتا
ہرگز نصیب مجھ کو دگر کفن نہوتا
کیا تھیں لہجہ اذکا چاہہاں دقن نہوتا
زخمون میں شل غنچہ ہرگز دہن نہوتا
ہندوستان بہرین سوج گن نہوتا
دنیا رداغ غم کا اتنا چلن نہوتا
میں شل مہر یا رب داغ وطن نہوتا
پیداختن میں ہرگز مشکِ خن نہوتا
سر دچمن نہوتا یا نارون نہوتا
تلوار میں جو تیری قاتل چمن نہوتا

قاضی کو کیا اثر د مصفی کو کیا علاقہ
کیا وقت در عمر بہر تک تو یہ شکن نہوتا

تھے قول کا دہیان ذرا زیادہ مجھے محسوس نہیں ہوتا تھا
 کہیں سر کے ہاتھ تھمیں ہی کہیں سر جوگی کی گئی نہی
 یونی ہیمن تھائی تہنگہ مان کہ کو نگا کشک وہ ہجر
 جگر فتنہ سیر دل مرده ہوا کرے آہ و فغان گیدہ ہوا
 چین عزیز مجھے دل شک ان یہ ہر نظر وہ ہر لہجہ
 رہی ہر درد وصال میں حرکت کہ تباہی جہان کو تھک
 مری تان پوچی تھی تا بفلک مری آہ پہ کرتے جھلک
 تن و روح کہ شل ملا ہی رہا مری جہاں یہ میں آہی رہا
 کہیں بات کا پاس آج سر ہا یہ لڑ چھٹے یہ رواج رہا
 تری در پہ جو سر تھر کٹائی ہوئے ڈپر مریا ہو میں تھکا ہوا
 میں جو دو قدم میں مان کر کہ پیچ و شبہ ہو کا نہیں اڑ
 ہی تمہارے مریض حال عجب بے ہوشیے ہو تمہارے عجب
 تری حلقہ کرانے پیچ کئی تو دلونج ہی راستے گھر کر کے
 رہی رنگ جی تو سے زیر قدم جو قدم چھٹی پٹیاں جو ہم
 طے غمرہ و نازداد ادھیا مجھے فوج کیا یہ تمہی نیا

شب بصل مرین نہ ترا دیکھتے ہی مری کی گیسو گر لگی تری
حق و ناحق اگر ہر یا خفا تو مٹا یا کرین ادھی اہل وفا
جو جفا کش غزہ دید رہا و اہل کاندید شیند رہا
اسے پہا ما اوٹھا مری کان نہ گشتہ دھین ہی نہ جان بیکہ
کہی کی سچ کی تو تاجی کام مر دا کہی راغ سی ہو تاجی درو
جو زمانہ کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسنے کہی ہم تمام رہا
مجھ کیڑوں آپنے دل غ دلی گئی تیر کسی بھی شکو کئے
مری سینہ و لگے کہ و مری ہی کی تاجی چھوڑ کر کہ تو سہی
ہوا آب جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک بیدل کو ملال ہوا
جو شباب میں غنچہ دل کہلا تو بڑا پرمین ہی مجھ دکھ گیا
ہمیں غم و یگانہ کرنا تو ہے یونین کوئی نہ کوئی تازہ ہے
خط سبز کو دیکھ کے ہر لب ہی بوسہ لب کی دل کو طلب
ہے مہر ستم میں دانا کی ہوئی خوب فراغت تازہ دی

دل قدر جو تجھ پہ نثار ہوا تو کہیں بھی نہ او سکوتا رہا
جو تون کے گلے میں گزار ہوا تو دمان ہی وہ مہر دخل نہ

مے نامہ عمل میں نہ ذرا صواب نکلا ۱۳۰
وہ لحد پر میری آئے تو نقاب وارے کے بولے
ہوئے شوق جو کہ مہلو تو دل جگر کے بدلے
تے میکدے سے ساتی ہمیں نا امید جائیں
مے دل سے روزہ محشر خطر حساب نکلا
اجی اب تک نہ جاگے اوٹھو افتاب نکلا
اک ادھر کباب نکلا اک ادھر کباب نکلا
جو کوئی بیان نہ نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سے نکال دیا جو شال موج دریا جسے اپنا فخر سمجھا وہی دل نے ہر کو کو بیا کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض گئی گل خزان میں بالکل رہا میں میں بلبل جو دن جگر جلایا تو سخن سے کی روانی بڑھائی جانی حدی ظالم تو بل درسا کیون نہ کھلے سنی آہ و اشکباری دل چشم کی تو بولے چہ دلا و راست دزدے کہ کبھی جہانغ دارد جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی دکنی لغت	تو گرہ گلے میں ہو کر وہ درخشاں آب نکلا جسے بہا گوان جانا وہی گھر خراب نکلا کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا جو گلوں نے جوش کھایا تو کین گلاب نکلا جو کھینچی وہ زلف پچان بنی بیچ و تاب نکلا کوئی اور قصہ پیڑ و یہ خیال و خواب نکلا ابھی دل پہ تھا مارا ابھی بے حجاب نکلا جسے ناز کہ ہے یہ عقروہ نرا عتاب نکلا
---	--

مے سر پہ قدر برسا وہی بنکر برجست
جو میں حشر میں بعد سے بہت آب آب نکلا

۲۲	بڑی ہو کیون قدر منہ پیڑ ذرا بتاؤ تو حال دل کا متمارے دل پر خود آئینہ ہو کہوں میں کیا تھے حال کا وہ محو آئینہ ہو رہے ہیں اس آئینے پر ہم کم تو جہ پڑ گئے کسے گلے مظالم یہ اور مظالم وہ اسکی ظالم نتیجہ ابرو کا ہکو ڈر ہے نہ تیر فرکان کا کچھ خطر ہے اوتو سے گین شاخ ہو گا جسے تو پوچھا گو نگا لب کا بوسہ جو دیکش ہے طاق ابرو سے کعبہ ایسا تو لوا نظم پی زلف وین اسکو جانان سمجھ لو ایک تہہ شب کا حمان	نہ منہ ہی بول نہ سے کیلو کئے گا کیونکر ملال دل کا کہ دل ہی ہوتی براہ دل کو نہ کیوں بڑل خیال دل کا وہ خان خط میں پھنسے ہوئی ہیں خیال پر خاں دل کا جگر کا خون دل کو شیر مار تو بگو ہر خون حلال دل کا ہمیشہ سینہ بیاں سپر تو حوصلہ کچھ بیکان دل کا وہ مجھ سے شرم ہو گئی حیدر تو ہلی ہو گا سوان دل کا جد ہر اشارہ ذرا کرے تو نریخ پھر کیا حجان دل کا تہمین بتاؤ کہ کیا پھر سا ضعیف کا بڑ مال دل کا
----	--	---

اودھر چن بن بہار لئی اودھر ہو پھر بہ جمال دل کا
 کہ او میں چلی ہے دل ہمارا تو دام کیسے ہو جان کا
 ہر اوسکو ہر وقت یاد تیری تجھ بھی کہہ ہر خیال کا
 قفس ہے یہ سینہ مشک کے اس میں پڑتا ہے لال کا
 یہ دام چارو نظر سے لپٹا کہ پھنک لی بال لال کا
 یہ بار بار آزا چکا ہوں میں کشت لال کمال دل کا
 تم اپنا جوڑا کو تو کول ڈالو اسی میں ہوا احتمال دل کا
 بس ایک چمکی تھی اوسکوئی کہ ہو گیا اشتعال لال کا
 کہ تو نے دیکھا سنا نہیں ہے غم میں ہے حال قاتل کا
 مزاج کیا خستہ حال لال کا دماغ کیا پایاں دل کا
 ہے اس میں زخمی جگہ کا شانہ تو آئینہ بے نشان لال کا
 تمہاری زلفوں پر شفق من پڑی ہو شیک بان لال کا
 میرے سنبھال نہیں سنبھلتا یہ رنگ ہے اکو سان لال کا

اودھر کھستائیں پھول کلیدیں اوس پر پڑی غم سے دل کا
 بھنور ہے جاہ و قن تمہارا بڑا کسے دیر نہیں ہمارا
 ہر دل کو تیرا خیال ہر دم تجھے بھی لاتی ہے یاد اوسکی
 ہمارے سینے پہ کان رکھ کر ڈرا سنو نا اہاسے دلو
 وہ زلف بچان اڑ چلا تمہارے ٹپ ٹپ کر پڑ کر پڑ کر
 اودھر ہوا جذبہ اسکو پیرا اودھر وہ میرے آگے لپٹے
 تمہاری زلفیں لٹکے ہیں میں جو ان میں ہوتا تو گری پڑتا
 نہ پوچھتا تھا تو انی کہ آہ و نالہ سے تھی گرائی
 پیش قیامت ہے آہ محشر نہ پھول بلبل پر یو گل تر
 تمہاری بڑبڑ خود خدا ہی تمہارے تلوی کی خاک پا ہے
 ہمارے سینہ کو مول لیکر سنگا دان اپنا غم بناؤ
 کبھی سو اکھی چڑا لہجہ کبھی پریشان ہیں ہر دن
 بہار آئی ہر اکھی ایسی کہ جوش و شمع ہر سینہ

بھسے ہیں ہ ہم سے خیر ہر ہم اون سے قدر ہیں مکہ
 ہمیں جہاں میں نہ قحط و سیر نہ اونکو دنیا میں کمال کا

روایات کے مجموعہ

لشک نہیں خاموش ہے نیزہ روئے انور آفتاب ۱۷
 غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب
 شمشیر ہے اک نیزہ پڑایا اودھر تر کر آفتاب
 لاکھ گردش کماے گردن لاکھ چکر آفتاب

ہو گیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب
 کچھ نہ اڑ رہی ہے کچھ پھٹنے ہے زیور آفتاب
 جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب
 دل ریشہ ہالہ نشہ درد سے انور آفتاب
 بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب
 دیکھتا ہوں میں تہ بازو سے شہر آفتاب
 سبزہ کرشن ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب
 آپن بہر چاند بجاتے ہیں شب بہر آفتاب
 پاؤں کے نیچے ہین دوسے اور سر پر آفتاب
 ساغر سپین قوس ساغر در آفتاب
 دیکھئے چار آسمانوں سے ہے باہر آفتاب
 ہو گیا کیسا مری چھاتی کا پتھر آفتاب
 دیکھئے پڑتا ہے گھر گھر چاند گھر آفتاب
 چاند کو کر دے فروغ دے انور آفتاب

کان کے بالے میں روی یار کی دونوں طرف
 جو حسین ہے وہ کہی محتاج آرایش نہیں
 دو رسا غم تک پہنچا نہ ساقی یا نصیب
 مہر چون ہالہ نشہ قتل سرداران کس
 الحفیظ لے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ
 زیر کیوسے چہرہ تماشا ہو گیا
 چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہیں
 آپ کی ولٹی سمجھ سے خلق میں اندر ہے
 حسن کو عالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہر خاک
 رات دن روئش ہے گہر ساقی عالی ظرف کا
 ایک سینے سے چہ پاؤں کس طرح داغ فراق
 شام کب ہوگی وہ کب آئینے لے کر دوں دن
 جو حسین نکلا زمانے میں وہ چربائی ہوا
 صبح کو کر دے شب بے مجور تیرا عکس زلف

اب بچھڑو دن گامین دامن قدر کو دن پیرنے
 آپ نے پیر ہے یا ساقی کو شہر آفتاب

۱۹ اب تو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب
 ہو گیا مارے مہنسی کے مر قاتل بیتاب
 ہے اگر خنجر ابرو پہ تراد دل بیتاب

نبض کی کش ہے رنگ مے قاتل بیتاب
 قص سہل کہی کا مہیک لفظ آ رہا تھا
 مجھے فرماتے ہیں لے کر لے کر کہی جو میں آ

عشق میں لگی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی
منزلین عشق کی وہ ریزہ ریزہ کراٹھیں
ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری محبوب
آہیں دہکنچون کہ شعلہ کی طرح کانپا نہیں
سی دیو تینہ القاب مجھے لکھتے ہیں
اور نکھر کر دم توڑ مجھے برباد کیا
یہ وہ موقع ہے فرشتوں کی قدم ڈگنے ہیں
مایہ داروں کوئی کام نہ نکلا اپنا
ہنسکے بولی اچھی سی ہے نہ کنگھی چوٹی
واعظو قتل مینا جو کہیں سن پاؤ
واہ اے حضرت موسیٰ تمہیں ہی نیکہ لیا
اپنا مکھڑا جو بیو کا سا اوسے دکلاؤ
تم جو آؤ گے نکل آئی گے انشا اللہ
ساربان قیس کی تربت پہ ڈرنا قہر و ک
گرم رفتاری درخشاں دھڑلے سے ترے

عرش تک بھگو اوجھالا یہ ہوا دل بیتاب
مثل لعل میں ہوا ہر سحر ل بیتاب
جگر دل میں مری شکل جلا جل بیتاب
بات جب سے کہ وہ خود ہوں محفل بیتاب
عاشق و مضطرب خود رفتہ و لعل بیتاب
اتو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب
سیج ہے کر دیتے ہیں یزہ ہر شامل بیتاب
پیاں کے مارے ہوئی ہر لب اصل بیتاب
بھاڑ میں جا جو ہوتا ہے تزا دل بیتاب
حال دہ آؤ کہ محفل کی ہو محفل بیتاب
اچھی ہوتے ہیں کہیں عاشق کامل بیتاب
مثل سیاب ہو تم پر مہ کامل بیتاب
قبر شق ہوگی ہماری جو ہوا دل بیتاب
اے لیلیٰ ہے پس پر دہ محفل بیتاب
کبک پروانہ و قمری و عناد بیتاب

ہنسکے فرماتے ہیں یہ قدر کاروانہ گیا

جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

دیران گھر کیا تو مجھے خانان خراب
ہے ذکر بوسہ لب شیرین بیان خراب
یارب ہو میرے گھر کی طرح آسمان خراب
ہوگی چڑور پر سے ہماری زبان خراب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہا برین
 کو سہ جان کی رہ میں لوٹ گئے بہر دل
 شمشاد و سرسدرہ و طوبی کی مہل کیا
 کیا عشق میں بجا رہیں عقل جو ہوش
 سوے مگر کی فکر دین ہین ہوشنگا تنگ
 لیلی کو قیس محل میں اوتار لے
 گلبرگ ہین نفیس مگر غار سخت ہین
 وحشت سے زندگی ہین خراب ہتا اپنا گھر
 سر کا شراب تلخ کے بدلے لٹا دیا
 نے نام دے نشان ہین پوچھو ہارا دل
 کیا دید کیجئے کہ نہیں تھمتے انک چشم
 مجھ کو لحد میں رکھ کے ہین یوں دست نشتر
 پھیری جو تھمتے انک تود فترا دل گیا
 دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر
 برباد لاغری سے ہین برگہ خزان کی مثل
 اولیٰ نگاہی حب خزان میں اپنی تنور چشم
 ہین جان و جسم و قوت جسمی لحد میں پہنچ
 شیریں پینہ صحرانین اہل وفا بہت
 حال حواس غمہ کون کیا میر عشق میں

کچھ کلی سب یہ نہ کر لے باغبان خراب
 کعبے کے راستے میں ہوا کاروان خراب
 اوس قدم ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب
 فصل خزان میں ہوئے ہین برگہ خزان خراب
 ہین نکلتے دھن ہین ترسے نکلتے دان خراب
 ناقہ لے پہ لڑی کرے ساربان خراب
 ہونٹھہ اونسکے لاجواب ہین پگایاں خراب
 اب گور بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب
 ساقی ترش مزاج ہے پیر مخان خراب
 برگشتہ بخت و بیوطن و خانمان خراب
 کیا جوڑے نشانہ کہ جو دید بان خراب
 جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب
 لو ہو گیا خسرا پہ کون مکان خراب
 ہین اس سیاہ خانے میں اہل زبان خراب
 مانند بو ہین بلغ میں ہم ناتوان خراب
 طوفان فوج آئیگا ہوگا جہان خراب
 لیلی تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب
 اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب
 تلپٹ تباہ خاک سیہ را یگان خراب

<p>راہ بلند و پست میں ہج کا روان خراب پر چال ڈھال ہے صفت آسمان خراب کردے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب ہوں گرد کاروان کی پس کاروان خراب گھر در ترا بھی ہے کہیں خانان خراب</p>	<p>اڑتے ہیں آسمان در میں سے مرے ہوس کھڑے ہیں تیرا چاند سا تھا ہلال سا ہو گا ہماری آہ سے برباد آسمان چھایا ہے دل پر رنج و غبار گرتنگان لے طفل افشک تجھ پہ دل و چشم ہون شا</p>
<p>اے قدر راستہ چھوڑ دیا قافلے کا کیوں اب ہو ہشک ہشک کے پس کاروان خراب</p>	
<p>۱۵ پہر جواب اسپر نہو مجھ کو تو اسکا کیا جواب ہاں اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب لو جو انی چل سبی دینے لگے اعضا جواب یا تو مجھ سے وعدہ کر یاے دے ساقی یا جواب کیا ہمارے سید ہے مطلب کا تھا ٹیڑھا جواب پاؤں تیر اور میان ہے جلد قاصد لا جواب کاش مجھ کو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب میں چپاؤں کیا کہ دیتے ہیں مرا اعضا جواب جو کو وہ کوہ سے پھر کر ملے اوٹا جواب یار نے خطا کا مے بھیجا تو یہ بھیجا جواب ورنہ خود جاؤنگا میں ٹھہرا ہوا ہوں تا جواب ایک ابرو دیا رکاس ہے ایک ابرو کا جواب</p>	<p>آپ کی تقریر لائانی دہن سے ہے لا جواب وصف زلف و لب میں یہ ساری غزل ہر لا جواب فصل گل رخصت ہوئی برگ خزان کی گر چلے تینوں باتو نہیں جو کچھ مہنا ہی جھٹ پٹ ہو جی بل پڑا ابرو پر اسید نگاہ لطف میں تو پیر عاشقو نکا ہے لئے جاتا ہے خط بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ کیا چپے حق سے کہ دست و پا میں بار استین آتی ہے نگینوں کو نکو کب کڑی باتو نکلی تاب پرزے کر کے اک لفافے میں مجھے بھیجا دے دیکھئے آنی نہ آنی میں وہ کیا لکھتے ہیں اب دوسری بھی کھچتی ہے جلیک کینچ جاتی ہر تیغ</p>

دس زبانیں ہوں تو بے سکتا نہیں گونگا جواب پہرون چلا یا کر و مطلق نہیں دیتا جواب	یو چو سو سچ نہ تم سی ملی ہو ٹھوٹکا وصف حال یہ ہے تیرے پیار لب خاموش کا
ہند میں لے <u>قدر غالب</u> کا کوئی تانی نہیں بے عدیل بے نظیر و بے شان لا جواب	
۲۳ پہر تو موقع پاکے سین نہ ہی کہا لے یار کب سخت خفتہ کیطسح جوتے ہیں ہم بیدار کب اشک تھمتے ہیں ہمالے یار بے دیدار کب دوڑے غم دوڑ بھی ٹھیرے کی جان نزار کب کوئی شے اوسنے بنائی جسم میں بیکار کب بندرہ تھے ہیں کسی پر طالب دیدار کب سان پر چڑھتی نہیں قاتل تری تلوار کب تہا بے کفنہ میں ایدل یہ ترا قرار کب دم مری آنکھوں سے کھلا دفعۃً لے یار کب سرزمین رفتار کب غنچوں میں یہ گفتار کب لیچلین بھٹی یہ پہر زاہد کو ہے انکار کب چور بن بکرہ تھمترتا ہوں پس دیوار کب اونچا جوتا باندھتے تھے آگے تم لے یار کب خاک ہے رب ل بہتا ہے ہمالے یار کب لڑچکیں گے یا آہی کا فرو دیندار کب	ایک دن پوئے کہ تھے ہے مجھے انکار کب ہو جہین جب سو گئے الزوم انخ الموت ہے یہ ڈر پڑی اب ہاے رو کر سے کب کتی ہے موت لیجا گئے کمین اسکو نہ ہتھ مار کر آنکھ روئے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو یار ہوا حور ہونزدیک ہوا دور ہو جولتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے گمل گیا عشق مجازی میں اسے مست است پہر رہا تھا آنکھوں میں انٹھلا کے چلنا آپ کا جانور میں قمری دبیل جوہین تھے خللات اونگتے کو ٹیلے کا اک بہانہ چاہیے سینہ دے دیکر پونچتا ہوں ل معشوق میں دل چپ کر عاشقوں کا ٹاٹہ بلا آپ نے ایر ہے گلشن ہر ساقی ہے مے گل رنگ ہے رحم آتا ہے مجھے ہکان دونوں ہو گئے

<p>پاسن وٹھے بیٹھے ہو کس دن کس گھر سے آیا کرے یہ تو ہے کو توڑ کر نکال انہیں اس پار کب روپ پر آیا ابھی آئینہ رخسار کب مانتے ہیں بے پیٹے سرکار کو کینہوار کب کوئی دل بے بیچ کب ہے کوئی گل بیچار کب قتل کا بیڑا اٹھائے گی تری تلوار کب طالب دیندار کو دکھلاؤ گے دیلدار کب</p>	<p>میں نے کب چھڑا تمہیں تنہی مری کب مان لی آسمان کی اوس طرف سا کہا ہے تیرا ہ کا دیکھنا دو ایک بوسون میں نکھر جا گیا حسن آنکھوں کے بوسے پٹنکر لینگے اے ساتی ضرور ہم کو بلبل درہم بلبل کو سمجھاتے ہیں یوں کب بینگے وہ لب رنگین ہمارے خون سے خلق میں یا قبر میں یا حشر میں یا خلد میں</p>
<p>آسمان طلباے پرہیز نہیں ٹلتا ہے قر ڈٹ گیا ڈیوٹھری پر ابلا وٹھتا ہی میرا کب</p>	
<p>۲۵ رنگ یہ لائے عنذلیب گل میں ہمارے عنذلیب طرزاؤ اے عنذلیب مجھ کو نہ پاوے عنذلیب دھوکے میں کیو دوش پر بیٹھنے جاوے عنذلیب نیکی پول کی کلی قبلہ نامے عنذلیب طوق نہ پہنے فاختہ خانہ کہاے عنذلیب گل بہر تن تو گوش ہے شور بچاے عنذلیب گل کی جگہ میں خار و خس میں سچا عنذلیب چھڑو ستار جس گھڑی نکلے نواسے عنذلیب اپنی کلی کے نام سے پرین چپاے عنذلیب یار میں ہے جفاے گل ہم میں وفا عنذلیب</p>	<p>داغ جو کہاے عنذلیب نقشے جمائے عنذلیب دل ہے بچاے عنذلیب نا اصد سے عنذلیب پہول سے گل کہو لکھ جاتے ہو باغ کو لکھ جب غم گل میں سانس لی ذکر ترا جو حبلی او کا جنوں ہے ساختہ ہم میں جو اس بانٹہ خون وفا کا جوش ہے اباجت خموش ہے اُس کے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس ہاتھ ہر پہلو کی چٹری او گل ہر اک سے پھل چٹری جب گل غنیمت باغ کے چنے کو باغبان چلے ہم نے کئے ہزار غل و سنے اڑاؤ دے وہ گل</p>

ہم مباحثہ ٹھٹھنے نالوں کاڑھی یوں چھٹے
 دل میں نہ جو تیرا دغ دلو کروں میں بچہ چراغ
 خیر اجاڑا سنیان تو سہی دیکھ باغبان
 فصل بہار کی بہرین منتظر سی ہے کیا کہیں
 دیکھ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہیں گلاب کو
 روتے ہیں باغبان تنک ہلتے ہیں آسمان تک
 عشق کا رنگ یکنا غار سے سینہ سب چھٹا
 روٹھتے ہیں دونوں ہر ستم اب یہ صلاح ہم
 یوں ہیں ہے جو صلح کل و نون طرف ہوا کیل
 عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
 صحن چرخ سے تابدر گل ہی گل میں سب نظر
 الفت رخ کا پیل ملا سینے میں تازہ کل کلا
 حسن کو لاکہ تازہ بوجھ کبھی ہی فوق عشق کو
 عشق کی جب ہوا چلی مرچنے سا نر تک نہ ل

خیر سے آدمی بنے ہوش میں لے عذیب
 بے گل ترسیان باغ نگ لگا سے عذیب
 بوسے میان بوستان چند بجائے عذیب
 پتا جو کھڑکا باغ میں سمجھو صدا سے عذیب
 تیرے بطن شراب کو عکس بنا سے عذیب
 پونچھے نہ گل کے کان تنگ ہر سائے عذیب
 غار ہر وسے گل بنا خون و فاس سے عذیب
 گل کو سنا میں جا کے ہم دو نکو سنا سے عذیب
 بولیں ہزار ہا سے گل گل کہیں ہر عذیب
 آتش گل ست جامی گرم نوا سے عذیب
 آئے بہار اس قدر بار نہ پاس سے عذیب
 ٹوٹا بوجھ دل کا آبا تائی صدا سے عذیب
 تم سر گل پہ دیکھ لو بہنہ پاس سے عذیب
 چٹکی اگر کوئی کلی آئی صدا سے عذیب

باغ تو کو سے یار ہے ہوا نہ کلعدا رہے

غیر بجائے خار ہے قدر بجائے عذیب

ردیف تائے فوقانی

زین سنگ محاسب ہے بڑ بکرگان کو دوست

۱۱۴

جانور زمین آدمیت پر بیان کو۔۔۔ آتوت

<p>ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کو سے دوست ساتھ قاصد کے مین جا پہنچا میان کو کو دوست صو کی آواز کو سمجھے صدا سے پاسبان میرے سوئے نے بنا رکھا تھا محشر زراو سے وہ ہی دن ہو یا اتنی یار ہوا غموش میں مرگ نے گو تفرقہ ڈالا محبت ہے وہی چاندنی کو ٹھٹھے چٹکی شاید اوس رخسار سے عالم رویا میں ہم کو حج اکبر ہو گیا کچھ سرو پا کی خبر مجھ کو نہیں مانند قیس آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دھو ڈالیے خفتہ بختی سے کھڑے ہوئے راتیں کاٹ دین انکھ سے دل تک جلو خانہ ہے اس کے حسن کا</p>	<p>پاؤں پہوئے خطا کر اہول نشان کو سے دوست ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کو سے دوست حشر میں اوٹھتے نہیں خدا گان کو کو دوست میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کو کو دوست مجھے انام کے مانگے پاسبان کو کو دوست روح جنت کو گئی دل ہے میان کو کو دوست شام سے کیوں غل جاتے ہیں گان کو کو دوست سو گئے جب سنتے سنتے داستان کو کو دوست آشیان سر پر پناہ لی طائران کو کو دوست شاعر کس منہ سے کرتے ہو بیان کو کو دوست پاؤں سوئے سو گیا جب پاسبان کو کو دوست یہ گلی دلچسپ ہے کیسی لبان کو سے دوست</p>
---	---

قدر جنت میں جو پہنچا ہنکے ضو ان کے لئے کہا
آئیے اے شاعر رنگین میان کو سے دوست

<p>چاند سورج نہیں رہتے کبھی کیسا ن زرات ۱۷ تبار وہیں رخ و زلف نمایان زرات دل میں جب چاہو چلے آؤ گان اچھا ہو کفر و دین ایک سے تسبیح میں زنا بھی ہے میرے زخم کو مفر ہے وہ نکاشی کا</p>	<p>ایک عالم یہ ہے لیکن رخ جانان زرات برج میزان میں تلے ہستی کیسا ن زرات باز رہتا ہے دردیدہ حیران زرات کیوں اڑے مے نہیں ہندو مسلمان زرات خچ ہو جاتے ہیں دس میں نکلان زرات</p>
--	--

<p>یاد گیسوین مے منہ سے جو کہیں نکلیں دیکھتے پہچاند کے دیوار چلا آؤنگا صبح سے شام تک زلف کا مذکور ہا کیا چکتے ہیں قسمت کے ستارے ہر وقت خشک ترین تری الفت نے ہوا بندھی ہے دن کو بڑھاتا ہوں رات کو براتا ہوں لب سے رخسار تک خط ہے نکلتا آتا اک سحر بھی ہے تیسے چاک گرد بانوین وصف خطر رخ گل رنگ کیا کرتا ہوں دانت تائے ہین ملا لال برو و سر قہ عرش حس کے ساتھ لگی تہی ہے سرگردانی</p>	<p>کالی کندھی وہ اوٹھی ہو گیا جانان نر تیری ڈیو پڑی سے سرتا نہیں بہان نر میرے نزدیک تھا یہ میرا پریشان نرات تم جو تھے پہ چنے رہتے ہوا نشان نرات جاسجا بلبل سر غاب ہین نالان نرات جاگتے سوتے تزا ذکر ہے جانان نرات وصلیاں لکھتا ہے یاقوت رقم خان نرات یونین پٹ جاتے ہیں س گیسوین نرات لکھا کرتا ہوں حواسے گلستان نرات لکھتا ہے مانگتے رخ و زلف پریشان نرات دیکھو چکر ہیں ہین مہر و مہ تابان نرات</p>
---	---

عشق ہے چاہ و فن کا نہ دہن کا لے قدر
لوگ یوں جھپڑاؤٹھا یا کرین طوفان نرات

<p>لڑاتا ہے آنکھیں گرفتار الفت ۱۵ ادھر رنر دلبر او دہر طعن غلط وہ آنکھیں ہین یا نور کی ہین کانین ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے بجھے شیشہ دل کا دھڑکا لگا ہے ہے قد کے تصور میں تہی سیجا</p>	<p>نظر بند ہو گا گنہگار الفت ہے اترا آئینہ انکار الفت وہ رنج ہے کہ آئینہ بازار الفت ہر اک آہ ہے سر و گلزار الفت اوٹھاتا ہے سنگ گرا بنا الفت کٹری رتھی ہے سانسے دار الفت</p>
--	---

<p>نمایان ہرین چہرے سے آثار الفت کھرے کوٹے پر کھو تو دنیا الفت بڑھی میری اونکی یہ تکرار الفت پلاک سے محاکبہ بار الفت کتا بون سے باہر ہرین اسرار الفت عجب کیا ہوں مشہور بیمار الفت گلوں بھی عمدہ ہرین یہ خار الفت ہے مرگ مفاجات آزار الفت</p>	<p>عجب ہستی نہتی ہی پیشانی اونکی مجھے اور غیر و نکو کیساں نہ سمجھو عرض الگنی ہاتھ پائی کی نوبت ترے دانتوں پر جب تکہین پڑی ہن یہ ہے علم سینہ نہ علم سینہ وہ جو تیری نگہوں میں عارض مروت دعا بون سے بہتر لگاؤٹ کر گالی بہلے چنگے مرتے ہرین بیٹھٹھائے</p>
<p>وہ کہتے ہرین اے قدر سکر نکایت بڑے آئے یہ بھی طر فدار الفت</p>	
<p>ہو گی سرت کے تل کے برابر تمام رات کمرہ تھا اپنا برج دو بیگہ تمام رات باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات وہ نہ نہ آیا ہاے مقدر تمام رات چکے ترے نصیب کے اختر تمام رات آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات ساکت تمام دن ہوں تو نشہ تمام رات ہوتے ہرین سے تم یہ پنجہ دار تمام رات آنکھیں کھلی رہیں صفت در تمام رات</p>	<p>کھیتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات چٹا رہا جو وہ مسہ انور تمام رات ظاہر ہرین و سفید ہوں بطن ہرین تیرہ دل مانگین دعا میں سجد میں سر پر پڑ پڑ کر افشان چنی چین پہ چو لے ماہ تا سحر کر دیا دوسرے بدلتے نہیں شکوہ در کنار بیچس دہان و چشم کی الفت لے کر دیا لے رشکا ہ نام کو تیر شتاب ہرین دل میں جو اونکی دید کی آمد تھی نشام سے</p>

<p>ہے کوڑیا لاسانپ مقدر تمام رات مجھ کو نو گھائی زلف معبر تمام رات گزری کی اس میں پریو نگر تمام رات ہم یونین کاٹ دیتے ہیں اکثر تمام رات مثل جاب تر تا پیرا گھر تمام رات صدقے سے چاند آپ کے سر پر تمام رات پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات ہم جا گئے کے ہو گئے جو گرہ تمام رات عید و شب برابر ہے دن بہر تمام رات بہاری تھی ہجر یار میں مجھ پر تمام رات معراج میں بہر سے ہیں میر تمام رات مانگ آدھی رات کا کل دہر تمام رات نوجوان چلین مے سر پر تمام رات</p>	<p>تارون سے ہجر یار میں ہیبت پکھتی ہو وٹھل میری نیند کو سہا کیا غشی دشست ہے مجھ کو دیکھ گئے گیسو قریب چشم تا صبح تیغ ابرو قاتل کا ذکر ہے بیٹھا جو رونے کو میں شب غم میں ایک دم جو مر کا چاند اس کو کسی شب بنائیے ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق میں غم نے ہمیں زمین کا خستہ بنا دیا آنکھوں پر دھال میں عین نشا ہے اٹھ گیا نہ صبح تک فرش خواب سے سر چڑھ کے زلف یار میں گزشتہ دل ہوا خط شام ہے تو آخر شب حیدر بن تھا صبح کو یہ صرغ آتش زبان پر</p>
---	--

اے قدر شام غم سے مجھے بیستی رہیں

نہ آسیا کے چرخ برابر تمام رات

<p>بچھا لینا پر دون کو بستر کی صورت پڑا ہوں میں بستر پر بستر کی صورت شب جس سے روز محشر کی صورت کہ جھکنے میں یاد سکی ہے خنجر کی صورت</p>	<p>چلے آؤ لکھنؤ میں تم گھر کی صورت کہاں م ہے دیکھ اپنے لاغر کی صورت خدا نے قیامت کا طول اس کو بخشا عدو کی تواضع سے عاقل نہ رہنا</p>
--	--

<p>گیلے انتظار خط یار میں ہر دم جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ نہ لایا کبوتر خط یار اب تک جہان میں جہان آؤین کا ہر جلوہ سوا آپ کے کوئی دل میں نہیں ہے دلون کا نشاۃ اوڑا تی بین آنکھیں تری گاسے تیری چپاتی کا پتھر جنون میں نہ حال وطن ہمیں پوچھو</p>	<p>بدن ہو گیا تارِ مسطّر کی صورت دیکھتے رہے داغِ اخگر کی صورت دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت اس آئینے میں ہے سکندر کی صورت چلے آئے گا یہاں گھر کی صورت نگہ تیرے مٹوے مٹ رہی کی صورت کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت کہ برسوں سے دیکھی نہیں گھر کی صورت</p>
<p>سفر میں بھی اے قدر یہ آبرو ہے ٹپکنے میں قطرہ ہے گوہر کی صورت</p>	
<p>۱۴ گل سے بہتر ہے یار کی صورت بٹکے پونچے ہیں کوئے جانان میں بو سے کے نام سے اوڑا ہر رنگ زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے نہ خفا ہو کہ گل ہو۔ اے صاحب وہ کمر آنکھوں میں سمساتی نہیں بہر بہا ہوں جب سڑی لگا دوں گا کوئی رکھ رکھل میں بول نہ جاے چاہوں تو صاف کہینچ دوں تصویر</p>	<p>طوٹے خط ہزار کی صورت اوڑ کے آئے غبار کی صورت دیکھنا میرے یار کی صورت جسنے دیکھی ہزار کی صورت کیون او بھرتی ہو خار کی صورت میرے اس جسم نہار کی صورت آج ابڑ بھار کی صورت یاد رکھے مزار کی صورت نقش ہے دل پہ یا کی صورت</p>

<p>غمِ فرقتِ آبِ آبِ مجھِ دل آنکھیں جادو میں عاشقوں کیلئے داغ لالے میں چاند میں جہان میں لا غری نے نہ بوجہ گردن پر تم بھی لے ماہِ پھر گئے ہم سے آج پھر آپ بل کی لیتے ہیں</p>	<p>دیدہ اشکبار کی صورت خط ہے خطِ حصہ کی صورت سب سے بہتر ہے یار کی صورت سہ گریبان کی تار کی صورت فلک کج مدار کی صورت گیسو تا مدار کی صورت</p>
<p>قدرِ حبِ صبح سوکراؤٹھتے ہیں دیکھ لیتے ہیں یار کی صورت</p>	
<p>اوس شعر نے ایک نہ مانی تمام رات ۱۲ قصہ ہمارے سوز کا ہے یا شمع کو اپنا شبِ حال میں کیا رنگ جمکھا آنکھیں سفید ہو گئیں مانند آئینہ روتا پہلا میں یاد میں گیسو کی ہر جگہ کروٹ بدلیے صبح کا تارا نمود ہے کہا یا کیا جو میں غم گیسو تمام دن دامن چھوڑا کہ آج سترام سے گئے اول گیسو وٹن کر عشق میں سودا جو ہو گیا پاتا نہیں جو نیند میں پہلو میں مل نہیں چھٹرون جو اپنا قصہ بہانہ ہونیہ کا</p>	<p>رویا کیا میں اپنی کہانی تمام رات تھکوسنا لگی وہ زبانی تمام رات لوٹی ہر بار باغِ جوانی تمام رات تھی اسف در تری نگرانی تمام رات برساتا شمشیر میں پانی تمام رات نٹھہ پیر کر نہ سوئے جانی تمام رات کیسی رہی ہے مجھ کو گرانی تمام رات آئے نہ پہر وہ یوسف ثانی تمام رات پھر پھر کے خاک وشت کی چانی تمام رات کیا کروٹیں بدلتا ہے جانی تمام رات یوں دل سے سینے اور کہانی تمام رات</p>

موقع ملائے وصل کے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ نظم کا بانی تمام رات

دل تو بڑے ذوق زلف سے قائم بہت
تو سحر بیٹھنا آگے لب بام بہت
مجھے کہتے ہیں کہ میں فوج نہ کر ڈالوں میں
کیا کوئی مجھسا گنگا نہیں دوزخ میں
نور معنی میں ہو صورت نہیں کام آتی ہے
زلف یاد آتی ہے اب دیکھیں کیا ہوتا ہے
سر پہ اودنگا ترا دیکھنا ہے گردش ہر
ایک بوسہ تو دیا آپ نے آباد رہو
قیدی زلف کا رہ کر کلاؤ کٹر تپہ دم
چشم بدینا ہو تو ہے باغ جہان گلستہ
اس قدر وصف دہان و کمر یار بڑا
ایک چلو نہ بہر اخیر چلے اے ساقی
آنکھ میں ہم سینکے ہیں حضرت موسیٰ کی طرح
تک چشم سیار سے شہ یابی ہے
نہ اونہیں ناز سے فرصت نہیں غم و نجات
روز دو جام چٹا ہے خدا خیر ہے
عشق گر مانے تو دوحسن چکھانے تو دو

۲۲ پرتو جھاڑے کہیں بلبل قفس و دام بہت
خود تری ذات کر لگی تجھے بزم بہت
رکھ کے سدا نوؤں پر کرتے ہوا رہت
منہ لپاے چلے آتے ہیں دودام بہت
تھک لبال حبشی ورنہ خسیہ بہت
ٹیسل وٹھتی ہے مے دین شراب بہت
کامے دو گنا تجھے اے بلق ایام بہت
بس بہت اتنا بہت ہے بت خود کام بہت
شب سے ہی خانہ زنجیر میں کلم بہت
لالہ رخسار و سمن بوسے دگل نہام بہت
شعر اشعر میں کہنے لگے ایہا بہت
میکدے سیکڑوں ساقی گل نہام بہت
اب تو وہ بیٹھتے ہیں آگے لب بام بہت
کچھ بلوں پر ہے وہ گیسو فیام بہت
مل چکے اونکی طرح بکھو ہی ہو گم بہت
ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت
ہم سے ناکام بہت آپ سے خود کام بہت

<p>ہاے صیاد نے کیریاں میں غنہ مارا ایک بوسے پہ بہلا جان میں کیونکر دیدو جا تو ساقی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا آمد و رفت نفس بند نہ کر کہنا مان</p>	<p>فکر تھی اوس کو ہماری سو و شکر بہت کہ رقم آگئی تو ٹوڑی سے مگر دام بہت دھرم بھٹی میں مچاتے ہیں آٹام بہت اسی مالے پہ میں جدتا ہوں ترانا بہت</p>
<p>قدر رندانہ غنہ منزل خوب کی مثل ملی رات کیا پی گئے تھے باوہ گلفام بہت</p>	
<p>راہ کی جو تھاری رات آفت کی یہی بیداری رات آئی ہاڑی بہاری رات اس جو ہر پہاڑ بہاری رات جس کی گہرے جو بھرنورانی آئی تو پہلے رات جانی موبانہ و نکا ہو نگاری سو کسیہ میں قدرت باری اب چلیک حیلہ حوالا اصل میں اچھا نخر نکالا زلکا حلقہ ہر میں لایا آنکھیں جادو اپنا بنگایا + تسے خبر لی پہر پٹ کر آٹھ پہر کیا گری ہم پر کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ روکا سارا چہرہ دکھا کر کہو وہ کا فر زلف میں پنی پناہ گنا کہ یہ ہی عزیز و تائب تو ہے اسکی زمین بڑا شہ کمانی کیسی آنکھ میں چربی چھائی خوب نہ لگایہ سے پائی دن کو صول کا جگر اچھا شب کو جگر کا رونا چوٹا صبح نمایان رخ کے سبب تھی مگر کا پتلا چاندنی تھی</p>	<p>۲۵ تائے گرج کئے گزاری رات ان آنکھوں میں گئی ساری رات اتنی بڑی ہو ہماری رات ایک ایک گھڑی جو ساری رات بھینسی بھینسی گھنگی سہانی میری پیاری پیاری رات شام سے آئی رات اندھیری بچھلے کو ہر نگاری رات وعدوں میں تسے دن بہڑا لایا تو میں گری گزاری رات دل کو سچا نامیر سے خدایا آج ہی اس پر بہاری رات روئے پیٹے پٹے دن بہڑ پے اوچھیلے ساری رات خانہ دل میں لاکے اتارا آئی جو اونکی ساری رات چار ہی دن کی چاندنی ہی ہر پر لگی اندھیری رات سنگے زار میں ہی گراں دیوانی لحد میں بہاری رات شمع کی لو پر دیا پر آئی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات چلیے اچھا بچھا چوٹا آپکا دن تو ہماری رات دھوکے میں خست و بکی غصہ تھی اُن ری ترعی رات</p>

<p>دھوپ کا پردہ ہے سلسلہ سرون کا کلیہ چلتا ہی ہم بائیں نہ دہنے چہین کہ تجھ کو خواہ ادھر خواہ اور وصل کی شب کل چہنہ منائی آج دی شب غیر ہے آخر شب چوٹی ساری رات ہوئی موبانے بہاری سینے میں کہ کلام نہ دلا کو نگہ کے اڑتے ہی کام ہوا ناحق نشا اوتار دی میں ناحق آپ سنوار دی میں ہمسے غریبوں کے گھر اگر کیا کرے دولت وصل کر شام سے اوس نے دہ ہوش ڈال دی چلے تالے لگے لا آئینہ خود آئینے کا گھر تھا آئینہ رخ کے جہیز نظر تھا ٹوٹا دل لگو چھا لا بہار عشق خط رخ کسل گیا سارا قہر شب بہر چکر ہوا ایک تڑپنا ایک سحر روزنا</p>	<p>نام کو چشم کرتی ہے شب بہر کرتی ہی سہری رات دیکھ چکا تو دل کو جگر کوڑے باری باری رات چاند کی صورت ہے ہر جا ہی پرتی ہی ماری رات آہی رات ہے مانگ تہا ہی لہوین کندہ بہاری رات صبح کو کام تمام ہوا وہ ڈگنی دل پہ بٹاری رات آنکھیں بال پکار ہی میں کی ہے کہیں بخواری رات ساتون فلک کے تہا ہی بکر بنگنی ہفت ہزاری رات ہم بھی رات کے عاری آئی ہے بھی آئی عاری رات خود دل شب میں شہکار تہا زلف جو اسنے سنواری رات ہجر کی شب میں ٹوٹا دہنا راہو گئی سب رنگاری رات سوچ میں تیرے کیسا ٹوٹا دہنا راہو گئی سب رنگاری رات</p>
---	---

زلف شب قدر او کی ہی ساری دلوں پر اوسین کیا شکاری
 بڑے بکری کی خود دلاری دہ تو ہی قدر بہاری رات

روینے شام

<p>آنکھ کو سرمہ ہے منظور نظر کیا باعث اے اجل تو بھی خفا ہو گئی دلدار کیساتھ طفل دل دامن کیسوں بڑا ہے بیمار ایک ساعت ترے آنس کی مقرر ہوگی</p>	<p>۱۵ کیون دیا صا دیہ پیکار زہر کیا باعث کوئی آتا نہیں دلوں میں دہر کیا باعث لگ گئی کیا تری آنکھوں کی نظر کیا باعث نیند آتی نہیں کیون آٹھ پیکار کیا باعث</p>
---	--

<p>ورنہ کیوں خشک ہو بے دیہہ ترک کیا باعث بال لشکا کئے ہیں کیوں تابہ کر کیا باعث ٹھنڈی سانسو نہیں نہو سوز جگر کیا باعث کیوں بگولے زمین خاک بسر کیا باعث نیچا آج ہے کیوں زریب کر کیا باعث نیند آئی مجھے ہنگام فہر کیا باعث روز بپشتا ہے گزربان ہو کیا باعث سرور میں کیوں نہیں آتا ہی ثمر کیا باعث تیرا گونگ نہ جلا رشک تر کیا باعث بولتا آج نہیں مرغ سو کیا باعث</p>	<p>آفتاب رخ پر نور کو دیکھ لانا یہ عدم آباد کو بھیج گئے سیہ بختوں کو سنتے ہیں برف میں ہی گگ رہا کرتی ہر خاک حاصل ہو ہوا جسکو سائی ہر بیان کس بلا طوار کا دامن ہے اہل نے پکڑا ہونہیں حیران بڑا پلے میں غفلت کیسی جان لیتی ہے شب ہجر کیسی ہر شب کسی سرکش کو خدا نے نہ سزا دیا آتش رخ سے مراد دل تو پھنکا جاتا ہر کیا مے ساتھ شب ہے نہ پیری ہی چری</p>
<p>تم ہو ہو لے ہو سے اندہ نہ شاید لے قدر ورنہ یوں رہتے ہوا عدا سے نہ ترک کیا باعث</p>	
<p>تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث جھک کے تو مجھے نہ اتنا مل عبث ہچکیان لینے لگے بسمل عبث کچ ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عبث ذبح کرنے کو جھکات مل عبث یہ تڑپے تیری لے بسمل عبث بے دلون سے مانگتے ہو دل عبث</p>	<p>۲۶ بسملون پر لوٹے قاتل عبث چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث تھی نہ آب خنجر قاتل عبث کہ نہ غمزنے خنجر قاتل عبث مسفت میں خنجر خنجر چلی گیا ٹپے پرستینے سے قاتل اوٹھ گیا بے غم من سے غم کی فرمائش ہے کیوں</p>

تیغ ابرو کو نہ آئینے میں دیکھ
 ہر ضم کرنے کا ارادہ تو نہیں
 چلتے چلتے کشتی سے رہ گئی
 توجہ سے دل سے ہمارا دل نہیں
 ہوگا سینے سے جلوہ ناز نہیں
 تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر
 کیوں کروں تیرے شیشہ چور
 آگ میں دانہ کبھی جہت نہیں
 جو نہ سوز غم سے ہو جل بھٹکے خاک
 خود ہی تل پڑنا نظر لگتی اگر
 خون گزرتے ہوں مرے موت میں
 کیوں گھلون فکر میان یار میں
 شمع کی مانند کٹاؤی زبان
 زلف میں نایق دل بیتاب سے
 پہ ترا دہیان آگیا محشر ہوا
 قیس کی آنکھوں میں تلی ہو سیاہ
 داغ پروانہ کوئی چوٹے کا شمع
 تیرا سحر اور تیشہ کو کہن

آپ تو اپنا منو قاتل عہت
 لیکے دل پہر مانگتے ہو دل عہت
 ترک گیا ساقی دریا دل عہت
 کیوں بڑکاتا ہے ترا تل عہت
 تو بڑپتا ہے بہت آدل عہت
 فق ہے منہ تیرا مہ کامل عہت
 کیوں ملاؤں تیرے دل سے دل عہت
 ہے رخ روشن پر تیرے تل عہت
 وہ جگر بیکار ہے وہ دل عہت
 منہ کا جل بنا یا تل عہت
 مجھے چھوٹا کو چھ قاتل عہت
 ہیچ ہے بیکار لا حاصل عہت
 بک نہ اتنا عارف کامل عہت
 دام میں ہے طائر بسمل عہت
 ہوش میں آیا ترا غافل عہت
 کب سے دیدار سیلی محل عہت
 کیوں سستی ہوگی سحر محل عہت
 کا ٹٹا ہے عشق کی منزل عہت

دل تو کب کا اشک ہو کر بہ گیا

قدر کرتے ہیں تو ہر ہودل دل عبت

مختار ہوں تو پہ خط تقدیر سے عبت
ابرہ عبت نہ زلف گر بگیہ سے عبت
ایرو سے کچ ہی بیچ جو سید ہی نہ مانگ ہو
معشوق جسکا دور ہو حال اور کسا سوچیے
احباب مجھ کو انکی طبیعت پہ چوڑین
اے جو شش جنوں جو سلاست سے لاغری
ہم در کنار غیسر پہ چوڑا نہ ایک ہاتھ
جنت کا کیا صل ہے نصیحت کی بجائے
پہلو بدل بدل کے کٹے رات تو سہی
درکار خیر حاجت بیچ استخارہ نیست
ایسا نہ کہ خلق سنجے سنگدل کے
گردن کے گھومتے گو کہ بیان کم ہوتا
جو میرے حق میں تم کو وہ آیت وحدیث
ایذا رسانوں ہی اندہیرا مجھے قبول

۱۵

مجبور ہوں تو تمہیں تقصیر سے عبت
پر کاٹ پہاں ہی سے پیر سے عبت
سیج سے کمان باندہا بی پیر سے عبت
اس باب میں حقد کو تشریب سے عبت
کہنا اور اس مرض کی تشریب سے عبت
یہ تھکڑی یہ طوق یہ زنجیر سے عبت
بس کوئے کمرستہ شمشیر سے عبت
اے داغظویہ و صمت تقریر سے عبت
کیا میری جان نالہ شکیں سے عبت
ساقی پلا ہی دگھین تاخیر سے عبت
اتنی زکائی اے بت بے پیر سے عبت
طوق گران جنونین گلو گیر سے عبت
یہ بات ہے تو پہ خط تقدیر سے عبت
کیا کام اسکا نرم بین گلگی سے عبت

آکھیں لڑائیں قدر کے آکھیں دکھائیے
کہنا اور اس غریب کی تغیر سے عبت

۱۳

باتن کہتے ہیں آغہ زہن کیا باث
دیکھ کر زلف کو کیا آتش غیرت بھڑکی
پول خیرت نہیں آتشک چمن کیا باث
کو بلا جمل کے ہوا شک ختم کیا باث

<p>خشک رہتا ہوتا چاہہا دقن کیا باعث اتلک لاش ہے بیگور و کفن کیا باعث آج ہے اور ہی عالم پہ چین کیا باعث ہر چہ آتی ہے نگاہوں سے بدن کیا باعث جامہ آبی ہے ترا چرخ کن کیا باعث ہر مرے پیچھے پڑے اہل طن کیا باعث نہ رہا قبر میں اک تار کفن کیا باعث نہ مگر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث کیون نہیں کرتے ہو گلگشت چین کیا باعث اپنا سر دہنتے ہیں یا ران وطن کیا باعث</p>	<p>رو سے روشن ہیں اگر تابش خورشید نہیں ہر کو کیا وہ نہیں آئے مری میت میں کچھ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل پہلے بال ہے تیری کمر پار لجا تو نہیں نوجوانوں کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید نہ میں یوسف ہوں نہ یعقوب کے فرزند ہیں کیا مرے ساتھ گیا زیر زمین جوش جنوں غیبت انوں سے سمجھ یہ کہی پوچھوں کا چشم ز گس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید شام غربت کسے اوس زلف نے دکھائی ہے</p>
<p>بے سبب آپکا چہرہ نہیں اُترائے قدر کچھ تو فرمائے اے مشفق من کیا باعث</p>	
<p>کیون باڑہ چہری پر کرکنا ہی تو کابل ہی تمام عبادت چونکہ گانہ خواب کے سے ہیں شہر عبت فریاد عبت ہر دیش میں ہے تو شاد عبت ہر رخ میں ہے نا شاد عبت یہ بوجھ نہ تجھ سے اٹھ سکیگا سر نہ بہت تو لا عبت ہر باغ میں ہر پہاڑی کوں گلچین کوئی صیاد عبت ہر قتل پہ باقی باندھی کمر تیار ہے جلا عبت کہ چنی کی نہیں معدم کر محنت تو نہ کر نہ زار عبت</p>	<p>۱۵ کتنا ہے کہ ظالم میں تو نہیں ظلم کی بہر بنیاد عبت کیون شہر دیر تو رہیں کتبہ بن مغل کی گلیں تو ہیں ہے مرضی مولیٰ از ہر دلی تیرا جہا رہا میں نہیں سو اہی تجھے قارون تہ بن کو پیراہہ خلیفہ صر فہی کہ تیانہ ہلے بے حکم خدا بے ادس کے پند مار ہی پر برجی ہو گیا برو سے کمان گیند میں چہری ناوک ہو گیا تصویر نادنی کہنچ سکیگا دیکھ نہ اہورا کام بھی کیا</p>

<p>ابرو کا فدائی ہوں میں تر تو مجھے بھون پڑاں بل منہ مانگے ملی ہر موت کسنی ل کو ہر مری سودا سا ہوا مرنے پہ سلوک اور عشق یہ کیا رکمانہ کہیں کی تو فی مجھے جب جان پر اپنی کیل گئے رستم ہا اگر مہمل ہی کیا ہم تو ہمیں نثار سرقدان ہ جان و دل چال حلین سینے میں تپان ہے دل جو مہلے کون کڑتا ماتہ ترا سودا ہر غضب کا خون کمان سب جلکے ہوا ہر خاک سیاہ</p>	<p>جو آپ ہی تھپہر مرنے لگا سپر او سپہ نہ کر بیدار عیش بے وقت تھل کب آنے لگی ہر یار کی اوسکو یا عیش آہو نکا تصور بندہ جو گیا سب خاک ہوئی برابر عیش خسرو بہ نہ ماتہ اک صان کیا سر پوڑ لیا فرا عیش تنے میں جن میں سر عورت کہنچتے ہیں کھڑے شاد عیش تو عمر ہر اپنی زلف میں رکھ کر چل عیش میا عیش ہر چشم کیا روک مجھے نہ تر نہ لگا فضا عیش</p>
--	--

اک ہاتھ سے تالی بچی نہیں مای قدر تھیں کیوں خط ہوا
 لڑنکو تو ہوں بیٹھے ہیں وہ تم کرتے ہوا کو یا عیش

ردیف حبس تازی

<p>۱۴ قاصد یہ کہنا پا کے مے یار کا مزاج خورشید جن کہتے ہیں یا پادشاہ حسن یہ لن تازیان رنی ہے زبان پر صیاد نے چین میں قفس ملا کے رکھ دیا منت کش سیج ہو گا وہ حشر تک حافظہ اسے گور غریبان کا اندون نے نہ کر کر دیا آتے ہیں کوٹھی چٹام کو دونوں جہاں کی قید سے چٹا اسیر زلف</p>	<p>پوچھا ہے اک غریب نے سکر کا مزاج شاعر بگاڑتے ہیں مے یار کا مزاج ہبکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج کیا پوچھتے ہو مرغ گرفت کا مزاج ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج بگڑا ہوا ہے یار کے رہو کا مزاج پہچانتے ہیں طالب دیدار کا مزاج قابو میں کب سے تیرے گرفتار کا مزاج</p>
---	---

<p>بلبل کی وہ سنے نہ پییری کہی سنے دو گز زمین پائی جہان مر رہے دہن ٹھیکڑا نہوگا ہم سے ہمارا خفا اگر سنگے گلی گلی کے وہ چنتا ہے ہر قدم عشق بتان میں باندھے رکھو نہ سکو کب لگی ہر طیب کے پھیلے گا او کا ہاتھ صیاد سے کھورگ گل بنائے جال</p>	<p>ملتا ہے کل سے کچھ مے دلدار کا مزاج کیا خفتگان سایہ دیوار کا مزاج سید ہار ہے گا اوس بیت عیا کا مزاج کیا سپر کیا ہے عاشق رزقا کا مزاج خوگر ہو اسکو نت کسار کا مزاج چوتھے فلک سپر تے ہیما کا مزاج مازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج</p>
<p>فراد و قدر و دواسق و معنوں میں ایک سے مثل عناصر ایک سے دو چار کا مزاج</p>	
<p>۱۲ کیونٹل شمع روؤن میں اس سخن میں آج مردہ مناصبا سے جو فضل ہمار کا پتھر کی پار جوتی ہے برچھی نگاہ کی پڑھتے ہیں شمع و صفت میں دندان یار بکھرے جو شمع پہ زلف تو اندھیر چا گیا غنچوں میں یہ بہن نہ عنادل میں یہ سخن ترتبت پہ تنے پائی خفا ہو کر کہہ دیا مذکور کسکے عارض رنگین کا لگیا کس فوجان نے تہہ سے لگا کر دیا ہوجام پائی نہ ایک گل میں ہی بواؤں نگار کی</p>	<p>سوز در و سج گ لگی تن بدن میں آج پہولا نہیں ملتا ہے بلبل چین میں آج دہا کین بند ہی ہو میں ہوتا ہی دکن میں آج موتی ہرے ہوئی میں ہمارے دہن میں آج کیا چاند چو دیو کی چپا ہی گہن میں آج لے گل نہیں ہے اچکا نانی چین میں آج اک لگ سی لگی ہے ہمارے کفن میں آج باتوں ہی بول بھر تے ہیں اس سخن میں آج ساتی یا مفر ہے شراب کس میں آج شبم کی مش روتی پرے ہر چین میں آج</p>

دن عید کا ہے آئینکے ہم لوگ نذر کو	بیٹھو بناؤ کر کے ذرا انجمن میں آج
کب سے میں کل تو قدر اونیس کر چکے نکاش ڈھونڈہینگے جا کے بت کہہ برہن میں آج	
<p>نازک سے بوسے اوس ستم اچھا دکا مزاج ابرو نے کر دیا نئی ایجا دکا مزاج رنگین سجھکے اوس ستم اچھا دکا مزاج آہو سے چشم باری کی تصویر کھینچ کر کلیو نکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہیں پر مرکز نہ جائیں صاحب جوہر کی فتن میلے میں جیسے دوست کسی دوست کو اپنی خودی میں آپ سے باہر ہیں بل ل ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئیں دفعہ وہ تیوریاں چڑھائیں وہ ابرو پہ لڑا اس درجہ میرا خون سمایا تھا ذہن میں شانہ ہوز لفتا میں تو لچکنے لگے کمر طفلی کا وعدہ تم سے جوا لی میں ہو دنا یہ سخت جانان کہ ذرا سانس ہی لی زار دزار غم میں دل چاک چاک ہے تلوار تو تلتے ہوئے شانہ اتر گیا</p>	<p>۲۲۲ حب تو ہوا پہ رہتا ہے صیاد کا مزاج ٹیڑا ہے تیغ سے کہیں جلا دکا مزاج پوچھا دمان زخم سے جلا دکا مزاج وحشی ہوا ہے مانی و ہزار دکا مزاج گلچین سے لڑ گیا مے صیاد کا مزاج حب تو قوی سے کشتہ فولاد کا مزاج محشر میں یون میں پوچھو گناہ کا مزاج پابندیوں میں رکھتے ہیں آزاد کا مزاج کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج آیا بلوں پہ وہ ستم اچھا دکا مزاج رنگین ہو گیا مے جلا دکا مزاج نازک سے ہیرے غیرت شمشاد کا مزاج دیکھا سنا نہیں کہیں اس کا مزاج دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج صورت جو قیس کی ہے تو فرما دکا مزاج کیا تولہ ماشہ ہے مے جلا دکا مزاج</p>

<p>کچھہ میستون سے سخت سے فراد کا مزاج صورت چڑیل کی تو پر نیرا کا مزاج کیسا ہنرک گیا مے صیا کا مزاج ہے نہ تیرے کشتہ بیدا کا مزاج واعظ ہی پوچھتے ہیں زما کا مزاج کیا زلف ہو گیا ستم ایجا کا مزاج</p>	<p>ہاں اے زبان تیشہ بہت ودن کی دے مزدان حق سے تھیہ دنیا بہت نہ اوڑ دیکھا جو زرد ام ہڑکتے ہوئے مجھے ٹھنڈا ہے کوئی دم میں ہو ہا ہا ہا ہا ہے جیسی روح ویسے فرشتے شل پیو برہم ہے سچ کہا ہے کیا بلون ہے</p>
<p>کلیان چنک رہیں رہیں جو لے قدر بلغمین گل پوچھتے ہیں بلبل ناشاد کا مزاج</p>	
<p>۲۱ اس گڑھی کی واسطے ہر اک تن کی احتیاج جم و بہت راہی تو پر کیا بہن کی احتیاج ہولی ہولی شکل ہے کیا بانگین کی احتیاج سبزہ خاطر فنا ہوں کیا کفن کی احتیاج اب مے گمرن نہیں اس بد چلن کی احتیاج خود زمین میں گڑ گیا کیا گور کن کی احتیاج ڈوب مرنے کو ہر اوس چاہ ذوق کی احتیاج تیری پیشانی کو کیا چیدن شکن کی احتیاج کب بیان ہے کو دکان سنگزن کی احتیاج گالیان کماون تو ہو جا دہن کی احتیاج روح کو ہرگز نہیں ہوتی کفن کی احتیاج</p>	<p>دلو ہے خرگان ترک دشکن کی احتیاج اب ہی کچھ باتی ہے کیا اسمین سخن کی احتیاج جان من چو نکلے بل چلنا یہ چن کیا ضرور لاغر شاہوں کہ چرچوٹی کا کافی ہے مجھے رات کو چھپکے نکلتا ہے سورج کی طرح یہ گناہوں کی ندامت کا بڑا احسان ہے تنگ آیا لاغری سے اس قدر میں آج کل غل لہو کا نہیں آئینے کے تالاب میں نکروں پر لوٹنا ہوں خوش سودا ہر مجھے بوسہ مانگوں تو دہن کی تھکو کچھ حاجت نہو خوش نفس رہتے ہیں دنیا کی علالت سے جدا</p>

<p>خود گلا کٹا بیگ کیا تیغ نرن کی احتیاج شگلئے جب خود تو پہر کیا ماوسن کی احتیاج میرے گلشن کو نہیں سسر و سمن کی احتیاج اسکو حاجت گور کی اسکو کفن کی احتیاج بلبل تصویر کو کب سے چمن کی احتیاج اک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج شام غربت میں رہی صبح وطن کی احتیاج نیلا تاگا باندھے کیا نورتن کی احتیاج کب ہمیں ہے غم و مشک غنم کی احتیاج</p>	<p>دشمنی مجھ میں ہونگئی گریبان کم نہیں دل دیا جدم تو پہر اپنا پر ایا چوڑے دل میں آہن اک طرف ہیں اور اک سوراخ میں اے صنم لا کہوں مے بیٹھے ہیں تیرے آج کل دم نہیں تو عشق کسکا جان ہے تو ہی جان اس قدر اے شمع و گہل کر مر سے ہم آپ پر جا کر ادن زلفون میں دل رخسار کو ڈھونڈا کیا چشم بدور آپ کے بازو پر زیور کیا ضرور دو لون زلفون سے تمہاری عطر اگیں ہے شاک</p>
---	---

قدر فن شکر کر کم آئے گا تو بہ کرو
 اس زمانے میں نہیں صاحب سخن کی احتیاج

رویفے حلی

<p>گہر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح گیسو بڑبڑ ہے جو میری شب تار کی طرح تصویر یار پاس رہی یار کی طرح سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح بے بس ہوا ہون مرغ گشتار کی طرح واعظ بھی کو گیا دہن یا کی طرح</p>	<p>۱۷ جو چاہے آئے جاے خرید کی طرح تار و زحر آپ نہ سلجھا سکیں اوسے سینے سے ہر لگا لئے رہے دل بگیا تربت میں ہم جو غم جگر ساتھ لگے یارب نہ میں ستم سے اور آسمان دور رندوں کی بات کا کوئی دوسکتا ہو چاہے</p>
--	--

<p>اے یار لاسکان میں جو تیری خبر ملے انگھون پہ لوگ جھکو بٹا تے ہیں غلج میں دیکھو بے زبان سے بوسی کا حکم ہے پانی مرا جو خشک پیئے ہیں نے ہجر میں وہ زندہ ہوں کہ خردہ مینا جمان ملے قاتل نکل ہی جائیگی تہنہ سوڑی بہلی اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دینا سحر ہے نالان ہو مکون دل ملا زلف سیاہ میں تہنہ پر لٹا ٹال لے لے آفتاب میں وہ شمع کیا جو زلف کی صورت اولہ ہے</p>	<p>اچکون میں عرش تک تری دیدار کی طرح سب سے جکا ہوں ابرو خمدار کی طرح اقرار آپ کرتے ہیں انکار کی طرح سینہ ہے چاک زخۂ دیوار کی طرح سہلو میں اپنے رکھ لوں دل زار کی طرح ہم ہی زبان رکھتے ہیں تلوار کی طرح آگے بڑھے وہ قافلہ سالار کی طرح یہ رات اوس پہ بہاری ہی بیمار کی طرح ہم دھوپ میں کھڑے ہیں گنگا کی طرح ہو صاف صاف یار کے رخسار کی طرح</p>
<p>اے قند روضہ میں جو سنائیں قتلخ بات پی جائے گا شربت دیدار کی طرح</p>	
<p>۲۰ پنو تم اپنے کان میں بالاکسی طرح بد صورت اونکو شہر میں کتنے ہیں آئے پیری میں ہی نہ ہوے سر پہ ہڈی ہنسی محشر تک انتظار میں تیرے جیو کا کون پہلا دجال لوٹ کی کرتی کمر تک نظر دوں گے گر گیا تو وہ پلکوں میں گھر گیا ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھ لیں</p>	<p>لٹکاؤ یار ہلے میں بالاکسی طرح جمین وہ کہو لہرین رخ زیا کی طرح جانا نہیں دماغ سے سودا کی طرح ماؤ لگا میں نہ وعدہ فدا کی طرح پچھانسو تم آج دام میں عتقا کی طرح بچتا نہیں ہے ایسا تاکا کی طرح حاکم کو کیجئے تہ و بالا کی طرح</p>

<p>دربار ہایا بخندین آنکھوں سے قیاس نے ہٹ کر حضور بیٹھے ہر گنہگار خیاں سنا گشتگی ہے روح سے اس مشت خاک کو غصے سے آنکھ سے سرخ نہوگی حضور کی دل پر تھاری آنکھ پڑی چشمہ ہو تو ہو غصے میں لال پیلے اسی واسطے ہوئے اسد سے ضعف عشق میں بن کر مر گیا انگور اتر کے تاک سے یارب کھنچو شراب محفل میں آپ شوق سے آنکھیں کھلا منت بھی کی خوشامدین ہی باون ہی پتلی سے سیری کیون وہ پتلی ٹری رہی اے لاغری میں اونکی قدم سے لگا رہوں</p>	<p>چلتا نہیں ہے ناقہ کی سی طرح کنے میں اب نہیں دل شیا کی سی طرح قائم کہی رہا نہ بگولا کی سی طرح لالہ نہوگی نرگس شہلا کی سی طرح کعبے کی چپٹ پہ آئین سیجا کی سی طرح کسلا و جبین تم گل عنا کی سی طرح اٹھانا مجھ سے ناز سیجا کی سی طرح ہوا آفتاب عقدہ نریا کی سی طرح دیکھوں میں تیلو نکا تا شا کی سی طرح لاکھوں طرح سنایا نہ مانا کی سی طرح ہوتا نہیں جدا کہی جوزا کی سی طرح بنجاؤں گس کے خط کھٹ پا کی سی طرح</p>
<p>اے قدر راقی آپ چلے میں منانیکو وہ ہٹ دھرم نہ مانے گا اصلا کی سی طرح</p>	
<p>ہاں شوق کچھکے وہ ادھر کہیں کی سی طرح دل میں ہمارے آپ سہا ئیں کی سی طرح میں آنکھیں ہٹا رہا کہو دیکھوں شوق فرقت کی شب میں ہم جگہ دل ہی نگاہیں بوسے جبین گناہ ذوق لینے دیجئے</p>	<p>۲۳ ہاں ناز کی پہلو ٹھٹھنے نہ پائیں کی سی طرح دور پردہ سینے سے تو لگائیں کی سی طرح آنکھوں میں بالکل آپ سہا ئیں کی سی طرح آتا ہے چین دہنے نہ بائیں کی سی طرح ہم آپ کے دہن کو تو پائیں کی سی طرح</p>

<p> یہا کے رکھ دیا خط تقدیر چشمن سینے پر سر ہر کہی زانو غل میں لائے ساتی سے جا کر لیں یہی ہم لال لال سے آنسو ہمارے دست نگارین سے پونچھ کر قاتل ہی بن جو لے لب جانان تو ہی سچ لے زلف یا حضرت آل چلین بہر اٹھو اتے ہیں وہ نیم سے ای بار غم ہو لے ہیں وہ ہماری وفا تیرے ہوا جان دریا میں دیکھ لیں وہ جابو نکا ہو ٹنا کیون بار بار سامنے رکھیں نہ آئینہ تیروری پڑ جائیں انکھیں کیسائیں گنگ لیں نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہان خرم دینگے ہم اونکو دیدہ حیرت لگائیں ننگے سیطرچ جو نہ ادریں خلد سے جے میں ہے اونکے دہر کرین چہا لیا اڈو لپٹ لپٹ کے پسینے ہون کچھ دہم سی کر تو دہن کچھ گمان ہے </p>	<p> ثابت ہوئیں نہ میری خطائیں سیطرچ مطلب ہے کہ دلو کو کمائیں سیطرچ اٹھیں تو او دی او دی گھٹائیں سیطرچ پانی میں آپ لگ لگائیں سیطرچ سیکھ لے پروں کی بانکی دائیں سیطرچ ارباب سے نکلے نہ جائیں سیطرچ جب جائیں ہم کہا دھننے نہ پائیں سیطرچ ہو لینگے ہم نہ او کی جفا میں سیطرچ منعم جان میں سنہ اوٹھائیں سیطرچ ہم آپکا غم رو توڑ جائیں سیطرچ اس پرے میں نہ آنکھیں لائیں سیطرچ مکمل نہیں کہ ہو شہ ہائیں سیطرچ جسمیں وہ ہو شہ تو د کمائیں سیطرچ ہم ہی نہ کو سے یار سے جائیں سیطرچ تقدیر کے لکے مٹائیں سیطرچ دل کی لگی ہم آج سجھائیں سیطرچ دونوں وہ ہیں کہ ہاتھ نہ لائیں سیطرچ </p>
---	--

منہدی تہا سے تلو دن میں کیوں کر ملین قدر
آخر یہ اپنا رنگ جائیں سیطرچ

<p>دو قدم چلے سکا اوس بت کر دیکھ کر روتے روتے شبِ فرقت میں اندر پیر چلایا دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہر بال کی کھال سوزن میں باطنِ غماہر سے مری رونق ہوئی صبحِ خسار سے ہنسی نہیں اندر کے طول قتل کر کے مجھے ایسے کفنِ افسوس سے شمعِ داغِ دل ہونے ہی اگر ملے چلے ضعفِ ہرگز گیس بیمار کے بیمار ہیں ہم شبِ فرقت مری رونے سے ہر سانگی رات قدِ موزون کے نظامے کی تمنا ہی مجھے رکھے سر پا یوں پیر و ناموں دلاسا دو تم رشتہ زلفِ جگر سے سیازِ خمِ جگر قتل کرتی ہیں مجھے اونکی نیلی نگہیں کبھی آتی نہیں وہ میرے سینے خانے میں کیا بہار آئی ہے انگوڑے چشمِ مخمور</p>	۱۴	<p>سرو لاکھ اوڑائی کی قدر کو کی طرح اب تو آنکھیں ہی یہی جاتی ہیں آنسو کی طرح پوچھو اوس تنگ ہیں کو تو سر کی طرح کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح شبِ یلدا بھی انہو کی شبِ گیسو کی طرح طاہر زنگ حنا اور گیسو جگنو کی طرح گرم ہو جائے نسیم مری کو کی طرح جب گرے اوڑھنے کے پہر کبھی آنسو کی طرح بچرغ سے تائے اوڑھے جاتی ہیں جگنو کی طرح آنکھیں تہہ لگئی ہیں ننگِ ترازو کی طرح سکرشی اب نکر و سر و لب جو کی طرح جب تو انگور بندہ مانا فدا ہو کی طرح دور جہشید ہوا دور ہلا کو کی طرح چاندنی کو بھی ہر شرم اوس بت مہر کی طرح بار سے شاخِ جھکی جاتی ہے ابو کی طرح</p>
<p>بروز کی تید ہے ایسی غزل کیسے قدر کام ترنا ہے کلامِ اچا جادو کی طرح</p>		
<p>گھر میں ہوں آپ باہر دل مغز کی طرح بانٹ دے نام پر اندک حاتم بنکر</p>	۱۱	<p>کون جھگیں پہرے واسق و مجنون کی طرح سر پہ کیا لادے کہ لیجا بیگنا قادی کی طرح</p>

<p>چشم میگویند که قصه بدین لہور و سہم صورت چرخ مست اگر مرا تمام نہ یک بیٹھئے مصراع ثانی نہ لگائے کوئی چشم مخمور بدین کیفیت جام مل ہے شعر بدین آؤ زبان ہی تو زبان پر دل ہے مختص کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ نفی ہو جاتے ہیں جو لوگ بدلتے ہی نہیں بوسے حشمت گل مضمون پہل آتی ہے</p>	<p>باغ میں گر گل دگی دید پڑ خون کی طرح کپڑے آبی نہ رنگے آپسے گود کی طرح حشر برپا نہو صاحب موز و مکی طرح لال ڈورے ہی ہیں ہر جگہ گلگون کی طرح عرش سجدہ میں آتر آئے ہوں مضمون کی طرح بیٹھی ہے دختر زخم میں غلاطون کی طرح ایک سا اول و آخر ہے مرنون کی طرح اندرون رنگ سخن جوش میں ہی خون کی طرح</p>
<p>قدر کیوں عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو اب تو مشہور ہو گئے و امق و مجنون کی طرح</p>	
<p>ردیف خامعہ</p>	
<p>۱۸ بوٹی بوٹی جو پھرتی صفت دل کش قید ہار و دستک یا اس میں دل دل کش اپنے کیوں خنجر ابرو پہ مائل دل کش کہولد دن حال ترا سب محض دل کش کیا کڑی گات تری ادھیری ہے اللہ تیغ ابرو پہ میں ہر وقت نذر تھا ہون چپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے</p>	<p>کہ شرارت بہر تو تر آمل تل دل کش سہے ترا چاہد حق یا چہ با بل دل کش آپ تو اپنا ہوا جانا ہے قاتل دل کش در نہ اکدن تو اکیلے میں مجھے دل کش اس سے ثابت ہے کہ ہر سخت تر اول دل کش اب مناسب ہے تخلص مرسل دل کش رابطہ کوتاہ ہے مے دل سے تر اول دل کش</p>

<p>تلخ باتوں نے تری لب کو اثر دکھلایا ایسا دیکھا نہیں پہننے کوئی بالکا ترچھا پہلے کب باندہ کیا کرتا تھا اونچا جوڑا لب پہ ہلتا ہے ترسے ناک کا رتی ایسا بند و یلف لجا مصحفِ شبرا کیا کیوں بڑا اٹھتا ہے ہٹ گیسو و نکو تری تک ہے مے قتل سے اکھاڑ تو کیا تپا ہے کیا ناک پرچ لگاتا ہے کباب ل کو شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا جب ترا سا منا ہو کر تری نہ ہے مجھ پر سبلی</p>	<p>خط بھی نکلا تو ہوا زہر بلا بل سے شوخ سکر پاک تو تری وضع ہے قاتل شوخ تو نے بے شہدہ چرایا ہے مراد دل شوخ جیسے ٹپے کوئی بھیل ایسا صل شوخ ایک جا دیکھ رہا ہوں حق و باطل شوخ تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل شوخ خود لہو نیکے شہید نہیں ہوں شامل شوخ تزار خسار بلع اور ترا تل سے شوخ تیری شوخی سے میں چھپر ہوا مائل شوخ اچھا لہٹ تری کر دیتی ہے بل شوخ</p>
<p>قد رمل پہنچنے لایا ہے جو دنیا ہے تو لے اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل لے شوخ</p>	
<p>۱۸ پر زبے گوگٹ کے اور سے شش کمان چوٹ میرے دل کیلئے آپس میں ابھیتیں نغمین انہیں چاروں میں کیسے تو مجھے مارا ہو دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا میں سنے ہیں برق تھلی پہ وہ غش کرتے ہیں کہیں پیدا تو کرین طالب بے دیا رنگہیں سنگ سودہ و دما تھے کا تر خال سیاہ</p>	<p>چاند کا چاند ہے اے جانِ جہان رخ کا رخ نہ صفائی کو اگر بیچ میں پڑ جاتا رخ قد ہے رفقا ہے یا وضع تمہاری یا رخ یوسے رضا رکے لیتا جو کین پانا رخ دیکھ لیں حضرتِ نبوی وہ بھوکا سا رخ ایک آئینے سے بیا ہوں ابھی صد رخ پوشش کعبہ ہے کیسے یہ کعبا رخ</p>

<p>کیا کرین کیا کرین عشق میں جی چھوٹتا ہے اس گستاخین کوئی جھسانہیں سبز قدم چشم حیران سے یہ دھندلتا ہے اویں دے نصیب ہم وہ عاشق ہیں مگر کوئی سیتھے بر رو جام حبشید سے آئینہ سکندر کا بنا ڈریں ہوتا کہ کین پاؤں نہ پہر جاتے اودھر پاں مٹی جڑ نہ کا جل نہ خط و خال نہ زلف بول بالا قبالا کا ہے گوگرد و نیک طالب دید نے اشکوں سے جو سینچا گلشن یک رخ چاند نے تصویر اتاری تیری</p>	<p>ورنہ رستم سے بھی پہنے نہ کبھی بدلا رخ میرے آتے ہی پہر باد باری کا رخ سامنے آئینے کے ہی وہ نہیں کرتا رخ دیکھ پاسے جو کین اچھی مگر اچھا رخ جب لگا منہ سے پیالہ تو جھکا اٹھا رخ نزع میں کیا تیرے کو بچے کی طرح کرتا رخ ذبح کرتا ہے مجھے طے ترسا دار رخ قد بالا سے ہی لیکن ہے ترا بالا رخ شاخ گل میں ہوئی پہلوئی جگہ پیدا رخ تو نے کروٹ سے دکھا جاوے آوار رخ</p>
---	--

بعد مرگ آ کے عزیزوں سے ملے پوچھتے ہیں
و تر جب مرنے لگا تھا تو کہہ کر کہتا تھا

<p>۱۹ پر تو رخ سے ہوا بون خانہ دلدار سرخ ہے سسی مالیدہ لاکھی سے کبھی یار سرخ جاوہ صحرایہ جب مجھ کو تلوار کے چلوان پار نکلا ہے دل پر خون کو براتا ہوا نقطہ و آیات و جدول کالی کالی صفحہ لا صاف تقریروں سے دہان ہو گئی اونکے سفید پھوٹ نکلا ہے ترانگ آیت گل بیرون</p>	<p>جس طرح عکس شفق سے یہ گل ہوسن ہوا ہے صورت گلزار سرخ صورت قوس قزح کر دوں دم رقار سرخ تیر تیر کیوں نہ ہو پکیان ہی تاسو فار سرخ تل سے لیکھیں یہ زلفین یہ خیرا سرخ لب ہوئے رنگین بیانی سے گنتا سرخ جسم کو تیرے جو چھو جائے تو ہوتا سرخ</p>
---	--

<p>اگ جس گہرین لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانہ خمار سرخ ہے شہادت کیلئے تو طے کی ہی نقار سرخ ناز کی سے ہو گئے دونوں تیری خسار سرخ چشم ز گس ہو گی شل دیدہ خونبار سرخ ڈھیر یان ہن صل کی ہی جوہری بار بار سرخ کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ</p>	<p>سوزش دل سے مرا سینہ بھبھوکا ہو گیا لال ہو گے ساقیو آنے تو دفضل بہا تھوکتے ہیں خون باغ دہریا ہن سخن آئین زلفین چہم کر تہ نہ پڑھانچے پڑ گئے یا دکر کے فصل گل کو خون رنگی خزان کد گئی کان بخشان لہل ب کا دور ہے خشم ظاہر سے صفائی باطنی جانی نہیں</p>
<p>اس زمین میں پہ پڑ ہو اے قہر اک نگین غزل دست دیا کرد و دس فکر کی دو بار سرخ</p>	<p>خون رونے سے نہیں ٹر گاں دم دیدار سرخ ہی خوشی سے آج رو سے بلبل نادار سرخ اوسکے شہہ برب مراد کر شہادت آئے گا پاے رنگین سے زمین پر چوڑا نقش قدم دیکھیے آئینہ قدرت کی مینا کاریاں کسل گئی وحشت میں افلاک و سلائی رنگ کی چہرہ بہ آیا خون پہر یاد آگئی تیغ نگاہ زلف پچیاں ہن نہ کیوں برون دل عشاق ہوں یہ شب ہجران میں نکلی سہلے دل خون گشتہ ست دیکھ قاتل چشم خشم آو دسے دو تین بار</p>
<p>۱۵ لڑتے لڑتے ہو گئے مرغ نظر کو خار سرخ کیا زر گل لے اڑا ہی باغ سے دوچار سرخ خود خود دشل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ زخم کی صورت ادھر آیا دم رفتار سرخ خط عارض سبزی گیوسہ رخسار سرخ داغ سودا ہن ہمارے صورت دینار سرخ پہر ہوا زخم جگر پر ہم زنگار سرخ شنے میں آئے ہن اکثر کھنساے مار سرخ ہے شہاب آسا ہماری آہ آتشبار سرخ قتل کے محضر پہیری مہرین ہوں دوچار سرخ</p>	<p>خون رونے سے نہیں ٹر گاں دم دیدار سرخ ہی خوشی سے آج رو سے بلبل نادار سرخ اوسکے شہہ برب مراد کر شہادت آئے گا پاے رنگین سے زمین پر چوڑا نقش قدم دیکھیے آئینہ قدرت کی مینا کاریاں کسل گئی وحشت میں افلاک و سلائی رنگ کی چہرہ بہ آیا خون پہر یاد آگئی تیغ نگاہ زلف پچیاں ہن نہ کیوں برون دل عشاق ہوں یہ شب ہجران میں نکلی سہلے دل خون گشتہ ست دیکھ قاتل چشم خشم آو دسے دو تین بار</p>

<p>کہ تیرے سر پہ بناؤں میں آشیان صیاد جہاں گیا سے پیچھے پڑا وہاں صیاد کہ بدنگاہ ہے گلچین تو بدنگاہ صیاد بلا کی ترجیح نگاہیں ہیں الامان صیاد قفص بد ڈال سے پھولوں کی بدسیان صیاد میں ناتوان ہوں میرا مزا جہاں صیاد خدا کے واسطے انگوٹہ لایاں صیاد دکھائے پول سا مکھڑی جوان صیاد بزریر کا ہنر دام تو نہاں صیاد پنسا بہلا میں ترس دام میں کہاں صیاد</p>	<p>تو بوسے گل سے آہی ہوا سقد مجھوں میں ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا چمن میں خاک گل و بلبل اس بنہ میں بلین معال ہے کہ نکلا جادوں بچکے سیلوسے سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمہ نگین بنار ہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے چمن کی بوسے پھر کتے ہیں ذرا میر چمن ابھی تو شاخ سے آہٹا ہوں سر پہ میں ہوشیار ہوں گیسو و خطا کو دیکھ چکا یہ لاغری ہے نکلا چاؤنگا میں حلقوں سے</p>
<p>نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے قدر چمن میں ساتھ ہی آئیں اگر خزان صیاد</p>	
<p>دیکھو زمین پس سے اور آسمان بلند اُنڈ بھی نبی سے رہا دو کمان بلند اس زمین میں فن ہیں کیا کیا جوان بلند میری زمین سے خاک نہیں آسمان بلند جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند مضمون تو ہاتھ آیا ہے اسی جان بلند خدا لیکے ہو گیا جو کو تر وہاں بلند</p>	<p>۱۷ پامالوں سے ہے رتبہ ظالم یہاں بلند کیونکر بلائے یا رہیں اپنے بام پر کوئے بتان میں سر او گین کچھ عینین وہ خاکسار ہوں کہ نہیں خوف اہل وج بجلی کو اور تررب ہوا ہے یا نصیب کہیے تو وصف قاسمست موزوں ناؤں میں بازو میان پھر کئے لگا داہرے انتر</p>

خود مجھ کو میرے اوج نے پیسا تمام سورج کمان کا عرش کا تارا ہوئی جبین منصور تیری دار مبارک سے سمجھے اس در سے سوز خلسہ کو جگنو نظر پڑا یہ ضبط عشق ہے کہ نہ کلنگی شہ سے آہ نام خدا جوان ہوئی اب تو کچھ جھکو	گھر کی زمین ہو گئی تا آسمان بلند طالع ہیں آپ کے بہت آسراں بلند اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند لیس کر جا ہوا جو مری پڑیاں بلند ایسے جلیگے ہم کہ نہو گادھوان بلند نیچے نظر کر کہ وہ ہیں جہاتیاں بلند
--	--

ہم خاک اڈاتے ہیں سحر درتی مرچکے
اے قدر رہے غبار پس کاروان بلند

پہلے دل میں ہو یا جگر میں درد وہ ہی سن لین تو ہو جگر میں درد برج پیری سے ناک میں دم ہے سے سے بہر دے ہمارے جام پو روح سے ہے جوتن کو ایذا ہے یون تو پھر ہی کچھ پیچتا ہے سو میائی تھی کیا وہ چشم سیاہ بہاری مویات جب پڑا سر میں درو لے نالہ عرش بلجاسے کوچہ گردی کرد نہ پاد دگین نالہ طلب لان پر ہنستے ہیں گل	۱۵ کہیں غم عمر ہر مین درد سے وہ ہر نالہ سحر میں درد گاہ گھٹنوں میں گہ کر میں درد دیکھ ساقی ہے چشم و ستر میں درد کب ہوا چوٹ سے سپر میں درد چاہتے ہے دل بشر میں درد کھو دیاد دل کا اک نظر میں درد ہو گیا یار کی کمر میں درد کہ نہیں آہ بے اثر میں درد ہو پو نہتے ہی میسے گھر میں درد نہیں دلہا سے اہل زمین درد
--	---

<p>پاؤن کرنے لگے سفر میں درد نہو تھا یہ بھی درد ہو گیا پاسے نامہ بر میں درد</p>	<p>طے کر دین کے پہل میں عشق کی راہ نزع کے وقت سے عجب عالم دروانگی نہ خط جو میں نے لکھا</p>
<p>آہ لب پر ہو قرا نکمہ میں اشک دل میں یاد او سکی جو بگڑے میں درد</p>	
<p>اوشے ہیں حضرت آدم جاب کے مانند تھامے کال ہیں فضلی کلا کے مانند کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند ہیان گزر گئے برق و سحاب کی مانند بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند کمر ہی ہے دہن لا جواب کی مانند الف ہوا فرس بدر کاب کی مانند کمر میں اونکی لپٹا ہوں ڈاب کی مانند زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند وہ گر میان جو کرین آفتاب کی مانند اوجیل ٹپے دل پر اضطراب کی مانند وہ لال ڈور سے ہیں ج شراب کی مانند بہت کچھ لکھوں دیکھا ہے خواب کی مانند</p>	<p>خدا کی ذات سے دریا کو آب کے مانند یہ رنگ روپ ہے جہنک کہ بہا شہاب وصال چہر میں موسیٰ نے کیا بسکی کہی ہنسے کہی روئے فلک کے پنجو ہم اکڑ رہے ہیں جو انون کی طرح سخن نہ ہاتھ آئے کہی یہ نہ اوں سے بوسہ ملا بہرگ گیا مری آہوں سے چرخ کج رفتار سو ہی کہینچ کی جب قتل کو وہ آئین دہان تنگ سے شیریں مثال تنگ جگرین لگ لگی ہے پھنکا ہی سینے میں دل رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہوا جین ہماری آہ سے اونکے جگر میں چوٹ لگی نشیلے لکھڑیوں میں کیفیت غزل ہے میں کیا کمون کسے آئیگا اعتبار و کا</p>

<p>جگہ میں چھید پڑے ہیں کباب کی مانند اسے بھی کہول رو بند نقاب کی مانند تو نہ دھیرہ ہے آفتاب کی مانند</p>	<p>چڑیا لیا ہے جو نظرون پہنچ مرگان نے جو منہ دکھایا تو انگلیا میں کیا ہی شرم و حیا جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق میں روشن</p>
<p>جو بیستون پر میں فرما دو کچکاروں قدر ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند</p>	
<p>۲۱ ہے زرخندان لب چشیم دلارالم پسند اپنے اپنے ہی پر اگے بت خود کام پسند کہ نہ اخلاق کیسی کو ہر نہ ایہام پسند تمہیں عجیب تھے اللہ کے آرام پسند تیرے کامے ہیں مجھو ابلق آیالم پسند آشیانے کو کرین طائر ادہام پسند بخت خفہ ہے مرا حقد آرام پسند کہ ہمیں چیز کی کی نہیں ہے دام پسند خاص دیدار کا جلوہ ہو غصہ عالم پسند کف کے تحت میں ہوں نہیں اسلام پسند یونہیں بریکار ہیں سب مے آرام پسند جانور ہے کرے دانہ جو نہ دام پسند انہست آپ بھی کرتے ہیں لب بام پسند یہی شیشہ جڑی سے جڑی جام پسند</p>	<p>نہ مجھے سیب نہ لپستہ ہی نہ بادالم پسند تم کو دل میں کروں زلف سیفالم پسند چوڑا کر و صف نہ شیش سر پر ہوں عالم پسند قبر ٹھکرا کے مری کہتے ہیں کن زبیر وہ روشناس ایک جہانکا ہوں تری گزشتہ نظر آجاسے جو اذکوہن تنگ بتان دل بیتاب ہوا و تباہی جفا کشیاب پیر لین بوسہ اگر دل نہیں لیتے جھڑ سر مہ طور کو انکھو نہیں جگہ نہ تے ہیں ہند و چشم کجا مصحف رضا کجا پتلیاں انکھوں سے اچھلتی نہیں چلنا کیسا جال سے رزق جو ہاتھ لڑو خجال جڑ لن ترانی کی بہت آپ ہلی بیتی ہیں خون لکھنوں میں بہر بہر کے پیا کرتا ہوں</p>

وہ تو ہے خاص بند اور یہ ہر عام پسند
ہے مے دل کے ٹینگے کو تر نام پسند
کیون کر وں رسم رہ نامہ و پیغام پسند
نگ کر کے نہیں عاشق نایم پسند
طائر قبلہ نامہ ہے دل آرام پسند
ہے مجھے عشق کے غازیں تمام پسند

جو لگا وٹ کی نگہ ہو وہ بنا وٹ کی کہان
اب مٹا کے نہ مٹے گا ترا سکہ پیشماٹ
مرا الفت کو نہیں دست زبان کو مطلب
نام کو کر تے نہیں عاشق بے رنگ قبول
جسکے سینے میں ہے خود اپنی جگہ پر بیتا
اگ وہ سینے میں بڑے کے بنانی لگون

شہر آتی نہیں کدھر تخلص نہ ہو
کس طرح عشق کی دولت میں بڑیا پسند

رویف ذال معجمہ

جب اپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ
لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ
جب طرین سے کہ داتا ہے شگنجا کاغذ
نامہ بگردن عنقا پر عنقا کاغذ
ناوکا نڈکی ہے گلب چلیکا کاغذ
پتے پتے یہ تیسہ ہونڈہ میں گویا کاغذ
نقطے تل سطرین بین لہین رخ زیبا کاغذ
نخل آیا مے اعمال کا کورا کاغذ
ہوگا ابی مے ناسے کا سریا کاغذ

۱۹ ہر کے اون لہن کی تعریف سے خط کا کاغذ
کو تاپ ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ
قبر یوں دیگی ہما سے تن لاغ کو فشار
لکھتے لکھتے تری مے مکر کا احوال
بحر العنت میں رہ ورم کتابت کیا مال
ہو گئے ہیں مے ذراں ہو کل نڈیہ
سہ لقا فہ ترا یا شاہر قصہ کی نقاب
شہر میں اشک نڈا ہے بڑا کام کیا
سے پانک ہے لکھا ویدہ بڑا احوال

<p>بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تخت کا غنڈ آپ کے نام ہوا ہے مے گہر کا کا غنڈ جبکہ بل کہاے تو بل کہا کہ ہو کا لا کا غنڈ کہ عصا او کا قلم ہے یہ بیضا کا غنڈ کا غنڈ کی طرح بگ گیا سا کا غنڈ ہو گیا سب کمر دیوان کا سا کا غنڈ آئینہ ہے تے نامہ کا مصفا کا غنڈ ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ پشٹا کا غنڈ کہل گیا صورت آغوش تن کا غنڈ</p>	<p>خط میں نگین مضامین جو بہر و تھرتے بگ گیا ہے مراد روز ازل کی باتہ رشتہ سحر زلف کی رنگت کا جلا کر دیکھو خط کے لکھتے میں کہاتے ہر جہ۱ عجائب وصف اوس رنگ طلالی کا جو لکھا آہیر اوس کے قلم کا بند پا وصف قیامت لائی چہرہ شاہد مقصود کہا دیتا ہے کھلکے وہ مجھے ملینگے یہ کہنا نا ہے ہاتھ پہیلا کے لیا اوس نے جو یہ خط شون</p>
<p>اوس جلو ریزی سے قدر رنگا جلد خبر گوڑے کا غنڈ کے بنا کر کہیں دوڑا کا غنڈ</p>	
<p>تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑھ چلا کا غنڈ قلم دوست نہ پائے طیب یا کا غنڈ یقین ہے کہ خانی ہوتا ہے کا کا غنڈ تن اپنا رنج سے کہل گل کے ہو گیا کا غنڈ برنگ برگ ہو دیوان کا ہر اکا غنڈ پلاود ہو کے مجھے اوس کے نام کا کا غنڈ لگایا تاج میں جاے پر ہوا کا غنڈ مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کا غنڈ</p>	<p>۱۲ ہر اجا آہ کے مضامین نامے کا کا غنڈ اصل رسید وہ ہون نسخہ لکھنے بیٹھو اگر لکھوں عبارت نگین جو خط میں اس گل کو کبھی نہ شاد کیا تھنے ایک پرچے سے یہ تازگی سہجہ جو لکھوں سفید کا غنڈ پر چڑھا ہے نشہ افیون خال مرا ہوں تمہارے خط سے ہوا وجہ ہم فقیہ کو لکھوں جو آئینہ رو سے صاف کے اوصاف</p>

<p>ہمارا نام بھی داخل ہو کر بے دفتر میں خدا علیم ہی کرے بہرے ہوئے ہیں ہم کبھی نہ ختم ہوا خطا یا رروں سے جو دل دیا ہمیں جاگیر میں ملا بوسہ حضور خط جو لکھیں اس میں مطلب چاہو</p>	<p>کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا غنہ بہرینکے یار کے خط کا ذرا کا غنہ ادھر لکھا کہ او دھر صاف دھو گیا کا غنہ کہ یار کے خط و عارض نے لکھ دیا کا غنہ کچھ اسکا دھیان نہیں ہو برا سہلا کا غنہ</p>
---	--

گمان ہے خط جانان کا اس قدر ای قدر
پڑا ہوا کہیں دیکھا اڑھٹا لیا کا غنہ

<p>۱۸ وصلت میں ابوسہ ڈسے گلغام ہی لہنڈ چوے تو پشت چتر سیرام ہے لہنڈ حقہ تر غضب بت خود کام ہی لہنڈ جو ٹٹا جہان کہتا ہے بیٹھے کیواسطے ہان لے دہان زخم نہ پیکان کو چوڑنا لے عشق لخت دل بھی خون جگر بھی ہے لب پر جو گالیاں ہیں تو انکو نہیں سیل ہے شکر سفید پاؤں میں یا نہ ہر تلیسا یا رب نہ میں نام یہ کہ سا گیا پیری میں عشق لب تجھے دعا حاضر ہے کیچڑ میں لوٹ لوٹ کر کتے ہیں پرست گو خاک پہاں کاترے باعث نصیب ہے</p>	<p>ساقی کا ہونٹہ اور لب جام ہی لہنڈ بجھلکے سمیت آپکا بادام ہے لہنڈ بوسہ نہیں تو بوسہ بہ پیغام ہے لہنڈ بوسے کے ساتھ آپکی دشنام ہی لہنڈ مثل زبان یار گل اندام ہے لہنڈ ہے بامزہ گزرتے گلغام ہی لہنڈ پستہ ہے تاغ شیر بادام ہی لہنڈ جو کچھ نصیب ہو سحر و شام ہی لہنڈ لیکر ہمارے ہونٹہ ہی تاکا مہی لہنڈ یہ شیشہ رنچتے و شکر خام ہے لہنڈ موجہ میں بڑی ہیں بادہ گلغام ہی لہنڈ لے اسیاتے گردش یام ہی لہنڈ</p>
--	--

<p>بیٹھی نظر تری بہت خود کام ہر لذیذ نورس مزیکا پختہ ہر خام ہر لذیذ انگور و سیب پستہ و بادام ہے لذیذ گئے گئے طرح کیا یہ دلارام ہر لذیذ تم چو کہتے ہو کیا سئے گلفام ہر لذیذ</p>	<p>سر سے کی طرح خلق میں آتی ہو چاشنی عہد شباب پیری و طفلی میں تین پہل خالق ذوق ہر خوب لب چشم خم خوب ہے ہر دم چیا چبا کے جو تم بات کرتے ہو واعظا دہر تو آؤ ذرا اسکو چکھہ تو لو</p>
<p>دل دیکے قدر کیون لبو گلزارے اوڑائین جس چیز میں لگا کیے کچھ دام ہے لذیذ</p>	
<p>ردیف کے محلہ</p>	
<p>۲۴ ہیں برستا ہر ساقی تے میخانے پر برگ خوشے میں نہیں بخشو ہیں ہولانی پر سایہ ہے دیو کی تے دیوانے پر شمع کے پھول سے بجلی گری پروانچر نینچا ناز سے رکھ کر نہ چلو شانے پر کالی آند ہی سی ہو چابی مے دیرانی پر چاندی سولے کو کلس ہیں کر میخانے ماضی خاک سے لگیو تے ہر شانے پر چاہیے مہر کچیری کی ہی پروانی پر چاند آئے جو کہیں رہے سیخانے پر</p>	<p>گردن شیشہ جکانے سے پمانی پر اوڑ کے پونچے گا مل نام جہن نے پر شب غم چائی ہو کب سیر سیخانے پر گرمی جن بڑ ہی سرد ہوا عاشق زار چکنا آجائے کمر کی کہیں کسنا مانو کیا صبا آج ادھر زلف کی بولائی ہے ماہ و نور شیدہ جو افلاک پہرین ہو درد ہاں سنگدہ نتیجہ سے دل آزاری کا داغ کا نامہ اعمال میں ہونا ہر ضرور تیر کی ایسی ہے فوراً اوی لگ جائے سوں</p>

<p>تو ہی دعویٰ خدائی جو کر گیا اسے شوخ سوچتا ہر کہین جسکو نہ تیرا جاے راشٹن تیری جدائی میں جو کچھ تہا ہوں حالت کرید میں بہی نام ترارتا ہوں وہ صنان آتا ہے لٹکے چکائے ساقی پاؤں میں ہر وہ سینچے کہ آئی تو بہ موتہنی کہتے ہیں جسکو وہ فقط خدا سے گر میان ہرین تو مرادیدہ تر حاضری ہے پہر بہار آئی ہی بہر دلکو ہوا شوق چین کیسی ہر بار بھلتی ہے طبیعت اپنی وہ جگہ ہے کہ پرندہ ہی نہ پر مار سکے سوز ظاہر ہی جدا سوز شش باطن ہے جدا غش ہوا گردن ساقی پہ کہوئی نکمہ پڑا</p>	<p>ہو گا مجذوب کا دہو کا ترے دیوانے پر کان دہر تا نہیں غلام نے اس پر نہ وہ سرخاب پر آفت سے نہ پروانے پر اسم پڑتا ہوں میں تسبیح کی ہر دانے پر تیس دن رال ٹپکتی نہیں پیانے پر عشق جن بکچڑا ہوا ترے دیوانے پر آزماؤ نگاہ جاو کسی بگیا نے پر چوٹے مخرگان کا ہزار تے خنخانی پر پہر نکالے ہیں مے بلبل شیانے پر کبھی ادھر سے ہوئے سینے پہ کبھی شانے پر کیا پڑے بوم کا سایہ مکرورانے پر چرب ہوتا نہیں جگنو کبھی پروانے پر کبھی شیشہ ہر گرا میں کبھی پیانے پر</p>
<p>وہ ہی اسے قدر رہتا اک نقش قدم حیدر کا رکتے تھے مہر نوت جو نبی شانے پر</p>	
<p>۲۰ کہ لاناگ اور جیہ ہمہ لگا برو سے جانان پر نکلتا آتا ہے سبز ترے لبہای خندان پر کیا ہی ذبیح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہونین بہتاری آنکھ سے دل ہو کے زخمی گر پڑا درو</p>	<p>کیسے حسن یہ تو نے چڑھایا تیغ بران پر چڑھی آتی ہے یہ فوج سکندر آب حیوان پر کہ میرے خون کے چینیٹے تمہارے جیوے امان پر اٹھا لو ہر جیون پراسکو یعنی نوک ہر تگان پر</p>

کہ پہیرا ہنہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر
 ننو دیکھ نہین قرآن رکھتے ہین قرآن پر
 اگلوٹھی پاکے بیٹھا دیوہی تخت سلیمان پر
 ادھر گنگو راک ابرسیہ چھایا گلستان پر
 جنون نے ہول گویا چرن دیئے میری گریبان پر
 ابھی تو لگ مین ہم کو دتے ہین کہ تری بلان پر
 قیامت تو یہ ہے انسان مر جاتا ہے انسان پر
 ہوا شک او کو آئینے کا میری چشم حیران پر
 ہما ہر پر کے مٹا لایا کیا میرے بیابان پر
 بنائے آشیانہ شوق ہو سرور چرافان پر
 تری پہلی سے گل کہاں ہین منہ چشم گریان پر
 پڑے رہتے ہین باہر سوہم ہوش بھجان پر
 او دہر تو تھہ پہیرا شان نے لکین زلف پریشان پر
 حلقے جب بجا روٹھا گشتا چمائی بخشان پر
 پر تو یکیشی مین چھوڑتا ہوں تیرے ایمان پر

تجھو لے قیس شاید چشم یلایا د آئی ہے
 دہر و منہ میرے سینے پر دبے گادل تو کیا چا
 لڑا کر انگہ اون سے غیور کے گہر مین جا پونچا
 او دہر ملا دس کے نالوں سے اک دو دوسیا اوٹھا
 کیا ہے ناخن حشمت سے اسکو جا بجا پر زے
 ہتیلی پر دہر اسے نقد جان مثل چرخ اپنا
 محبت مین بہلا تری دلیل جا نوٹھہرے
 لگی بیساختہ منہ دیکھنے یون دید بازی کی
 جنون مین رہ گئے تھے چند مشت استخوان باقی
 جو اسے مرغ آتش دن مرغ دل ہونان
 لڑائی انگہ تجھے جب ہوا ناسور بند اپنا
 تمہارے قد پر عاشق ہین تمہارے خطا پر مین
 لڑائی انگہ آئینے نے مسی نے لیا ہوسہ
 او کا سبزہ جو عارض ہو تمہارے بے تک پونچا
 قیامت مین جنان پاؤں نہ پاؤں خیر عوا

قیامت ہو گئی قدر سے نجات آدھین مدقون تھا

سناسے آج سبکی کر پڑی گو غریبان پر

ایسا چرخ ہے کہ جلا دیکو مال پر
 دیکھی کسی نے باڑہ نہ تیغ ہلال پر

۲۱

نور بدین یار رخ بے مشال پر
 ناقص کہی مجھے نہیں جنگ جلال پر

اک گرم پیسا رکھ دیا دست سوانج
 جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر
 لکھتے ہیں لوگ سو دھواں لالچ
 بیٹھے گا سانپ منہ موزی کو مال پر
 صیاد نے یہ جال بچھا یا ہے جالچ
 سینے کو میرے فوق ہر گینڈکی ڈالچ
 صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہیں جال پر
 یا ناچتے ہیں مور تری بانگی چال پر
 تھک لڑنے سے مال پہ مچھ کو مال پر
 صیاد وقت جاتا ہے پہر گلے سالچ
 کامل رہے جو سر نہ اوڑھائے کمالچ
 وہ پتے پتے پر چر جو تو ڈال ال پر
 لٹھ چوڑ دین مجھے سب سمیر حال پر
 کلیون کے ٹوٹے ہوئے لال لال پر
 چیتے کو چوڑا ہون نکار غزال پر
 خوش خوش ہیں آپ کیون سیر رنج دلالچ
 پھندا لکا ہوا ہے ترسے بال بال پر
 شاید پڑے گی نگہ سی خرد سال پر

برہم ہوئے یہ بوسہ رخسار و خال پر
 کہتا ہے ماہ داغ ترک گوئے گال پر
 گالی ترے دہن میں سہائی تو کیا عجب
 کہائے نہ آپ وہ نہ کیسکو کہلا سکے
 خط سیاہ یا رہ لہر رہی ہے زلف
 تیر جفا ہزار پین کچھ اڑ نہیں
 میرے اسیر ہونے کی اسد رخوشی
 چلنے میں جو نکلے دیتا ہی ہر ایک پانچا
 اے منعمور دے نہیں جس سے کٹ دین
 اب تک بہا رہے ہیں لٹھ چوڑے
 گھٹ کر ہلال ہو مد کا مل خور سے
 بلب تو اوڑ کے جا نیگا صیاد کو کمان
 جاؤں جد ہر جنون میں رو کی گہی کوئی
 میں دام میں پٹر کے ہوا رشک لڑا
 سنبھلو تمہاری آنگامہ پراتا ہے میل دل
 یہ دیکھ دیکھ کر مجھے ہوتا ہے اور رنج
 تو صید گا دھڑ ہر میں غافل ہے کسلے
 میں دیکھتا ہوں خواب میں ہر بلال علیہ

میکش نہیں ہوں قدر گر کیوں نہ جاؤں میں

بھٹی میں قرض آتا ہے میرا کلال پر

میرا دل بیتاب اڑا آہ رسا پر ۲۹
 ہوئے سے دماغ اپنا نہ کیوں غرض عکاس
 برباد ہوا دل مرا دس بڑخ کی ضیا پر
 چپایا ہے مرا بخت سیاہ رسا پر
 پاراوترینگے خود تیر کے دریا میں شہادت
 سہر قتل مینا پر چلے زندہ سیاہ مست
 ہے بکسی دیاس غنم ورنج کا بڑو
 وہ خاک نشین زندہ ہوں جیتا تھوڑا ٹھکانا
 گردن کو جھکا کر ختم تیر بنے ہو
 چلتی ہے وہ انگھیلوئی چال تمہاری
 کھائے گامے سینہ سوزاں کی جوڑی
 سہرا نگہ کو منظور نظر سہرا ہے
 افسوس تیرا منہ کہی جی ہر کے نہ دیکھا
 رزاق عطا کرتا ہے گناہ کو بھی نرق
 سہرا دیکھنا پاداش میں چکائی غلام
 ابرو کے سرے پر کوئی کا جھلکا بڑو
 آئینے میں یہ آنکھیں بیزلفین جوڑاؤ
 اودھنے گار میں صفت گلشن نہاد

ہے بیت مقدس کے حلق پر ہوا پر
 لے اڑتی ہے یہ لال پری ہکھو ہوا پر
 غبارہ جو اڑھا تو چارو سے ہوا پر
 جس طرح بھارات چڑھیں اوج ہوا پر
 ہم سینے کے بھل جائینگے شہر چار پر
 پہرائی گٹا جھوٹے مورون کی صدف پر
 میلا سا گارہتا ہے قبر شہدا پر
 ہو غرض پیالے کے میٹھ چار پر
 ہے شرم و حیا پر ہی نظر ظلم چار پر
 دل لوٹ ہوا جاتا ہے کچھ باد صبا پر
 لوگوں کو سمن در کا گمان ہو گا ہوا پر
 رکھی گئی پہرہ بڑا تری تیغ چار پر
 جیتی ہے نظر کب تے چہر کی ضیا پر
 روزی وہی پونچا آتا ہے عناق کو ہوا پر
 سہرا آج مکر کتا ہے تو ظلم چار پر
 قبضہ کوئی جڑی ہے شمشیر ادا پر
 خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر
 کیا نگشت گل سے چمنستان پر ہوا پر

<p>نالوں پہ دل ناز کے بل کرتی ہو وہ زلف کیا نام خدا لب پہ سین بیگین ہیں اس ظلم و رضا کا ہے وہی مینہ لا پرواغ ہوئے سینے ترخستہ دلونکے بہرشتی سے باد بیماری سیروان ہے دل اپنا تمہارے لب جان بخش پر کیا آلائش دینا سے مرغِ صاف خدا پاک کیونکر نہ رہیں عاشق زاراہ کے پابند ناحق کی عداوت سے کر قطع محبت خود چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار</p>	<p>جس طرح کوئی سانپ کسی کی صدا پر چھائی ہوئی ظلمت سے ترسی آبِ بقا پر آنکھ نہ دیکھی ستم پر ہے نظر اپنی خفا پر چادر چڑھ ہے ہر لونگی مزار شہدا پر سہر تخت پر نیرزا حیلہ اوج ہوا پر ہے خضر کا بیڑا کہ چڑھا آبِ بقا پر پیکان نہ پڑے کوئی کہی تیر قضا پر کس طرح ضعیفونکو نہ تکیہ ہو عصا پر چھریان نہ جفاؤں کی پہر حلقِ وفا پر خود پڑنے لگی تر چھی نظر بانگی ادا پر</p>
<p>کب چاہہ زرخندان کا لیا قدر نے بوسہ طوفان اوٹھنا و نہ کسی مردِ خدا پر</p>	
<p>۱۸ دل جلے بہتان ہوش ستم بجا دیر قیس پر دے کہی ماتم کیا فرما دیر انتقام عشق آجائے اگر ادا دیر ابرو چشم تان نص حدیث حسن ہے عجب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا دفعۃً کیا دونوں آنکھیں محو جان ہوئیں جا پڑا جس وقت اوڑھ کر خون میرا گرم گرم</p>	<p>خود فدا موشی کرے تہمت دہر آستانہ پر کیا کریں کس سے کہیں قنادی افتادہ پر قیس پر پالی مری شیریں پی فرما دیر نوں لکھا ہو کاتب قدرت نے حرفِ صدا پر گل بہ قمری ہی ادھر بلبل و دہر شادا پر پسگئے ہاروت و ماروت اکیلا دم زوا پر پڑ گئے چھالے زبانِ خج ز فولا دہر</p>

<p>میر نہ سہی پہل چھڑتے ہیں بہار کی بہار اونچا جوڑا اس قدر قامت کچھ پست باجوہ روئے نگین پر ہوا بلبس کو دھوکا پہل ک ہاتھ دھوئی اپنے گھر سے تو بھی خوش رہی کوئی ہنستا کوئی رونا ہی یہ قدرت اوکی ہے زخم بے غم آہ پر آہ اور دغون پر بی غ جسکی موت آتی ہوتے کھٹکے چلا جاتا ہے فصل گل ہر فصل کی کہنتی ہر گئی تو ہر بلبو غنچے کی صورت دغ مار دغ ہر فصل گل کی تو بچانے سے مستحک ہو ہوا</p>	<p>باغ کا عالم ہوا ہے خانہ صیاد پر اور بھی طرہ کیا یہ آپ نے شمشاد پر شلخ سے وہ اڑ کے جا بیٹھا صیاد کی عشق اگر کچھ باڑہ رکھ دی تیشہ نو باد پر خیر تھیے آپ میر سے نالود فریاد پر رونا آتا ہے ہمیں حال دل نشاد پر چھوٹے جاتے ہیں قیدی زندان حیات پر دھڑ ہے فضا د پر تاکیر ہے حد پر باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر توسی خم ککے لیجاؤں سرز باد پر</p>
<p>کیون چیری پر باڑہ رکھ لوئی گلا کاٹو گے کیا قدر تم مرتے ہو کس ترک ستم ایجاد پر</p>	
<p>بگڑ کر کہتے ہیں جب آنکھ ڈالو خال بند پر ۱۵ محل خوف ہے بارود ہماری چشم جادو پر تے خال خط لب سے ثبات ہو گیا ہکو چلا دایار کی آنکھوں کا دکلائے جو دشت میں کسی فقر سے بوسہ خال کا ملتا نہیں ہکو ہماری بینی نازک سے دل پناہوا زخمی ہماری خاک مرقد سے کچھ کا عطر مٹی کا</p>	<p>وہ چٹکی دل میں لوگانیل دہر آنگہا ہلو پر کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر خض نے اپنا سجادہ چھپایا ہر لب جو پر سنگوٹی چاندی سوئی کی چڑ بادون شاخ آہو پر کوئی افسون نہیں چلتا ہر اس چوٹی سے بھو پر ہماری آنکھ پڑتی ہے اسی تیر سے ہلو پر کہ ہڑ کے روح اپنی آپ کے زلف ہمن بھو پر</p>

<p>یقین جیب میری آنکھوں کا ہوا چشم ترازو پر لگے ہیں محتسب و دوسے گل رنگ کی بو پر مری قسمت کا دانہ رکھ دیا ہر شاخ آہو پر مے قابو میں وہ آئے چڑھا میں دنگو قابو پر فرین ہی جو ٹپختے ہی ہوں جلد مصحف و پر کسی نے یار جادو کر دیا ہے چشم جادو پر کبھی چمکانہ عشق اپنا جوان چالار پر</p>	<p>بڑی شکل ہی مثل بیٹا ہے اوسم وہ منہ بولی کرام کا تبیین میں ساتھ عصیان کا نہ دیان آئے خدا نے دشت و حشت لکھ دیا میرے مقدر میں نگاہیں لڑکھیں اس پوچھنا کیا راز الفت کا یہ پیاری پیاری صورت کپکی بوسوں کی قابل ہے مذہب سے اشارہ کریں نہ وہ جوتوں دھاک میں کبھی باندھیں تھنہ دھری چیراں ہری گلوار</p>
---	--

سوا شعر سخن کے اور بھی کچھ فکر رہتی ہے
کہ جب یکو تہیں لے قدر سر رکھا ہی زانو پر

<p>اگے کم ظرفوں کے کی دل ہاتھ پہلایا نکر رات بہر تادل بیتاب گھبرا یا نکر خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بڑا بیجا نکر آنکھوں میں کا جل گل زلفو نہیں اپنی شانہ کر میکدے جاتے ہوڑو اعظا مجھے ٹوکا نکر اے مہ خود میں بہت عشاق سے بہاگا نکر روح ہو کئی جسم خاکی میں تہر پر پردا نکر ہڈیاں کہا نیکی کو سر پر سے ہما سایا نکر اتنے گاہک ہیں ہمارے تو نکر پانکر</p>	<p>۱۰ ساز و سامان عیش کا انداک سے چا ہانکر کالے کوسوں یا دکا کل میں بکھلایا نکر یہ بھی قسمت کا لکھا میلہ لکھتا ہی وہ شونخ مستی مل پان لہا لے وصل میں مہدی لگا بدشگون ہے کہ کیو ٹوکنا چلتے ہوئے روز دلی دور ہیں سے دیکھ لیتے ہیں تجھے وہ مثل ہی خاک اے سکیں چھینا ہے چاند باز آیا ایسی راسخ سے جو آخر برج ہو ٹو آہ سوزان چشم گریان درد ہجران اغ دل</p>
--	---

شمع ہے حب علی لے قدر اپنی نیند پر

اسقہ زتاری کی مرثد کا اندیشا نکھر

کانپا میں زلف وقامت دلدل دیکھ کر ۱۶
 کتنے ہرین قتل پہ مجھے طیار دیکھ کر
 کر دے ہر بدستہ نہیں اور کئی
 سمجھا یہی میں آسٹا گھر میں بھائی تیغ
 غنچے سے تنگ تر ہر چمن عنایب کو
 تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو
 یہ لہن ترانیاں ہمیں ہرگز نہیں پسند
 کوٹھے سے مجھ کو جہانکے تہ نہ پڑا
 فرگان کی مثل سو کھکے کاٹا ہو جو ہم
 شہر گہیاں پڑنے لگی شوق قتل میں
 چھٹکے میں دونوں جام شراب اس کے
 بل کہا گئی کہ تو نہ تعظیم کو اوٹھے
 کیسا فراج تھا کہ براہ زمین ہوئے
 اس انجمن میں اب نہ کھلیگی زبان شمع
 مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر

دل ہلکیا مرا رسد و در دیکھ کر
 کیا سپید لا پڑتا ہے مری تلوار دیکھ کر
 لو بڑھ گیا دماغ مرا پیار دیکھ کر
 مقتل میں آئے دانت تہ تلوار دیکھ کر
 پہولا نہیں سماتا ہے گلزار دیکھ کر
 چونکا میں رات خواب میں تلوار دیکھ کر
 موسیٰ کو کیا ملا تجھے کباب دیکھ کر
 میں رگیا فلک کی طیرن یار دیکھ کر
 بیار ہوں میں زکس سیار دیکھ کر
 جب مجھ کو دیکھنے لگے تلوار دیکھ کر
 آنکھیں کھلیں حضور کا دیدار دیکھ کر
 بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھ کر
 پہرہ برگئے ہرین طالب دیدار دیکھ کر
 چپ سے ہتھاری گری گفتار دیکھ کر
 مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھ کر

اے قدر راہ عشق ہے آگے بڑھ نہ جاؤ

کھٹکا ہے ہوشیار خبر دار دیکھ کر

اوسنے آنکھوں کی مثل پا کر ۲۲ ساغریں اچھا اوٹھا کر

کیا تجھ کو ملے گا دل دکھ کر
 ہم دہیان میں زلف یار لاکر
 کچھ نہ کھجک سنہی نہیں ہے
 یا دیر نہ ہول سے دل بھر
 بندہ میں اسی لئے ہوا تھا
 کوٹا ہوں کیا ہے تمہی ہوش
 اپنا خط جام ہے تقیہ
 چلنے میں کہیگا دل نہ پس جا
 اے دل کوئی نالہ حسب معمول
 ہو ملک عدم بھی کیا ہی لچپ
 رویا کیا میں نہ وہ پیسے
 دل میں کوئی حوصلہ نہ رچاے
 کٹجاتی ہے شب نہ ہی نہیں
 مٹی سے نہ پڑہنا زمیت
 کالی رنگت پہ گرتی ہی برق
 اے عمر روان کہاں گئی تو
 اے یار جلے کو کیا جلانا
 آفتیہ دبا ہو قسے عشق
 جوڑے کو نہ کوئی خدرا

کہے کو نہ ڈھا خدرا
 روئے سرہ لگا لگا کر
 غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر
 ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر
 لور کدیا خاک میں ملا کر
 فرماتے ہیں ہوش کی دوا کر
 پیتے ہیں شراب ہم چپا کر
 رکھئے گات رم ذرا بچا کر
 بلبل ایک آدھ چپا کر
 کوئی نہ پھر ادواں سے جا کر
 کیا ٹال دیا ہے سدا کر
 جی کہول کے مجھ پہ توجہ نہ کر
 رہ جاتا ہے شوق گدا کر
 یہ فرض تو اے صنم ادا کر
 ہنسے تو ذرا دھڑکی جا کر
 تنہا مجھے گور میں سلا کر
 اب منہ نہ چپائے دکھا کر
 زاہد تو مے لئے دعا کر
 قصہ نہ پڑھائیے گھٹا کر

رجباتی ہے شمع جہلملا کر	اوترتا ہے جہان نقاب لٹکا
کیون قدر بتوں کا ذکر کیسا +	لے مرود خدا خدا خدا خدا کر
روایۃ زائے معجزہ	
<p>۱۱</p> <p>میں کوڑیوں پریں گونا گونا نہیں ہرگز کن آنکھوں سے دیکھوں مجھ بہا نہیں ہرگز اس واسطے میں آپس میں آتا نہیں ہرگز ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہیں ہرگز میں ناز ہی پر یوں کو اڑھاتا نہیں ہرگز یہ گاؤں کا ٹھہرا مجھے بہا نہیں ہرگز پر کوئی مری راہ پر آتا نہیں ہرگز کہتا ہے وہ جو نگہ میں سنا نہیں ہرگز خنجر کو وہ پانے میں بھیاتا نہیں ہرگز ایسی کمرایا کہیں چاتا نہیں ہرگز</p>	<p>دل آپکے دانتوں پہ تو آتا نہیں ہرگز مگ گنتا ہے دن جگر کا جاتا نہیں ہرگز ڈر ہے کہ کہیں بہ نہ خیال آکا آجا جس وضع کی جس خلق کی تعریف ہی تھی اللہ جنوں میں یہ سبکدوش ہوا ہوں موسے کی سہی پول تولادری سے ساقی گو دامق و فرما دے سیر اپرا یا زاہد یہ نہ کہہ میں نے ہی پہنا خدا کو منظور ہے سیراب تو ہوتا شہ دیدار چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چاتا</p>
<p>شہو کمری تربت کو گونا گونا نہیں لے قدر سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہیں ہرگز</p>	
<p>۱۵</p> <p>ہم جانتے ہیں غلامان سے چند روز لے قیدیو جہان کا زندان ہی چند روز</p>	<p>دل ہی یہ ربط کیسو چپان ہے چند روز آواز آرہی ہے ہر نبی سے ہمیں +</p>

<p>حلقہ میں تیرے گوی کر بیان ہے چند روز اے میری جان لطف بستان ہے چند روز ہونٹا دس پری کا لعل بخشان ہے چند روز دعوت تمہاری اب تو مے مان ہے چند روز پوشیدہ ہے چشمہ حیوان ہے چند روز شفاف خط سے چہرہ جانان ہے چند روز سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہے چند روز ہم کو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز بیچارہ عاشق اپکا کمان ہے چند روز یہ دست جیب دست گریبان ہے چند روز یہ او کی شرم او کی نگہبان ہے چند روز اب ہم میں اور کو چہ جانان ہے چند روز</p>	<p>عقد کھینکد لکے شروع شباب سے لیلی سے قیس کتاہتا جھکونہ بولسا ہوگا جوان تو بوسون سے نلیم بناؤنگا جب میری جان جا تو جانا تم اپنے گھر ہم ہونڈ کر نکالتے ہیں یار کا دہن ہے چار دن کی چاندنی پہرے اندھیری گلشن میں لطف بلبل گل ہے ہر بات تک تشہیر کر رہے ہیں پروردہاری لاش دم جو گزر رہا ہی دم واپسین ہو وہ پرزے اوڑیگا جیب جنون یا تھکینگے تہ بڑھایا گیا جو ربط خود آئینگے میرے گھر ممر کے کوئی یار میں پونچے ہر صوف سے</p>
<p>اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن میں جنون ہوا خیر اب تو یار سیر بربان ہے چند روز</p>	
<p>دنیامین اور ہے تراد یوانہ چند روز سرخاب چند روز نہ ہوں پروانہ چند روز پتھر ہی کہا سائے گا تراد یوانہ چند روز منہ سے لگا رہے مے پیمانہ چند روز رہنے نہ پایا بزم میں پروانہ چند روز</p>	<p>۱۳ سب پر لقا مر افسانہ چند روز شب کو کبھی فراق ہے دن کو کبھی فراق ہر ایک کی کڑی بھی اوٹا ٹیکا اے منہم جب تک جوان ہوا نکدہ کا بوسہ ملا کر سے اے شمع تو نے خانہ الفت جلا دیا</p>

<p>آباد ہے جہاں کا ویرانہ چن درو گہرا لنگہا بہت دل دیوانہ چند روز ہو گا مقفل اس دریاخانہ چند روز ہو جائے سیر کو پڑ جائانا چند روز اوجھے گا دام زلف میں پریشانہ چند روز میں آپ جاؤ گا جو وہ آیا نہ چند روز چنانا کیا میں کعبہ و تخانہ چند روز</p>	<p>دنیا میں کارخانہ محبت کی فکر کر دشمن جو نکو جاتے تو ہرین ہر چوکر آیا مرصیام چپا جام آفتاب لے دے اعطو نہ دیکھئے جنت کا راستہ بکھلے گا دو آہ دل چاک چاک سے قاصد کے انتظار میں گھٹا ہون بہ دن دل کے سوا کہیں نہ تمہارا پتہ لگا</p>
<p>انجام کار سوئی گئے سب فرش خاک پر اے قدر ہے یہ سند شام نہ چند روز</p>	
<p>رویف سین حملہ</p>	
<p>ہو گئے وہ قابل بوس و کنارا بکی برس داغ او گئے ہرین میان لالہ زار بکی برس پوہنچے مقصد کو تیرا امیدوار بکی برس صورت گیسو ہرین مہکوا انتشار بکی برس مہکوا بالکل کر دیا ہے اختیار بکی برس دیکھئے کیا گل کھلاتی ہے بہار بکی برس چار ہونکو تو ترستا ہے مزار بکی برس سخت گزرا ہے تمہارا انتظار بکی برس</p>	<p>۱۳ گات او ہر آئی بہرے خسار یا ر بکی برس آگ برساتا ہے ابر نو بہار بکی برس اے مد کامل مبارک طوق منت کے بڑ ہے ایک سود ایک لہجوں ک شب فرقت کا غم دل تو دل تمنے جگر ہی لے لیا اور جان دیکھئے ابکے مہین کیا داغ ہوتا ہر نصیب خشت سالی ہو گئی یا تم ہو اپر آگئے ہجرت کے بارہ جینے ہو گئے بارہ برس</p>

<p>دیدہ ہوا و سکی ترا احسان ہو لے لاغری پہر نئے جلتے کالے ہیں تمہاری زلف نے داغ دے دیکر مے دلو دوا لی میں کہا چار دنگو ہی نہ لے حد کا ٹین بٹیریاں</p>	<p>کاش پہچانے نہ مجھ کو میرا پارا بجے برس سیر نئے ہنس جا بیٹنگے دو تین چار بجے برس کیا گھر وندے پر جو نقش و نگار بجے برس قید میں ہم کو کٹی ساری بہارا بجے برس</p>
<p>قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی دیکھئے کیا رنگ لائے میرا پارا بجے برس</p>	
<p>۱۱ قتل بھی کر کے کہے گا نہ وہ قاتل فسوس چمپ سا سوز جگر شب کو نہ پروانے سے میرے دل میں عوض حدیش بہری ہر شہر جس سے لو اپنی لگاؤں ہی بی پروا ہو اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام شیا کا دہن گور سے لیل کی یہ آتی ہے صدا یون تو جو ہوتا ہے انسان ہی کا تا ہے میں تہ تیغ بھی کیا تشنہ دیدار رہوں ماہمہ منہ میں نہیں دیتا ہے کوئی کالے کر بند ہو جائیگی جب آنکھ تو چھپتا ہے گا</p>	<p>کیسی بے رحم کا تشنہ ہر مرادال فسوس جل گیا شمع پہ کر کر سہر محفل فسوس میرے پہلو میں بہری عوض دل فسوس میں تمہیں یاد کروں تم رہو غافل فسوس غافل و خلق سے کیوں ہوتی ہو سائل فسوس مے مجنون مے عاشق مے بسمل فسوس مرزع دہر کے لیکن میں محاصل فسوس پیاس کے مارے مروں میں بسا حل فسوس جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل فسوس خواب غفلت سے نہ چو کا کہلی یدل فسوس</p>
<p>سخت۔ جان قدر رسا در کیا نگہ میں تریچے یہ جوان اور ہواک دار میں بسمل فسوس</p>	
<p>دیکھئے کالی کٹا دن میں بہار طائوس ۱۱ بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طائوس</p>	<p>بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طائوس</p>

<p>چمن چنلہ ہر نقش نگارِ طاؤس ایر بن بنگے اوڑا صب و قرارِ طاؤس کبھی سجیلی نہ بنی شمع مزارِ طاؤس بلبلوں کی سہے نگہ گنتی نہ شمارِ طاؤس باغ میں کھیلتا ہے ابرج کا رِطاؤس مور کیوں پہ فدا لکب نشاِ طاؤس ابر تک اوڑے کے پونج جامی غبارِ طاؤس بنگے نہر مے آئینہ دارِ طاؤس ابر دیکھ تو کمین حالت زارِ طاؤس</p>	<p>انگنہ اگر ہو تو قدامت کو نہ ہیولے انسان چلین برسات کی جسوقت پہلین بسن کام آتا نہیں معشوق کا جسوہ ہرگز بول چال کی وہ سہے کہ نہر اردن میں فدا سجلی رنجاک سے تو بندوق ہی بادل کی گرج ہیں یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتہ رقص لے ہوا رحم ذرا کب سے بٹار کھا ہے چشم گریان میں سمایا سے انکڑناؤ کا کوکتے کوکتے آیت ب ہوا جاتا ہے</p>
---	--

زلحف پہ تم ہو فشارا برکا وہ عاشق زار
تم ہی لے قدر رسو قریب جلا طاؤس

<p>خط و خال رخ رنگین خط و خالِ طاؤس تنہا پہر تا ہے مرا یا رشتا ل طاؤس آپ کی چال چلے ہی یہ مجالِ طاؤس پہول ہتھوں ہی ہر شاخیں پر دبال طاؤس داغ بن بنگے اوہتر تا ہے ملال طاؤس کہو دے پاؤں نے سب جن جمالِ طاؤس داغ بنجا نیگہ نقش پر دبال طاؤس ایر شاہ ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس</p>	<p>۱۵ انگلیں طاؤس ہیں ابر پر دبال طاؤس جب سے پہنا ہے زمرہ کا جڑا گوشت غیر ممکن ہے کہ کو ابھی چلے نہیں کی چال موسم گل میں ہیں طاؤس کی چوٹی غنچے ڈ تجسس لے ابر جو رگ رگ میں پہنچتا ہر پنج حسن پامال ہوا یار جو نیچوں سے بلا ڈ پیر مے زخم ہرے ہونگے جو انگلی ہمار دودا وہ دل عاشق سے ہیں معشوق آیت ب</p>
--	---

<p>باغ کو دیکھ کر آتا ہے خیال طاؤس گل کے ہونے سے ہمکتری نہیں بال طاؤس ہر برس کے گھٹا دھرتی ہے مثال طاؤس اے ہوا تجھ پر سے گایہ وبال طاؤس ابر کو دیکھتے ہو تو اسے جو حال طاؤس موچیل قبر پر ہونگے پر وبال طاؤس</p>	<p>بزم جانان میں کوئی شیشہ سے نہ ہوا تھا جنگی ظاہر میں ہے زینت نہیں بل میں کیا دیکھ عشاق کو خادم میں یہ سارے مے مشوق ابر کو تو نے اوڑا یا ہے گر سے گئی جھیلی زلف کو دیکھتے وہ دل پہ گزرتی ہے داغ کمان سے مرنے ہی ثابت ہو گا</p>
---	---

اپنا چھلا تو عنایت کر دے ابر بہار
قدر گل کمانی کو آند ہی جو مثال طاؤس

<p>یون بے بلا کے ہم تو نہ جائیں خدا کو پاس دوہرے پیالے رکھو ہوئے ہر دے کی کہاں اوٹھینگے ہم جہان سے اونکو بٹھا کی پاس ہے ایک قتل گاہ بھی دل اشقا کے پاس شب کو اون میں بٹا ہی یا گد گدا کے پاس چین و ختن کے نلے میں باد صبا کی پاس سنے ہزار دن رکھتے ہیں ہم کیمیا کے پاس دن اس طرح گزرتے ہیں اوس ملقا کی پاس رونا ہوں بیٹھ بیٹھ کنخ حنا کے پاس دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس کیسا قریب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس</p>	<p>۱۵ روزائیں تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس تیرے مرض چشم کا یہ طور آج ہے نے اوسکے زانوں کے نہ بنگلے کا اپنا دم آنکھوں کے پاس برو جانان کی دہو ہم ہر اچھا ہنسی نہیں میں نکالا ہے سہنے کام خوشبو سے زلف ریا کا کیا فیض عام ہے کیا کیا ہیں شعریات گلالی کے صفین کمر کیے پر سے چھوڑ دئے شام گوئی یاد آتے ہیں جو بار کے رنگین دست و پا خالق ہے سر پرست امیر و غریب کا کب سے کھڑا ہوں او نکو مراد ہیان کچھ نہیں</p>
--	---

<p>کیا ایسی کائنات سے زلف و نامہ پاس اک جھوٹا ہی ڈال لود و لشر کے پاس آتے نہیں ہیں وہ کہہ ماری حیا کے پاس</p>	<p>کرتی ہے ایک لہجہ ہماری بہت سے بل دیکھا جو اپنے کو چے میں بولے بکڑ کے وہ کچھ کم نہیں قریب سے ہکو حجاب یار</p>
<p>اے قدر اپنی قدر نہ غمستہ میں کوئی ہے جایا نہ کیجئے کسی یار آشنا کے پاس</p>	
<p>ردیف شین معجم</p>	
<p>مجموعہ فکر و سبب تہی در او نہیں زہر کی تلاش آئینہ پایا تو کیوں باقی رہی گہر کی تلاش آف ہمار جی جستجو تفت کیا کر کی تلاش پہر وہاں ہونے لگی پہلوں کے دیور کی تلاش حشر میں ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش جس طرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش ہے کمر کی یاد ہاں تنگ دلبر کی تلاش موت نے کیا کیا سے بالائی ستر کی تلاش کسی الفت ان گلوں کو رہتی ہو زہر کی تلاش گھسے بے گھر ہو کر دے گی تری گہر کی تلاش رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بہر کی تلاش ماشوقوں نے کس قدر اللہ اکبر کی تلاش</p>	<p>۱۵ خاک چھانی نیار یونگی ساتھ در در کی تلاش دل تو میرا لپکے سینے سے بھی لٹپٹیں حضور خاکساری ہنسنے پائی ملگلی اکسیر اوس بہر بہار آئی ہے پہر جاگے نصیب باغبان کچھ نہ کچھ توفیق ہو گا خدا کے سامنے اس طرح غم ڈھونڈتا ہوتا ہے ہم کو بعد مر شاعروں سے بڑے دنیائیں کوئی جُز رس نہیں لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت میں بچا انکی باتوں پر کہی دھوکا کھائے آدمی آپ سے بے آپ ہو جائیگی جھکاوٹ ڈھونڈا کر فکر دوزی سے کہی راحت نہیں انسان کو ڈھونڈا کر آخر نکالا عسکر علی پر تجھ کو</p>

ہے مثل لڑکا بغل میں ہے ڈھنڈو ڈھنڈو
 پاس دل سے کہو لکڑی زلف معبر کی تلاش
 خوب گزرتی ہے طبیعت جب کہیں ہوتا شجر
 کیا جھنکاتی ہے کوئی نہ ہر مصرع ترکی

اک یہی باقی رہا ہے یا الٹی خمیہ ہو
 آج ہوتی ہے وہاں قدر سخندر کی تلاش

ہو گا نہ کہی نالہ فریاد فراموش ۱۵
 سو سر جو کٹیں ہر دہن ہر لڑکھو
 آہنا ہے نظر خواہ بین ہو ملک الموت
 میں اپنا گلا کاٹوں گا آتی نہیں چکی
 تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی
 قاتل ترے دیدار میں یہ محو ہوئے ہم
 اک سل سی دہری رہتی ہے چپاتی پہ چاکری
 آرو نکے بھی نیچے ترا مذکور نہ جائے
 ایسی کہی قصوہ خیاں کی نہ بچگی
 صیاد کہی او سکون نے میں نہ چو کے
 یاد آتی ہیں ہر لحظہ تری لامسی زلفیں
 امید ہے جو وقت کہ ہوشا و تزا دل
 دشمن کو بھی تو قسمت روزی میں ہو لا
 ہرست زمانے میں جرنی ہم بھی ہے

اس بات پہ پلبل سے بدیاد فراموش
 ہے شمع ترا عاشق بیدا فراموش
 ہوتی ہے نہیں صورت صیاد فراموش
 کیون مجھ کو کیا اے تم سچا فراموش
 صیاد کے دل سے ہوئی صیاد فراموش
 محشر میں ہوا شکوہ بیدا فراموش
 دم بہر نہیں ہوتا غم فرما فراموش
 ہو چہر یوں تلی بہی تری یاد فراموش
 کرنا نہ کر کو کہیں بسزا فراموش
 جب تجھ کو کرے مزعج چمن یاد فراموش
 ہوتی نہیں آنکھوں کی تری صدا فراموش
 اوس وقت نہو یہ دل ناشاد فراموش
 فرعون نہ ہا مان نہ شدا فراموش
 ہر قیس و ناز دامت فرما فراموش

اے قدر میں آنکھوں کی جڑی کیون لگاؤں

ہوتا ہی نہیں برق سا استاد فراموش

رویف صادم

۱۵ بے اسکے بڑے بیگانہ کہی یار سے خلاص
چشت میں رہی خار بیابان سے محبت
اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا
کنگاہی پہ بہت سورۃ اخلاص پڑھیے
دیرون میں وہی شکل حرم میں ہی صورت
اوس سرور دان کچے جو گل روئی ہو عاشق
خود صحف رخ دہو کے پلانے لگی بانی
بوسے دئے او کو چھ منہ بہی لگایا
نفرت نہیں گل ہو ہے تو اکسیر سے چشت
کس درجہ مزاج ادا کا برا ہے مے اللہ
سیج تو کہو کیا آئینہ دل کی طلب ہے
ہم لنگ نہیں ملک خدا تانگ نہیں ہے
بے شک کے چلا جاؤ گا جنت میں پس گ
وہ شکوہ الفت پہ یہ فرماتے ہیں ہنسکر

۱۵ ہو اوس کے کسی محرم اسرار سے خلاص
صحت میں رہا اوس گل بیخار سے خلاص
جتنا ہے یہاں درہم و دنیا تو خلاص
کام آئیگا اتنا دل بیمار سے خلاص
کس کو نہیں اوس بت عیار سے خلاص
قری نے کیا بلبل گلزار سے خلاص
اسد رجب بڑے عاشق بیمار سے خلاص
مجھے نہ گھلا دریا خیار سے خلاص
رکتے نہیں ہرگز کسی زردار سے خلاص
دن میں سے و چشت سے ہو دو دیوار سے خلاص
اسد رجب ہے کیوں آج گنگار سے خلاص
غیر و نکو مبارک ہے سرکار سے خلاص
ہے بھیکو تمہاری در و دیوار سے خلاص
بکتا ہو تو لے آؤں میں بازار سے خلاص

اے قہر عجب طرح کا مذہب ہے بہتون کا
کاف سے محبت کہی دیندار سے خلاص

کہہ دے کہہ دے کہیں ان کدہ میں ہر ہوشو ہو گئے تیار
چوم لے چوم لے لے لے قی بر ہمارے میاں

۱۳ کہہ رہے ہیں کہ ننگین ملکیت انگین کے عوض

<p>پٹ ہی جاؤ گامین جھانچن چین کے عوض بہت کسری ہے تری سیم حسن کیا کسنا یہی پہراتا ہے قسمت جو دسترس ہو مجھ کو ہمارا دشت ہی رسنا ہے دید باز دن کا کہان کی بال نکالی ہی تھے بال کی کمال ہمارا نام ہے عشاق میں فنا فی العشق بجائے دل غم سے دل سے نکلے نالہ و آہ کہی تو دام میں یاروں کے آہی جاؤ گے بجائے بوسہ لب گلیاں سناتے ہو یونین پونجیتی ہے پونچے گا ہاتھ گالوں تک ضرور چاہیے ایک آدہ داغ بوسے کا</p>	<p>کہی تو بان ہی نکلیا رنگ نہیں کے عوض ہرن کسری ہی ملی ابرو و حسین کے عوض سر آسمان پہ چکا کروں زمین کے عوض چٹھے ہیں کالے ہرن چشم سر مگرین کے عوض لکڑا شعر لکھا زلف عنبرین کے عوض جڑا ہے سنگ لحد مہرین نگین کے عوض مے چمن ہیں دگے سر یا سیمین کے عوض خدا سناٹے گاؤں بان نہیں نہیں کے عوض نیش تھی مری قسمت میں انگبین کے عوض ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہر استین کے عوض ملا ہے چاند کا کھڑا تمہیں چین کے عوض</p>
<p>کمال تنگ ہیراں کورہ میں ہم اے قدر ذرا کے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض</p>	
<p>ردیف طے مطبقہ</p>	
<p>یہ ہرن گلیاں میں نہ کہانجنا غلط حال و عدد نکاتری موزون کیا تہا طفل دل کو ہر کون پہانسی لگائی زلف نے سچ کہوں آتا ہو کسکل فرکو تیرا اعتبار</p>	<p>۱۴ وہ شل ہے خود غلط انشا غلط اہل غلط اہل مطیع نے مراد یوں سب جپا غلط او کی باتوں سے ہوا کرتا ناغم میر غلط تو غلط کو قسمیں سب جو تیری وعدہ غلط</p>

سی اور مطیع میں غلط جپا ہوا کا اور نہ تیرے مطیع میں غلط کام

<p> کیا پڑھوں میں صفحہ عالم ہی سر پر غلط جب میں کی پاس پونچھے ہو گیا نقش غلط تہمتیں میں جھوٹ پر طوفان ہی یہی غلط خود ترے منہ سے معما ہو گیا تیرا غلط کب سے چشم یار پر پر بار و زریا غلط جسکے آگ ہو گیا اکسیر کا نسخا غلط ورنہ یہ ہوں ہوں غلط مان غلط چھا غلط سو جگہ سے ہو گیا ہے یار کا ناما غلط شعر سچ ہیں ورنہ ہو تقدیر کا لکھا غلط قاعدہ دیکھو تو جب ہی عین پر نقطا غلط سات درقون کا رسالہ کس قدر نکلا غلط </p>	<p> ذکر کس کا کیجئے ہر ایک سے حرف نادرست زلف کا حلقہ امینوں نے اڑا رہا ہو خود ہی میں دیتا تمہیں دل خود ہی روناواہ جھوٹے وعدے کیوں نکالی میں مان تنگ سے صا و کو سور میں جہدم صا و پر ہو مدرست وصف رخ نے وہ مراد یوں ان جہکا جو کہ دیا وصل ہو جاتی تو سمجھوں سچ ہے دعا غلط فرط بیتابی سے انکو لکھ گیا ہوں کچھ کچھ جو گزرتی ہو ہی کتا ہوں اپنے شعر میں آنکھ میں تل لگی ہے ہمدرد کیوں نہو بر نہ آیا ایک مطلب ہی مرا فلاک سے </p>
<p> آگے کہتا تھا اونیس جان جہان اچان میں قدر سمجھا ر د زمرہ ہو گیا اگلا غلط </p>	
<p> اتنے لکھوں یا خط پڑھنے ہوں شوا خط کیا خطا رسید ہو یا خط گلزار خط نصف ملاقات سے بھیجئے اسے یا خط کب سے لگے پر لگا ہے بت خوشخوار خط آپ سلامت رہیں لیجئے سکا خط شہر الگا و صسم ڈالے جو تلوار خط </p>	<p> ۱۵ ہوں اگر بار خط بھیجوں میں ہر بار خط رخ ترا تداں ہوا یا کہ گلستان ہوا خط کی بھی کیا یا ستے دور کی موفات سے دیر نہ دم بہر لگا ہا تھا چھپٹ کر لگا رنج کمان تک سہین نامہ برا کر کہیں آپ کے سر کی قسم مرتے ہیں ابرو پر ہم </p>

<p>خطا میں نہ تو دیر کر یا را نہ اندھ پیہ کر کیون نہ پھر لے گلبدن جانچ کر کلک سخن طول تھا اتنا نکلا قطع نہ تھا سلا قشقہ و چین چین زلف و خطا عنبرین آنکھوں کی تنویر ہے یا خطا تقدیر ہے دش سے اسکو اوتا راز مہر بیا دل میں جو ہون غم ہری لکھ کو دل کو دھر رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر ہر دے</p>	<p>میں تو اولٹ پیہر کر پڑتا ہوں ہوا خط نقطہ ہے تیرا دہن ہے خطا پر کار خط دستِ عالم ملا جب ہوا طیار خط سہکو تو اسے نازنین بہا تے ہیں یہ چار خط آپ کی تحریر ہے آنکھوں پر لے یا رخ خط دیکھ پڑے گا نگار صورت زنا رخ خط رقعہ شادی کرے دیدہ خونبار خط ہو گیا میں سے لے مرہم زنگار خط</p>
---	--

آگے قاصد بہ تنگ قدر وہاں ہیں تنگ
بنتے ہیں جا کر تنگ جاتے ہیں بیکار خط

<p>۱۵ پہر بہار آئی ہوئے جمع ہر اسباب نشاط دور گردون میں کجا دور سے ناب نشاط وہ مرا حال کے دیتے ہیں میں اونکار راز غم فرقت میں اہو ہر کے گرے آنکھوں سے بوٹی بوٹی مری متقل میں پڑکتی ہی پڑی وصل ہو خواب میں تو ہجر ہو بیداری میں ہنستے ہنستے شربتِ وصلت میں ہوئی شادی کر مست مہوش ہوا شہ میں ڈوبا ایسا آنکھیں کھلتی ہیں دیدار رخ جانان سے</p>	<p>چمن و باد و دف ساقی و ارباب نشاط وہ تو ہے غم کا ہنورا در گیر داب نشاط غم کی برداشت ادھیں سے نہ مجھ تباہ نشاط شیشہ دل میں بہری تھی جو می تباہ نشاط پر زے ہو کر ہی نہ ہوا ادب ادا تباہ نشاط غم کی تعبیر ہو دیکھوں جو کہی خواب نشاط صبح کا ذب تھی ہماری شبِ مہتاب نشاط دور سا غر ہے مجھے حلقہ گرداب نشاط نور کے ٹڑکے سے کھلتے ہیں مہتاب نشاط</p>
---	--

خواب میں کیجئے ماتم جی تو آنکھیں نہ کھلیں ہاتھ پائی جو کرے وصل میں وہ شک فم اشک ہوں گر تھ شادی جو اونہیں یاد کروں رو سے خندان ترا او ترا ہے لکھتے تازہ بہار تنگدستی کی دوائیں ہیں ستر رستی	ننیدار چٹ جائے اگر دیکھ میں ہم خواب نشاٹ بام پر فرش کتان چو شب متا شب نشاٹ دانت ہیں تیر سے نہیں میں در خوش آنشاٹ آج مرجہایا ہوا ہے گل شاداب نشاٹ سیکھ لے ہم سے کوئی نسخہ نہایا ب نشاٹ
--	---

دن چڑھا خواجہ وصل سے اوٹھئے ای قدر
صبح سے بیٹھے ہیں الغام کو ار باب نشاٹ

ردیف خط منقوطہ

۱۶ گستاخ ہوں تو نہیں سمجھتا ہوں کب لحاظ چتون میں قہر چال میں محشر لبون میں بحر اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہیں ہاں ان روزوں بات بات میں رہتی ہر چیز چھا خوشیاد چمک کے نکلتا ہے سامنے یہ رلبط ہے عروس لحد اور میں ہوں ایک قم ایک اگر کہو گے تو میں دس سناؤنگا مجھ بون کو ہے پوچھئے یا ہم کو قدیس سے کہ دن یا روہ اشار سے وہ باتیں کہہ گئیں خون کے مثل جانے سے باہر ہوا تو کیا	باقی نہیں رہا ہر کسی کا ادب لحاظ بے نیچی تپتی نظر دین میں تیرے غصہ لحاظ مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ میں اور چہرے تیرا ہوں وہ کرتے ہیں جب لحاظ باہر نکل کر آپسے کہو یا ہے سب لحاظ اب وہ کہاں رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ تکونہیں جناب تو مجھ کو ہے کب لحاظ آپس میں خوب رست تھے تعظیم ادب لحاظ آنکھوں کے مثل سکیہ گئے لعل لب لحاظ وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ
--	---

<p>دل جب تلک تباہ پاس جبھی تک تباہ لجا آتا ہے کہو جاتے ہوئے بے طلب لجا تم ماہ ہو تو پہر نہ کرو وقت شب لجا بوڑھا سمجھ کر کچا کرتے ہیں سب لجا شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لجا</p>	<p>پہنسا تہا زلف میں ہوئیں ہتھ پیران دہ کون اپنی آبرو کو دہان خاک میں ملائے تم رشتک مہر ہو تو چراؤ نہ دن کو آنکھ رند دن سے مفت حضرت دعا عطا ہوتی ہو گیسوئیں ل سے آنکھ چرائے نہ کیوں بگا</p>
<p>وہ تو سمجھ چکا نہیں لفظ ہے قدر سے پہر اکو قریب سے ہے نے سبب لجا</p>	
<p>ڈر ہے طوفان کا خد حافظ رخ ہے میدان کا خد حافظ دن ہے شجران کا خد حافظ آپ کے دھیان کا خد حافظ میسے در دیوان کا خد حافظ اپنے قرآن کا خد حافظ اب گریبان کا خد حافظ خیال ایمان کا خد حافظ تیرے دربان کا خد حافظ اپنی شریان کا خد حافظ اسمین انسان کا خد حافظ سنتوق ہے پان کا خد حافظ</p>	<p>۱۵ رونے میں حبان کا خد حافظ حضرت دل جنون مبارک ہو تپ غم سے مزاج برہم ہے میسر دل لیکے کہو دیا کیا خوب لفظ کم کرتا ہوں حال دزد حسن آنکھ پڑتی ہے دل پر اوس برے کے دست وحشت نے پاؤں پہلائے اے صنم وصل ہو تو پوجن پاؤں کیں چھتا ہوں میں تیغ نالہ و آہ تیز ہے اونکا شتر مٹرگان مزرع دھسے متاع غرور ابے ڈھری جہتی ہے خدا کی پناہ</p>

<p>ایسے نادان کا خد حافظ غصہ ہر آن کا خد حافظ</p>	<p>لاکھ بکے نہیں سمجھتا دل جھٹکی ہر وقت کی معاہدہ</p>
<p>قدر کو تنگد سے مین دیکھا ہے اس سلطان کا خد حافظ</p>	
<p>رویف عین جملہ</p>	
<p>کیا کیا ترپے ہی ہے مثال شمع اندھیر کر رہی ہے شب انتظار شمع گیسو تو دو شمع ہیں رخسار شمع کالے کے سامنے بجے زینہ شمع تم سے بچا جو نور بنے اوس ہی بار شمع جل کر سستی ہوئی وہیں بے اختیار شمع ہمراہ غیسر قبر پر لایا جو بار شمع بدلی نکال لے کہیں لکا بجا شمع پوشاک کو کرے نہ کہیں تار شمع روتی ہے حال زار یہ کیا زار شمع فانوس ہے نقاب تو رخسار شمع رخسار سے ہی پاؤں تلک قد بار شمع کب چاہتا ہوں مین سرنگ مزار شمع</p>	<p>کشتلہ رو کی یاد مین ہی بقیہ کر شمع اوقت کو دہو کے نکلتا ہوں مین بار بار شمع ہر پر کے گرد صد تے ہو پروانہ وار شمع دل بھگیا مزار سے گیسو کے رو برو مجھ سے جو خاک سچ رہی پروانہ بنگیا پروانہ سوز عشق مین جب جان دیکھا شعلے کی طرح کانپا دھکا جس نہ توان پروانے سوز عشق سے جل جھک خاک ہو آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹھاؤ لکھتا ہوں بیڑیہ بیڑیہ جب دے سائے گلگیر زلف یار ہے پروانے خال مین ساپٹھے مین اونکا سارا بدن ڈھلا ہوا تاریکی لوح کی خبر کوئی لے ذرا</p>

وہ ایک ہی ہے لاکھ دلیلیں کوئی کرے	ادجیالا ایک لاکھ جلاؤ نہزار شمع
سے قدر روشنی میں کٹے گی شب لحد ہو جائے گا جمال شد ذوالفقار شمع	
رویف غنیمت	
<p>۱۳</p> <p>اوشٹے ہی باغ دہر میں ہنسنے اوشٹاے داغ یہ رمز ہے کہ چاند ہوا سب تلاے داغ روشن ہماری قبر میں ہوں شمع ہاؤ داغ اے یار کیا مجال کہ دامن پر آئے داغ سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمارے داغ طاؤس کی روشنی وحشی نے کہاے داغ کیون مثل مہر نام کو اپنے لگاے داغ جب بانی نہ نگار جگر کا مٹاے داغ ہے داغ میرے واسطے میں ہوں برا داغ دلیں کھلے ہوئے ہیں مے دیدہ ہاؤ داغ زخمون کا کچھ شمار نہ کہہ انتہاے داغ محض یہ پھر ہو گئی جب ل نے کہاؤ داغ سید میں اپنے لالہ شگفتہ ہے جاے داغ گل نذر دیکھ بلب نالان نے پاے داغ</p>	<p>کھلتے ہی مثل لالہ ہوئے بتلاے داغ اہل عروج رکھتے ہیں دل میں کدو ترین افسوس گہر قیب کا روشن ہوا سے ہوں تم سے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو ہے عشق سلطنت مراد لپا دشاہ وقت باغ جہان میں دو دجگر سے گھٹا اڑی کیون کوئی اونکے خال سیہ فام پر مے ہم کو مٹا یا نقش قدم کی طرح تو کیا جسکر تو انبا ہوں میں گرمی عشق سے اے تیرا رنگتے ہیں ہر لحظہ تیری راہ عشق بتان میں ظاہر و باطن ہے ایک سا دیر پیش تھا سالہ در بار عشق میں سینچا ہے ہنسنے دیدہ خونبار سے اے سرکار میں خزان کے یہ نام نہ صفی ہوئی</p>

نکڑے دل و جگر جو سے آنکھوں کے سامنے | کس کسک اس جہان میں خدا نے دکھائی داغ

مانند شمع جلنے بھر پر زبان
اے قدر کیوں بیان کیا ماجراے داغ

رویفے فائے فوقانی

بیل کا خونِ مفت بہایا ہزار حیف ۱۵
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف
دنیا سے تو نے رُپا بڑھایا ہزار حیف
دل کی کدورتوں سے یہی ہلکے داغ ہی
اگلے گلِ سحر پہ خاک اوڑھتی رہی صبا
منعم نہ کیوں جہان میں بنائیں عمارتیں
مختار ہے وہ شوخ مراد سپہ در کیا
مانند زلف کیوں نہ پریشان باکِ بدن
تار و نکی طرح آنکھوں میں کٹی تمام رات
کیوں اپنا پردہ فاش کیا اپنی ماتم سے
پیدا کیا تھا تو نے عبادت کیلئے
سنتے تھے ہم حضور کا ہر شے میں نلہ
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کر دے تم
بہنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر

صیا و تبس کو رحم نہ آیا ہزار حیف
مجھ کو بنا کے تو نے مٹایا ہزار حیف
اک میو اسے دامنِ آیا ہزار حیف
تو کیا نہ آئے گا ترا سایا ہزار حیف
اک پہول بھی نہ تہمتے چڑھایا ہزار حیف
ویرا نے میں مکان بنایا ہزار حیف
آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
سر پر پڑھا کے تو نے گرایا ہزار حیف
وہ ماہ ایک دم بھی نہ آیا ہزار حیف
غیر وہ کو تہمتے کھر میں بلایا ہزار حیف
اک بریتے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
پر آپا کو کہیں بھی نہ پایا ہزار حیف
بوسہ تو کیسا منہ نہ لگایا ہزار حیف
تم نے جنازہ بھی نہ اوٹھایا ہزار حیف

دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف پہر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف صد حیف یا کسی نے کیا ہزار حیف کیون خاک میں پہر او میں ملایا ہزار حیف	سات گھڑی طرح ساتھ جو کہتا تو خوب تھا سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی مال مرنے سے میرے سب کو کم بدیش غم ہوا ہاں کہہ دیا تھا سنگے انگشت بزرگم
---	--

دیکھا جو تکموقد رنے غش کما کے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹھایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

۱۸ آج دن بہر راہ دیکھی وہ نہ آئے افراق شہر مہتی سے ہر دو منزل پہتی عشق کی چلتے چلتے ونکی اک تلوار مجھ پر تلگبی کیا شب تاریک کے ڈیرے نہیں جاتے تھے بدلے نیکی کے بدی ہو یہی قسمت کا لکھا جاتے جاتے وہ پلٹ آئیں تو اچھی سیر ہو یہ تو اب میرے اوٹھانے بھی اوٹھ سکتا نہیں تو گیا اے ہر ادھر آئی نئی برسات ادھر عید کی شب جیسی شاد و مگر کوئی رند ہو گھر سے ہم تا بیستون پونچر وہاں ہوتا بہ بند ریخ و غم تیرے جلو میں چلتے ہیں شاہ عشق	اور شب بہر دیکھ لوں ہیں ایندین کو کل فراق منزل ثانی لہر ہے منزل دل فراق ہر صداے پانچھے تکبیر تھی مقتل فراق اے سوزان کی دکھا دوں میں تجھ شعل فراق تخم الفت چنے ہو یا اوسکا پایا پہل فراق دہرم ادھر ڈالے وصال ورا و سطرین بل فراق میرے بارغم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق اشک بوندین سوز برق آئین ہنکا دن فراق مجھے تم سے ہو گیا اے مہ شب دل فراق دیکھتے دکھلائیگا اب کونسا جھگل فراق دوڑتا ہے خود سواری میں تری سید فراق
---	--

<p>آفتاب جب سے بہتر شب تاریک و ص اور بھی چمکے مجھ سے جب جدا ہو کر آئی بھی میرے نصیب سے تو بیٹھے مجھ کو بچہ دغم کی خستہ مین ہو گا ڈھیلا بند بند عاشقی میں ایڑیاں رگدین مگر ٹکی نہ جان عیش دل و ظما کر مجھ سے اوٹھ گیا نہ پر بچہ دلا</p>	<p>دور رکھے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق واقعی آئینہ الفس کا ہے صیقل فراق وصل کی صورت جو دکھائی ہوئی تو کافراق میری رگ رگ سے کالیگا مر کس بل فراق دیکھنا عقدہ مشکل کرے گا حل فراق یا آئی وصل جانان بعد مبادل فراق</p>
--	--

چل دیے تہہ پہر کردہ **ف** ر جلانا
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

<p>ہم دہ بین اللہ کے آگے کیا اقرار عشق جنسی الفت ہو گئی رہتے ہیں میرے پڑ حضر شال ٹنڈی سانسیر خاموشی ہو گیا ہم اونیں اقباب لکھتے ہیں تہہ ایم سن سخت و زنون آفتین میں جھنڈا میں کھو خدا سکما سے فاق کا امین خزانہ ہو گیا ٹھکانو کیا ماسپہ تو انکو کون سلائی پیرو چرخ چارم سے اوڑھ لیا گیا گبر اکبر پتہ قبر ٹکرا کر مر سے پامی خدائی سے کہا دستہ دے آپکے غم میں یہ نوبت گزری حسن کے بے سے ہوئے بین مال و آتش</p>	<p>۱۳ آسمان خم ہو گیا سمجھنے اور ٹھایا بار عشق اوس طرف وہ اس طرف میں جمیں یو عشق مہربان معلوم ہوئے ہیں یہ تبار عشق وہ ہیں خطا میں لکھا کرتے ہیں صہ عشق ایک تو مرگ فاجات اور ایک آن عشق آج کل چمکے ہوئے ہیں طبع ہمار عشق بند بھی کر دیکھی یہ روزن یو عشق حشر بڑ گیا کراہی گا اگر بیا عشق ہوش میں آوٹھ تو بیٹھ گئی بیا عشق مثل شرکان سوکھ کر کاٹا ہو بیا عشق پتہ دجا ہو میں چل کر سب بیا عشق</p>
---	--

دو نو نکو داعظ سرا زار ادھ جائے گا و ہنسے	تیرے دستار فضیلت بند کی دستار عشق
ایک امت ایک مہنون ایک فریاد ایک قدر بس ہی چار آدمی ہیں واقف اسرار عشق	
رولف کاف تازی	
<p>۱۶ میرے مرقہ پہ عنادل ہیں غرغروان اب تک چوٹی اڑی سے گزرتی تری جانان اب تک ہنسنے دیکھا نہیں اس ٹھکانے کا انسان اب تک اوس تمکار ہوا تو نہ پشیمان اب تک شمع روتی ہے سرگور غریبان اب تک متسا پیدا نہ ہوا سلسلہ سے تابان اب تک اوس غبی کو نہوا حفظیت سران اب تک کبہ بیک پرزے ہو ہونا یہ گریبان اب تک نہ چھٹانا خم را صبح زندان اب تک کہ کچھ سمجھتا نہیں اپنا دل نادان اب تک مر گئے پر نہ چٹکا کو چہ جانان اب تک ہے اوسیدرم سے داغ اپنا پریشان اب تک ایک بھی ہندین بچانہ مسلمان اب تک آنکھ میں پتر ہے سبھل کا سامان اب تک</p>	<p>نہ چٹا عشق رخ رشک گلستان اب تک نظر آتی نہیں صبح شب ہجران اب تک حور و نہیں حور ہو پر یونین پری ہوا بجان بیکینہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا تیرگی دیکھ کر لے ماہ شب مرقہ کی آسمان سے یہ فرشتوں کی صدا آتی ہے اتک ل نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف لگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی خیم کے خم صاف ہوئے اور کسا تو ہی جی میں آتا ہو کہ زلفوں کے حواسے کر دوسرا چسکے ہر روز فرشتوں کی طرح جا تے ہیں جا کل شب وصل میں لوگوں ہی جو بوجہ کیسو حق تو یہ ہے کہ اگر در بہستان ہوجاتا نغمہ رقت و آواز دلف و صحن چمن</p>

تو نے دیکھا نہیں شاید مریوان اب تک	رو سے لگین کی صفت کرتا کیا ہے قصہ
منہ لگاتا نہیں سے قدر زمین یا بہت	خوب کہلتے نہیں ہے لب خندان اب تک
<p>۱۵ ہے مگر بال بھر کمر نازک ہے بہت خاطر بشر نازک آپ ہیں یا جھک رہا نازک ہے دہن سے کہیں کمر نازک برگ گل سے زیادہ تر نازک بنے رہتے ہیں رات بھر نازک شانے طیار ہیں کمر نازک مجھے کیا تم ہوئے اگر نازک بنو گے کیسے وقت پر نازک اجی ایسی ہی کیا کمر نازک وقت آیا ہے لے قمر نازک آن مزاج اشنا فتنہ گر نازک چپ ستیان سخت ہوں کمر نازک کہ کلائی ہے کس قدر نازک</p>	<p>یوں تو ہے اذکا جسم ہر نازک بات میں ٹوٹے بات میں جڑ جاے بندہ بھی اس قدر ہے زار و خفیف ہے کمر سے دہن کہیں نایاب کچھ نہ پوچھو کہ اس کے ہونٹہ ہیں کیا ہر بہانے سے ٹالتے ہیں جہن اوہرا سینہ بھر کھجور خضار میسر سینہ پر نہیں ہر تے پہلوان بنگے توڑتے ہو دل رکھتے دیتے نہیں ہوتا تہ بہن کہیں جایا نہ کیجئے شبکو جب پڑی آنکھ لاکھ بل کمالی اپنے موقع کی بہ ہر کشتہ خوب تیغ باند ہو برابر ابرو کے</p>
سخت باتوں کی قدر کو نہیں تاب	کہیں شیشے سے ہے جگر نازک

ردیف کا فارسی

کچھ مرض کرنی ہی مجھے سگرسی الگ
 بستہ لگائے مری دیوار سے الگ
 دل لیکے بیٹھیں کافر دیندار سے الگ
 کیونکر ہوں زلف یار رخ یار سے الگ
 گل ہوں مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ
 گردن تو ہو خبی خبی جو غوار سے الگ
 نقش قدم رہے قدم یار سے الگ
 ساغر کبھی نہ لب میخوار سے الگ
 کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سے الگ
 دم بہر نقاب ہو جو رخ یار سے الگ
 دستار سر سر ہے تن زاری الگ
 رکیسے گا ہاتھ گیسو خمدار سے الگ
 سوئے حضور عاشق غمخوار سے الگ
 زانو نہ کیجئے سہ بیمار سے الگ

دم بہر کو چلیے مجمع اغیار سے الگ
 دیوانہ جانکر ہمیں کہتا ہے وہ پری
 ہم اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائیں
 اوستا نہیں ہے سانپ خزانے پٹینکر
 بو ہوں مگر وہ بو کہ جو ہو پھول سے جدا
 اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چوڑے
 میں لاغری سے خط کفیلے دوست ہوں
 یارب مدام پوسے چشم صنم ملے
 ابرو کی لون بلبائیں تو کہتے ہیں ناز سے
 پہنتی کو نہیں قد پہ ابھی نخل طور کے
 اندر میر پور رہا ہے نرا کو سے یار میں
 کہتے ہیں ہنس کے دیکھو نہ کالاکین ڈسے
 ہر وصل میں یہ فتنہ خواہید جاگ وٹھا
 دیکھو نہ اے سچ کہیں جان پر بنے

اے قدر اندون ہے دماغ آسمان پر
 ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ



رویف لام

محمودیدار کو تم غمش میں جو پانا شبِ وصل ۲۱
 چال سہے پاؤ نہیں موند کیا لگانا شبِ وصل
 شبِ غم کا جو سنا ماہوں مٹانا شبِ وصل
 رکھے اللہ تری شبِ م کو ہو گی نہ بھر
 میں ہی جانوں کہ مے دلا پہولا پہونا
 ایک مہین یا رکی پٹی سی لگے روتی ہیں
 قاب تو سین کے رستے سی نہیں کم کھو
 دونوں ماہوں سے جا کر تمام کے بیہو صاب
 سوز غم میں بہر ہو کہیں چپاے نہ پڑیں
 ہنسنے پہرے ^{بیت} کھف افسوس ہے
 مر کے ہو جانا تے نہیں ^{بیت} کھف افسوس ہے
 دونوں صورتیں ^{بیت} کھف افسوس ہے
 زندہ سے مر جاتے ہیں ^{بیت} کھف افسوس ہے
 تیری قسمت میں تھا اسے نہیں ترپ ^{بیت} کھف افسوس ہے
 جسے جب در ہی بیٹھتے تو برابر نہ بچھے
 چاندنی رات تو ہے دور کہ ساغر ہی ہو
 لاکھ جالین چلو فوق سے دو چوٹیں دو

لعل زلف معنبر کا سونگھا ناشِ وصل
 ہاتھ آیا ہے تر سے خون بہانا شبِ وصل
 نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شبِ وصل
 خیر بہتر ہے تر اٹھ نہ دکانا شبِ وصل
 کاش ٹوٹے کوئی بازیک دانا شبِ وصل
 ورنہ یوں چین اور تاس ہے زما نا شبِ وصل
 دونوں برو کے اشاریے بلانا شبِ وصل
 چیلر تاہوں شبِ وقت کا فسانا شبِ وصل
 میرے سینے سے نہ تم سینہ دانا شبِ وصل
 یاد آیا جو زبانوں کا لڑانا شبِ وصل
 شبِ مرقہ کو سمجھ لیتے ہیں دانا شبِ وصل
 چلے آنا شبِ ہجر اور نہ آنا شبِ وصل
 میرے پاسے شبِ ہجر کچا کا نا شبِ وصل
 میری تقدیر میں تھا چین اور آنا شبِ وصل
 اونکا آنا شبِ وصل ورنہ آنا شبِ وصل
 کہ کٹو اسی یہ اکہیں نہ چرانا شبِ وصل
 نہ چلے گا کوئی صاحب بہانا شبِ وصل

<p>اپنے مطلب سے ہر مطلب جو تمہاری مرضی خیر شریف ادھر لاسے تو احسان کیا لیٹے لیٹے وہ بگڑا دھٹکتے ہیں گھر جانے پر</p>	<p>ہم نے مانا نہ ہمیں پاس سلانا شب وصل مشفق من مرا کتنا تو نہ مانا شب وصل کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زنا شب وصل</p>
<p>شب فرقت میں تمہیں اُس نے ستایا جتنا قدر تم اس کے عوض اُس کو ستانا شب وصل</p>	
<p>۱۵ باغ کا تھا چرخ گل غم سے تھے داغ داغ گل دل میں ہماری جان کا نام نہیں نشان کا ای بے دست گزر رست ہی کیا تجھے خبر دل کی چوتھی بند ہی کلی پھوٹے لالہ گوئی اشک ہیں جوشش صحابہ اغ ہیں تاب فتاب شور اٹھا جواہ کا چہرہ بتوں کا نق ہوا قامت رخ سے راہ ہی تجھ پہ چین تباہ ہے تجھے پتنگ داغ داغ تجھے ہے سزا باغ داغ دیکھ کے گیسو دو تادل مرا سرد ہو گیا ہو کہو کمان داغ ہی سیر خود باغ ہے ابر غبار ہو گیا اعل و کس پر گیا ساتی ادھر بھی کوئی تو جسام بڑھائے یا ہو ہو گئے تو جہاں کھرے شرم سے نخل گل گڑے مجھ سے نہ اڑ تو عنایب میرا ترا ہی ان نصیب</p>	<p>پاکے تر اس رخ گل ہو گئے باغ باغ گل پڑ عشق کی دودمان کا آج ہوا چوس رخ گل رہ گئی کھول کھول کر باغ میں کیوں باغ گل زخم سے بصد خوشی کھائے بصد فراغ گل شرم سے شرم تاب تاب سے داغ داغ گل چلنے لگی جہاں ہوا ہونے لگے چرخ گل سردشال آہ ہے اور برنگ داغ گل تو ہی ہی نرم میں چراغ تو ہی میان باغ گل کالے کے سامنے ہوا آج مرا چرخ گل سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے کھائے داغ گل قطرون سے ملے ہو گیا گوہر شجر باغ گل نکلت گل ہوئی کی بو اور ترایا باغ گل پڑ اور ذرا جو ہنس پڑے ہو گئے باغ باغ گل مجھے ہی سرگران حبیب تجھے ہی بد باغ گل</p>

چین اور اکین قدر ہم ساتون فلک سے پہنچ
ساتی و بادہ و صنم چنگ گزک چراغ گل

خط بہت جانیں بت خود کام آج کل ۱۸
اندھیر ہی کہ زلف سے دل کو اڑا لیا
ساتی پھرا ہوا ہے کہ قسمت پھری ہوئی
فصل بہار آتی ہے بلبل کی خیمہ بو
ہر کہو بھی جان نثاروں میں گنتا ہے وہ قمر
ساتی سب کو کیا ہے نہیں خیمہ پہ بند ہم
سارے جہان نے کلمہ جو اس یا کا پڑا
صیّا دیکھو چوڑے اک ہم نون نہون
ان روزوں و ہر کیا جھگڑتا ہے ٹھوکرین
ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہے وہ مسیح
مشرکان کلّخ پہاڑی مے دے لے انڈون
کمرے میں لیٹے رہتے ہیں اُس آفتاب کے
للقادّ آپ آؤ کہ مجھ کو بلاؤ تم
مسکن کیا ہے میرے دل داغدار میں
فصل بہار آئی ہے ڈہلتے ہیں شہر تر
کیا پھر کسی جوان کو نظر پہ چڑھاؤ گے
ای ماہ چارہ وہی دن میں شباب کے

آج بکے کاش موت کا پیغام آج کل
ہوتی ہیں چوریاں یہ شام آج کل
ہی دور جام گردش ایام آج کل
طیار ہوتے ہیں قفس و دام آج کل
ہم بھی ہوئے ہیں شہرین بنام آج کل
لیکن ہمارے پاس نہیں آج کل
کیا گٹ گئی ہے رونق اسلام آج کل
لاکھوں تروپ سہے میں تہ دم آج کل
مٹا ہے یہ سارا بلق ایام آج کل
تکو تو خوب سو جا ہے آرم آج کل
اس چھوٹی سی گڑھی پہ بندہ لاکھ کل
یکساں گزرتی ہے سحر و شام آج کل
کبتک ہے گی اسی بت خود کام آج کل
سیرچہ میں ہے وہ گل انعام آج کل
رہتا ہے در بادہ گلف نام آج کل
کچھ بیٹھتے بہت ہو لب نام آج کل
مقصود کو بونچے عاشق نام آج کل

شیشہ نعل میں دوش پہنم ہاتھ میں سبب
ای قدر لب لباب ہی جو حساب آج کل

۱۹ سیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل
کہو یا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل
سپنے میں ہم باہر برا غبار دل
نغموں کا کچھ حساب نہ داغوں کا کچھ شمار
ترجیحی نگہ کے تیر سے صیا و چھید لے
ذروں میں ہر شکر کا نام نہ قطروں میں ہی پتا
ہر آہ با مراد ہی ہر نالہ پڑا اثر
پیارا نہیں مجھے وہ زیادہ حضور سے
یہ ضعف ہی زبان تک آنا محال عمر
کیسا ہوا ہے آپ سے باہر نراق میں
درویش ہر کما کہ شب آمد سرے اوت
انکا کبھی جگر میں کبھی دل میں ہی مقام
بس نگے پاؤں گھسے نکلتا پڑا بھی
جھپک پلک نگاہ مرا کام کر گئی
ایون کے آڑے آتا ہی کوئی جہان میں
بتا ہی ابرو جیسے بخارات ارض سے
از بسکہ بقیہ را ہی لے ہاتھ میں لے

اگر اچھا ہوا ہی ہمارا دیار دل
جی بھگے کچھ پار میں نکلا غبار دل
کیا جیتے جی بنے گا اکیس مراد دل
کیسا کہلا ہوا ہی مرالا زار دل
اگر ہنسنا ہی زلف میں تیری شکا دل
اٹھ اوہ دیکھیے تو ذرا انتشار دل
کیا پتھی ہا نگین بول رہا ہنر دل
جب آپ ہی پہرے ہیں تو کیا اعتبار دل
کین طبع سناؤ تمہیں حال زار دل
دل پر کسی طرح زبا اختیار دل
کیونکر نہ زلف یا میں ہوتا قرار دل
دل ہی خدا جگر کے جگر ہی شاد دل
سنس پائیے جو نالہ بے اختیار دل
ٹٹی کی آڑا آپ نے کھپلا شکار دل
چاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل
بن بنگے شک آپ پہ نکلا بخار دل
جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکار دل

وہ بت کے چاکمچا گائے شہما دل	یہ ان ہون یہ ام کہانی سننے کا کون
اسی قدر پر پر سے اڑا یہ شہید غم لو کر بلا میں پسکے بنا کو مزار دل	
پتہ تزل شیشہ مراد دل ہشیا رہنا خالق ہی عا دل سنا ہی دن بھر تیری جفا میں کرتا ہوں بھر لگا دل کیا رہ پڑا ہی اسد کبر کعبہ نہ کیئے ہی کر بلا دل کرتی تھی یہ باب میری بدخلق تھی یا تمنا کچھ کچھ دل ہاتھوں مکا جباری بھجاو ہی جیو بلا دل فتنہ کچھ دل زلغون پر نکلی قربان کرتے ایسے جولا کھون نہ تیا دل اکے رڑی اکھ اکے اپنی اکھ اکے گیا دل بگیا دل آز کجا کو گسنے اڑا یا پہلو میں میری یاد تھی یا دل	۸ کب تک سے میگا تیری جفا دل نالاش کر گیا رزید دل دل سے الگ چل تو کچھ بتائیں دیتا ہی کون کون کچھ دل عیش و تناسخ می برابر اسید و ارمان کشتہ سراسر زخموں کی شدت اغویں کشت کس کس کو روں ہی کشت لو اور رو کر فتنے جگا کو سینے سے میرے کلہرا ہٹاؤ تیرے پر ہم کرتے صدمت ایسے جو صدمہ ہوتا کچھ اسد کبر تھی پڑی اکھ اکے پڑی اکھ اکے پڑی اکھ درد منا کیا یا تمہارا یا سوز دل نے پھر کا خدا یا

رونیق

اب پونچھے میں کو سے یا میں ہم مل ملکا اڑے غبا میں ہم اسی یار میں کس شہما میں ہم کیون رہتے ہیں کو سے یا میں ہم ٹھہرے گئے کوئی مزار میں ہم دیوانے ہوئے بہار میں ہم	۱۸ سوئے جا کر مزار میں ہم جب فناک ہوئے تو اوج پایا پوچھے گا کون روز محشر ہی یار کا گھسے تو کوئی دلیں دفا کے چلے میں آپ گھر کو افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا
---	--

دل چھوڑ کے کو چڑ بہت انہیں گیسو کا نہ حال ہے پوچھو کیا جوش جنون سے لاغری ہو تنہا ہوں گے تو ہوگی وحشت جسم لاغری سے دہم نکلا جائے وصف خط عارض منور گل دیکھ کے ہاتھ پادون پھولے ہیں تارنگاہ انتظاری اس کے تو نگاہ روبرو ہو جانی پیارے حضور معشوق جب عشق کیا تو شرم کی	پہننے لگے کو ہمارے میں ان روزوں میں انتشار میں کاٹا ہوا ہے میں بہار میں پھاڑے لگے کفن ہزار میں کیون اور کچھ میں ایک خار میں لکھتے ہیں خط غبار میں بیخود ہوئے یہ بہار میں یہ زار ہیں انتظار میں ٹھنڈے ہیں بس اب کے خار میں کیا کچھ نہیں کہتے پیار میں چلا اوٹھیں ہزار میں
--	--

ایک وقت دررکین وصال بھی ہو
مر جائیں نہ راق یا رہیں ہم

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل چھٹا کرو تم زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم بداجو ہی وہ ادا کرو تم سرور و صلت کر سچ فوج دوا سے الفت کہ درد رہیگی یونہیں لبوں پہ چوٹی نکالے لاکھ لاکھ سیدی ہمیں نے پہلے گلا گلا یا ہمیں نے قاتل تمہیں بنایا ابھی کفن مرد سے پھاڑو لہیں ابھی مزاروں سے لکھیں	۱۷ ہلکا غرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دعا کرو تم نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہو جو عطا کرو تم کھل گیا سانپ جب غیل لکیر پٹیا کیا کرو تم ہمیں نے یہ رنگ سب جمایا ہمارے حق میں عا کرو تم ابھی جو معشر کی چلکے چالیں ذرا قیامت بکرو تم
---	--

<p>دل دجگر ملکوں پر بچھاوڑ تو جان قربان ہو کر یون نباہ ہو گا اسی میں باہم ہے یہ دونوں طرف کا عالم ہزار دل ہوں جو ای جفا جو دریغ سے نہیں ہر چلو بہت ہر چکی رو کاوٹ کسا نکار دہ اٹھاو گشت لگا ہی دل ہے خیر بہتر رہیں جو اغیار میں مگر ہماری شہر گنجشک رہی کہ روح ہمیں تک ہی ہے ہوین جگت آشنا گاہ میں ہیں کفر و اسلام سے رہیں ہمارے نالوں کو نہیں جو پاؤ یقین بخش کھاکے کو بجا بہت نہ پھٹکے ہو سے رہو تمہیں ہے ہواب جو بڑی ہو تم سجائی یہ بجا مگر گلاتما تھا را اسین گناہ کیا تھا</p>	<p>الیک سر سے بھی لیکو دم پر اپنے ہزار کو تم کرین تکلف نہ تھے کچھ ہم نہ ہے شرم و حیا کو تم اسیر گیتیل ابرو شہید ناز و ادا کو تم پہلے بھی جاؤ گلے سے بھٹ پٹ بھٹ غم کی کیا کو تم ذرا نہیں اختیار ہے پھر اس کے بارے میں کیا کو تم تمام گردن لٹک ہی ہی ابھی نہ شنج جگر کو تم ملو تم اس سے وہ جگو چاہیں شے آشنا کو تم نہ لوٹ جاؤ غمش میں آؤ تو دفعہ واہ واکر کو تم جو بوسے لون تو کیا کو تم گلے لگاؤں تو کیا کو تم یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پر جو رجھا کر کو تم</p>
--	---

بتاؤ ای قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہی عاشقی کا
غریب و بکیں ذلیل و سوا خراج ستہ بھر کر کو تم

رہیف نون

<p>جو ہر غرض پر وہی غرض پر کئی حاصل سکاسان نہیں بچھے بوسہ بنا ہو جو بھی نہیں چاہت کہ کر تو ہاں نہیں یہ نصیب تیری کشید کہ کمال شوق تھا دید کا میں وہ شہر باغ وجود ہوں میں وہ گل ہوں شمع جاک نہ جگر پتیرے نظر پڑی نہ اشارے ابرو دیکھے ہو</p>	<p>وہ ہیان بھی ہر وہ وہاں بھی ہر وہ کہیں نہیں کہان تیرے نہیں کہ رہن نہیں کہ وہن میں تیرے زبان نہیں جگلا بھی ہی تو وہ تر نہیں جو جھمیری بھی ہی تو وہاں نہیں وہ فصل گل کی خوشی نہیں جسے نہ یاد زبان نہیں تو شکا کھیل گیا کسطح ترے پاس تیرو کمان نہیں</p>
--	--

سمجھے کیا جو شہنشاہ شوہر ہین پوچھ لو جو خستہ و زبون
 مرا کین ل تھا وہ سطر ہی کسے اب باغ ہی آہ کا
 جو کٹھے تو سینہ او بھار کر جو چلے تو ٹھوکر بن مار کر
 جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
 میں وہ سر و باغ قدیم ہوں کبھی بھوسے جو کھٹکے
 کہ ہر آگیا مرا قافلہ کہ زمین میں پہٹ کے سما گیا
 مراد لم بھٹا ہی وہ غلطو نہ سنو گنگا لاکھ بکا کرو
 ترا قریب ہر تار حرم دار میری جو
 چلے حال ل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اتار لو
 کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب روز اس سےصال
 ترے ابرو نکو میں چوم لون نہیں خون گرفتہ بدن قدر
 جو ہزار غم بھی پیش ہوں وہ کسی طرح نہیں ماننا
 یہ میری زندگی کشتیاں بھی سفینا ہے بجا تہن
 ہوئیں زرد زرد جو بیتان یہ بھی اک طرح کی بہار ہے
 دم مرگ تیر سے تریب ہوں مجھ اپنے فوج کی عید ہے
 بہت اسپہ تو نگہ بند کر ترا منہم ہی چاند ہو کر سے
 وہ زبان خنجر صبر ہوں کہ زبان ہیں جسکی سخن نہیں

میں سحر سے اٹھکے طوں مان مجھ اتنی تاب تو نہیں
 کہ ہوا ہی سے پیرا غل میں وہ جل بھکا کہ ہوا نہیں
 سنئے آپ ہی تو جوان میں کوئی کیا جہا نہیں جوان
 کہ عجیب حال ہی کہو گو وہ نہان نہیں وہ عیان نہیں
 میں وہ قمری نوامیہ ہوں جسے اپنا طوق گران نہیں
 نہ غبار اٹھا نہ برس سجا کہیں نقش پا کا نشان نہیں
 تمہیں جس قدر کہ جنوں ہی مجھے افسردہ خفقان نہیں
 یہ فقط ہرین قصے کہانیان کوئی دوزخ اور جہان نہیں
 میں کلیجا ہاتھوں سے تھا لم لون بھڑکے تاب نہیں
 مجھے کچھ خبر نہیں کیا ہوا وہ کین نہیں مکان نہیں
 ترے گیسو نکو میں سو گھون لون مجھے افسردہ خفقان نہیں
 کہوا سحر تو جہز نہیں کہوا الامان تو امان نہیں
 کبھی اسکا طیارہ پار ہو جو مرید پیران نہیں
 میں بسنت اسکو سمجھتا ہوں یہ چپن این فصل خزان نہیں
 میں لٹکے تجھے شہید ہوں کہ چھری ہی تر و نشان نہیں
 کہیں پرزے پر زو آؤ انہو اول ہی کوئی گمان نہیں
 وہ دہان زخم ملال ہوں کہ دہن میں جگر زبان نہیں

اٹھو قدر ان پہ نہ جان دو اہی جان ہو تو جان ہو
 کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی اے میان میں اسیا نہیں

<p>اسلئے پیدا ہوئے مر جان دگو ہر آب میں بلکہ تیرا ہی حباب اسامرا گھٹ آب میں جس طرح گوہرین ہو آب اور گوہر آب میں پیشتر ترین ہی ترہہ دست سکند آب میں دیکھتے ہیں سب کسوف مہر انوار آب میں نوک تاسک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب میں مردم دیدہ کی صورت ہی در اگھ آب میں تو نہاں کو اترا ہی ماہ بیکر آب میں وہ کہ تک ہی میں گردن تک شناور آب میں میری کشتی کا چارہ تھا ہی سنگر آب میں اس کنول کی ہی نموداری برابر آب میں دھو گیکادو گل اگر زلف معنر آب میں ہر صدف موتی کرے تپہر پنجاور آب میں ملکیا انجم کام کو خود آب بہک آب میں</p>	<p>۱۵ صاف کرتے ہیں اب دندان وہ اکثر آب میں جوش گریہ سے ہر شل موج بست آب میں تجہ میں عالم ہی فنا عالم میں تو موجود ہی بھاگ اسی غم بھاگ بھی کشتی تری ہوئی تباہ ترج پختا آیا تو آسنے سے نفرت کیوں ہوئی مجھ کو حیرت کہ اس میں سورج لگتا نہیں روتے روتے سب رسا مان بی بانی پھر گیا ہر چھوڑ رخسار کی ضو سے نیا مالہ بنے وہ کمر پہنچ رکھتا ہی میں اپنے حلق پر دیدہ تر سے نہیں ہٹتا ہی میرا حنظل جب سے کھوئی نگاہ تپنے آنکھ کو روئے نکلی ناہنا سے شک بن جائیگے دریا کے بھنور کسی جیسے اک دن اب جو خندہ دندان نا ہو گئے بحر جان کی کیا فانی اسد ہم</p>
<p>عشق میں ای قدر گھلا لئے تو مر جاؤ گے تم دوب جالے جب کہ ہو تیرا ک مضطرب میں</p>	
<p>۱۲ دے دے چلیکا اٹھا کر دل قیاب میں اجی آنا نہیں ایسا ادب آداب میں کیسی باروت اڑا دیگا یہ مہتاب میں</p>	<p>شب فرقت میں سنبھالے رہیں احباب میں اٹھیں غیر دیکے لیے یہ تو نہیں تاب میں خال کا نام نہ لیا کی طرح تابان کم ہے</p>

<p>لوگے گھوٹ تھیں اور می ناب ہین کر دیا نامہ اعمال نے آب ہین لاکھ ہینا دے کوئی قائم و خباب ہین کیا کھلائے تھے کباب بطر خباب ہین اسی لحد آج بغل میں نہ بہت داب ہین موج لائی ہی رہا اگر گرداب ہین اجی لا حول ولا کر دیا بد خواہ ہین اور تر پائے گانہ خجستے آب ہین</p>	<p>زاہد و جبکا جو حصہ ہی پونج جاتا ہی جی میں آتا ہی کہ ہم بھی اسے اپنے ہوڈا لیں خاکسار دکی تو گڈری ہی میں ہر زنت و رات آنکھوں میں کٹی نیند نہ آئی سبے یار کل شب چوہر میں پیار اپنا جست یا نہ گیا بھاری موباسے وہ اتنی کچھ نانی ملی اسی نیکرین نکالا ہی کسان کا جھگڑا ہمنے ناخ تیرے ابرو کا پسینا پونچھا</p>
<p>کان مشتاق ہین اک اور غزل پڑھیے قدر یاد رہ جاگی یہ محبت احباب ہین</p>	
<p>اڑ کے پانی میں طے ریزہ سیلاب ہین سو جھتا ہی نہ کنواں اور نہ تالاب ہین یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہین خود دکھاتا ہی تھی کاسر گرداب ہین زلف و رخسار سے دکھلا خببتاب ہین ہچکاتی ہی ہوا ایک دم آب ہین پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہین کس جگہ چھوڑ گئے ہاے سب جاہل ہین کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہین</p>	<p>ملگے آنکھوں میں نحت دل بیتاب ہین لیے جاتا ہی کہ ہر ایدل بیتاب ہین دشت غربت میں بگولوں سے بھٹا جائے کیا سمندر سے بہلا ہم درم جان لگین کیوں گھٹا چھائی ہی لٹا اٹھا یا زقاب ایک ہاتھ اور لگا جبین نہ پھر بکرین یہی نا حضرت موسیٰ کی طرح غش آتا یہ اندہ ہر اہی کہ وحشت ہی لحد میں ہسکو چشم تر کا کرین شکوہ کہ کلا آنسو نکا</p>

<p>شکون دہاتے ہیں کیون کرتے ہو بہ خواب ہیں دشت و دشت میں بھی گھیسے رہے ہیں جہاں ہیں نظر آجائیں الہی درنایا سب ہمیں چاند دکھلائی دیا صورتِ مُشراب ہیں ساتی انگور کی سے جلد میاں ہیں</p>	<p>وعدہ وصل پہ دیکو تو وہ شرماتے ہیں وامتی و کوہ کن و قیس نے کیا ساتھ دیا دانت کھلیا میں اگر یارہ سے جی خوش ہو وصل سے آنکے کسی شب نہوا گھر روشن سر پھرا دیتی ہر بھائی نہیں ہوئے کی شراب</p>
<p>ایک سا ظاہر و باطن ہے ہمارا اے قدر چشم بے خواب ملی یا دل بتیاں ہیں</p>	
<p>نہ اس سے ملا ہوں نہ اس سے جلا ہوں یہ جیتوں کو غم نہ کہ تر خدا ہوں میں وہ قطرہ اشک چشم فنا ہوں لو کہیں سے پابند زلف رسا ہوں وہی بولتا ہے جو میں بولتا ہوں میں دیو شب سحر کا ناشتا ہوں مجھے تم بھی چاہو جو میں نکو چاہوں اُٹ اے گری عشق جلتا تو ہوں یہ کتنا ہے اس کو ابھی دیکھتا ہوں میں دلدادہ شاہ دلربا ہوں میں ہندوستان بھر کے آج ہو ہوں ابھی انگلی اٹھے جو میں خود نما ہوں</p>	<p>۱۴ خدا جانے میں اس کا سایہ ہوں کیا ہوں یہ ابرو کو بل ہے کہ تیغ قضا ہوں مری سرکشی عین افتادگی ہے پہنتا تھا ہر سال منت کی بڑی وہ رہتا ہے خود میری گزلی گرین نکل جائے گا دم شرم سیرا کہیں تالی اک ہاتھ سے بھی کچی ہے میں وہ داغ ہوں داغ ہو جس سے پیا بس ایک آہ میں ہی نگہ گردن نگردش میں ہوں قدر دان اپنے ہر قد و انکا غضب یا دیکھو میں ہے آہ زاری مدعید سے میری آنکھیں ہوئیں ہیں</p>

<p>میں خود حلقے سے زلف دتا ہوں نہ میں کہہ رہا ہوں کہ میں میں وہ کشتہ تیغ شہم و حیا ہوں</p>	<p>مگر جھک گئی گھل کر ان گیسو دن پر نہ خفت آٹھامی نہ کوئی گرائی ہوا میری تربت کا سبز لہجہ</p>
<p>کو تھنے اسی قدر بوسہ جو مانگا منہ میں کہہ دیا اسنے چپکے سے یا ہوں</p>	
<p>مجاور سے جو پرانے عشق وہ بدستہ ہیں یہ جوش ہی کہ بدن عاشقوں کے پہلے ہیں خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہیں تمہارے ہنس کی چالیں کہ جو چلتی ہیں مگر تو ایسی ہی ہے قتل پر پہلے ہیں بڑی اذیتوں سے دانت رب نکلتے ہیں تمام رات یونہی ڈوبتا پھلتے ہیں کہان غلاف سے یہ نیچے نکلتے ہیں وہ موسم آیا ہی انگور جمیں پھلتے ہیں بٹھا کر انگوٹھیں پلکوں کے نکھے جھٹے ہیں ہمارے سامنے گردن قیہ پھلتی ہیں ڈوٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہیں یہ ہنس ہوتی نکلتے ہیں لعل اُگلے ہیں ٹھکونی طرح ترے دیہے کو جلتے ہیں</p>	<p>۲۰ دہن سے نالے عوض آہو بکری نکلتے ہیں بہار میں جگر و دل لہو اُگلے ہیں کہان وہ نوح کا طوفان کہان ہری میں غضب ہی ہونٹھ کا ہٹنا جو سیکتی میں ہیں نثار ہے رگ خیریاں ندا ہی تارنس بڑی شقت و محنت سے ملتی ہر روٹی کبھی غشی ہر کبھی چو نکلتے ہیں فرت میں کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہوا برو گٹھائیں جھوم کر اکین مبارک ای رند تمہارے واسطے ہمنے بنایا خنیانہ کبھی نہ بوسہ سبب ذقن نصیب ہوا وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ ابھری ابھری گات جو آنکھیں پکی گئیں آنسو تو نکلتے جگر قریب زلف ہی پھپھہ الگانے کو طیا</p>

<p>حضور ڈھانک بھی لیں چکنی چکنی رانوں کو نہ بیٹھتے ہونہ جاتے ہوزن میں ہونہ دل جگر میں پڑے داغ داغ ہونہ چھالے دہن کو ہیچ سنا تھا کمر بھی ہیچ ہوئی ژولڈاؤ نہیں بھی راضی ہنسنا نہیں بھی</p>	<p>سنا ہی عاشق تو سنے دل بہین پسائے ہیں میں ٹنڈھ پہ کتا ہوں اسوقت آپ گھٹے ہیں تمہارے موتیوں کے مالے مورا گلتے ہیں بڑے بڑے ابھی نقص آپ میں نکلتے ہیں جو مرد ہیں وہ کسی بات میں نکلتے ہیں</p>
<p>ابھی تھا اصل کا تہہ ارادہ بھی اٹھا چلو ہٹو انہیں باتوں سے قدر چلتے ہیں</p>	
<p>ابر آگے ترے ایدیدہ تر کچھ بھی نہیں ۱۱ عشق زلف الفت رخ مر گئے کچھ بھی نہیں ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی اور عہد شکن کوئی شعلہ مری اہو نہکا بھایا نہ گیا آپنیں آؤں تو میں آپ کو ڈھونڈ ہوں بچا سر میں لگا اپنے لگی جا کے کچھ تلونہیں اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کبھی ہاتھ لگی حق نہ تلوار ناری ہی سپاہی کے لیے خفتگان شب غم حشر میں پھر لپٹ ہے بوسے کیسے کے سوا اور نہیں بچاؤ ناغ</p>	<p>مر جا قطرہ اتک اصل گھر کچھ بھی نہیں آنکھ جب بند ہوئی شام دس بجے کچھ بھی نہیں کہ ادھر ٹنڈھ سے کہا اور ادھر کچھ بھی نہیں اجی لاجول ولادیدہ تر کچھ بھی نہیں آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہیں جسم و جان شمع صفت تابہ کچھ بھی نہیں یوں ہن کہنے کو کچھ ہی کمر کچھ بھی نہیں جو نہو یا کئی ادھر چھی نظر کچھ بھی نہیں کہ نمایاں ابھی تاناسی کچھ بھی نہیں دیدار دے کے سوا نظر کچھ بھی نہیں</p>
<p>صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی لے قدر در حقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ ہی نہیں</p>	

<p>اجی ایسا بھی مزاج ہی گل تر کچھ بھی نہیں طرہ العین بیگزنگ نظر کچھ بھی نہیں تم اسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ دم نہ گھٹجا سے تنہا کا یہ دل ہر با قبر من میں ہرین شیخ فرید اور بل میں انیٹن کسی ہسپوین کبھی یار نہ سویا آکر صفت رضا میں ہرین شعر ٹریمون آپ سنیں کچھ کیا ہو تو کوں لاکھ نکسیریں لکھیں آج بھی چار ہر در پہ کھٹا دن ہسکو دیکھ پاتے جو غلیل آپ کے خسار و جبین</p>	<p>۱۱ میں تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو کر کچھ بھی نہیں کھو لکر دیکھ چکا بس تو کچھ بھی نہیں جھوٹ لوگ بتائیں کہ اور کچھ بھی نہیں کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی دور کچھ بھی نہیں جب تو ناصح کی نصیحت میں نہ کچھ بھی نہیں درد دل مال نہیں درجہ گر کچھ بھی نہیں بے نیلے نعمت مرغان سچ کچھ بھی نہیں خون فراق ہی کیا زاد و سف کچھ بھی نہیں قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہیں پہلے کھٹا ٹھٹھے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہیں</p>
<p>کس طرح راہ کٹیک کی عدم آباد کی قدر ہمسفر کوئی نہیں زاد و سف کچھ بھی نہیں</p>	
<p>۱۵ خزان کی فصل میں کیفیت شراب نہیں نہ تم خدا ہونہ ہم لوگ حضرت ہر سوی غضب ہر تیرے سینے کی بو خدا کی قسم میں اسکو کہتا ہوں معشوق ہو جو گرا گرم لٹے پٹے رضا نہیں ہرین سیکرے والے جو تم بلاتے ہو غمیر و کو خیر بلواؤ گلوں کے ساتھ گلستان میں غار ہوتے ہرین</p>	<p>۱۵ وہ جاڑے پڑتے ہیں گرمی آفتاب نہیں ہمارے آپکے پردہ نہیں حجاب نہیں کہ موتیا نہیں کیوڑا نہیں گلاب نہیں حرارتیں نہیں جسمیں وہ آفتاب نہیں بغل میں شیشہ نہیں شیشے میں شراب نہیں یہ ہم میں عیب ہر غصے کی ہکوتا نہیں میں کیوں حضور کی محفل میں بار بار نہیں</p>

<p>وہ کون ہے کہ خرابات میں خراب نہیں زبان تیغ میں قاتل ترے جواب نہیں اگر شراب پی رہی کباب نہیں اب آج ہم نہیں یاد دل کا اضطراب نہیں جواب تم جو نذر اسکا کچھ جواب نہیں اؤ نہیں حجاب نہیں بھٹکوا اضطراب نہیں کہ جھٹسن تری رحمت کا کچھ حجاب نہیں</p>	<p>وہ کون ہے جو نہیں مست کہیت دنیا میں سوال ہوئے ابرو پہ ڈٹ گئے ہیں قیب ہمارے نشے بہلا مغلسی میں خاک چین شبِ فراق میں پہلو دبا ئے بیٹھیں دہن کا حال تو شے بے شے ہے پوچھینگے نہیں کے خوب اٹھے حزن و عشق کے پردے اسی طرح سے مے جیسا عصیان ہیں</p>
<p>تمہارے آنے سے کیا قدر کر کے اس لئے جس گریہ رکھو تو ماتمہ اتر اضطراب نہیں</p>	
<p>چھری کہتے ہیں اسکو مرغِ سہل اسکو کہتی ہیں ہم اسکو باسے لیلیٰ اور محفل اسکو کہتے ہیں اُسے کہتے ہیں محفلِ میرِ محفل اسکو کہتے ہیں اُسے کہتے ہیں انگہ اور انگہ کا قاتل اسکو کہتی ہیں جو مصیبت اسکو کہتے ہیں تو منزل اسکو کہتے ہیں اُسے کہتے ہیں دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہیں کمان کہتے ہیں اسکو ماہِ کامل اسکو کہتے ہیں اُسے مہم و فہم نقطہ خطِ باطل اسکو کہتے ہیں اُسے ہر شیا کہتے ہیں تو فاضل اسکو کہتی ہیں اُسے کہتے ہیں ہجرِ اسانِ مشکل اسکو کہتے ہیں</p>	<p>۱۵ تریا ہی ترے پیشِ نظر دل اسکو کہتی ہیں بڑھائی زلف اُسے جذبہ دل اسکو کہتے ہیں غم و رنج و مصیبت جین خوش دل اسکو کہتی ہیں تمہاری ناف دیکھی اور خالِ ناف بھی بکھیا تسے خزاں افشانِ دونوں ہیں بے اثر کھوپڑی دلِ وحشی سے آہوں کا تسلسل کہ نہیں تڑپا جیکر گوہر سے پرزے کر دیا خزاں تابان ہے دہن کچھ دہم سا دیکھا کہ کچھ خطِ سی پائی نظر کرتی ہے کام اپنا دل اُسپر لوٹتا ہے کجا وہ نزع کا عالم کجا یہ جسم کی سختی</p>

<p>پڑے جے جانی دل لے کھینچا اُس پر توں جلایا بسنے تیرے مارڈا اسبڑہ خطانے کلیجے پر توں کر جا پڑا دل اک فغان کر کے چمک کر داغ نے دل کو منور کر دیا کیسا</p>	<p>انہیں ہم نقش جب کتے مر جان اسکو کتے ہیں اُسے امرت تو ہم زہر ہلا بل اسکو کتے ہیں جلا جان اسکو ہم شور جلا جان اسکو کتے ہیں جو خورشید اسکو تو خورشید منزل اسکو کتے ہیں</p>
<p>فدا ہوتا ہی قدر راو پر انہیں جلسے میں بٹھا کر جو پروانہ اُسے تو شمع محفل اسکو کتے ہیں</p>	
<p>کھینچا انا ہی ظالم عشق کا دل اسکو کتے ہیں ۱۸ نہیں جی بھوین در مقابل اسکو کتے ہیں نہ مچھلی اسکو کتے ہیں نہ بسمل اسکو کتے ہیں انہیں جی نہ جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا لحد میں رکھ لکے بھگو میری یا بوی کیتی جو مرض ہو عشق کا میں تھنہ منقہ طیبان ہوں جو رو کر جان دین ہم وہ آسماں سمجھتا ہے اگر خسار تیرا چاند ہی داغ آسماں کھلائے ہنسا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا نہ وہ قتل میں آتا ہی زمین میں قتل سے جاتا ہوں گلے آفت لگی پابند زنجیر تامل ہیں اُتار اسر تو کھویا در دہر احسان ہی اسکا اگر تو لوٹو تو ہو اسیر تو نے سنہا آسماں کھیا</p>	<p>ملا جاتا ہو سینہ جذبہ دل اسکو کتے ہیں حدیث قاب تو میں اب تو کامل اسکو کتے ہیں تر پنے پر نہ اسکے جائے دل اسکو کتے ہیں بتایا جان نثاروں نے کہ قاتل اسکو کتے ہیں ابھی سے مرٹے تم پہلی منزل اسکو کتے ہیں کبھی حق اسکو کتے ہیں کبھی حق اسکو کتے ہیں وہ ہنسکر نالہ ہو غم غمٹ شکل اسکو کتے ہیں انہیں وہ ہونے ہم وہ ہونے قابل اسکو کتے ہیں کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کتے ہیں اُسے ہر شرم بھگو شوق شکل اسکو کتے ہیں یہ شرعی قید ہی طوق و ماسل اسکو کتے ہیں طیب مہربان ہی مفت قاتل اسکو کتے ہیں حقیقت میں ہی آئندہ گروں اسکو کتے ہیں</p>

<p>جو کہ لگی رہی معشوق خود بچاتا ہوا عشق غضب کا ضعف ہو بس لکھن کی راہ جنوں سے سجا ہی تھم جیسا ہو غم و سیاہی آتا ہے ہوئی ہر زندہ درگوا کے میرے جسم کی مین</p>	<p>کلی چکی ہی ہم شور غدا ل اسکو کہتے ہیں چلے میں دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہیں کڑمی ہو گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہیں بہنسی ہر روح تن میں پا در گل اسکو کہتے ہیں</p>
<p>جدا کیونکر کریں اسی قدر ہم سینے سے جانا کج ہم اپنی جان لے ایمان اسے ل اسکو کہتے ہیں</p>	
<p>لا کے دنیا میں ہمیں زہر فنا دیتے ہیں ۲۰ بوسہ جب مانگتا ہوں شور مچا دیتے ہیں رحم بھی ظلم و ستم سے نہیں خالی اوکا دل میں درد آنکھوں میں آشوب جگر میں دوز فیصلہ دلج اسی بات پہ جو بسا لگا کچھ نئی حضرت دل نے نیکالی ہوڑ پ لن ترانی سے نہ کیوں حضرت موسیٰ ہوڑے حاشق ابرو و قامت میں ہوا ہون حبیبے چاند میں سیل ہے سورج میں جلن گل میں خا منعموں کا نہیں دروازہ گردن پر احسان جس سے وہ آنکھیں لڑن خاک و پانی مانگ سچ ہو دل بام تھاؤشت تھی عیان فطرت آجھے جانی ہر گز نہ تے میں گھبرائے ہیں</p>	<p>ہاے اس بھول بھلیاں میں نیا دیتے ہیں بات تھوڑی سی ہی ہو تو وہ بڑا دیتے ہیں دامن تیغ سے زخموں کو ہوا دیتے ہیں عشق کیا دیتے ہیں اک روگ لگا دیتے ہیں دیکھئے بوسہ نہیں دیتے ہیں یاد دیتے ہیں بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اٹھا دیتے ہیں بات وہ کہتے ہیں اک آگ لگا دیتے ہیں اٹنی سیدھی مجھے دس میں سنا دیتے ہیں عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہیں آپ کیا دینگے وہ خالق کا یاد دیتے ہیں ٹائے تلواروں کے یہ ترک بٹا دیتے ہیں وہ ملاو دست تھا سب کا پتا دیتے ہیں زلزلہ پر پہنچ وہ کیوں اتنے بڑا دیتے ہیں</p>

<p>ایک بوسے کا مئے واسطے ارشاد ہوا نزع میں پاس سے انوس اٹھے جاتی ہیں دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا روسے گر گئے نہ نہیں ٹپتیں ہماری آنکھیں خوش ہو کر تے ہیں تو اک رنج بھی دیتے ہیں آنکھیں لڑائی میں تو کرتے ہیں مرا کام تمام</p>	<p>آپ کو دیکھیں مجھے دیکھیں یہ کیا دیتے ہیں بیچ ہنجر ہار کے دھمکھکھک غا دیتے ہیں میرے پہلو میں ہے پھوٹا دکھا دیتے ہیں پاسے نظارہ میں کیا موندی لگا دیتے ہیں بوسہ اک دیتے ہیں اک لداغ بڑا دیتے ہیں وہ مجھے دو ہی پایا تو نہیں جبکا دیتے ہیں</p>
<p>دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا قدر تو جھوٹ کو سچ کر کے دکھا دیتے ہیں</p>	
<p>۱۴ شک و شبہ نہیں مری دل میں کیا حرارت ہے خون لیل میں زلف مشکین کا دہیان ہو دل میں قبر میں لیٹ کر اٹھانے گیا جسم شفاف سے نظر آئے ہی شہید رو کی زندگی اس سے الحذر تیری زلف سے اے یار اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا ٹھنڈی سانسین بھریں قتل کو قوت خیر مجھ کو نہ گھر میں آؤں ہر طرف لگ گئی چمن میں گل</p>	<p>کیسی صحت ہے اس حائل میں مندی کالی ہو دست قاتل میں یا کہ لیلیٰ ہی اپنی محفل میں تھک گئے ایسے پہلی منزل میں آپ جو کچھ چھپائے دل میں دم عیسیٰ ہے تیغ قاتل میں خوب جکر ان مجھے سلاسل میں بٹ بنا ہوں تہا ریحی محفل میں لگ گیا زنگ تیغ قاتل میں میرا گھر چاہیے ترے دل میں شور تھا ناہ عناد دل میں</p>

<p>اس قدر جذبہ ہے کہ دل میں زنگ بچتا ہے ایک محفل میں ہولی کھیل ہے کوئی قاتل میں عکس عالم ہے ماہ کامل میں</p>	<p>خود پٹے ہیں آ کے سینہ سے نالے کرتی ہے قیس پر سیلی خون میں ہم نہا گئے سیکے کاملون کو بڑی سہائی ہے</p>
<p>قدر پہلے تو دل دیا اون کو اجی اب سوچتے ہو کیا دل میں</p>	
<p>مڑ گھپلا اپنا تخت بادشاہی کم نہیں جب نکھارا پا کر دم را دھکا سے کم نہیں قیس کی آواز بھی بانگ در سے کم نہیں دود دل جہدم اٹھا کالی گھٹاسی کم نہیں سیت اُسکے ہاتھ کی عطر خاسی کم نہیں کعبہ کو سے تان بھی کر بلا سے کم نہیں فتنہ محنت سمجھئے وہ در اسی کم نہیں اب ہمارے خون کے دنیا میں کیا کم نہیں ہاتھ اٹھا کر کو سنا دست دعا سے کم نہیں دیہ بھی تاثیر میں اب بقیہ سے کم نہیں چور میر سے زخم کا زود خاستہ کم نہیں یہ ذرا تاثیر میں کڑوی دوا سے کم نہیں لال کر دو گنا چھتیر تیری دعا سے کم نہیں</p>	<p>۱۶ سایہ تاج کدایا نہ جہا سے کم نہیں رنگ اٹے منہ سے کنیا کے اگر چڑی گندہ جھڑن نالہ سنائی لی کا ناتھ چل دیا دل غجب چکے تو بجلی جیسے نالے تو عد بھول ہی پیش نظر دست خالی یا رکا سوکھے گھاٹوں تشہ دیدار تر سے جا نہیں حشر بر پا چال ہی صبح قیامت رو سے یا ابر و ختر کان نامت نہ خیر و سنان وقت پر جو چاہو اکلو دلسے کب کہتے ہو تم ایڑیاں رگڑا کر دن کب دم نکلتا ہو مرا دست بنگین ہے جو اس سفاک نے گھائل کیا بات جو حق ہے وہ سن لہجی حق سے نہ ڈر تقدیر لے دے مری گلگون تو لے پر بنان</p>

<p>گو ہر دندان تری حب الشفا سی کم نہیں مصطفیٰ حیدر سے حیدر مصطفیٰ سی کم نہیں</p>	<p>الحل لب یا قوتیان ہرین ہا سیجا زمان خون ہی دو نو نکا ایک اور ایک ہی ہو شکیلا</p>
<p>کافر دیندار سب سے قدر دم بھرنے لگے شہر اوس بت کا خدائی میں خلاسی کم نہیں</p>	
<p>اے سیجا تمہیں یہ مرتے ہیں پانی چاہہ دفن کا بھرتے ہیں نہ چھری آپ ذبح کرتے ہیں کل سے گیسو بہت سنورتے ہیں بج غم سے نہیں ابھرتے ہیں انہیں قدموں پہ ہاتھ دھرتے ہیں سر و گلشن بہت برتے ہیں نئے جو بن ترے ابھرتے ہیں جھکے کانوں کے جب اترتے ہیں آپ باتوں میں گل کترتے ہیں گراؤں تک جب بکھرتے ہیں لاکھوں صدقے وہیں اترتے ہیں آپ تورات بکھرتے ہیں دل پہ صدے جو کچھ گرتے ہیں انہیں چالوں پہ لوگ مرتے ہیں</p>	<p>ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہیں ۲۰ خضر نظر نہیں کٹھرتے ہیں الحذر کیا غضب کی جوتن ہے اک نہ اک آج پچا نیسے کا ضرور لہر دل کی ہرین ڈبوتی ہے سراگر کاٹے تو آفت نکریں بانگین سے مٹائیے چسکر منخل قاست میں گلتے بھرتے ہیں عقد پروین فلک بناتا ہے ہونٹھ چلتے ہیں صورت مقرر کوئی ہر گراؤ اٹھا نہیں سکتا ایک صدقے جو اُنپہ ہوتا ہے کس گھمڑی ہم مراد کو پوچھیں وہ بھی سن لیں تو آنکھوں سے بہو ٹھوکر دن سے جلاتے ہو مڑے</p>

<p>چکیان لے رہا ہے جوش شباب جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائیں بات کمر چپا گیا وہ شوخ دلین آتے ہیں میری آنکھ کی راہ</p>	<p>سکیان وقت پر وہ بھرتے ہیں جنت حاکم سے لوگ ڈرتے ہیں نزع ہے جیتے ہیں نہ مرتے ہیں گھر میں کوٹھے سے ڈرتے ہیں</p>
<p>قدر رخصت ہر اپنا خاکا ہے اُسین استاد رنگ بھرتے ہیں</p>	
<p>شب فراق میں ہم یہ خیال کرتے ہیں ۱۳ مشال بدرجو کس کمال کرتے ہیں لحمین خوب نکیرین چال کرتے ہیں سنا ہے قدر ہر اک سے سوال کرتے ہیں وہی تو مصحح قدیم ہی معنی باریک شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی امید ہو سہم صورت سوال ہی اپنی ہماری لاش تک آتے جگر دلتا ہو چپا کے پان دکھاتے ہیں اپنا گنہ گن کلیجا دلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر شبصال میں کیونکر نیند نہیں ٹائی نہ ہم میں جانتا ہوں کہ گھر اٹکا آپ مٹا ہے</p>	<p>کہ دیکھیں سوتے ہیں یا منتقال کرتے ہیں جبکا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہیں زبان غیب میں مجھ سے سوال کرتے ہیں ہم آج آگ میں پیسوں کو لال کرتے ہیں کمر کا جب پیشتر احتمال کرتے ہیں اک اپنے واسطے زہر حلال کرتے ہیں زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہیں صلا حین دور سے گزرتی شغال کرتے ہیں وہ آج آگ میں چمکے کو لال کرتے ہیں کہیں لحد کے فرشتے سوال کرتے ہیں یونہی تو روز سہمیں وہ نہال کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ دل پایمال کرتے ہیں</p>
<p>غزل پر اپنی یہ کتے ہیں قدر غزل</p>	

	کلام اُلتے ہیں اپنا کمال کرتے ہیں	
<p>چھری سے آپ ہر کو حلال کرتے ہیں وہ خواب میں بھی کسی کا خیال کرتے ہیں عزیز دیکھئے کیا سیرِ احال کرتے ہیں کہ آہوانِ حرم کو حلال کرتے ہیں وہ چھپر چھپر کے خود بول چال کرتے ہیں کبھی جو بشت میں چل بل غزال کرتے ہیں کہ بے چھری ہیں دونوں حلال کرتے ہیں طا کے دونوں کو ہر ایک ال کرتے ہیں حضورِ مٹھی چھری سے حلال کرتے ہیں ہماری خاک کو گردِ ملال کرتے ہیں</p>	۱۱	<p>جو چشم ہم تہ ابرو خیال کرتے ہیں فدا ہم اُنیہ عبث جانِ مال کرتے ہیں جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے ہماری دل کی امید و نکو توڑتے ہیں خروشِ بیٹھنے کا لطف ہم ٹھاتے ہیں ہماری آنکھوں کی گردشِ جنونیں آتی ہو یا تمھارے ابرو دینیں ایک سے ہو اک بڑا وصال میں یہ رگڑتے ہیں اُگلے منہ سے ہنٹھ عجیب پیار کی نظروں گھورتے ہیں بیاب وہ مٹی دینے کو آئے ہیں غیر کے ہمراہ</p>
	یہ کل کی بات ہے اے قدر بڑا سا قد تھا جو ہاتھ پاؤں ہوئے پائمال کرتے ہیں	
<p>کب ہمیں عقل و ہوش باتے ہیں چھوڑو چھوڑو ابھی ہم آتے ہیں آزمالین جواز ماتے ہیں خود بھی جلتے ہیں جو جلاتے ہیں وہ بھی آتے ہیں ہم بھی جاتے ہیں بیڑی منت کی وہ بڑھاتے ہیں</p>		<p>کوسوں وحشت میں دوڑ جاتے ہیں دامن اس فقیر سے چھڑاتے ہیں ہم کفن باندھے آج جاتے ہیں دیکھئے حالِ شمع و پروانہ اندرونِ صاف سہرہ الفت زلف پر پیچ آج اٹھتی ہے</p>

ظلم و ستم ہے ستم پر ستم تارے گن گن کے کاٹتے ہیں رات جان بچنے کی کون صورت ہے ہے تپا پنجہ فتنم و جسد اللہ یوسف دلی جستجو میں آج خسکہ کی تو نہ دے طمع و اعظا حضرت دل تھاری رانوں پر بند کی آنکھ ہو گئیں آنکھ میں دم نکلتا ہے اپنا اے عیسیٰ دل نہ بھولے گایا دردے صنم	ساتھ غیرہ دے آپ جاتے ہیں دانت اُنکے جو یاد آتے ہیں زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہیں ترجہ جسدِ رہا اسی کو پاتے ہیں قافلے آنسوؤں کے جاتے ہیں رند کب تیرے دم میں آتے ہیں پھسلے پڑتے ہیں پھسلے جاتے ہیں آنکھ پر دے میں ہم لواتے ہیں تم نہ آؤ گے ہم تو جاتے ہیں اس پر ترانِ ہم اٹھاتے ہیں
--	--

قدر مہاشرا ہے یہ دنیا
لاکھوں آتے ہیں لاکھوں جاتے ہیں

۱۵ پہر اسکے بعد ہو یوں کنا عید کے دن مگر اُترتا ہے اسکا خمار عید کے دن کہاں سے آپکو پوچھوں نگار عید کے دن برس میں پائے وہ دونوں قرار عید کے دن گھڑی گھڑی نکر دتم نکھار عید کے دن شبِ برات کی راتیں ہوں یا عید کے دن گھر سے ہیں مسجد میں بادِ خوار عید کے دن	دہڑی جماؤ بلو عطر یا عید کے دن صیام میں ہمیں کچھ گھڑی کی چڑتی ہے بتائیے تو کہ نکلا کہ ہر سے عید کا چاند بنے ازل میں جو دونوں وہ عارضِ شفا یخِ نہ وہ ہے کہ سب اپنے پائے آتے ہیں خدا کرے کہ تر سے زلفِ رخ کی دہوم ہے گئے تھے روزہ چھڑانے کلوڑی ہوئی
--	---

<p>حضور بوسے عنایت ہوں گوری گردن کے شب وصال میں چپ چپ حضور بیٹھیں کہ ہر گیارہ دنوں سے مرا گلے ملنا دل و زبان و لب و سینہ وصل میں بجا لائیں ہو سے جو خونِ سلمان تو ہاتھ کیا آیا شب وصال میں ہوتے ہیں ہم جو شاویر دھانی چاہیئے محراب و دنوں ابو وکی</p>	<p>گلے میں چاہی ہو لو کا عید کے دن کہ حطیح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن وہ کیا ہوے مے پروردگار عید کے دن کہ ایک عید میں ہوں ہم جو چار عید کے دن لگانہ ہاتھ میں ہندی گار عید کے دن بنے سرور ہمارا فر عید کے دن کرین دو گانہ ادا جان شاعر عید کے دن</p>
---	---

لیٹ کے قدر سے بھر کا دل چلو گئے
نم گ لینے کو آئے تھے یا عید کے دن

متلون

<p>جائیے کیا کو چہ دلدار میں کیا عجب آئندہ ہو سنگ مزار بزم میں تڑپا دل پڑ داغ کب یار کے کوچے میں ہیں سب عقل پریش تھر تھی کج جنبش ابرو سے یا کاشتے ہیں ہونٹھو کو غصے میں کب صبح کو کاٹوں گا میں اپنا گلا سحر سے آنکھ نہیں جو اے رشک حور</p>	۱۵	<p>ایک بھی روزن نہیں چلو این مر گئے ہم حسرت دیدار میں قص ہے طائوس کا گلزار میں بک گیا سودا مرا بازار میں گر پڑے ہم ایک ہی تلوار میں گھولتے ہیں تن روہ گفتار میں رات جو گنجائیگی تکرار میں محبزہ ہی آپکی رفتار میں</p>
--	----	---

تار سے ہی گنتے ہے اے انظار	کاٹ دی شب دیدہ بیدار
پاگئے انعام جو گلہ سے لے	مین بھی تو دل لایا تھا سکر مین
خیر ہو یا رب کے شطرنجی آج	بیٹھے ہین وہ مجسم اختیار مین
سینے مین ملت انہین دکھ پتا	ڈھونڈ سہیئے تو طرہ طرار مین
ضعف سے جنبش نہیں کیا تم پر آے	تاب یہ کہ سیم دل ہمیں ار مین
طوق ہین یہ کافی دیندار کے	قیہ ہین وہ سبجہ دزار مین

صاف ہین اجاب کے دل قدر سے

رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستہمائے نہ آسمان کھینچتے ہین	یہ تو ٹانگہ کے ہم کمان کھینچتے ہین
جو اک آہ ہم نہا تو ان کھینچتے ہین	سپر ٹنڈ پڑھت آسمان کھینچتے ہین
سزا پائی جوئی کی تعریف کر کے	وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین
رگون سے سہما لے ہوئی ہین بدن ہم	کلوں سے یہ بار گران کھینچتے ہین
ہو سے بد جو اس ایسے عاشق کشی مین	کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین
وہ میکش ہین انکو دل کا بند ہے تو	ابھی بادہ ارغوان کھینچتے ہین
کمان دیکھین لیجاتا ہے آب دانہ	یہ دونوں فرشتے کمان کھینچتے ہین
اؤ نہیں جذب دل کی کندوں کے عاشق	جہان چاہتے ہین دہان کھینچتے ہین
دیکھا دو گار دون کو ایک آہ کر کے	کہ ناتے کو یوں سار بان کھینچتے ہین
کلیجہا ہمارا خود آہن رہا ہی	وہ آئین ہم ادنی سنان کھینچتے ہین
سکسیر و نکو بھی قتل ہی لازم	حبادوں پہ سب بادبان کھینچتے ہین

یہ کانٹے ہیں چمکدیاں کھینچتے ہیں	بھوون پر پین دہا سے بیتاب مائل
<p>عسندل کتے ہیں قمر اپنی خند پر یہ کھینچی ہوئے چمکدیاں کھینچتے ہیں</p>	
<p>کبادہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہیں سمندر ادکی عنان کھینچتے ہیں کبھی دست پر مغان کھینچتے ہیں ہمیں دار پر یہ جوان کھینچتے ہیں فرشتے مر تار جان کھینچتے ہیں ہمیں تم یہ بارگزان کھینچتے ہیں وہ کیوں خنجر خون نشان کھینچتے ہیں کہ تصویر موعے میرانی کھینچتے ہیں جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہیں سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہیں گرے پر وہ اک لکشان کھینچتے ہیں کہ میری شبیمیں جان کھینچتے ہیں کلجے پر نوک سنان کھینچتے ہیں</p>	<p>۱۳ گئیں نرمیان سختیان کھینچتے ہیں وہ چوٹی کے بیچ اب جہان کھینچتے ہیں کبھی پاسے ساتی پہ ہم لوٹتے ہیں قیامت سے قامت کا حسن لپا کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو اٹھائے گا کیا عشق کا بوجھ گردن چھری ہو وہ سیندور کالا تشقہ نہ کیوں بال کی کھال ہم لوگ کھینچیں مہینوں ہی دم بھولا رہتا ہے اپنا غضب چل نکلتی ہے کشتی بادہ نکلتی ہے سر عجب مانگ سید ہی مصور بھی سب میرے دشمن ہوئے ہیں گلے پر نالتے ہیں تصویر خیر</p>
<p>کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے بہت قمر کو قدر دان کھینچتے ہیں</p>	
۱۴ پھولوں ہی کا انبار ہے تاگوش چمن میں	کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن میں

<p>گلاگشت کو جا سے تری پانوش چمن میں پھرتا ہوں میں کہو لے ہوئی انوش چمن میں کھولو تو ذرا صبح بنا گوش چمن میں دزاست پڑا رہتا ہوں بہوش چمن میں گلاگشت چمن میں بھی ہوں روپوش چمن میں یاد آتے ہیں اسکے لہاموش چمن میں ہر دانہ شب بزم ہے در گوش چمن میں نیلوفر و سوسن ہیں سیاہ پوش چمن میں چل تو سہی لے وعدہ فراموش چمن میں کیونکر رہے سرو سبکدوش چمن میں شمشاد کو کچھ خاک نہیں ہوش چمن میں بڑھ آئے ہیں وہ تا کر دو ش چمن میں</p>	<p>کیا کے قابل نہیں یہ سیئہ پردغ دیتے ہیں جو انان چمن یار کا دہوکا صاحب گل شب کے دہوئیں آج اڑاؤ عشق گل رخ کا کچھ حال نہ پوچھو میں مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا کس پیار سے غنچوں پر گزرتا ہوں نہیں انکھیں پہنے ہیں عروسان چمن بھولوں کا گنا سنبھل غم بلبل میں پریشان کیو ہے بال دکھلاؤں میں تجھ کو گل و بلبل کا ناشا بار آورون پر چلتے ہیں اس باغ میں پتھر ای یا تہمین دیکھ کے کتے میں کڑا ہے ہے فضل بہاری میں گل و سرو پہ چوبن</p>
---	--

یا قسری و شمشاد ہیں یا بلبل و گل ہیں
 یا قدر کے ہمراہ وہ مینوش چمن ہیں

<p>باد بہار بھی دم عیسیٰ سے کم نہیں آگے بڑھنا نہ جائے گا اب ہم میں تم نہیں پیرو سکے مثل رشت جو انہیں ختم نہیں یارب ہمیں تو خواہش بلغ اوم نہیں آنکھیں لڑا کے ہم میں جو دکھیا تو ہمیں</p>	<p>۱۴ کیا غم ہے اے جنوں جو ذرا ہم میں تم نہیں لومرٹھے مگر کہیں ملک عہد تم نہیں ہیں صاحبان اوج تنزل سے جینبر آنکھیں تو سبیل میں پیوستے ہیں ختم دل تیر نگاہ یار کے قہر بان جانیے</p>
---	--

<p>شیر زمین بیچھٹ نہیں آہو میں نہیں کاسہ فقیر کھڑے یہ کچھ جام جم نہیں سر تک نیریز آپ کے سر کی قسم نہیں محراب کعبے سے ترے برو میں نہیں ہر روز آپ وصل میں کہتے ہیں نہیں عشق خدا نہیں ہے جو عشق صنم نہیں بدنامیوں کا خوف ہم مر نہ کاغذ نہیں وہ کون ہے جو ہری ملک عدم نہیں اب دیکھتے ہیں ہم کہ وہ چشم کرم نہیں آنے سے رات تو نہیں یا آج نہیں</p>	<p>چتون غضب سے آنکھ تھاری جھلاوا ہے دنیا ہو دیر سے جو نہیں ساتی جو ہے رکھ دوں تہم پہ کانگر ارشاد ہوا گر مرگان نمازیوں کی صفیں بستلیاں آہ لہر لے صنم کبھی ہاں بھی تو کیجئے زینہ عباد کا ہے حقیقت کے باتم کیوں بہو قتل کرتے ہر ظالم کہنگے ب عشق وہاں تنگ سے داخل خفا نہو آنکھوں سے اپنی یار نے ہو کر گرا دیا لے چرخ صبح ہوتی ہی اُن سے جدا کیا</p>
<p>اے قدر کو سے یار کا ہم حیران میں اگر جا نہیں کشت نہیں ہر جسم نہیں</p>	
<p>ملگیا غواص کو گوہر لب ساحل کمان عاشق بیدل سے طالب لکڑی ہوا بل کمان بھوٹ تو منہ سے لپی چلتا ہی ہو قاتل کمان واہ میخانہ کمان ساتی دریا دل کمان تو مے قابل کمان ہرین تر قابل کمان کشتی محبوب کمان ساتی دریا دل کمان کیوں ابھی سے اٹھ چلو تم ہی مکمل کمان</p>	<p>۱۴ بے شقت کام دنیا کا ہوا حاصل کمان دل کو لیکر لانا سیکے ہو اُت قاتل کمان طے ہو کھا حلق آب تنغ کے قابل کمان سب جہانین فیض جاری عرش پر تو خدا تو شہ اقلیم خوبی میں گدے عشق ہون ہر مثل ملاح و چین است و کشتی در فرنگ آنکھوں کی ٹہن ہرین راتیں ہنسنے تاروں کی طرح</p>

<p>دیکھنا گھریاں بکر بوتہا ہے مل کمان آپ جس دوا کے خواہاں ہیں حاصل کمان بندہ پرور آپ کی نگھیں کج ہر پریں کمان اس سے بہتر کوئی سیر نہ حاصل کمان سچ ہے صاحب ہم کمان اپنا کچھ محفل کمان اس عدم کی راہ میں پہلے ہوئی منزل کمان</p>	<p>کیا درجانان کا اے قاصد پتا بتلائیے ہاتھ خالی رکھتے ہیں ہم لوگ نقد صبر سے غیر کا کیا دہیان ہے اچھی طرح باتیں کج آنکھ میں آنسو بھرے ہیں گردہیں ترکان تر غیر تازمین شوق سے دیو پٹری پرانی روکتا وقت شب نہن کا ڈر ہمدنہ کوئی ہمسفر</p>
<p>کیا کہو گے قدر بولو تو جو بوجھے گا خدا عمر غفلت میں گزاری تو نے اسی غافل کمان</p>	
<p>چینوئیوں نے کھائی ہوئی کوکھن کی ٹہیاں ہیں خس و خاشاک مرغان چین کی ٹہیاں سب نفیر و غین ہوں صرف ہاں سخن کی ٹہیاں آج تو کیا درد کرتی ہیں بدن کی ٹہیاں جھلکے لنگا لاکھ دیکھیں برہمن کی ٹہیاں سو کھلکا کاٹا ہوئیں ہاں کے تن کی ٹہیاں ہم ہائیں گے قلم لیکر ہرن کی ٹہیاں چور کر ڈاسے کوئی ہرننگن کی ٹہیاں دور سے گن پیچھے میرے بدن کی ٹہیاں مل گئیں ہیں خاک میں ہر پتہ کی ٹہیاں صورت ناتوس بولیں برہمن کی ٹہیاں</p>	<p>۱۴ عشق شیریں میں گم لین اُس خستہ تن کی ٹہیاں آتش گلزارِ بھڑکی ہے چین میں الحذر کیا عجیب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ وصل کی شب کیا بہانہ سوچا کرتے ہیں آتش کھڑا ہے میں بھی سرد ہو چکی ہیں ٹٹے وہ فصل بہاری اور یہ گنجِ قفس چشمِ آہو کی سیاہی سے لکھینکے صفِ چشم وہ بھی جانیں صدرِ مہر پہ چاندین ہوتا چہ ایسیجا اس طرح کی لاغری دیکھی نہیں بوٹیان اکسیر کی کیونکر نہ نکلیں خاک سے وہ صنم معجز نما باتیں جو مردوں سے کرے</p>

<p>واسطے قطرین کے لینا میرے تن کی ٹپا دفن کر دو اپنی بے گور و کفن کی ٹپا</p>	<p>خطا جو لکھے گا رقیہ کو تو میری موت سے بس سزا پائی کما تک ٹھوکرین کما یا کرین</p>
<p>بعد مرنے کے ہوا اسے قدر یہ بارگاہ ہو گئیں تابوست میں لاکھون ہی من کی ٹپا</p>	<p>چہا تے جو عیشہ تم روی روشن اپنا گلوگٹ میں نماری زلف شگون ہر کہ کالا جیخانہ سے</p>
<p>ہمیں تو صاف روشن ہر کہ اک شعلہ ہر لپٹ میں یہ زنجیر غمیں قیدی بادل عاشق ہر لپٹ میں صدائے صورجان پانچونکی کھڑکھڑاہٹ میں یہ شب بھی جاگی کیا یونہیں زلفونکی بناوٹ میں کہ عالم کالے بادل کا ہر سی کی اودا ہٹ میں چہا یا ایتھ عروس صبح نر اس شکی گلوگٹ میں</p>	<p>قیامت کی ہرین چالین حشر برپا کرتے آتے ہو صفائی میں تو روے صاف کے دن وصل کا ٹا ہنسی آجاسے ہونٹوں پر تو بجلی سی چمک جائے کہا اُس سہ روے صاف پر کچلے گے گیسو کو</p>
<p>کہا تک خواب غفلت قدر آنکھیں اپنی ٹل ڈالو پڑے ہیں آج تکیے میں جو کل تک تھے چہرے کھڑے</p>	<p>تصدق اُنکے جوڑے پر رہا ہر مرغ جان برون رہی نکسیناں برسوں رہی فکر وہاں برسوں ڈ</p>
<p>کیا ہو دستہ سنبل یہ ہنسنے آشیان برسوں نہ سلجی ہیں یہ بھینگی یہ دولون گتھیاں برسوں جہاں بھوڑا نکلتا ہر نہیں ٹٹا نشان برسوں کہ سر پر خاک اڑا کر دی ہر باو خزان برسوں خبر ہوتا نہیں عشق سے وہ نامہ ران برسوں قیامت کے زمین کیا منتظر ہم خستہ جان برسوں نہ آئیگی ہمارے جسم میں تاب تو ان برسوں</p>	<p>امیری و فیری ہر نہیں آنا جا تے ہرین لایا خاک میں گردن کے کسکا گلشن ہستی ستار ہے کہ لہتا ہر جھکنا ہے رولا تا ہے لگاؤ قبر کو غور جو ہونی ہے وہ ہو جائے ہمیں جھکے دیے ہیں اس قدر درد جدائی نے</p>

<p>یہی پردہ رہا ہے میرے آنکے درمیان برون چلے پھر اُس جگہ ہم چین اٹھائے تھے جہاں برون سگ جاناں چہاٹیکھا ہماری ہڈیاں برون</p>	<p>اُسی آتش رنسا سے گھونگٹ جلے اُنکا بدن سے روح جب نکلی یہی کتنی ہوئی نکلی انہر نے پہ بھی باقی رہ گیا سخت جانی کا</p>
<p>اُسی کو چے مین قسمت لیچلے لے قدر تکو بھی نبٹکے ٹھوکرین کما تے رہے لاکھوں جہاں برون</p>	
<p>بنایا ہے ہمیں جب کر چکے ہیں امتحان برون بنایا ہے پناہ لینگے کمین تیرا نشان برون ہماری خاک سے اگتا رہے گا رخوان برون رہا ہی باغ میں ہر اک شجر پر آشیان برون رہی تھی زندہ درگور اس جگہ روح روان برون نہ آئے ہوش میں ہمست جامن مکان برون بہت چہاٹے ہیں ہمیں بھی زمین و آسمان برون شنی ہو اُنکے کو چے مین صدی یاسان برون رہ گئی مثل پیری باغ میں فصل خزان برون کہ ان ہاتھوں سے کی ہی خدمت پیرخان برون</p>	<p>۱۱ ہے مین عالم ذات مین ہم ناتوان برون جو لاکھوں گردشیں بھی کھائیں ساتوں جہاں برون اختر زخمی کا ایک مدت تک نہ جائے گا چمن کا پناہ تاہم سے اے صیاد واقف ہے ہوا ہی مگر گئی پر جاے عبرت قالب خاکی بلے لکھ کر بلا کا نشاں ہم کو چڑھ گیا یارب نہ تما سوزہ پرور ہے نہ تما مہر پرور ہے بہرے ہیں کان اپنے کیا صدی صورتی ٹھہرین جو انان چمن کو اس قدر لوٹا ہے گلچین نے رہو نگھا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ</p>
<p>محبت میں اٹھاتے قدر کیون احسان اعضا کا مثال دل کیے ہیں نالے پہنے بیزاران برون</p>	
<p>چمکی مین میں سج جلی جاگری عدن مین پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین</p>	<p>۲۱ لب پہنسی جو آئی دندان کھلے ہن مین بہر و پشوب لایا مین عاشقی کے فن مین</p>

کیا گفشان زبان ہی اس تنگ تروہن میں
 دل رخ سے اڑ کے پونہ چا گیسو سے پڑنکھن میں
 کس زبداہ کس کو یاد آرہی ہے اسکی
 جوش جنون سے ایسا کانٹون میں بارہ گیا ہوں
 دقت میں منہ لپیٹے میں اس طرح پڑا ہوں
 ٹھوڑی بہ حال نکلا یا نہ غرض دل سے
 گیسو کی ایک لٹ میں دل پھانستے ہو صد ہا
 جون ترانیاں ہیں پوری کو سانیان ہیں
 یہ دل کا آئینہ بھی جسم جہان ناہر
 میں یا میں رخ پر مڑتا ہوں ایسا گھل کر
 کیا جوش موسم گل جو بن پرا گیا ہے
 وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ گھل گیا ہے سورج
 خنجر قدم بنے ہیں اور انگلیاں ہیں بھجپے
 اس در سے جلایا دیکھ سا جو وہ سرا پا
 منہ سے لگا جو سرا پے بیٹھے جو ان منکر
 زلف دراز پونچھی بل کھا کے ایڑیوں تک
 مجنوں کے سوز غم نے ریشہ درو انیاں کین
 پیکان وزخم دل پراتا ہے رشک مجھ کو

بلبل چمک رہا ہی اک غنچہ چرسمن میں
 کعبہ عرب سے اٹھکر داخل ہوا ختن میں
 ہچکلی لگی ہوئی ہے پیشے کو انجن میں ڈ
 مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہیں بدن میں
 جس طرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن میں
 یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ زقن میں
 کستے ہر سبکی مشکین تم ایک ہی رسن میں
 خالق کجا تا ہے خلقت کے پیر میں
 عزت کی سیڑھیوں میں بیٹھا ہوا وطن میں
 میرا کفن بنا لو اک برگ یا سن میں
 پھولی نہیں سہاتی ہر اک کلی چین میں
 وہ رخ چمک رہا ہے گیسو سے پڑنکھن میں
 تے نگاہ سے ہے ہر کشتوں کے پستے رن میں
 اک نگ لگ گئی ہے نمون کی تن بدن میں
 شامل تھی چوب چینی شاید مجھ کہن میں
 لپٹا یہ عشق بیچان یا خنسل ناردن میں
 دد لکڑیاں رکڑ کر لگتی ہے اک بن میں
 اپنی زبان دید و تم بھی مے دہن میں

اے قدر چاند نیسہ آیا کئے گن مین

ردیف واو

تیر سے دونوں کے ہیں دونوں مجھ کو کال بڑ ۱۴
 تیغ اٹکن ہیں وہ آنکھیں تو نگہ برق انداز
 اک ہلال رمضان ایک سے تلوار ابرو
 دل نہوصاف تو ظاہر کی فقیہ کی کیا مال
 قدر انداز ہیں پلکین تو کسا انداز ابرو
 اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جاہلین
 مگر کے پتلہ ہیں اندر سے عیسار ابرو
 کبھی محراب و عاہلین کبھی شمشیر و غا
 قاب تو سین کی رمزین ترے خمدار ابرو
 مو سے سر پہن شمع راج تو سہ قہر و شرس
 عکس سے ابرو و سکے یار ہوا چار ابرو
 لب نازک کی صفائی سے جوانی چکی
 طور و یدار جبین کعبہ و یدار ابرو
 انہیں تلوار و بن کے سایہ میں پڑ ہیں تیر
 دست شفقت ہیں پئے مردم ہمیں ابرو
 پچانیان سے کوئی ناصح کوئی گردن مار
 ہو گئے گیسو بچان کے طرفدار ابرو
 ہی دہن نقطہ مگر خط پر کار ہے خط
 چہرہ ہی دائرہ حسن تو پر کار ابرو
 کیونکہ روکشے منہ پر پرتی کی
 سر پہ ہر وقت ہیں کھینچے ہوئے تلوار ابرو
 لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا نکالین گیسو
 لاکھ بانکا ہو تو چھینیں ابھی ہتیار ابرو
 آج تلوار کے منہ موت مری لکھی ہے
 یاد آئے ہیں مجھے جب تو کئی بار ابرو
 ایک نیز سے پہ چڑین کسے یہ دو تلوارین
 قد بالا یہ تماشا ہوئے خمدار ابرو
 قلعہ حسن تیغ رخنکے سلج خانے ہیں
 برحی مرغکان ہے چھری اکھ ہی تلوار ابرو

ہم تجھ کا تے ہی ہے شوق سو گونہ قدر

بل کی لیتے ہی ہے ناز سے خمدار ابرو

ٹھکانا اب نہیں جیسا دئے گئے گیارہ گلشن کو
پتھر لگ جاتا ہے کیسا دیکھ کر عاشق کو فرج
دو کمبیز پڑے کون جھجکے کون مقتسل میں
چلے بیخانے سے سیکش گھر فدی نکلا دیوانے
سلانی پھیر دو غیر ونگی آنکھوں میں تو بہتر ہی
سنا جس وقت دم بھرتا تھا یہ چاہ زرخزان کا
کہ رت آنکی طلیت میں جو دنیا میں ظالمین
چلا جب حسن خطا پر ہنسنے سے پھپھکتی کسی ہنسنے
غنیمت سمجھ کہ جھک کر لو لکڑی ہار کر تاس ہے
وہ سید ہی سیف بنجائے تیر میں جب کہ اٹھا ہار

۱۱
اکی شاخ طوبی دے تو اب میرے شیش کو
لگا رکھا ہے اپنی چال پر کیا اپنے توش کو
وہ دیکھیں میری چوٹ کو میں دیکھوں انکی چوٹ کو
سہارا کی چلے پیلے کے پیلے میرے گلشن کو
عجبت تھے کیا ہی بند دیوار کو رزون کو
کیا تالاب فور اکھو کر عاشق کے دفن کو
ملی ہو روزِ خلقت سے سیا ہی سو آہن کو
یہ دیکھو چوٹیاں کھینچے لیے جاتی ہیں خرمن کو
جو بیج پوچھو تو رہ رہ جاتا ہوں اپنے زہن کو
ختم شمشیر میں جہدم جھکایا اپنی گردن کو

مے زخم جگر اے قدر اشکوں سے ہرے ہو گئے
اگر ابر بہاری نے کیا سبز گلشن کو

۱۱
بڑا یا خال نے اور اعتبار روئے شبنم کو
نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب نیاباتی ہے
تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہے زانے کی
اسیران چمن کی خیر ہو میا و ظالم نے
یہی کہہ لیا ہے مجھ سے دل اس آئینہ رونے
پیشاؤ نکو حنائی پنچے بخشے یا خدا تو نے

کسوٹی پر لگائے جس طرح سس کوئی گنڈن کو
مرقع کر دیا ہے باغبان نے معنی گلشن کو
دیا کاجل عجبت دہا لگا یارو ریشم کو
چڑھائیں آستینیں کھینچ کر باندھا ہے دھن کو
کہ اس آئینے میں دیکھا کرونگا اپنی خوب کو
مسی مالیدہ لب تو نے دیے گمہای سون کو

<p>شب گیمین روشن کر چار غرور و شوق کو ذرا بادل کر جتنے میں سنو مور نکلی شہین کو چھری بنو ایسے کٹھا کیسے سری طوق پہن کر مہارائی ہو تو طے مقرب کے کوئی گردن کو</p>	<p>آنکھ میں منہ سرگرم گنگ سٹھ صول کی تہ ہے مہارائی صدا طوطی کی ہر نقار خانے میں نشانی کچھ تو رکھیں اپنی سودا کی یاس اپنے خزانہ میں تو رکھیں کتنی تھی اسنے کروں مینا</p>
<p>ذرا اے قارر بیچا نے ہو تم دوست دشمن کو</p>	<p>کوئی ہے نور کوئی تار کوئی نکل کوئی کانٹا</p>
<p>صدت صادق اگر ہے دُر کیا بھی ہو اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبی بھی ہو فائدہ کیا اے صاحب کوئی منتا بھی ہو کس جگہ ڈھونڈیں تھکے تیری کوئی جا بھی ہو ساتھ ان گالیوں کے چاہیے بوسا بھی ہو تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو اتنی بارش تو ہوئی موسم سرا بھی ہو تم تو قابل بھی ہو اے یار سیجا بھی ہو تم حرف را ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو کیا عجب باتہ بھی ہونا تے پسلی بھی ہو ہم بھی ہوں آپ بھی ہوں چلے گا جاڑ بھی ہو تو سہی میری طرح حال تھا را بھی ہو اسکا جب لطف سے انسان کو سودا بھی ہو تم جو دل ہو تو کوئی دلیں سودا بھی ہو</p>	<p>۱۵ چشم حق بین ہو تو اللہ کا جلو بھی ہو یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو کیسے نالوں سے اٹھالوں میں زمانہ سرور لا مکان نام تو سے گھر کا ہے طلب ہے جھوٹا کھاتے ہیں مکر جان تو شے کیلے دیکھیں کس طرح جسے پھر گل و بلبل کا رنگ ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا رنگ آنکھیں تو قتل کریں ہو نظر جلا میں کیا تو ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا دیکھ تو دُر را سے قیس بگو لو نہ سجا دھرا رہا ہے یہ پٹی سے چٹنا اڑا ہر ماے شکر مے چلا اٹھو انشا اللہ ذکر مذہب پر الجھتی ہے طبیعت اپنی ہنہ چھاتی سے لگایا ہے کوئی بورہو</p>

کرتے دھرتے نہ بنے حضرت موسیٰ سے بھی کچھ
قدر کیا جائیں کبھی نگہ سے دیکھ بھی ہو

دل کو تم آنے دو ہاں آنے دو ۱۵
ٹپکی پڑتی ہے مری رال ان
کچھ مین سایہ ہوں کہ چڑھ جاؤنگا
زاہد بادہ کشی دیکھیے گا
دیکھیں ایا رکاشن ابدی
نکل آنے دو عدم کا ڈھرا
پھر مجھے روک لیں دربان تو سلام
واہ کیا زلف ہے کیا چھاتی ہے
کھینچنے دو دھین آغوش میں تنگ
سخت جانی سے ہوں لوہی کا توا
ابھی انگیا سے عبت کتے ہو
ٹھہر رو زندوا بھی دے عطا ہو دو
دیو حیران سے لڑو نگا کشتی
لو مے دل پہ نگہ ڈالو تم ۱۶

خوب نے دیر مری جان آنے دو
آنے دو منہ میں زبان آنے دو
زیر دیوار مکان آنے دو
روز غیر رمضان آنے دو
بلبلو فصل خزان آنے دو
زلف تلموے میان آنے دو
اتنا کہ تیجی ہاں آنے دو
دل وہاں ہاتھ میان آنے دو
آنے دو جسم میں جان آنے دو
اور ابھی کھچکے کان آنے دو
کچھ تو لے سروروان آنے دو
اب وہ جانا ہے کسان آنے دو
اسکے تم تاب نہ تو ان آنے دو
لو کیلجے میں سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوئے فرماتے ہیں

و در کو آج میان آنے دو

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو ۱۴ وہ یار ڈھونڈیے کہ جہان میں نہو

<p>دامن نہو ہلال صفت آستین نہو کوٹھکھٹا حضور کا کہیں عرش برین نہو صیاد سے کہے کوئی چین بر چین نہو جس نے جالیا ہا کہو کہیں وہ تمکین نہو کیونکر وہاں زخم سے صدا آفرین نہو سبز آس چین میں کبھی یاسمین نہو جب تک نگاہ شوق مری خرد بین نہو سونہا ہر وہ مکان کہ جسمین کہیں نہو ساتی پلائے جائے مجھے جب تک نہیں نہو تیری طرح تیان کوئی زیر زمین نہو کچھ بات ہے کہ ابکا ثانی کہیں نہو اے یار تیری آنکھ اگر سر گین نہو</p>	<p>وحشت میں کچھ سوا سگریر بان نہیں نہو تم نے بلالیا ہمیں مہراج ہوئی اب میں پھر کچھ کہے نہ اچھو کا دام میں اُس شعلہ رو سے حشر میں پوچھینگے دلچیلے کیا کہنا اب تو خوب ہی طیار ہاتھ ہے جس آج جو میں دھوئیے رو صبح کو ہرگز نظر نہ آئے گا آنکا وہاں تنگ نئے یار دل اُجاڑے کیونکر ہا کرے جب تک نہ درد سر ہو مثنیٰ لوگائے جا آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہوں دے میں مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئینہ اندھیر پھر زمانے میں کاہیک کو کبھی</p>	
	<p>نالان ہوا جو میں پس دیوار بول اٹھے دیکھے تو کوئی وقت در ہمارا کہیں نہو</p>	
<p>دل بتیا بنے پرا اور ابھارا ہمار کو کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمار کو سب سے وزنی لفظ آتا ہے یہ پار ہمار کو صف شرکان نے ترے پار اتارا ہمار کو ہو وصال اب نہیں کچھ ہجر کا چارا ہمار کو</p>	<p>۱۲ کم نہ تھا یہ تر اگوٹھے کا اشارا ہمار کو پشت مسجد کی ہی کعبہ کی طرف سے عطا ایک عالم کی سائی ہے دل مضطرب سر چڑھے تھے تری زلفوں کو بون کپڑی خلوت قبر میں ٹھہری ہے ملاقات انکی</p>	

<p>گر گئی آپ کی توار پڑی اور ایذا رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہو غیر حساب سہرین جب آگ لگی جا سکے کبھی تلو و نین گالیان کو سننے دکھا کی بھی ہزار کتا بھی سی دل روشن بھی کتا ہے کہ قہر و کسے لگین دل میں شعر نکلیں منہ میں زبان شیرین</p>	<p>سکے گا اب اس آرزو سے دوپارا ہو بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہو چڑھ گیا شمع کی مانند حرار اہم کو تم لیٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہو اپنی جوتی کا بنا دے وہ ستارا ہو من و سلوی ہی خالق نے اُتارا ہو</p>
--	--

پہلی بازی میں تو دل مار گئے ہم اے قہر
اسکے تھے میں دو دل عشق میں ہمارا ہو

<p>نہیں رہا نہ کنایہ نہ اشارا ہو زندگی میں کہیں ہوتی جو صفاسی باطن کا جلا نکھوں سے جو پنجو پہ تو تماشہ کھیا ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہیں سجتی ہو دل پھڑک جاتا ہے جب آنکھ پھڑک جاتی ہو مرتے جیتے تری الفت میں کٹی ساری عمر اپنا گھر چکر اسکو انجھی لے لیتے ہم راہہ تکتے ہیں ترے حکم کی سر حاضر ہے ہو گیا کو پہ جانا کی طرف رخ اپنا تیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہو تیار تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتی ہیں</p>	<p>۱۳ وہ ادھر آنکھ اٹھی تیری وہ مارا ہو جانتے چشم لحم آنکھ کتا مارا ہو نات آہو میں ملا عنب سارا ہو جو بہین پیار کرے ہو وہی پیارا ہو چو کڑی خوب دکھاتا ہو چکارا ہو لے نے زندہ کیا اور آنکھوں نے مارا ہو اپنے کو پے کا جو دیتا وہا جارا ہو اب رو تیغ سے کافی ہے اشارا ہو جس گہری قبر میں یاروں نے اُتارا ہو چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہو دل سے آنکھوں سے کھینچے ہو ہے پیارا ہو</p>
---	--

<p>پہنچ در پہنچ ہین اسمین ترے رفو کو خیال سر ملایا کوئی سانچو نکا چارا ہکو</p>	
<p>ہر چہ در کان نمک رفت نمک شدا ی قدر جا کے پاس اُسکے ملا دل نہ ہمارا ہکو</p>	
<p>محض ناوا قفس تھے ہم برہم نہ ای صیا ۱۵ ایک بوسہ ہو عنایت بھر طلب جلاؤ دونوں عارض سے تمھاری خاک ہو بریاؤ چاہیں عشاق آپ سے معشوق کی بجاؤ طفل آنکھ لکھو سو جا کر پھر نہیں بھرتا بھی مجھے تمھارا اچھپن میں وہی وقت آگیا انچ میں بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے بٹیریاں بھناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا مجھے نفرت ہی تو بیشک ہو پر ز اداسم دل نے پاؤں جو کی تلووں کے مل ڈالا پھر بہا رائی ہے پھر میرا جنون زور دینا کان اپنا سب کپڑے ہین ہماری نام سے ہاتھ میں تار گریبان پاؤں میں ہوں آئے جس جگہ دیکھے کوئی سب سے تمھاری آنکھ جھلک</p>	<p>ذبح تو کر ڈانا اسبے اگر یار ہو قتل پر مین یون ہوں راضی اگر جو ارشاد ہو آتش غرود ہو یا گلشن شاد ہو قمریان چاہیں تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو گھر سے کیا یاد ہو طفلی میں جو بریاؤ مدتوں کی بات ہے تم کو بھی شاید یاد ہو منہ سے جنب زیادہ ہو شور سار کا یاد ہو مجھ پر جو ہونا ہو وہ جلد سے ستم آگیا ہو آدمی سے اُنس ہو اُس کو جو آدم زاد ہو تم بڑے بید رہو ہیر حم ہو جلاؤ ہو فصد اگر کھولے تو سودا کی ابھی فضاؤ ہو اسمین یا وامق ہو یا صحنون ہو یا فریاؤ ہو دل میں درد آنکھوں میں آنسو ب پر کسی یاد ہو سکیرے میں محنت ہو باغ میں صیاؤ ہو</p>
<p>اپنے گھر تک ایک آنچھ میں لگالائے انہیں قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو</p>	

<p>کیوں مری دلکنی ہر لقا کرتے ہو پاسے نازک کو جو پا بند نہ کرتے ہو تم وہ ہو اہل جہان تمسے کنارہ اچھا کوئی اتنا نہیں مشوق توں ہی پوچھے اتنا دیکھو ملے حضرت دل بھر اسی جانب کو چلے دیکھتا ہوں نہیں جیسے بس نظر آتے ہوں نہیں کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بھو لب جان بخش ہی میں نہ بھڑکے جاے ہم کو کیا آپکے عاشق میں اتالیق نہیں یہ دو علم تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب کیا مثل ہے ہوی ہر دم دے دہر گار کے کیا قیامت کی ہے رفتا عیسا ذاباں تسکے چنواؤ گے تم عشق مزہ میں شاید ایک جا ہو تو کوئی ڈبو نہ نکالے تمکو آنکھ لڑاتی ہے مجھے زلف میں تم بچاؤ</p>	۱۶	<p>کسا گھر ڈالتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو کس طرح آؤ گے نرم فتنہ بپا کرتے ہو لاٹھیاں مار کے پانی کو جدا کرتے ہو کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو وہ ستاتے ہیں تو پھر مجھے لگا کرتے ہو اس قدر تم مری آنکھوں میں بھر کرتے ہو نہیں معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو اسی سیاحی کلرنگ بپا کرتے ہو تم جو کچھ کرتے ہو اے یا ربجا کرتے ہو کبھی ہمسے کبھی غیر ونسے ملا کرتے ہو ہم وفا کرتے ہیں تم ہم پر جفا کرتے ہو دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو زر دمچھو صفت کا ہر با کرتے ہو دل میں آنکھوں میں کلیجے میں رہا کرتے ہو سحر سحر بلاسی بہ بلا کرتے ہو</p>
<p>زہر کھا کر کہیں مر جاؤ بلا سے اے قدر تلخ باتیں لب شیریں کی سنا کرتے ہو</p>		
<p>دم لبوں پر ہی ذرا بیٹھو تو ایسے تو کیا دہن کوئی معاس ہے یہ بتلائیے تو</p>	۱۸	<p>ہم بھی چلتے ہیں کوئی دم میں ٹھہر جائے تو مصرع اب میں جو معنی ہیں وہ سمجھا لے تو</p>

ہنسکے وہ کہتے ہیں تلوار اسلامائے تو
 وہی گھر کے چلے آئینگے اور حضرت بل
 نہ میں سایہ ہوں نہ جن ہوں نہ چھلاوا نہ پیر
 واعظو کون سننے کا یہ نماز اور اذان
 نزع میں دیکھکے وہ طعن سے فراتے ہیں
 اچھا مانا نہ سی غیر سے الفت نہ سی
 چاند کا داغ کجائیں کجا بوسوں کا
 لاکھ بوسے جو عنایت ہوں تو دل تیا ہوں
 ہاتھ پائی میں بڑا ماننا کیسا صاحب
 غیروں میں بیٹھے ہیں دیدے کی صفائی
 آج کچھ بانسوں اوچھلتا ہے کلیں میرا
 تنکے چیتا ہوں یہ سودا ہی خرہ کا مجھ کو
 سر از نعین زانو پہ وہ رکھ کر بولے
 خلق کی طرح ابھی عمر ہماری کٹ جائے
 گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صبا

قدر اب پوچھنا کیا ہاتھ ادھر لائے تو
 اور کچھ آپ سے ہوتا نہیں گھر لائے تو
 ایسا کیا دم تڑپ نہ لائے تو
 سر ٹپک کر ابھی چند سے یونہی چلائی تو
 ہم بھی تو جانیں کوئی سوا گنا لائی تو
 چاہتے ہیں جسے آپ کی قسم کھائیے تو
 دیکھوں یہ چاند ہے یا سنہری ادھر لائے تو
 میرا تو مال ہر کچھ آپ بھی فرمائیے تو
 داؤ پر جتنے چاہا ہے نکل جائیے تو
 میں کٹا جاتا ہوں کچھ آپ بھی شرمائیے تو
 ہاں ذرا دڑ کے سینے سے پیٹ جائیے تو
 اجی کچھ خیر ہے فصیحین مری کھلوایے تو
 دیکھوں کس طرح سے موت آتی ہو جائیے تو
 کہیں خنجر کی طرح آپ بھی رک جائیے تو
 کیسے تو کیسے تو کچھ کیسے تو فرمائیے تو

بوسے بوسے پودہ دیتی ہیں جہنکارے قدر

لیجئے لیجئے ہاں آئیے تو آئیے تو

ردیف کے ہوز

سیکے گاہ الفت پیدا رفتہ رفتہ ۲۰ لو ہو گئی یہ کھیں طری قولاً رفتہ رفتہ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ
 ہوگا مرا قبے سے نقش مراد قائم
 نامے اگر سی ہین میں سیر اگلا پڑیگا
 منہ کے طوق آثار و قمری رہو گے کرکے
 جاتا ہے تیرے غم میں صبر و قرار شہر
 قارون نے کیا طبع کا مضبوط گھر بنایا
 ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دیگو
 ہونے دے حشر بر یاد رفتہ کھلیگا سیرا
 شیرین لکڑی اسپر اکبار کو غم تو
 گلشن سے سو گم گل کچھ بچہ کل چلا کر
 تصویر کھینچی کھینچی آئی دہن کی نوبت
 دل تیرا کیا ہو اے بت کالا سا کوہ اڑیگو
 اب تو یہ ریح سکون سے ہوتا ہوا مفتون
 و وہ کہ تیرے رخ کا بند پلائی دھیان مجھ کو
 آخر کو مرتے مرتے کوئی نہیں بچے گا
 چھچکا ہوگا گلاب بوس و کنار مطلب
 ہوتے چلے ہین میں درد اور داغ سکن
 یونہیں جو روز گلچین کلیان چنا کر گیا

تجھے بھڑک سنے گی صیا و رفتہ رفتہ
 تصویر کھینچ لیگا ہر سزا و رفتہ رفتہ
 آخر کو سانس ہوگی نسیا و رفتہ رفتہ
 بڑا سا قد بنے گا شمشاد و رفتہ رفتہ
 ہوتی ہے سب کمانی برباد و رفتہ رفتہ
 تحت الشری کو پونجی بنیاد و رفتہ رفتہ
 ہوگا مرا سیم جلا و رفتہ رفتہ
 سب سے کرونگا تیری نسیا و رفتہ رفتہ
 کھو دیگا بیس تون کو فرما و رفتہ رفتہ
 دیوانے ہوتے جائیں آواز و رفتہ رفتہ
 تصویر خود بنے گا ہر سزا و رفتہ رفتہ
 بڑھنے تو دے ہماری نسیا و رفتہ رفتہ
 کیا اور ہوگا عالم سجاد و رفتہ رفتہ
 ہو جائے گا پتھر آن سب یاد و رفتہ رفتہ
 ہونگے تمام قیدی آزاد و رفتہ رفتہ
 ہنس کر کیا یہ آسنے ارشاد و رفتہ رفتہ
 ہو جائیگا جینگلا آباد و رفتہ رفتہ
 ہوگا تمام گلشن برباد و رفتہ رفتہ

جو جگر کی عنایت یوں قدر پرہیزی

<p>ہو جا لنگاہ شگرد استاد رفتہ رفتہ</p>	<p>۱</p>
<p>آنکھ تیری سامری ہے لے بت جادو نگاہ اس قدر مجھ پر نکل یون گرم لے بد خو نگاہ ٹھونڈا ہستی ہے کچھ نکلے لے جانان پہلو نگاہ کیا عجب ہو نکست گل کی طرح خوشبو نگاہ تیر بنکر ہو گئے صیب رافغن آہو نگاہ اوہ جی پہچانتے ہیں عاشق گیسو نگاہ ذبح کر ڈالے گی جسدِ مایوسی قادی نگاہ اک طرف پلکین بلا سی جان پہیں ور اسنو نگاہ زلزلہ و چہرہ خال و خطہ رنگان و لب بدو نگاہ چار دن بھی آپ کی رہتی نہیں کیسو نگاہ کب تک ٹیڑھی رنگی صورت ابرو نگاہ تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ</p>	<p>۱۳۰ صاف گو سالہ بنی آہو جو ڈالے تو نگاہ کیا سیکر دے گا سر مہی جلا کر تو نگاہ دل کو یہ ٹھنڈا کر گی یا جگر کو چاک چاک آس گل عارض پہ ہر خطہ پڑی رہتی ہے یہ آن ری تیزی پار ہوتی ہے تھاری لکھ رات غیر و نہیں کٹی ہے اب لمختے ہو عیش عاشقوں سے آجکل چتون پھری ہے افسردہ برجیوں میں گھر گیا ہوں میں بھی شل مردک آٹھ آٹھ آنسو رولتے ہیں یہ ہر مشتاق کو کیا بھر و سامہر بان چشم عنایت کا مجھے تیر کو خوج بنانا کس نے کھلا یا میں آنکھ کھلتے ہی کھلا مضمون و جہاں کا</p>
<p>کیا غضب ہے ایک ہی آنچھ میں مارا قذر کو سیکھ آئے کا نور سے لے پری جادو نگاہ</p>	<p>کیا غضب ہے ایک ہی آنچھ میں مارا قذر کو سیکھ آئے کا نور سے لے پری جادو نگاہ</p>
<p>مستقہ شیشے کا دیکھا دیدہ پر نرم کرسیا تہ نینچا تیرا ہا قاتل ہمارے دم کرسیا دیکھئے سہراب کو لڑوا دیار ستم کرسیا تہ سانپ کھلا تھا جانان کی طرح آدم کرسیا تہ</p>	<p>۱۳۱ ہاں میں بیخا زین توام ہر شادی غم کرسیا تہ زندگی ہنسے بنا ہی ابرو پر خشم کرسیا تہ ڈالتے ہیں باپ بیٹے میں نفاق اہل غرض عشق لیکر زلف کا کھلا میں کو سے یار سے</p>

<p> تاج مین توڑالیا تھے تو دم توڑا مرا تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑھتی جاتی ہے دیکھ کر مکھو خجالت سے گل ترگو گیسٹ مر گئے پر بھی سجا سینگے یہ آثار جنوں غیر کہ خاطر کو ان کھو دے تو خود بھی دوسرا دھیمان دامن ہوا نکلے کر بیان ہو گیا تو غم جنوں مین ایسیلی بہت رویا کر اٹھ گیا خسار سے گھونگھٹ خطا کب کھل گیا اے نفخت فیہ من روحی جلد ہی مجھے کیوں </p>	<p> موت کا گھنٹہ لگا پازیب کی چھ جھریں ساتھ وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اکدم کے ساتھ پانی پانی ہو کے جھانکنا اس بندہ کی ساتھ سنگزن بھی چاہئیں دو اک سے نہ کر ساتھ خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کے ساتھ اک پھر برا بھی اڑا کر ہی اس پر چمک ساتھ رنگ تیرا بے سجانے گریہ نام کے ساتھ شب پر کبر دیسے بھلے عیسیٰ مریم کے ساتھ ہاں مری جان رکھنا پنی عاشق بیدم کے ساتھ </p>
<p> آنکھیں کیا پھرتی ہیں انکی اک چھری پھرتی ہے ہوش اڑتے ہیں مے ان آہو دلی دم کے ساتھ </p>	
<p> ۱۵ میرے آتے ہو کے کیوں آچو چوڑا پردہ کس طرح دیکھیے تو آپ ہی اپنا پردہ خوب تو پردہ وین افلاک کے رہا کھیا کفر و دین لسی ہو تو جائے ظاہر یہ سجا آج کل مشق تصور تو یہاں تک پہنچی کوئی کیا جانے کہاں جا کی ہوا اپنا وصا ہاتھ ہر وقت گرہ بنائیں پڑا رہتا ہے کیا لکھوں وصت کمر کسی کوں دوزخ </p>	<p> سامنے آئیے عاشق سے بہلا لیا پردہ چشم مہولی مین ہوئی برن تجلی پردہ سامنے آئیے اسد رے گاڑا پردہ اس سے کیا ہوتا ہی سید ہا ہو کہ اٹا پردہ آنکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ قبر بھی گوشہ خلوت تو کفن تھا پردہ واہ اسے دست جنوں چاک ہو سارا پردہ کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ </p>

تخلم کرنا جگر قیس و ہین بیٹھ گیا کان پردے سے قید ہو گا نگاہ بہتا ہے مثل نذر انگہ کے پردے میں تھیں کھتا ہوں پھوٹ نکلتا ترے زسار کا رنگ ایو نہ حسن دل سے آنکھوں کا اشارہ ہر ملک ٹھننے میں عشق بنام ہوا کچھ نہوا حسن کو خشم	سجد میں محل لیس کی کا جو اٹھا پردہ کان کا پردہ ہے اس پردہ نشین کا پردہ ہے بہت مد نظر یا کھنکھار پردہ لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ دوڑے طالب دیدار وہ اٹھا پردہ کیون نہ دامن کی جگہ بھاڑ از لپھا پردہ
---	--

پس دیوار میں رویا تو یہ کہتا ہے وہ شونخ

قدر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

رویفے تہمتانی

حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی پاہاں تو نے عاشق غمخوار کو کیا ہیں جرات تو نکلے سینہ سپر خاکسایان موسے کمر میں نان کو دیکھ آؤ کھل گیا میں خود شہید تازہ ہوں اپنے نصیب کا اس چشم سگرین کے اثر سے عجب نہیں سچ ہے کجوں کے ساتھ میں ہوں راست باز پھرتے ادھر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا دل اسطرح زبان ادھر کھینچنے لگے	۱۴ بچانسی گلے میں پگٹی تار نگاہ کی گرد ملاں ہو لٹی سب گرد راہ کی گرد و سپاہ ہوتی۔ رہے ٹٹی سپاہ کی گھٹی ہے ایک یہ مے مار نگاہ کی قسمت میں ہی کچی تری تر چھی نگاہ کی زنگت ہو سہ مٹی تری تاز نگاہ کی ٹپڑھی بھوین تھیں آپسے ٹیڑھی نگاہ کی میں ہی نہ چھوٹی ترے پاسی نگاہ کی کس کش مکش میں جان پڑی میری آہ کی
--	--

<p>نالوں سے میری سرمد و منصوٰرست ہیں ہو درخیز شیشہ دل کی شکستگی خردوں سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ آیا قمر بین نور یہ گری سب سے سر کی یہ سب سے بھال پاسے خانی کی اڑی گا یہ پانچ صرون کا خلاف اور ایک روح امید روز و نہ تھی کس بے نصیب کو</p>	<p>یہ دونوں قمریان ہیں مری سر و آہ کی جھنگار کی جگہ سے صد آہ آہ کی دشمن بنے جو سر کی آنچ بنگاہ کی سورج گھس ہوا یہ شرارت سے ماہ کی گیر و بنے قدم سے ترے گرد راہ کی جھنگڑے ہیں باہمی نہیں صوت بناہ کی قسمت اٹ گئی مری روز سیاہ کی</p>
<p>اے قدر تم بھی سنتے خوشامد پسند ہو دلدار کو دید یا جو ذرا دوا دواہ کی</p>	
<p>۱۲ پلکیں تری جھپک لیں جب کہہ نہ آہ کی داعظ خیر اڑا سہے تر شرعہ الہ کی کہا میرے دل کی عشق نے حالت تباہ کی میز زاج میں یہ چاہیے ٹیکا کا لگا لگا شکوہ جوا برو کا کیا کیا غضب سے دوا دوہ تر نہیں آسپ کی تھین بھگٹی بھول ہوئی تھن سے شہید کے خون سے کروٹ بدل بدل کے کٹی رات بھرین جب تک دھڑی جاکے تھیں بلغ کو چلو گا ہے دگر میان کہی یہ در مہریان</p>	<p>۱۲ بولے یہ بھری ہے قوا علیہا کی چھت گر پڑی نہ سر پہ کین خانقاہ کی اک گاؤں پر چڑھائی ہوئی بادشاہ کی تصویر کھینچ لے کوئی نبت سیاہ کی پاپین چڑھیں زبان پہ کیوں داد خواہ کی بڑی بھوون پر شاعر دن نے کب نگاہ کی ہے آسمان زمین مری قتلگاہ کی اس سمت آہ کی بھی اس سمت آہ کی طاؤس راہ تکتے ہیں ابر سیاہ کی پھبتی کھونگا آپ پہ مین سزاہ کی</p>

صورت خدا دکھا کے نہ اُس رو سیاہ کی	نام شبِ فراق سے دل کا پتا ہی روئے
اے قدرِ حسنِ طبع جانانِ دو نوحہ سے دو نون لبون پہ بات میں بہنے نگاہ کی	
<p>میزانِ تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی تلوارِ دل میں تیر گئی ہے تباہ کی تلوارِ باندہ تھے ہے ہم بے پناہ کی تختہ آٹ دیامری کشتی تباہ کی اچھا حضورِ خود ہی کہیں راہ راہ کی باقی کمانیان رہیں زندانِ دچاہ کی چھڑکا جو پانی بیٹھ گئے گرد راہ کی ایسی ہوا بند ہی مرے بختِ سیاہ کی نکر اکرا اس جہاز نے کشتی تباہ کی مجھ کو اندھیرا قبر کا ہے راتِ سیاہ کی</p>	<p>۱۱ ہم پہ بھوین پڑ ہی ہیں کسی کج کلاہ کی اندازِ دنازد و تھکے تھے نگاہ کی بہنے کی کی آڑ سے جیتا نہ معرکہ طوفانِ بیکے یکہ سے ہیں آیا محتب راہِ وفا میں آپ ہیں ثابت قدم کہیں زندہ ہے نہ بھلے نہ یوسف نہ شاہِ مہر فرقت میں انکسپتے ہی آہیں بھی تھم ہیں گل ہو گئے جو قبر پر اجاب لائے ضمع دل ٹوٹا ایسے صدمے دیئے آسمان نے ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے</p>
آہوں کا کچھ اثر ہے نہ کچھ قدر کا کمال دل را بدل رہی است تری دلمین راہ کی	
<p>۱۵ جہانِ الفت و بان میں ہوں جان میں ہوں جان تو ہے یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے کہ ہر اک نو گرفتارِ نفس میں باغ کی بو ہے نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ آہیں ٹاپو ہے</p>	<p>جہانِ گلشنِ بان گل ہو جان گل ہو جان تو ہے بہت اڑتے رہے اب صل میں مکونہ چھوڑو مگا اے صیادِ بھیر گلزارِ مجھ کو یاد دلا مجھے اسی بیکسی چھوٹکا ہو تو نے کس سندرین</p>

<p>کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی انین کچھو ہے نہ رائیں ہیں نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے مچل جاتا ہے ان پر طفل دل کی کیا برسی ہو ہے جو بد رائے تو داغی ہے ہلال آئے تو مکر ہے ترے تلو کا چٹھا نہیں قاتل لب جو ہے کبھی امرت کبھی زہر ہلا لاج چشم جادو ہے کہ داع پشت شیران ہو جو نقش پای آہو ہے طبیعت ہی ٹھکانے ہے ندول ہی اپنا لیٹو جو بلبل ہے تو وہ شہر ہے جو گل ہے وہ شہو ہے شہیدان امرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے</p>	<p>تھارے خال گو کیسو اور ابرو سب کے سب ہوئی لحد کے منہ میں کیا پونچا گیا میں شیر کے منہ میں یہ پیاری صورتیں ہیں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں تھارے منہ پر ایسے کوئی ہرگز چڑھ نہیں سکتا شہیدوں کو ترے حاجت نہیں کچھ غسل میت کی کبھی ہیں میٹھی نظریں یا کی گاہے پھری جوتن مرا صحرے وحشت ناک ہشت ناک ہے ایسا فراق یا میں منہ سے کون کچھ کچھ نکالتا ہے گھٹا اندھیر کی چھائی ہو کیسی بلغ ہستی میں سر ہانے بیٹھ کر وہ فاتحہ پڑھ جاتے ہیں اکثر</p>
---	--

خدا معلوم کیسا گولو ہے قدر کا نہ ہب
 کہ شیعہ ہے نہ سنی ہے مسلمان ہے نہ ہندو ہے

<p>یہ قلوب سیج ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے نامہ بر خط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے چاندنی کا بھی کینہ یکیت ہر ہوتا ہے تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے جہنم اٹھتا ہوں تو اک حشر بپا ہوتا ہے مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے</p>	<p>۱۳ ہم مناتے نہیں جب یا رخصتا ہوتا ہے جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے رنج دینا ہے تو دو پاس کی کیون جاتے ہو کبھی سرسبز نہیں جو کوئی ہر جاتی ہے خطا جوتا ہے تو آنکھوں پر سے کھتا ہوں نفس گرم سے سب کہتے ہیں نفسی نفسی رنج جدھر تیرا ہو پھرتی ہے ادھر ہر مری آنکھ</p>
---	--

<p>آج اک دوست کے اک دست جلا ہوتا ہے چور زخمون کا مے دزد خا ہوتا ہے سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہر ہوتا ہے بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے ہر گھڑی اس ترے کیا کنو سے کیا ہوتا ہے</p>	<p>دل کو جانے سے کیجے مین پڑا ہے کلام زخمی دست خانی کا نہ پوچھو احوال بوند پانی کی نہیں چاہ ذوقن مین موجود بوسے قادی جو ہوا غصہ سے آدم کا طوطا تو مے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہوں مین</p>
<p>دل جو ہوتا ہے شہید غم الفیہے قدر داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے</p>	
<p>کسی بیتاب کا دل بوتا ہے بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بوتا ہے تھارا ماہ کامل بولتا ہے برابر زخم سبل بوتا ہے اگر چپ ہے تو سائل بوتا ہے یہ میرا شیخیر دل بوتا ہے جرس منزل منزل بوتا ہے مگر مش عت ادل بوتا ہے مجھے آواز دو دل بوتا ہے جرس مابین محمل بوتا ہے ابھی ساقی محفل بوتا ہے یہ رن ہر وقت قاتل بوتا ہے</p>	<p>گجر سکر یہ قاتل بوتا ہے مدائے سخت جانی بات رہا ہے دہن سے ہو گئی چہرے کی شہرت سیا جراح نے پر کیا بھروسا سمجھ صورت سوال ایسے نم آسکی ذرا صدمہ ہوا آتی ہے لب پر کوئی فریاد رس پیدا نہیں ہے لب جانان ہے برگ گل ہی نازک حضور قلب ہے اسد جبہ حاصل تماشا ہو گئے لیلیٰ کے نالے وہ دریا نوش ہوں ناگون اگرے برابر چکیاں لیتے ہیں سبل</p>

<p>ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل جہان دودل ملے اک شور اٹھا</p>	<p>جودہ زہرہ شامل بوتلا ہے ہر اک مثل جلاجل بوتلا ہے</p>
<p>نہ منہ مانگے اجل ملتی ہے اے قدر نہ سیدھا منہ سے قاتل بوتلا ہے</p>	
<p>۱۴ پھول بننا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے اُس شہ حسن پر دم جب کافنا ہوتا ہے اشک موتوف نہون لاکھ پلک رین ہم ایک گن کیا ہے کسی بات میں تو بند نہیں لب جان بخشش پر شکر یہ ہو ابا ندی ہے ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی میں کون وصل میں کوئی کرے دست رازی کیونکر داغ دلے کہیں پیری میں تو بچھا ہمارے وصل میں وہ بہت انکا نہیں کر سکتے یہ وہ نشا ہے فرشتوں کے قدم کا پنے میں جب کوئی مسر محبت کا سف کرنا ہو سخت جان وہ ہوں کبھی قتل نہیں ہو سکتا شور آپس میں کیا کرتے ہیں گلچین حیا د</p>	<p>تیرے تلونو کا عرق عطیہ خراپا ہے طا ئر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے لاٹھیوں سے کہیں بانی بھی جدا ہوتا ہے جو تو کہتا ہے تیرے منہ کا کہا ہوتا ہے کہ غبار اُڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے یہ وہ ہر وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے چھوڑتا ہوں تو وہ کہتے ہیں یہ کیا ہوتا ہے صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے واہ کیا تنگ دھانی میں مزا ہوتا ہے بادِ حسن بھی کیا ہوش رہا ہوتا ہے کار روان اشک تو ہر نالہ دراتا ہوا ہے آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے سی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے</p>
<p>آپ جاتے ہیں ادھر جان ادھر جاتی ہے یہی قدر ہمیشہ کہ جدا ہوتا ہے</p>	

<p>تم اٹھکے اک بنگاہ کر کے مٹی میں ملی مری جوانی پڑ پڑ الفتین ہوئی تو نسی جھوٹے پاکر تھیں آپس میں نہ آئے دل تو ذکر اسفند رز ڈھٹائی منعم یہ روپ کی زر پرستی ہم گھل گئے عشق میں عجب کیا دل میں مے پھانسی ہی لگی ہے جھانکے نہ کنوئیں بہن نے تنہا مہوش کیا ملا کر آنکھیں آنکھوں سے بس سج کرنی ایدل ہم چڑھ گئے آنکے دم پر یکے کچھ شرم نہیں تجھے شہر حب کشتون کو تو قبہ رو کیے جا</p>	۱۵	<p>ہم گر پڑے آہ آہ کر کے کیا تم کو ملتا تباہ کر کے امد کو ہم گواہ کر کے کھوئے گئے تم سے راہ کر کے پچھتا نا نہیں گناہ کر کے رکھلے استیج وہ گاہ کر کے یہ کوہ کو رکھ دے گاہ کر کے دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے لٹکے ہیں فرشتے چاہ کر کے کھو یا ہمیں ہم سے راہ کر کے ابو سے ذرا تباہ کر کے دل لیگے واہ واہ کر کے پھر آئی ہے منہ سیاہ کر کے منہ جانب قتل گاہ کر کے</p>
--	----	---

اے قدر رجو بت یہی خدا ہے
کیون پھگے اشتباہ کر کے

<p>قدر گل بوڑو غضب میں گلشن سجاد کے ڈھنگا ڈالو گل نے اس ترک تم ایجاد کے سکا کر غیر کے سر لائے جو میری نذر کو</p>	۱۳	<p>ہاے کیا کیا صورتیں ہیں خدا مزار کے کچھ چھائے رنگ بیل نے مری فریاد کے ڈال دوں سونے کا ٹڈیا نہیں جلا د کے</p>
--	----	--

<p>عیش و عشرت میں بھر سے مین برباد ہو گیا آشیانہ چھینکتا ہی یہ بھی بھڑے تو سہی راہ میں اسکی لٹا دوسیکھن کو سا قیو آئے جو بن پر عروسان چین آئی ہمار ظلم سرائیوں پکین رحم بھی کچھ ہے یہ عزت ہے کہ پڑ جائیں مہاسی کیا دن ٹوٹی پڑتی ہے خلائق یار کی تصویر پر منہ تین مانیں ہزار دن حبیب ہوا خوش جن شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا زخم سینہ بوتا ہے یا چمکتی ہے کلی</p>	<p>سکے کھڑکے نے سون ہو گئے مبارکباد کے چند بیٹھیں روز نو میں خانہ صیاد کے تم بھی قارون ہو کہ لہجہ دگر سر پر لاد کے گنگھی جا لیدہ ہوئی طرے چھو شمشاد کے ڈیرہ ہے خاکرنہ ہو جاؤ کہین بیدار کے قطرہ خون جا پڑے تھہر پر اگر فساد کے ہاتھ آنکھوں سے لگایا چاہیے ہزار کے طوق گہڑاؤں سناروں سے محض حاد کے پڑ جو کھولے اڑ کے بیٹھا ہاتھ چھیا د کے تیر میں کیا کچر لگے تھے میل نال شاو کے</p>
--	--

قرار صحرایہ عدم کو دشت و شست سے چلا
 حوصلے دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے

<p>پس بسکے چھنا خود مراد اپنی خطا سے حسرت سے گلے ملنے کا شوق جفا سے ہم پہلے ہی کہتے تھے اسے بڑے خدا سے ڈھونڈتے نہیں مٹا ہوتا جھکا کر کا ہر انگلی تری ہو گئی انگشت شہادت جو تراوہ کھنچا ہو کہ ملاستے زمین آنکھیں اُس بادشاہ حسن کو خط سیلے لیکر ہوا کم</p>	<p>۲۱ رفکار کی باپوش سے زلفونگی بلا سے میں تشنہ دیدار تھا وہ خونکے پیاسے بدنام ہوا یا رُمرے ہم جو قضا سے کس درجہ بدن آپ پڑا تے میں حیات سے رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شد اس سے لو اڑھلی اب تر چھی نظر بانگی ادا سے کیا جفت ہوا میرا کیو تر بھی ہا سے</p>
---	--

<p>چھٹکے ہیں مری اور نہ ہوں کاسے خوشبو ہی کہیں سیت ترے عطر خاسے اسد سے نفرت انہیں خاک شہد سے سایہ کہیں ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے کنبل مرا کا لاسے کہیں نقل ہوا سے بسمل ترا ٹھنڈا ہو مگر آب بقا سے طاؤس ہوں پیدا وہیں خاک کفن پائے گلی پر تری ہنس گرین اوج ہوا سے خود شکل ہوشتی کی عیان دستِ حاسے کیا آنکھیں لڑائی ہیں کہیں اہل وفا سے کیا منہ پہ تاشا ہیں بڑا سپے میں ہما سے اُٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے خود کو کھر دھوٹ اکین ہما سے کفن پائے</p>	<p>گرودن پر دوسرہ میں قدرت کی گشتے خوش رنگ کہیں پھول سے ہر دستِ غنائے وہ پانچے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے نکلتے گو لاکھ تری ہو مگر ساتھ ہے شامست شاہی سے بھی ہر شوخ مرا گشتِ سیری مقتول تری قلع کا ہونہرہ جواوید نقش قدم یا جو اوجاز دکھائے ایسی نہیں دیکھی درودن میں صفائے وہ زند ہوں و مانگوں جو ساتی ازل سے آنکھیں تو ہیں تیری ہم تن چشمِ مروت چھٹکے ہوئے تائے ترے دیکھو فلکِ یور وہجائے قیامت تو بنے فتنہِ معشر ہم دشتِ نور دی میں اگر خارِ پائین</p>
<p>کچھ ابرو وں پر ہیں ہے وہ بیٹھے ہیں خفا سے جنون ہوئے لہریں گئے جوانی کی نہ کر کری کہیں ہو جائے سخت جانی کی یہ سب اُسنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی کسی سے کہہ بھی چھپنے پہلوانی کی لگائی سینہ جہان ہنسنے پاسبانی کی</p>	<p>۱۳ شمار میں نہیں مومن جہان فانی کی آن ابرو وں سے عبث دل سے پہلوانی کی پہٹ گئے مے سینے سے مہربانی کی نہ ٹھہر کی کھائی نہ لی ہنسنے لہ ترانی کی نکالی راہ جو کی تاک یا رجانی کی</p>

<p> بنا پڑی سندون سے ہمارا محض عشق ہمارے یاکا تیزاب میں بکھا خنجر پسے ہیں خاک نشین اہل اوج کو ہاتھوں بغیر اٹھائے پڑ گئی جگر پر آپکے آنکھ ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا مین کیا کمون کہ دہن کو منہ رو دیکھو گنگا ہوئے ہیں کیا ہی جو اتان باغ سرخ سفید ملا جہان ہی جہان آفسر کیل ہمو پتا </p>	<p> اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی رکنا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی زمین نشانہ ہے آفاست آسمانی کی تمھاری چاپ کو حاجت نہیں کمائی کی چلی نہ صانع قدر سے حکاک بانی کی صد بھی غیر ہے آئی توں ترانی کی ہمارا جوش پہ ہے موسم جوانی کی بنا سے ساری حقیقت کھلی ہو بانی کی </p>
--	---

سناں گل چمن اول کے چھپے تھے قدر

کہ روضہ خوان نے بنیر یہ روضہ خوانی کی

<p> زلف کا دہیان رہا کرتا ہے آئینہ دل ہے کسی عاشق کا جگمگٹے رہتے ہیں معشوقوں کے اُس پری سے نہیں بن پڑتی کچھ خون اپنا تجھے بخشا مین نے یوں پڑے رہتے ہیں تیرے در پہ یاد ہر وقت تری رہتی ہے ایک ارمان بھی ولین نہ ہے کسف عرق و جنون مین ہر لاگ </p>	<p> ۱۴ جی پریشان رہا کرتا ہے جب تو حیران رہا کرتا ہے گھر پرستان رہا کرتا ہے کب وہ انسان رہا کرتا ہے کیوں پشیمان رہا کرتا ہے جیسے دربان رہا کرتا ہے ذکر ہر آن رہا کرتا ہے یہی ارمان رہا کرتا ہے روز میدان رہا کرتا ہے </p>
--	--

<p>گھر یہ ویران رہا کرتا ہے جیسے مہمان رہا کرتا ہے حفظِ تہذیب رہا کرتا ہے تم پر تہذیب رہا کرتا ہے</p>	<p>میرے دل میں ہر ادا سی ہر وقت نوحِ اسطیج ہے دنیا میں یاد ہے ہر کوئی تمہاری صورت وہ مجھے پوچھیں تو کہنا قاصر</p>
<p>جب تک تم نہیں ملے اسے جان تہذیبِ حیا رہا کرتا ہے</p>	
<p>برابر قلعوں سے بھرے ہیں تیرا دم ساقی لٹاتے سارا سینا نہ کہیں ہوتے جو ہم ساقی خود انگشتِ شہادت سے براڈی کی قلم ساقی آہی جام ہو تیرا سر دغِ جام جسم ساقی لگائی آگ میں آگ آفت کیا تو نے ستم ساقی لبوں پر دم ہے ہودورہ دامد ام ابیہم ساقی لو رو یٹنگے شیشے ہو گا اتنا میرا غم ساقی سب دیکھو بھڑکے ہو نہ گاترے سر کی قسم ساقی کچھ کچھ کر چلی چل کر کیا غم دو قلم ساقی آہی ہو مبارک تجھ کو یہ جاہ و چشم ساقی جو مینا نے سے اٹھے مت ہو کر وہ صنم ساقی براڈی سے کہ شیریں دیر دیر دے یا کہ دم ساقی قدم تیرے نہ چھوڑ دیکھانہ میں اس کے قدم ساقی</p>	<p>۱۷ ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہو کے خم ساقی اے ساقی تو اک اک جام میں آنکھیں چراتا ہوی صدائے قفلِ مر سے یہ تیرا کلمہ پڑتی ہے فیہ مست رہوں بھر دے مرا کشکول مہا سے رخِ جہان کی کیون مجھ کو دلائی یاد می دے کر لگی ہے روح ہو نہ مجھ جہا جہم اپنا رنگِ طرب کلیجہا منھ کو آئیگا گزک کا میرے ماتم میں خزاں آنکھیں ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے ہوئی ہے تیری می میں آبداری تیغ کی پیدا فلک سے جام پڑ کر رند تارون سے زیادہ ہیں ابھی ہو شو قفل سے صدائے قوس کی پیدا نہ چھوڑوں اُس بت تر ساقی آنکھوں کا بھی لپکا پڑا رہنے دے مجھ کو پاسے خم پر دہرستی میں</p>

<p>دکھائیں ہین اگر آنکھیں بہاؤ کی ندی بھی دکان ہے تخت تو ہی بادشاہ رندوں کے لشکر کا ترش ہوتی ہین یوں آنکھیں تری پڑ کر مردان</p>	<p>مے برق غضب ساقی مے ابرہ ساقی ہو ساغس تلخ و حکم روان مینا علم ساقی کہ جیسے ہو سو کر جا کے ابرج جرم ساقی</p>
<p>لیا ہے قدر کا دل ایک پیانے پر یا قسمت لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی</p>	
<p>تیسے سحر خیز یا تلوار ہے ساقی حوش بے ہوش بڑا عیار ہے ہو گئے ہو چاند کو یا عید کے نالہ و شہیوں سے تنگ آیا ہونہیں اُس لب جان بخش سے پانی شفا دل بتوں پر آگیا ہے خود بخود آپ ہین ہرگز نہیں ہے چشم یار ہوشمندی حیرت دنیا میں کر رات بھٹکے وعدے پر خاموش ہو</p>	<p>۱۰ تیز کس درجہ نگاہ یار ہے سحر طبعی مرغ آتش خور ہے ہے سے دل ایسا کیوں بیزار ہے ہر گھڑی میری گلی کا مار ہے جو مریض زنگس بیمار ہے کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مست ہے ہوش ہوش ہوش ہوش ہے ہے وہ عاقل جو بیان ہشیار ہے اس ہی تابعدار ہے کہ نصف ازار ہے</p>
<p>آپ چکر آنکھ سے دیکھ آئیے قرار ان روزن بہت بیمار ہے</p>	
<p>اٹھائیں جھوٹا کتا ہوا نشے میں یا ساقی جباب جام الاساقی مگر گلگون پلاساقی اُسے بھی لگ گئی شاید یہاں کی کچھ ہواساقی</p>	<p>۲۰ ازل سینا نہ یکیش روح محزون تھی خدا ساقی مے سحر عطا ساقی مے بلغ سفا ساقی جب آنی سیکدے پر جھوٹی آنی گھٹا ساقی</p>

سکھائے اپنی بول کو بھی تو باکلی اداساتی
 کجا سیکش کجا باوہ کجا محفل کجا باکلی
 مرا قل ہو گیا سنتے ہی قفل کی صداساتی
 کہ می بجلی ہے موج می دہنک ہی غم ٹھاساتی
 ہری بول ہو گھاساتی تیرا طوطی بوتاساتی
 کہ گرما گرم می نے ٹھنڈی ٹھنڈی ہو دھاساتی
 سہے شل بادہ کندہ پرانا منہ لگاساتی
 نشیلی آنکھوں سے جام جم چکین لاساتی
 کجا ساغر کو لاسی تری آنکھیں کجا باکلی
 کہ نکلے موت کی چکی میں قفل کی صداساتی
 صفائی سے جھیلی پر پراٹھی تو اڑاساتی
 سکھادی تو نے دخت رزکو بھی اپنی جیاساتی
 لگائی آگ پانی میں دکھائی لاگ کیا باکلی
 جو اڑتا گاگ بول کا پیچا چٹھاساتی
 مٹی گلگون ہے کیا ہی راز پوش دھاساتی
 چڑھا کر چکھاتا ہے سیرامہ لھاساتی

جھکا دے جام کی جانب اداسے اسکی گردن کو
 کہاں کثرت کہاں وحدت کہاں خلقت کہاں جاتی
 دیاجب پھول تو نے ہجر میں پھول اٹھکے میرے
 ترے میخانے پر اسد کی رحمت برستی ہی
 صد اقلقل کی میخانے میں حق اسد بجاتے
 گر کر کے ہاتھ دھوؤں دل ہو جل جھنکے کجا باکلی
 عبث زردون سے وہ شکل دہن اب بھڑھاتا
 مرغ تابان سے کرائیہ اسکندری حیران
 نہ یہ آسمین اشارے ہیں نہ یہ آسمین نظاریں
 تری گردن پر نہ کامیرا ڈھکا ہو عجب کیا ہی
 ید بیضا دکھائے وہ غلطو کی آنکھیں کجا باکلی
 نہ تو رعدوں سے کھلتا ہی نہ وہ غم سے نکلتی ہی
 بطامی کو کیا ہے مرغ آتشخوار می بھر کر
 ابل کر می نکل آتی تو بجاک سہی چکھاتی
 کون جب راز اپنا لوگ کہتے ہیں شرابی ہی
 سنا ہے چاندین سورج سے ہو جاتی ہو نہ پیدا

اگر بیسا نہ ہو اے قدر کب آنکھیں ملاؤں
 کھری کہتا ہوں میں پیرخان ہوں آئین یاساتی

جو گرمی دل مضطرب پیدا ہو جائے ۲۳ گلے میں شیب کی تختی حدیبو جائے

یقین ہے فصد خونین مفید ہو جائے
 شب مزار میں جب تیری دید ہو جائے
 مٹائے رخ پہ اگر خطا دید ہو جائے
 صدقہ سخن سے قد آدم آئندہ بین وہ
 طلسم حسن ہے پستان یار موسے کمر
 دل گرفتہ سے نکلے جو آہ حیرت ہو
 ہمارے دشت جفا خیز کا ہر اک ذرہ
 سیاہ کارہون ایسا کریں جو فن اجا
 سمجھ گیا ہون ہم ماری خموشی کا
 حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل
 یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہم
 انہیں جو شوق میں کھینچوں ابھی گل باغ میں
 پلاوڑی مڑے ساقی دے کچھ لگی لگی
 تمہیں ہون دیکھ کے ہر فائدہ مست الی شاد
 تمہاری شرم سے شاعر بھی رہ بھٹکتے ہوئے
 حضور بلبلس و گل تم اگر منسوب ہو
 وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہو موت و ح
 مراقبہ سے یہ میرے خو کا پایا سا
 عذاب جان تمنا تمہاری فقہ کے بین

ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے
 مرا سفید کفن صبح عید ہو جائے
 وصول حسن کی کامل رسید ہو جائے
 سماؤں انہیں اگر آنکی دید ہو جائے
 کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے
 کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے
 اڑے تو جو ہر تیغ زید ہو جائے
 تو لوح قبر رگین حدید ہو جائے
 وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے
 لکھل کے ہاتھ میں خون شہید ہو جائے
 تری کمر کی طرح ناپدید ہو جائے
 کفن رجا ذہ جبل الوری ہو جائے
 عجب نہیں تپ غم میں مفید ہو جائے
 جو آؤ تم رمضان میں تو عید ہو جائے
 بدن خراؤ کس ناپدید ہو جائے
 ابھی تو درونوں میں گفت شہید ہو جائے
 ہر ایک رگ مری حبس الوری ہو جائے
 جو میں حسین بنون وہ زید ہو جائے
 کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

<p>چڑھاؤن عینک اگر اینٹا تو تو لکی ۶ بھرو جو صورت دوزخ بھی پیٹ زائد کا</p>	<p>میں جسکو دیکھوں مجھے تیری دید ہو جائے ڈکار غمرہ ہل من مزید ہو جائے</p>
<p>اثر یہ جدت مضمون کا چاہیے اے قدر کہ کوئی بجز یہ بجز جدید ہو جائے</p>	
<p>۲۸ میں دیکھوں یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی شعبہ میں چھائی گھٹا کالی کالی ہے شاہزادی سترج کلکی ہماری ہبت ایسے کالے ہرن ہتے دیکھے جو سایہ پڑے میرے روز سید کا ڈٹے ملے زندہ سیت جدم جو سودا کے گیسو میں بنجھنے نصیبوں سے کیا گور ہو گئی ہے شب ماہ میں وہ پھر کے بال کھوئے کیا جوش سودا نے ہو کو کھینسا نہ اس لعل کو کہ جدید ایستہ یہ جیسے کہ خود جھک پڑ گئی چین پر کھلی سب پر آخر تری گرم دستی سیت ہر چہ پیٹہ فیض باد سے ہوئی عکس صد برگ سو سن سے بدلی</p>	<p>کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی جھبکی ہے بلا پر بلا کالی کالی کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی دکھاتے ہیں نگین وہ کیا کالی کالی تو ہود ہو پ شے سوا کالی کالی جھکی میکے پر گھٹا کالی کالی ہوئی شکل دلف دونا کالی کالی ہوئی تہ سیکے سوا کالی کالی ہوئی چاندنی جا بجا کالی کالی کہ رنگت ہے تہ پیا کالی کالی نہ لب پردہ پڑی تو جہا کالی کالی کہ قبلے سے مٹھی گھٹا کالی کالی ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی کہ ہے ابر جھٹ گھٹا کالی کالی ذرا سیلی سیلی ذرا کالی کالی</p>

<p>جو ہے سقفِ تحتِ سما کالی کالی گھٹا اٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی جو اڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی اٹھیں اندھیاں بار بار کالی کالی کہ بیل سے بھی ہے سوا کالی کالی تو ہے خاکِ تحتِ انار کالی کالی گھٹا ہے بردے ہوا کالی کالی کہ آئی ہے اوڑھے رو کالی کالی تری شکل ہے نہ لک کالی کالی اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی کہ پستلی ہی ہے خوشنما کالی کالی</p>	<p>اثر ہے ہمارے ہی دو دفن کا لٹہ ہادے مٹی سرخ اتھاتی سیہ تائب میرا کہ ابرو پہ وسہ مرے کعبہ دل کے ٹٹنے کا غم ہے ہوئے ہیں سیہ نیت برباد لاکھوں گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئی ہیں جوشِ شامت زدے تیرے مدفن پہ ہیں بنجارت دل آہ پر چھپا گئے ہیں شب غم کو دوں روز و صلت بکرا سا مین دیکھو نگا منہ اٹکا دیکر فیستہ محبت میں یکسان ہے ہر ایک صوت ذرا چشم مجنون سے سیلی کو دیکھو</p>
<p>سیہ نامہ قدرِ حشر میں نکلا اٹھی دھوپ میں اک گھٹا کالی کالی</p>	
<p>کہیں رنگت نہ اڑ جائے خفا کی جیسا ہے تجھ کو قاتلِ انتہا کی تجھے ساتی تم اودی گھٹا کی ہے خط سبز بوٹی کیسیا کی نگاہیں تہہ کی زلفینِ بلا کی</p>	<p>۱۸ نہ پیٹو لاشیں پر مجھ بیٹو کی کہیں ایسا نہ ہو اوجھا پڑے ہاتھ شرابِ سرخ کی بوتل اٹھا لا دکھتا ہے ترا کندن سا چہرہ قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب</p>

<p>جور و نیکی بھی کثرت رہیگی اُلجھ پڑتا ہے واعظ راہ چلتے ہمیشہ سہ کو ٹکرایا کیے ہم نساہق یار کا احسان کیوں لین ہوا گا لوں پ، دو دھڑکیاں ترے کو چے مین ہین کشتوں کے پشیتے اُسی سے جنگلے کباب خرامان ہوئے ہین یار کے گیسو سپر پوش سفید ایسا ہوا ہے خون عالم لحد میں رکھکے بولی موت مجھے دُر الفخر فخری کی جو ہے چاہ مزا و نا ہوا ہے میکشی کا</p>	<p>تو بجا یگ گھل کر جسم غامگی عجب عادت ہے اس مرد خدا کی ترے دروازے پر نوبت بجا کی قضا نے یا آئی کیا قضا کی کہو کس دجلے نے بد دعا کی میں کچھ ہوگی صورت کر بلا کی ملی جو نہ آئے نقش پا کی کسی گشتہ نے شاید قضا کی عجب کیا رنگست اُڑ جائی حنا کی یہی ہے راہ اُس دون سرا کی پہن سیلی تو موج بوریا کی تھیں لے بادلو حیرت خدا کی</p>
---	---

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
 کہ اُس نے جان بکاتے پرندہ را کی

<p>ہوا سے عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے نہ نامہ آئے اُدھر نہ نامہ آئے حضور بیٹھے کشتی میں اپنے گھسے آئے چمن ہا اربہ ساتی لگائے کشتی و جگر کے زخم جو خندان ہوئے توین بھی ہنسا</p>	<p>۱۴ پرانی چوٹ نہ یار بکین اُبھر کے وہ آپ آتے ہین یار ہی خبر آئے پڑی جوا نکھ تو دل میں مے اتر گئے اسی اکھاٹے میں پر یو کا تخت اتر گئے جو وہ بھر آئے تو انکھو میں اشک بھرا</p>
--	---

کسی سے کام چر تم کون ہو کہ ہر آئے
 مسیح جو تھے فلا کے ابھی آئے
 ہم آنکے گھر میں گئے وہ ہمارے گھر آئے
 وہ کسے قتل پر اب باندھ کر آئے
 چسبے نکل ہو چو سے مرزا پر آئے
 سفیر مہم ہو آج اپنے گھر آئے
 کہ آنکے عارض نازک پہنچل بھر آئے
 اس آنکے میں سکندر کا منہ نظر آئے

خدا ہے قدر پہ پہلو ہوا ہی و قاتل
چمکے کہ آئے اگر ادھر آئے

چھوٹے حجاب موج نسیم بہار کے
 رخصت ہوئے خزانِ کردنِ اُمیدوار کے
 کدے لگے رہنے واسطینِ ہم دیار کے
 یہ دن ہرینِ ساقیو بیاہی کے شکار کے
 تارے چمکے ہرینِ شبِ انتظار کے
 یہ سب اثر تھے آہِ دل بیتِ سحر کے
 منتظرِ ہرینِ آنِغسلِ بہار کے
 ہنسکے جو تھے پھول اُٹھائے مزار کے
 صحرائے لعلِ ہرچمن سے اُبھار کے

<p>تم آئے فاسے کو تو بھی بچال ہو گیا آغاز میں بھی بکھو ہے انجام کا خیال</p>	<p>تنت آٹ گئے ہیں ہمارے سہ ہزار کے دھڑکے شباب میں بھی ہیں روز شمار کے</p>
<p>مضمون میں ہر ن مری بندش کس ہے اسے قدر شاعری میں مئے میں بھکار کے</p>	
<p>خوش ہنوں دولت دنیا سے زانے والے داغ دیدیکے رلاتے ہیں لانے والے کالی آنکھیں ہیں غضب لہین بلا خال منت قبر ٹھکرا کے یہ اُس رتک سجاؤ کیا جان جائے کہ ہر وضع میں آؤ نہ خلل پھر مری قبر پر انبار لگے پھولوں کا لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدھر قبر میں رکھتے ہی یہ آہ شر بار اٹھی غسل میرے شہید کو تری کیا حاجت پھول چھڑتے ہیں وہ تقریریں سجان آ جسم خاکی میں مری روح کی کتنی ہے خواب میں آتے ہیں جو پاس مری جوتھے مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرادہ دیکھو</p>	<p>روسیگے صورت فوارہ خزانے والے یانی سے سنبھتے ہیں باغ لگاؤ والے ایک سے ایک ہیں کجا کے زمانے والے اٹھ تو بیٹھے اے مے ناز کو اٹھاؤ والے وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہیں جانے والے ہنس تو نے اے مے بھو کو اٹھاؤ والے نہیں میں اٹھے ہیں گھڑیاں سجاؤ والے بگے شمع لحد میرے سر ہانے والے آب خنجر میں نہانے ہیں نہانے والے چٹکیوں میں ہو عناد کو اڑانے والے زندہ درگور ہوئے خلق میں آنے والے آنکھوں میں پھرتے ہیں آنکھوں کی سمائی والے پھر کراک ہاتھ تو اور دمرے جانی والے</p>
<p>بعد مرنے کے ہوا قدر گناہوں کا یہ بوجھ اے مرم گئے لاشے کے اٹھانے والے</p>	

<p>سکسرتے ہیں ہندو اسے نالے کرتا ہوں میں اثر داسے ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا کبھی رویا کبھی اڑائی خاک بے اجازت کبھی چھوؤنگا نہ پاؤں آہیں کر دیں گی آسمان میں چھید مہندی ملکہ وہ شوخ کہتا ہے صب تو یار ہم سے مشکل ہے ہے سلامت جو سنگ در او نکا ہم نہ اترینگے تیرے کوٹھے سے ٹھنڈی سانسید یہ ہمنے اسیں ہرین دیکھ تیرا شکار ہوتا ہوں کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا</p>	۱۵	<p>نخل جھکاتے ہیں خرو اسے سنبل لے آہنیں جگر داسے اسجھے آئے تیری نظر داسے تنگ ہیں مجھے جسے جگر داسے انہیں قدموں پہ ہاتھ دھرو اسے ادھر آجا کنگے اُدھرو اسے سینک لیں آنکھیں چشم ترو اسے اور جو چاہے کام کرو اسے سیکھو دن مجھے درد مرو اسے تو اگر چاہے سرائو اسے کانپ کانپ اٹھے ہیں ہر داسے اوسے چیتے سی مکر داسے دوڑا سے تیر سی نظر داسے اب مجھے کیا ہو اُسکے پرو اسے</p>
<p>قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا اڑیں پرو اسے پھولین زرو اسے</p>		
<p>چشم جانان ہرن سے بہتر ہے بڑھ کے شیریں سے ہو جو بندہ نواز سنگ کو اُنکے لب سے کیا نسبت</p>	۱۱	<p>زلف مشکین ختن سے بہتر ہے بندہ بھی کو کہن سے بہتر ہے یہ عقیقہ یمن سے بہتر ہے</p>

طعن اعدا و دامن نہ شکوہ و دست	دشت غربت وطن سے بہتر ہے
قد بالاسپہ سرد سے اعلیٰ	گورا کھڑا سمن سے بہتر ہے
حق کہو تلخ جھوٹ بولو گناہ	بس خموشی سخن سے بہتر ہے
برنج ہجران سہا کر دن کنگ	دم نکلیجا سے تن سے بہتر ہے
خانہ دل ہے بڑھ کے چلے سے	فکر رنگین دامن سے بہتر ہے
صورت گل کھلے بین زخم بدن	میسرہ شہد چمن سے بہتر ہے
ایسی رفتار ہے نہ ایسا تاؤ	تیرا تارنارون سے بہتر ہے

و در کی قدر آپ کیا جانیں

قیس سے کوہن سے بہتر ہے

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی میں فنا ہوئے	۲۶ جو گئے تو نقش قدم بنے جو اٹھ تو بانگ درا ہوئے
اٹھ بیا و قد میں جو سینے سے تو وہ نالے تو کی صدا ہوئے	گر سے ذکر لبین جو انکھ سے تو وہ اشک لب بیا ہوئے
جو عدم جھوٹی ہم اٹھے عجب انتشار فنا ہوئے	کہ بدن میں روح سا گئی تو غبار دوش ہوا ہوئے
مے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو گل گیا	تو پر سمند آتشین پر وبال جسم ہا ہوئے
کبھی مرغ کھاتی ہے آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے	کبھی ہم چمن کی ہوا ہوئی کبھی ہم ہوا کی گستا ہوئے
ہوا غل عدم میں نہ ناگمان کہ ملائی یا نہ نہیں غنیمت	اٹھے ہم توست است اٹھ جو بڑھو تو کن کی صدا ہوئے
جو بو تھان میں بھرا ہوا تو ہر ایک نے خم ہرا ہوا	یہ دل و جگر مے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ خاں ہوئے
جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر انکی صامت بدل گئی	جو اسیر حلقہ ناز تھے وہ قاتل تیغ ادا ہوئے
انہیں تنگی یونین فشار ہے کہ پیش میں جسم نزار ہے	قیس میں طار باغ کیا کوئی مرغ قبلہ نما ہوئے
نہیں دشت تو کی یہ دلوں کہیں جس دوش نکل چلے	مری بی بیوں میں تو سلسلہ دھما سی زلف قبا ہوئے

جوا بھاری سینے کا دبدم ترسے آنچلون سی نمود ہے
ہمت تن کبھی ہوئے درد غم نہ تن کبھی ہوئے کھسہ ہر دم
بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑا قدر تو ڈھائیں تیا تین
کبھی جیسے ہیں خاں تو امان کبھی جہم سہا صفت عیا
نہیں کچھ سکت تن زارین ہوئے زرد زرد بہار میں
کبھی ایک بوسہ ہیں دیا کبھی مرتے سے بچا لیا
ترسے ہاتھ جب سے لگا ہو دل تو خائے پسین بلبل
ہوا بعد وصل عجیب مزا کہ غموش بیٹھے جدا جدا
نئی عاشقوں کی پر طہنتیں کہ ہیں شائستہ نہیں بختین
اٹھی ہر چوڑا بخیال سے لگے تکیو دیدہ حال سے
ہے ذکر نہ صیام میں اسے مردہ خوار یہ غبتیں ڈ
تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مگر جگر میں کبھی ہوئے
یہ قدم قدم پر چینگے پاؤں کہ بڑھ سکو گئے نہ آگے تم
جو گھر پر چشم سیاہ میں وہی برق طور ہیراہ میں
نہ زمین میں تم اگر گئے تو کبھی نہ کوئی ٹر پھیلے ڈ
جو عدم میں ہوئے خالق وہ جو جو دین تھو وہ چلے بسے

ترو تازہ دونوں جبال گل تہ موج باد صبا ہوئے
کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے
بڑھیں بلکین تودہ تم ہوئی بڑھیں زلفین تودہ بلا ہوئے
وہ کہیں سے وہ ہیں نہ ہے نہ ملے ہونے جدا ہوئے
پر کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ رہا ہوئے
جو مسیح لب ہیں ہوا کرین کو کس مرض کی دوا ہوئے
مے زخم دل میں جو چورتھے وہ تمام درد خفا ہوئے
ہمت تن میں صبر سکون ہوا ہمت تن وہ شرم جیا ہوئے
جو گھٹے تو خال سے ہوئے جوڑ ہے تو زلف رسا ہوئے
کہ وہ کب ٹھے دکھ گھر لڑا بھی پاس اچھی کیا ہوئے
ترسے روز سے دعا غنیمت قضا ہوئے نہ ادا ہوئے
مے نالے تیری نظر ہوئے ترسے غم سحر آہ رسا ہوئے
جو تھکے کو چے کی خاک میں کہیں فن ہونے فاسا ہوئے
تری آنکھ پر جو خدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے
وہ فنا میں اپنی بقا ہوئے جو بقا میں تیری فنا ہوئے
جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے قدر ایسے غبار ہم ہوئے گرد شوقین ہوا ہم
کہ مثال دائرہ خلک جو اٹھے تو بے سربا ہوئے

سنگلو کے لیے ستمی ہیان ہے ۱۱ جیہی ہتیس دان تو نہیں زبان ہے

<p>ہماری روح بھی ہمیں گراں ہے کمان چڑ تو کمان ہے تو کمان ہے سحر عاشق کی خشک کانواں ہے کہ تیرا پاؤں قاصد در میان ہے دھوان آہو کجا دسوان آسمان ہے ہزاروں دین دہ اک چیدہ جوان ہے فقط منظور انکوا متحان ہے وہ گیسو بھی بلاے ناگمان ہے سیان رہتا ہوں لیکن دل وہاں ہے</p>	<p>عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے جگر میں نگہوں میں دل میں نہان ہے مہ سیاب ارغ قلب مضطر جواب خط وہاں سے تو ہی لانا شرارے نالہ دل کے ہرین انجسم جہان میں اُسکو میں نے چن لیا ہے نہیں فرق ہے گھر سے لگے عاشق خدا ڈالے ناب پھندے میں اُسکے وہاں ہو تم یہاں ہے یا مجھ کو</p>	
	<p>مے اُن پر نہیں ہم سے ہزاروں کمان لے قدر کوئی فت ردان ہے</p>	
<p>سہ پہر اجنوں سوار عقل پیادہ پا چلی جب دل جان نے باڑھ دی ہو لگی چلا چلی دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی سمجھا چلی لاش ترے شہید کی جانب کر بلا چلی بھاگی حیات کیے جان موت برہنہ پا چلی جھوم ہے ہرین شیخ و شاب کی عجب ہوا چلی واہ حیاے یار واہ نظر و نین تو بھی آ چلی کیا ہو مے کو مارتے مجھ پہ چلی تو کیسا چلی</p>	<p>۱۹</p>	<p>آگنی فصل نو بہار دشت میں وہ ہوا چلی ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی باغ سے جب ہوا چلی میکے سے گھٹا چلی تو نے نہ آ کے دید کی بیٹھکے گھر میں عید کی جب نہ ملی یہاں امان قلعہ تن سے بی کمان واہ رے دورے شراب خانہ میں ہوئے خراہ طالب دید ہرین تباہ سے شکر گین نگاہ غیر کو تم ابھارتے تیغ سے سرتار تے</p>

<p>ابر بہار کا ہے خوش رہد بہون کا ہو خروش موت کی لگ لگی نظر جب تو مریض چشم پر شور اٹھا جواہ کا صبر و قرار اڑ چلا ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا میں غافل خراب مرتے تھے جتنکے جانے سے آئے وہ سوہاگے روک کے دلہر اُسکے دار جان کردنگا میں رخسار لٹک عدم کو جا بگی گھر بھی وہیں بنا بیٹنگے جاتی ہو جان ہاے ٹائے اُسکو لکھوں تو یہ رجا نظر دین جب میں آؤنگا دل میں ترے سماؤنگا ساتی وزمہ بادہ کش اور بکارین العطش</p>	<p>اُد گئے برگ عقل پرش بلغ میں ہوا چلی نقش ہوئے نہ کار گرا در نہ اک دعا چلی قافلے میں بجا دہا ہونے لگی چلا چلی مجھ پر بڑھاکوئی عذاب مجھ پہ کوئی بلا چلی لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدین چلی تبع نگاہ نازیبا مجھ پر گر ذرا چلی اب نہ پلٹ کر ایگی ٹھوکرین عکس چلی گھر پرین جاؤں اچھے آئے میری دہان بلا چلی گھر میں گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی آتے ہیں سب کو غش غش آج شراب کیا چلی</p>
--	---

قدر یہ فوج جب چڑھی تو ٹیگی قلب کی گڑھی
ناز بڑھا ادا بڑھ ہے غزہ چلا حیا چلی

<p>۹ وفا دار دن نے سینہ چاٹھا لہو سے گھر کھر طرح سے سب جہاں میں دہن ہے چشم کھر حیوان خوبی پیالہ پی لیا سپیر مغان کا ہزار افسوس قیدی ہیں قفس میں رگ گردن سے گونزدیک تر تھی آمار کی عکس کی تصویر بہنے</p>	<p>چھٹی ہندی نہ پائے خوب سے بسر کی تلبک کس آبرو سے سیحائی عیان ہو گھنگو سے مجھے جمعیت ہوئی دست سب سے چمن میں آئے تھے کس آرزو سے مگر پایا ہے کتنی جستجو سے لگایا دل جو اُس آئندہ سے</p>
---	--

دہن یا غنچہ برغ عدم ہے	نخس ہوتا ہے بلبل گفتگو سے
کیسے ہو رہا ہوں اے قمر زکھو	لگا لودل کہ سین اک خبر دے
<p>۱۳ سوغات مجھ سے لیکے رہ کوئی یار لے</p> <p>ساتی کے تو دم نہ کوئی بادہ خوار لے</p> <p>جب میکہ میں مختب آ کر قرار لے</p> <p>بکتا ہوا یہ قدر رہ کوئے یار لے</p> <p>لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھ کو</p> <p>کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو نین زلف مرغ</p> <p>زلفون نے ہنسے بل کی جولی بل بھل گئے</p> <p>شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہے آسب چشم سے</p> <p>دم ٹوٹتا ہے یہ سہرا تماشا تو دیکھ لے</p> <p>ساتی جو چھانا ہو دُشمن سرخ کو</p> <p>کیا دھل سے حضور نے مجھ کو جلا دیا</p> <p>قسمت کھلی کہ زلف کے پہنچیں بھینچ گیا</p>	<p>مٹھی بھڑکے صبا مری خاک مزار لے</p> <p>واعظ کی پگڑی کیا کہ کفن تک تار لے</p> <p>مسجد کی کالیسیاں کوئی یا بتا لے</p> <p>میں چیختا ہوں کوئی دل بقیار لے</p> <p>ہو گئے یہیں کہیں کوئی اُنکو پکار لے</p> <p>کروٹ کسی طرح سے یہ میل و نہار لے</p> <p>تو بھی تعلیم کی نسلے قدیا لے</p> <p>تیر نگاہ دل سے ہوا وار پار لے</p> <p>تلوار ٹیک کر کہیں قاتل قرار لے</p> <p>واعظ کا سبب بزم عمامہ اُتار لے</p> <p>کچھ اور شک نہ تو قدم جان نثار لے</p> <p>اے دل تڑپ کے بوسہ رخسار لے</p>
آنکھوں کی راہ آج وہ دل میں ساتے ہیں	دل کھول کر تو قمر زکھو گھار لے
<p>۱۰ بلبل نہ باسی تھہ کہیں اُنکو پکار لے</p> <p>انسان فضل گل میں می خوش گوار لے</p>	<p>گلی کرے گلاب سے جو نام یار لے</p> <p>چوری کرے کہ مانگے لے یا ادھار لے</p>

<p>تو میرے بوسہ لینے پر اتنا خف ہوا مشہد نہیں ہے کوچہ ترا کر بلا نہیں دم گھٹ رہا ہے کیا نفس تنگ ہیں مرا یار بکسیکے دلیں نہ گھب بجا چشم یار پچھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اٹھا للسدا اپنی کرتی نہ پہنسا کرین حضود ہے شیر کی چھپتے دلیں تو خوف کیا</p>	<p>بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے رکھوں اگر مین پاؤں مرا ستارے جھونکا کوئی ادھر بھی نسیم بہار لے نشیتے مین اس پر ہی کو نکوئی انار لے یہ بات ہے تو کیوں نہ قدم زلف یار لے ایسا نہو کہ کوئی کہیں بیٹ مار لے پلو نکلی بر جھپو سچ اسے گھیر گھار لے</p>
<p>اے قدر ناسے کر کے گرا آسمان کو لکار لے پکار لے میدان مار لے</p>	
<p>کچھ روز دن یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے کن مشکلوں سے ٹوٹے ساتوں جو آسمان تھے بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم اچھے جو تھے اٹھے وہ ہم سے جو تھے ہے وہ آواز تھی چھڑو نکلی یا صورت کی صدا تھی انجام کار اگر دیکھسا جہان مین یکسر کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صبر بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی قاصد مر اسے جا پوچھتے منھے تو کسنا زلف سیہ مین اٹکی کیسے مے تڑپ کر</p>	<p>جس وقت تم جہان تھے اُس وقت ہم دہان تھے اے تیرا یہ بھی رستم کے ہمت خوان تھے وہ شاخ اعوان تھی ہم شاخ زعفران تھے پہلے ہوے روانہ ہوئے کراوان تھے مرقد سے اٹھ کے بیٹھے ہو جو جہان جہان تھے ظلم ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے گرتے تھے سرباز گویا گل خزان تھے کیون ہوئے حضرت دل کیا تمہری زبان تھے جب مین ادھر کو آیا روتے تھے نیم جان تھے افسوس حضرت دل کہ کتاب کے میمان تھے</p>

غیر دن کا کیا اجارا کیوں جوڑا نہون نے مارا
مین قدر تھسا تمھارا تم میرے قدر دان تھے

بولے وہ ہم سے ہنسر روز ازل کہاں تھے ۱۱
میرے اگر عدد تھے میرے عذاب جان تھے
بولے فشار دیکرستم کو قبر رستم
یہ بار عشق ہنسنے اجسام کاراٹھایا
دل کی تڑپ غضب ہے ہم سے تو کوئی بوجھ
کچھ باقی ہے کہ مڑا بوسہ طلب نہ کرتا
فرقت کی سختیوں سے بوجھو نہ حال اپنا
یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم
کیا وصل میں کھلا تمھارا زل ایک ہو کر
یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے

کی عرض ہنسنے اُن سے ایسے یاتم جہاں تھے
جب بڑی تھی الفت اسوقت تم کہاں تھے
رو کا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے
گھسار کا پنتے تھے چکر سین آسمان تھے
یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے
کیا بندہ بے زبان تھا یا آپے دہان تھے
لوگوں پر ہم کران تھے اسد بھالوان تھے
نیچے زمین کے ہیں جو زیر آسمان تھے
ہم اور یار دونوں اک خط تو امان تھے
ہم بھی کبھی کینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہم سن عدم کو پوچھنے کیوں آپ تھکا کے بیٹھے
اے قدر نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

۱۰ کہاں ڈھونڈوں میں دل دہر رہی ہے
نہیں کچھ اُنہ سازی یہ ہو قوف
ہے داغ جگر یا رب سلامت
اُسی کا ذرہ ذرہ خوش چین ہے
مثال آئینہ ہم سب سے ہیں صاف

ہنسی ہے اُسکے ہونٹھو پروہی ہے
جو صاحب دل ہوا سکندر وہی ہے
شعبہ ہم کامہ انور وہی ہے
فروع خضر و خاور وہی ہے
جودل میں باقی ہنمہ پروہی ہے

<p>کہ اس تلوار کا جو سر دہی ہے اے جو گھر میں جا ہر دہی ہے حکومت ایک عالم پر دہی ہے وہی طبل و سلم لشکر دہی ہے</p>	ق	<p>نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر تلاش رزق میں اتنا تردد خدا کے فضل سے ملک جنوں میں وہی نالہ دہی آجہن وہی اشک</p>
	<p>کھلا کل آنہوں نے پھلے آج تمہیں لے قدر کیا اگ گھر دہی ہے</p>	
<p>جب ذرا تڑپا قدم اٹھا اٹھکے قاتل کیلئے تو کفن افسوس زیا بہین جلا جل کیلئے اگ کھاتا ہے چکور کا ماہ کامل کیلئے گل سر پا گوش بہین شور خدا دل کیلئے شب کو بوسے ہمدرد کن ہکا دل کیلئے روشن تہیں تیر و دم سے ساری محفل کیلئے گر گر اپنی نے بوسے باقی قاتل کیلئے جان خیرین ہننے دی دہر ہلاہل کیلئے چور کا کھٹکا ہے اس عالم میں غافل کیلئے پھر خواب سہی سے منہ بھیرا ہی باطل کیلئے صورت اسپن بیتابی ہی تل کیلئے یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہوا سن کیلئے یہ نہ کیا کم ہے صیا د خدا دل کیلئے</p>	۱۵	<p>خود بین آداب خمدات پاؤں بل کیلئے عیش وغم تو ام اگر میں عالم اسباب میں دل ہمارا داغ کھاتا ہے رخ پُر نور پر عاشقوں کا حال معشوق تونہ ہوتا ہی عیان نیل گاؤں پر پڑے بہین صورت داغ قمر ہو گیا اندھیر تیرے اٹھتے ہی اٹھتے بعد مر نیلے بھی اتنی خاک ساری رہ گئی سبزہ خطا پر تو مرتے بہین گل اندھیر جاگ لیدل خواب غفلت سے کہ شیطان سا ان تو نکلے پھر وہاں تنگ پرایا ہوں بقیہ آرا مہر رخ پر ہوں میں سیما بار وعدہ فدا جو ہی ہم مان سکتے ہیں اسے شلاخ گل کوڑا بنے گل کی گین ہوں پڑیا</p>

مین نے بادام آسنے اس بادا کو چھلکے لیے	مین ہوا آنکھوں پہ شیدا غیر ملکوں پر فدا
<p>مرتبہ استاد دہلی کا کمون سے قدر کیا یہ بسلامت رہے کہان سحران و ایل کیلے</p>	
<p>۱۱ جہان میں سہ جواٹھا اڑی خراب ہے دام ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے مجال کیا جو ترے نیچے میں آب ہے خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب ہے ہے جو عین خزل میں نہ انتحاب ہے کہ اب تلک ہی پرے دہی جباب ہے سنا نہیں کہ کہیں عہسہ شراب ہے جو آپ کو ٹھے پیر ذرات بقباب ہے سہت بجا ہے کہ چندے انہیں جباب ہے نہیں ہے رخ اگر مورد عتاب ہے</p>	<p>گس کر کی شل نشانت کبھی جباب ہے وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شباب ہے مے لہو کی حرارت ہو چھڑا قاتل نہی ہے آج جو غیر وکی کل ہے دور اپنا لکھا ہے ہمنے بہت وصف خال ابو کا نگاہ بد سے نہ کیا گریہ تیرے عیش وہ زلفت کی مانند بل کی لیتے ہیں تمام ملبس و پروانہ اڑ کر آئین گے جب اختلاف باٹھا گھٹتی ہے تو وضع پھر تری خوشی سے خوشی ہی میں وہ عاشق ہیں</p>
<p>جو ایک ہاتھ میں ساتی کا ہاتھ ہو اے قدر تو ایک ہاتھ میں اک ساغر شراب ہے</p>	
<p>۱۲ زمین پہ مین رہوں گردون پڑتا ہے تو شب کو وہ تری محفل میں بار بار ہے وہ دے شراب کہ نہ کادل کیا ہے کھلا ہے کہ رخ یار پر نقاب ہے</p>	<p>کردن جو آہ خبر بار سکوتا ہے شال شمع جو جل جلا آب آہ ہے بہارائی ہے ساتی بہارائی ہے مری نگاہ میں یکساں مین ظاہر و باطن</p>

<p>ہمیشہ ہم تو اسی فنکریں خراب ہے غنائتین رہیں ہمیں کبھی خراب ہے تھکے کوپے میں یہ خانان خراب ہے یہی ہوتے ہیں جو عزت بیان جناب ہے جگہ میں غریبے و ملین اضطراب ہے گر و عمامہ و چہرے شہر ہے ہمارے لپکے صاحب ہی حساب ہے</p>	<p>دہان یار کے ضمنوں عدم سلا تے ہیں دیے بونگے کبھی بوسے کا لیان کبھی دین جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات بجائے زندہ کی صحبت جڑی ہوئے و غنا کسوٹ و زلزلہ آیات عشق ہو جائیں خدا کرے کہیں نہ نوٹکے دم میں زابا ہے تم ایک گالی ہمیں دو ہم ایک بوسہ لین</p>
<p>اگر یہ خاک ہو کہیہا سے ہوتے ہے جو قدر زلف لطف ہے بوزاب ہے</p>	
<p>میخانہ وہ مکان ہی جو آئے بن گئے کل آپ ہی وہ رو ٹھکے آپ گئے تیرنگاہ سے دل عشاق چھن گئے نالے ہمارے جب جو پس من گئے ایذا ہوئی سفر میں تو سوے وطن گئے جس نے بنایا تمہیں مشوق بن گئے جب موسم خزان میں وہ سوے چمن گئے شہرندہ میری قبر سے در و کفن گئے</p>	<p>۹ پیکر خرم شراب کو میخوار تن گئے معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے ظلم خدا کے واسطے منہ پر نقاب ڈال تارونکے ٹوٹنے کا گمان یا کرو ہوا دنیا کی کلفتوں سے دم اپنا کھل گیا یہ کیا ابھی تک یونہیں بھولے ہوئے ہے آکھوں کا فرش زگر شہلائے کر دیا افلاس کا براہوز میں میں گوا گیا</p>
<p>اے قدر سے دوڑ کے حورین لپٹ گئیں جنت میں لیکے داغ حنین و حن گئے</p>	

<p>بڑی ناز و دل میں جلوہ جانا نہ آتا ہے خدا کو اسے سندھ سے لگاتے غم کا خم ساقی اندھیری رات میں داغ جگر ایسے چمکے ہیں وہ بھولی بھولی باتیں نیچی نیچی نظر میں جگر گری وہ گری جو گری سے وہ گری سے بگولا دیکھ کر صحر میں بولا قیس وارفتہ لکھ جاتا ہے سندھ سے نام آنکا باتون باتون میں خدا کے فضل سے دھن ہی خادم بھی جو ہیں دل وحشی کو تیری یاد میں کیا کیا نہیں آتا کھلتی ہے کسی پرچھوڑ کو وہ چھپر گرتی ہے بناوٹ سے بگڑا کردہ بت عیا کرتا ہے لب لیکو کیے بوسے بھگوا بکیا ذاتی ہیں وہ کہو بھولے بیٹھے ہیں ہم انکو بھول بیٹھے ہیں</p>	<p>۱۲ یہ گھر جسے بنایا ہے وہ صاحب خانہ آتا ہے بڑا گھنگھور بادل جانب میں خانا آتا ہے کہ میری بزم میں پروانے پروانہ آتا ہے سکھائے سے کہیں انداز معشوقانہ آتا ہے ترسے کہنے میں اعلا کیل دیوانہ آتا ہے یہ کیا لیل کا ناکہ جانب دیوانہ آتا ہے زبان پر جو نہ آتا تھوڑا بیٹا بانہ آتا ہے جب آئندہ سنگا تہ ہے وہ دلبر شادنا ہے غضب ڈھاتا ہے جرم پر میں یہ دیوانہ آتا ہے تمھاری تیغ کو کیا شیوہ مٹا دیتا ہے کیسے گھر میں صاحب دیون کوئی بیگانہ آتا ہے میں رو دیتا ہوں جب ہنٹھوں تک چاہتا آتا ہے کہاں سے خط کتابت ہو کوئی جاننا آتا ہے</p>
---	---

بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے

یہاں بڑی بڑا مانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

<p>۱۳ جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینے میں خانہ بند تو ہو گا شینگے حلق اپنا کھڑکی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے مختار ہم نہیں ہیں مجبور تم نہیں ہو</p>	<p>کب تک چھپو گے ہم سے ایسا دیکھ لینے آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینے ہم روزن قفس سے گناہ دیکھ لینے جو کچھ دکھائیے گا ناچار دیکھ لینے</p>
---	--

<p> غش ہو گئے یا نہو گئے دیدار دیکھ لینگے موقوف آج پر کیا پھر بار دیکھ لینگے طاؤس باغ جہدم رفتار دیکھ لینگے نکلونہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے جب چھینے آئے گا دیدار دیکھ لینگے ساتی الگ رہیگا مینوار دیکھ لینگے سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے اب ہم بھی اور کوئی لے یار دیکھ لینگے </p>	<p> کوٹھے پر آ کے صاحب جلوہ دکھائیے تو اچھا کیا جو تھے وعدے پہل کے مالا سبھو لینگے قص اپنا لے سرو بل غولی وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن میں اچھا آتر براہ دیدہ دل میں سامیے گا واعظ نہ میکہ سے میں شیخی گھبرا کر مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہیں کسی کا غیر دن دل لگایا عاشق سے نہ چھپایا </p>
<p> کوچے میں ان تو نکسے لے قدر پھر پھر اک ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے </p>	
<p> ۱۳ پر جان بھی آہو سکے ہمراہ نکلتی ہے ہونٹھوں تلک آتی ہے اک اہ نکلتی ہے تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے بن بن کے مے آنسو ب چاہ نکلتی ہے سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے قد سے یہیری چپکن کوتاہ نکلتی ہے پردہ کی تنکاب لے ماہ نکلتی ہے جب تیر نکلتا ہے ایک اہ نکلتی ہے کیا تیرے پچھو لون پر یہ کاہ نکلتی ہے </p>	<p> جب سانس میں لیتا ہوں ایک اہ نکلتی ہے غم دوسرے دل تناب آہ نکلتی ہے لے چرخ ستم پر پھر چاند ہو چمکے رد لو اتنا ہو لے بد خو پھر ماتھ ملیگا کچھ بوسہ نکسے بانی سے کچھ گالیان کھائے میں صبر کا ہوں دشمن اس نام سے ہے لیکن اس بحث سے کیا مطلب لے آتے ہو تم شرب تیر اٹکا جو چلتا ہے دل اس ہی ہوتا ہے رخساروں پر لے دلبری سیرۂ خطہ و بھر </p>

ہے اگل لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو	بن بنکے شہاب ابو ہریرہ نکلتی ہے
دل آنکھوں سے لڑتا تھا آخر میں ہوا کشتا	اب کھودو لمحہ جس جا جنگاہ نکلتی ہے
غریبے تو کوئی دیکھ کر جا نکلتا ہوں بوسے	کس ناز میں ہونٹھوں سے لے واہ نکلتی ہے

اب غیر ٹھٹھکتے ہیں اب قرر پکھتے ہیں ڈ	اب کانٹے سرکتے ہیں اب راہ نکلتی ہے
---------------------------------------	------------------------------------

مستون

ایسی گردش میں پڑے داغ جگر آئے ہوئے	۱۳ داغ شعلہ ہوئے شعلوں سے جوالے ہوئے
بیگنہ جسے گل کاٹا ہے اردنہ مرا	بیٹھے رہتے ہیں گریبا نہیں سڑا لے ہوئے
شاہ رخ کی دلیلیں ہیں وہ چشماں سیاہ	گرمی اس درجہ ہوئی دونوں ہر گاہ ہوئے
سوے شرکا نہیں رازی سوز داری ہی تری	تیر وہ پہلے ہوئے تیر دن سے پھر بھالے ہوئے
بڑھتی دولت ہی مے سینے میں غماز وفاق	لگے آہیں جو نکلتی تھیں وہ اٹا لے ہوئے
مونی آنکھوں میں تم کہتے ہو اسد سے اثر	جسکے ٹھٹھے آنکھیں لڑیں آنکھوں سے متوالی ہوئے
ٹھنڈی سانسیں جو کبھی یاروں نے وقت میں پھر	آبلے سینے میں جتنے تھے وہ مٹا لے ہوئے
چھاتیان بسی کہان ایسی مکر کوئے کہان	سارے اعضا صنم سانچے میں ہیں ہٹا ہوا ہوئے
میر اپیکر ہو مگر خاک گلستان سے بنا	جب بہار آئی مے زخم جگر آسے ہوئے
قتل کرتے ہیں وہ گال آنکھ دیکھو سیاہ	آفتیں میرے لیگوں سے ہوئی کالے ہوئے
کیا نزاکت آذرا باتوں میں گرامے جو وہ	شب بزم گل کی طرح ہونٹھوں پہ چٹا لے ہوئے
شیر ابلق ہیں تری آنکھیں کب ہو صنیعہ	تیرے مڑکاٹے ٹھٹھے میں یہ پالے ہوئے

	<p>ترک ہو جائیں نہ درت کی طاقاتیں کہیں قدر رہتے ہیں بہت غصہ آٹا لے ہوئے</p>	
<p>وہ بجلی کو ندی ہو یا غصہ ٹھنکھور بادل ہے دھڑکی ہو ٹھونپہ منہدی ہاتھوئیں آنکھوئیں کاجل ہے کہ اتو خفتگان خاک میں طیس سرج بھل ہے پیالہ ہاتھ میں ہر دم بھل میں مکی بول ہے وطن میں خاک اٹھتی ہو کر سبز جنگل ہے کبھی بجلی حکمتی ہے کبھی فرقت میں بادل ہے فسخ اپنا بھی اس ظلمت کی دین شل شعل ہے میں سر ٹکڑا کے توڑ دو گا جو میخانہ مقفل ہے خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر سلسل ہے قدم ہے یا کہ خنجر جو گلی ہے یا کہ مقفل ہے</p>	۱۱	<p>شراب سے مخمور ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں نکھر کر آج آئے ہو کر دگے قتل کس کس کو قیامت آئی یا تم آئے ہو یا زلزلہ آیا ہمارا آئی ہے اسے زاب چڑھی تھی مغز کو ایسی نکلا ہے جونے لگے ہم دتے ہیں سحر میں کبھی آہیں نکلتی ہیں کبھی آنسو اٹھتے ہیں پھٹے کپڑوئیں بھی رونق دہی ہے ہم فقیر و بکی شمار اتنا ہے اسی ساتی کہ سر میں درد ہوتا ہے مثال زلف آبت تیرے سارے بل نکلیا لہن عجب نقار ہے قاتل کہ لاکھوں کشتہ ہوتے ہیں</p>
	<p>بنیں کیونکر نہ ابر حرکت آہن خاکسار دن کی بنجارت زمین سے سنتے ہیں یہ قدر بادل ہے</p>	
<p>یہ بھی کیا یا رکی جدائی ہے عجب کی یہی کماٹی ہے کوئی سنا نہیں دوہائی ہے زلف کیون اس قدر بڑھائی ہے یہ بھی اک طرزا شنائی ہے</p>	۱۲	<p>قدر کیا ڈبو موت آئی ہے جان تک تپہ صد تپے کرتا ہوں نالے کیسے دو لایا سانی ہیں کیا شجہ بر عاشقان کم ہے غم کے رسا منے بگڑ جانا</p>

<p> دیو جبران سارا ہر مجھے بوسہ مانگا تو گالیوں پائین آپ سے ہو چلا ہونین باہر نازت کو دیا نیل از ہمین دور کی سو جیتی ہے پیکے شراب اپنے دم تکسہرین عشق کے جھگڑے مجھ کو آنکھیں دکھانا ہے ناصح ہجر میں ٹوٹے ہرین سب اعضا </p>	<p> ملک الموت کی دوائی ہے کیا رقیبوں سے نفع کی کھائی ہے یہ جنوں میں مجھے سمائی ہے یہ بھی اک نشان کبر پائی ہے عینک آتشی چڑائی ہے مرے ہم تو پھنسا رہی ہے غم زہار کی دوائی ہے پرشب وصل مویائی ہے </p>
---	---

جان دیتا ہوں قدر رور و کر
 نیند آتی ہے وہ ترائی ہے

<p> تربت میں بقراری دلیں بھری ہوئی ہے اُس بک زلف سے کب جانبری ہوئی ہے مندر تہی خط ہوا ہے ابو کو چشم ناز کھلتے ہی ہجر میں آنکھ آنسو نکل پڑینگے دیکھو فنا کی سیرین مٹی میں رُل رہی ہے گیسو نے دی ہی پھانسی انکا ہر دم ہمارا ہے میری آنکھ کا تل نظار سے میں کوئی اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ چاہ ذوق پرانے آیا قریب کا دل </p>	<p> سینہ پہل ہمارے جب تو دھری ہوئی لیلیٰ سپی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے سبز چراہی اسکو بیاب چری ہوئی ہے ڈبیا یہ موتیوں سے نفع تک بھری ہوئی ہے جمشید کا پیالہ ہر کھوپری ہوئی ہے پاسے اہل میں شاید بڑی بھری ہوئی ہے سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے کا جل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے گویا کنوئیں کے منہ پر اک دل دھری ہوئی </p>
--	---

<p>خفجہا کے حق میں ہر خجری ہوئی ہے پتے سے گھٹے میں کیا اتبری ہوئی ہے اس کال کو ٹھری میں دشت بھری ہوئی ہے یا قوت کی یہ طیار انگشتی ہوئی ہے میری سفید عینک بالکل حری ہوئی ہے قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے تھی جو سفید بوتل وہ بھی حری ہوئی ہے کشتی میں جو آئی دریا پری ہوئی ہے شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے غیر سے تیرے پیدا جاوڑی ہوئی ہے</p>	<p>کرتا ہے دج تیرا پا جامہ گلبدن کا دور فلک کے کھوٹے میرے سر جو ہن خمہ ہے چشم سر لگین سے پیدا رم غزالان بوسہ دہر کا لیکر کاٹا ہے ہونٹہ اُن کا وہ سبز رنگ ایسا آنکھوں میں ٹھہ گیا ہے قد پر مہا ہوا ہون آتی نہیں قیامت فصل بہا آئی سبز میکہ ہے ساتی کا فیض جاری منت کے پیر سے چھوٹے تو داسی ہماری مرنے پہ کام آئے آنکھوں سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمرہ</p>
<p>دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر اے قدر تجھے پیدا ہو جی ہوئی ہے</p>	
<p>یہ اسے چری ہوئی ہو کہ اہل حری ہوئی ہو مری چشم گوہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہو مری زرد زرد رنگ گل جعفری ہوئی ہو جو فرہ ہوئی ہے شہر تو نگہ سری ہوئی ہو تری تیغ نازا گے جو کچھی دھری ہوئی ہو ارے میر دل سی بیاتری دلبری ہوئی ہو یہ درق اُن گیا ہی عجب اتبری ہوئی ہو</p>	<p>۱۷ دہ نگہ بری ہوئی ہری جانبری ہوئی ہے کھلے کیسا شترگان بھی شک تابدا مان ہے بہار کی بدلت جو بدل چلی ہر صورت جو ہر تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر تو کھنچا کھنچا ہر کسے کہیں مجھ پیل بھی جا مرا دل ہی کیا مصفا کبھی تو نے نہ نہ نہ کیا جلو اُن سے بچٹ گیا ہی مراد اُن بچٹ گیا ہے</p>

جو بہن بلکین فوج و لشکر تو ہی سر نہ تیغ و بھر مزار و زہر ہڈی بہ ہے سفید دیو یارب ترے لب پہ دل بسا ہی تری آنکھ پر خدا ہی ترا خطا صبا جولا ئی اُسے کیون ہوا سائی ہر اک آنکھ ہے تمھاری کوئی آہوتاری کہین ناز کی حرارت کہین غمزے کی اشات تری چشم سر گین کا مے دل میں دھیان یا ابھی کوٹھے پر بلائے نہیں لکشتان کو تے ابھی رنج تراستم ہی ابھی خط نہ کر مے ہے	تری آنکھ سے شکر کسے جا نہری ہوئی ہے وہ اڑی ہر جس کی شب کیسہ پری ہوئی ہے کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فسونگری ہوئی ہے نہ ہوئی کسی کچھ خدا کی نہ پیگیری ہوئی ہے مری کشت عساری انہیں کی چری ہوئی ہے یہی خوشی و شہزادہ تہن بھری ہوئی ہے مے آئے سے پیدایہ سیہ پری ہوئی ہے تری مانگ بوتوں وہ غضب بھری ہوئی ہے وہ گلاب کی قلم جو کہ ابھی ہری ہوئی ہے
--	---

جو ہر سبز رنگ ساقی کرین مع آسکے خلک

چھنے قدر آج سبزی یہ بہن چری ہوئی ہے

۱۱	لفو نہیں بھینسے کیا کوئی اُن سے گلا کرے پانی کو دھڑا ہوں کہ گھس میں لگی ہر آگ کشتہ نکوزنگی کی تمنا دیا ہے وقت میں انکی ہلکو پڑا ہے خدا سی کام اغیار اُنکے ہاتھ میں ہندی لگاتے ہیں آئندہ دیکھ دیکھ کسے شہر ہو رہی ہیں آپ و قحط کی نگاہ کہاں کہ ہم ہم پسین تیسے است بڑھ کر خوشاد ہی آپ کی	کتے بہن انس آپ سے میری بلا کرے جب بچلے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے وہ چال چلیہ آپ کہ معشر پرا کرے وہ بھی خدا خدا کرین یونہی خدا کرے ہے ہلکو حکم دست تا سرف ملا کرے ایسا کیلک بھی نہ خدا خود نما کرے وہ موہنی کہاں کہ ہمیں بتلا کرے تم ایسے ہو کہ جان کو تو پر خدا کرے
----	--	--

وہ ترک ہے اشار میں لشکر کشا کرے معتشوق اُسے سہمتا ہوں نہیں جو وفا کرے	ابرو کمان تیر شہ بر چھی ہے نگاہ عاشق وہ اُسکو کہتے ہیں جو ظلم چلے
کیون قدر ذکر قیامت بالا کا پھر گیا کمدون میں دل سے شور قیامت بپا کرے	
سینہ عشاق کا تیر ذکا نشانہ ہو جائے دو نون عالم میں وہ کیسا سی زمانہ ہو جائے پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہو جائے میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہو جائے دل صد چاک جسے کہتے ہیں نشانہ ہو جائے دل جسے کہتے ہیں پانی کا خزانہ ہو جائے	۴ آنکھ پھیر دو تو پر آشوب زمانہ ہو جائے صفیہ دل سے مٹا دے جو کوئی نقش دوئی جان جان آپ کے آنے میں اگر ہو کچھ دیر ایک بوسے کا روادار ہو گا وہ شوخ آنکھوں زلفوں کی بناوٹ کا جو آجائے خیال ہر شہ یار کی خشنا نے میں فوارہ ہو
قدر و نزات جو لو نام امام مظلوم گہرا شک بھی تسبیح کا دانہ ہو جائے	
۱۲ قرآن اٹھایا ہے بڑے مجلسا ز نے صعوی کو لگے چھاپ یا شاہ پار نے ایسا نجل کیا ہے ریائی ناز نے اُس حور دیش کو ناز نے میر سے نیاز نے لکھلا دیا اتھین نری سوز و گلزار نے محمود کو غلام بنایا ایاز نے شاید کہ آہ کی ہے کسی عشق باز نے	گھیرا چروے یا کو زلف دراز نے دل مل دیا تری مشہ جانگداز نے سجدے سے سر اٹھا نہیں کیا میں یا کرم اُس پر خدا نے کیا میر سے مطیع اسے وہ اشک گرم ہو پٹھکے بچپن ہو گئے جب عشق ہو خیال کمان آبرو کا پھیر تارے جو ٹوٹتے ہیں تو کتنا ہے وہ قمر

<p>جھک کر قدم لیے دہن زلف دراز نے مارا ہے مجھ کو بس اسی ناز و نیاز نے سو شعبہ سے کیسے فلک حقہ باز نے پامال کر دیا ہمیں اُس سر و تاز نے</p>	<p>جب کو چہ مستمین دھریا نے قدم بل کھا گئی مگر جوہ تنظیم کو آٹھے برہنہ اُس قمر سے ہوا وصل ایک شب گلزار روزگار میں پھولے تے بھلنے ہم</p>
<p>جنت میں ساتھ لیکے چلے اس فتیر کو کیا قار کی ہے قدر کی شاہ حجاز نے</p>	
<p>آنکھ میں جو تپتی ہے رومیہ یار ہو جائے کیون نہ مجھ کو مرنے پر بھی فشار ہو جائے گم کہیں نہ گلشن میں وہ نگار ہو جائے تاکہ خنجر ابرو آبدار ہو جائے کاش گہر نہ میسر اجرم زار ہو جائے دیکھ لوں میں جس رخ کو ردی یار ہو جائے کشتہ کھائے سے بھی شمار ہو جائے زند کے پاسے جمنوں کا ایک خار ہو جائے کچھ اگر خدا کی میں اختیار ہو جائے خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے پانی تک جو اُترا ہوا ہر مار ہو جائے خود ہی پاؤں کی بیڑی خاوار ہو جائے باغ میں اگر جیائے تو ہمار ہو جائے</p>	<p>۱۴ دیکھا اگر ہم کو مشتق از ہو جائے جیتے جی جو وہ ظالم ہیکل مار ہو جائے پھولوں کی وہ بان کثرت اسکی پھول ہی نگت کرتی ہے جبین تیری کس قدر عرق ریزی اُٹھکے پاؤں پر سزاں جو خفیف محشر میں جب نور اچڑھی عینک انیما تو لوا کی دفن کرنے احو قاتل میں ابھی تو باقی ہوں ایسا دشت وحشت میں خشک سے مرا لا اپنودل سے لے ظالم تیرا دل بدل لوں جب سفید کپڑوں سے چھوٹ نکلتے تن کا رنگ ذکر زلف بیچان سے حلق میں پڑا پھندا سیر دشت وحشت میں خارا گرنا و نہیں دل میں وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی</p>

<p>لوگ ذرہ ذرہ میں دیکھ لیں تراجلوہ آپ کی ہوجو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو</p>	<p>جب ڈرامے دل کو انتشار ہو جائے یسری ہو خوشامد ہونا گوارا ہو جائے</p>
<p>مشق دید بادی میں قدر ہے قدر انداز آئے ہو شکار انگن خود شکار ہو جائے</p>	
<p>چسپے پر ابھی خط سیاق میں نہیں ہے ۱۵ کتے میں وہ آئے سے اکھڑائی لڑا کر تعظیم کو اٹھتے ہیں ریا بان میں بگو لے دل تنے جلایا تھا کایجا بھی پکایا جاننا بہت کو چہ جانان میں ہونے بیچ اکسیر عرجبتہ ہے ہر موج و تاب پھر داغ جگر کہلے ہیں بھونکی طرح سے ہتجا بیٹھے ہم آپ جو جھک بائیں گے ساتی کیا کام تمہیں خیر جو نام کا م رہی ہم تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر افسوس کہ میں ہٹ ہی گیا عشق کمر میں جو شمع شبستان ہی چراغ سحری ہے پوچھا جو مر نام میں رورو کے یہ بولا اس خاک کے کیا نامیوں کی خاک اڑائی</p>	<p>وہ صبح ہے یہ جسکی کہیں شام نہیں ہے اس طرح کا تو ام کہیں بادام نہیں ہے گو شہر میں کچھ عزت الاہم نہیں ہے اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہیں ہے کبھی میں کوئی قابل احرام نہیں ہے دیوان ہے جامی کا مر اجام نہیں ہے پھس آج غل میں وہ گل اندام نہیں ہے ختم نہ ہو گئے جو یہاں جام نہیں ہے سو کا تم تھیں ہوں میں کچھ کام نہیں ہے ہمیں ترا صبح نہیں شام نہیں ہے گستاخ ہوا پھر بھی مر نام نہیں ہے ہے کون جو خورشید لب بام نہیں ہے گستاخ ہوں بنام ہوں کچھ نام نہیں ہے ڈھونڈ ہو تو کہیں گورین بہرام نہیں ہے</p>
<p>ساتی ہوا قدر کی جانب کوئی دورہ</p>	

	پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہیں ہے	
<p>۹ میں یہ بولا قصہ فرقت تو جانی یاد ہے کسکو دانہ یاد ہے اکسکو پانی یاد ہے رات کی آجمن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے کدے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے مرتے دم تک یہ بلا سے آسمانی یاد ہے ہٹکاڑی ٹیڑی کی اب تک لگانی یاد ہے چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے پیری آئی ہے تو اب عمر جوانی یاد ہے</p>	۹	<p>وصل میں کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے قید میں جی چھوٹتا ہے دیکھ کر یاد کو الفت گیر یوں مر مر کے بچے ہیں تو شوق سے بیتاب ہیں پھر دیکھ لینگے خطیا نزع میں بھی وہ بیان ہر ذلت و فخر کا جوش و شہین چون خون تھا کیا بسکالم تھے کرو یا رب باؤشل ذرہ اسی خورشید رو جب جوانی تھی ترکین کو کیا کرتے تھی یاد</p>
	<p>پھنس چکے ہو قدر کہ پھر بھی عشق کو سمجھنے نہیں زر و چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے</p>	
<p>۱۳ مر کے سامنے سہا کیا ہے پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے دیکھیں تو تیرے پاس کیا کیا ہے حشر ای و اعظو بلا کیا ہے ہے یہ اکیر کمی کیا ہے ہے وفایہ تو پھر جفا کیا ہے اسمین نقصان آچکا کیا ہے پھر یہ نقطہ سادہ ہم کیا ہے</p>	۱۳	<p>چاند نیش سے ترے بڑا کیا ہے ہمنے مانا کہ تو نہیں کوئی شے چاک کرتے ہیں سید یہ کسکر ہمنے جھیلی ہیں جس کی راتین زر ہے کیا مال انکسار ہے مول کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا مر رہے ہیں رقیب مرنے دو ہیں دیوان و کمر اگر معدوم</p>

<p>آنکھ ملتی ہے غمش سا آتا ہے کبھی تھوکین نہ مرد دنیا پر میرے پہلو میں دل ہوا ہوا روز عشاق قاتل ہوتے ہیں</p>	<p>تمھیں دیکھو یہ باجر کیا ہے تلف یہ مکار بیو کیا ہے آپ کا اسمین مدعا کیا ہے کوئی کہتا نہیں خطا کیا ہے</p>
<p>قدر مرزا ہے غم میں یا استاد آخر اس درد کی دوا کیا ہے</p>	
<p>پاس آؤ سضائیا کیا ہے آدمی آدمی پہ مرتا ہے دُ آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار وہ بلا آہ نار سا ہے مری دل وہی ہم وہی حضور وہی جان جاتی ہے غم میں بسلم ایک بوسے پر سکیڑون تین کسے دیکھوں کسے نہ دیکھوں میں یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان ہاتھ میں میرا خون ملے کہا</p>	<p>۱۱ یوں تو بچہ درد ہم کی دوا کیا ہے نہیں معلوم یہ بلا کیا ہے آرزو تیرے دلمیں کیا کیا ہے کہ ترا گیسور کیا ہے دل تو دل ہے پھر حیا کیا ہے ابست را یہ تو انتہا کیا ہے ارے صاحب تمھیں ہو کیا ہے مونڈ ہے کیا گات کیا لگا کیا ہے دیکھئے مرضی خدا کیا ہے اسکے آگے ہلا خا کیا ہے</p>
<p>پچھلی دل نگاہ دزدیدہ دُ دوڑے قدر دیکھتا کیا ہے</p>	
<p>۱۳ کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے</p>	<p>بے ہیج آنکھ تری انگیز ہے</p>

<p>وہ چال چل ہے ہین کہ اک رستخیز ہے دست پیسہ نہ تو پاسے گریز ہے سب میکہ زمین آج صلی بریز ہے بارکب بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے آتش زمین ہین دست فرہ عطر تیز ہے اسکو نہ لاسیے وہ بڑا فتنہ خیر ہے چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے جنت ملا میں یار کو اتنی گریز ہے غبنچون کی کرسیاں ہین تو پھولوں کی تیز ہے افشان نہیں ہے جو ہر تیز تیز ہے مکار صحتوں سے تو مجھ کو گریز ہے</p>	<p>جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے بے دست و پا ہوں عشق کر لگے جہاں ہر رند و مکا دل پھر اسے می لعل فام سے پل ہے صراط کا کمر و بد بتان اسد رے انتظار گل رخ کی دید کا اے مہر دلوس میں ذرا چین ہو نصیب آنکھیں چھری ہین پلکین سنن ہین کتا قیر سیما یار کا عالم ہے وصل میں اسد رے دماغ ہمارے مسیح کا ابرو کے نیچوں نے غضب بر ڈھا دیا کیا جاؤں حال قال میں میخانہ چھوڑ کر</p>
<p>کیونکر نہ ۵۱۵۵۵۵۵۵ رہے بکر مکر کی اے قدر یہ عروس سخن کا ہیز ہے</p>	
<p>چھری میرے گلے پر فتنے تقصیر پھرتی ہے غضب ہے ہاتھوں ہاتھ اس حور کی تصویر پھرتی ہے دھری رہتی ہے سب تدریج تہذیب پھرتی ہے جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تازی پھرتی ہے چمن میں بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے ہماری خاک اڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے</p>	<p>۱۳ ذرا میں آنکھ تیری اے بٹ پیر پھرتی ہے یہ نقشادل میں کافی تھامرق کسے کھوایا کوئی حکمت نہیں چلتی خدا کے کارخانے میں نہیں ہٹا گلا اپنا تو اسکا ہاتھ پھرتا ہے لب مہر بیان سی جان پڑ جاتی ہے باتو نہیں لحد پر یار کا داد دیتا ہے آ کے تو سن کو</p>

فقط جی میرے دیکھ واسطے چہ جنبش ابرو ڈھلا ہی نیل آنکھوں کا پھری ہین پتلیاں میری شب وصل منم میں اسے موذن ذبح تو ہوں لب شیریں کے بوسوں کا مزہ جانا نہیں منہ سے مدد و ترشید بنکر جا بجا صورت ملائے کو یہ بھی نظریں مارے ڈالتی ہین اسطرت دکھو	مر سے ڈر تجھ سے آپ کی شمشیر پھرتی ہے مگر آنکھوں کے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے چھری بنکر زبان تیری دو تکم پھرتی ہے زبان موٹھوں پر ایک ای سے پھرتی ہے کبھی شب کو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے قیاس سے جیابا ند ہے ہوئے شمشیر پھرتی ہے
---	--

کبھی وہ قدر سے راضی کبھی نا راض ہوتی ہیں
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

کیون لکھ میں ہے نہ تاریکی وہ مجھے دیکھ کے ہنس دیتے ہین آپ کے سامنے یوسف کیا ہین کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت زلف و رخسار سے ہم مت ہونے کردے یارب مے دیکھو پرداغ آنکھ ملتے ہی مرادل چھپا نسا کو سے جانان میں لڑائیں آنکھیں بنگنیں اپنی فلک سیر آہین کچھ بھی غفلت کا نہ ٹھہرا پایا بوسے پر بوسے لیے آنکھوں کے	۱۳ عجب سر میں نے سپیکاری کی آنکھ چھپتی ہی نہیں یاری کی وقت در کیا مردم بازاری کی نو کری کی بھی تو سرکاری کی شب محتاب میں بیخواری کی تو نے طاؤس پہ گل کاری کی سینہ دیتے ہی گرفتاری کی کعبہ اند میں بیخواری کی ڈوریاں خمیر رنگاری کی ملی تنخواہ نہ بیکاری کی رات بھر چہل میں بیخواری کی
---	--

نیم ہاڈا نکھوں سے کھجاتی ہیں	حالتیں مستی و ہرشیاری کی
<p>فد ریری مین ہوا پیا برکاب صبح دم کو چ کی تیراری کی ڈ</p>	
<p>۱۵ پتلیاں آنکھوں میں کچھ کم نہیں مرغابی سے باغ میں پھول کنول بنگلے شادابی سے کہ زبان اسکی نکل آئی ہوئے ابی سے ماہ گردون کو چکا چوندی ہوتا بی سے مول جہ جاتا ہی چریہ زکنا نیا بی سے راست بھر نیند نہ آئی مجھے بد خوابی سے چین جسکو کسی پہلو نہیں بیتابی سے لوز بادام سے آنکھیں ہیں شکر خواہی سے انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے فاسانی وہ ہوئے بات میں غنابی سے یہ وہ تالا ہے کہ گھلتا ہی نہیں چابی سے جھانکتی ہیں تمھیں پر بیان دھر جابی سے سے فلک فائدہ کیا پیر ہر بی سے مردم چشم ترا کرتے ہیں مرغابی سے</p>	<p>اشک دریا کی طرح آنڈ سے ہیں بیتابی سے اسقدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی خون عاشق سے کر خونجہ بران سیرابی تیرے جلوے سے بیام ہے چلو گری جان بے جان ہے ملتا نہیں لعل لب یا کیا کوئی کالی بلا تھی شب فرقت یارب دل سوزان نہیں اک شعلہ جو الازہر سواٹھے ہو تو او ہر ٹیٹھی نظر سے دیکھو حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہیں ہم لبنازک سے جو سستی کی ادا ہٹ پھوٹی کی دعا لاکھ لکھ میسے مقدر نہ کھلے مردم چشم کو آئے ہیں کیا دے سکتے ہو آپ ہی مجھ کو بٹایا ہے تو ماتم کیسیا فرقت یا زمین جل تھل ہو میں دنوں آنکھیں</p>
<p>خاک درد کی بس اب چھانتی پھرتے ہر وقت قذر کیوں آنکھ لڑاؤ کسی ہر بابی سے</p>	

<p>ہوئی ہے ہم میں اور اُس گل میں کیا کیا مچھو لوگی بہار آئی ہے گلشن نے قبا سے سبز بدلی ہے میں وہ رنگین میان ہوں جب کہ بھی گلشن میں جاں کو سزا سکے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم میں چمن میں آنجکل اس زور سے پانی برستا ہے سراپا داغ چپکے میں نمایاں جسم نازک پر سمن رخسار ز گس آنکھ زہن ناک لب لالہ بکے ہیں کوڑیوں کے مول دعویٰ کر کے اُس گل سے گزرا حباب کا ہوتا نہیں گور غریبان پر</p>	<p>۱۰ گلتے تک آنکھ لگی گلزار میں دیوار چھو لوں کی جو انان چمن کے سر پہ چڑھتا چھو لوں کی مجھے دے نذر ڈالی بیل نادار چھو لوں کی لٹی ہے باغ میں افسوس کیا سرکار چھو لوں کی ہوئی ہے بلبلوں پر بہر طرف بوچھاڑ چھو لوں کی بنی ہے شاخ کو یا قامت دلدار چھو لوں کی بہار اب دیکھتا ہوں ایک گل میں چار چھو لوں کی گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار چھو لوں کی ہماری تیر تک محتاج ہے دو چار چھو لوں کی</p>
--	---

رسائی قدر کی کیونکر نہو اُس بزم رنگین میں
 چمن میں رکتے ہیں صحبت ہمیشہ خار چھو لوں کی

<p>۱۲ ہجر میں دے دے چمکتی ہی ہوا ساونگی اشک بھرے آئینے اب تو پلا میس کو آج کل کوئی پیسے تو نہ تر دامن ہو ابر بن بنکے آٹھا گنج شہیدان سے بجا مسی مالیدہ لب یار لابتے ہیں مجھے آہ کرتا ہوں چور و روکے تو زمانے ہیں برگ گل ہیں کہ جو انان چمن نے شاید برق چمکی جو وقت میں تو اچھلے گا جگر</p>	<p>ہو گئی کالی بلا او دی گھٹا ساونگی دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونگی دھوئے دیتی ہے گناہوں کو گھٹا ساونگی جب رچی ہاتھ میں قاتل کے خناسونگی پانی پر ساقی سے جھجھکھٹا ساونگی واہ کیا سر ہے اندرون ہراسونگی ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہی دھاسونگی دل بھر آئیگا جو ایسی گھٹا ساونگی</p>
---	---

<p>خیر کے کاٹ دے فیصل خدا ساونکی ساقی و رست ہے عجیب ہوش رہا ساونکی لوگوں بنی مجھ سے جو چھو جاے ہوا ساونکی</p>	<p>ہو تو ہر سن سہولیت جو میں مجھ سے ہوں رند ہر ہوش میں طاووس پیچھے ہوش مہر داغ دل سوزان میں ہے بجلی کی جھپک</p>
<p>وقت رخصت یہ کہا قدر نے آنسو مجھ کر یہ میں رہ جائے چھائی ہے گھٹ ساونکی</p>	
<p>۹ اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے لاکھ باتیں میں اپنا گھر ہی تو ہے اک فقط مجھ کو درد سہی تو ہے کیا بسا دا اسکی ہے جگر ہی تو ہے بل نہ کھائے کین کر ہی تو ہے کبھی یوں بھی اڑے خبر ہی تو ہے تھا جد ہر ٹخہ تراؤد ہر ہی تو ہے چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے</p>	<p>پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے گالیان دین رقیب کو تو کیا اے طیبہ وہ زلف کافی ہے شب فرقت میں آب آب ہوا اتنا بھاری نہ ڈالیںے رو باف سیر ہی آہو نسے انکو دلیں اثر وصل میں کیوں نہ حشر توڑو نہیں پاؤں پھیلائے ہنسنے مرتد میں</p>
<p>قدر نے کیا زبان پائی ہے لوگ کہتے ہیں یہ سحر ہی تو ہے</p>	
<p>۱۰ خیر صورتہ آشنائی ہو گئی ٹخہ سے جب نکلی پڑائی ہو گئی شمع انگشت حنائی ہو گئی شاخ زکس وہ کلائی ہو گئی</p>	<p>دو گدھی میں کیا رسائی ہو گئی سشل مینا پیٹ کا لہکا ہو آج کل یہ سرد مہری چھائی ہے ہاتھ آنکھوں سے لگاتے ہیں جین</p>

<p>یا تیر سی ل ترانی دیکھ لی چھٹنا دنا تر است کا اچھا نہیں کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام لاغری میں طوق نکلا پاؤں سے جسم میں بیدم ٹپ سے رہتے ہیں ہم ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے جب مزہ الفت و فخری کا ملا عشق میں تیار ہم ایسے ہوئے ہو گئے لاکھوں خداوند آج کل آئینہ بھی ہو گیا آن پر نقیر ہو گئی اکسیر کا روغن شراب فکری میری عرش تک جانے لگی</p>	<p>شرم پڑ کر خود سائی ہو گئی پیچھے آنسو لڑائی ہو گئی بات جو نکلی دوہائی ہو گئی خود بخود میسر رہائی ہو گئی قبر گویا چار پائی ہو گئی کس قدر تم میں رکھائی ہو گئی ہم یہ سمجھے پادشاہی ہو گئی دیو جہان سے کلائی ہو گئی نام کو گھنٹہ بر خدائی ہو گئی چار ابرو کی صفائی ہو گئی یار کی زنگت طلائی ہو گئی آنکی چو کھٹ تک رسائی ہو گئی</p>
<p>دلف پر اسے قدر رہتا پھر گیا ہند پر اپنی چڑھائی ہو گئی</p>	
<p>دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے ۱۰ نیلم ہے خال پنجہ ہی مر جان عقیق لب ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جالی جان ہجر بنائیں اب تو لہو تمھو کئے لگے دیتا ہے روزِ حشر یہ رنڈ کو دکھیاں</p>	<p>جس سے کوئی پیچھے وہ شراب پھور ہے الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے کیونکر کہ ہو پری تمھیں سایہ ضرور ہے شاید کہ اپنا شیشہ دل چو پچھور ہے دماغ دبان روک ابھی دلی دور ہے</p>

<p>نمازت ہو کہ نالہ نہیں نفع صورت ہے کبے میں بتکدے میں بختار اظہور ہے کوٹھا بھی چاندنی میں بہاد کوہ طور ہے جیسے فلک سے مہر کا عالم میں نور ہے</p>	<p>یک نخت بڑھتا جاتا ہے نالہ سراق میں اے یار ہننے آپکو پایا جہان تہان سہرے کا نور برق تجلی سے کم نہیں پوشیدہ و عیان ہے اسطرح ذات پاک</p>
<p>سے شوق سے پیا کر فصل بہار میں اے قدر اسکا نام رحیم و مہفور ہے</p>	
<p>سیر ہو ٹوٹی مرے السقیامت کیسی خاک میں مل گئی قارونکی دولت کیسی ذائقہ کیسا ہی ہو کیسی ہے رنگت کیسی آج دروازے پہنچتی ہی یہ نوبت کیسی کیا کون تم سے ہوئی مجھ کو نذر کیسی دیکھتے دیکھتے بہم ہوئی صحبت کیسی انہیں دو چار سے ہی آپکی شہرت کیسی گنگر ج چوٹ پڑی ایشب زرق کیسی سوز سن سنکرا سے آگئی وقت کیسی دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی میری تربت پہ برستی رہی حشر کیسی پردے پڑ جاتے ہیں ہو جاتی ہی غفلت کیسی دلو لیک تری چتون ہوئی چہریت کیسی</p>	<p>بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قلمت کیسی منعمودین میں اللہ کے خست کیسی می جو ہنگی ہو تو ہو جانچ تو لینا یساقی سر پٹکتا ہوں میں چو کھٹ پہ تو زاتی ہیں خاک میں گر گیا میں تم جو مے دا طور سے نہ وہ ساقی ہی نہ مطرب نہ وہ اجاب اپنے کیا کم کو سہن کیا گات ہی کیا کھڑا ہے نقش پا ہو گئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے نالے سن سنکے مے یا کا دل بھر آیا ملنے دینے دوہن جن سن اگر جاتے ہو چار آنسو نہ کبھی تنے بہائے اگر کچھ نہیں سو جھٹا ظلمت کہ عالم میں زلفین او بھبی رہیں ابرو رہی سرگوشی میں</p>

<p>چار فقر و فہین کیسین کو سمجھایا ہے اپنے دیوانے کیوں بھاگتی ہیں کو کون کیا ہامی افسوس کیسینے بھی نہ چھپا استنا واہ داد جہد جوان مسلسل علی ارشد و صبح</p>	<p>سہنے پائی ہے شہر دم فراغت کیسی مجھکو وحشت سے تو ہوا ایک وحشت کیسی کہ بنی ہے ترسے کو چڑھیں یہ تربت کیسی انہیں لوگوں سے ہوئی ہری شہرت کیسی</p>
<p>پیار سے سینہ پہ منہ رکھکے وہ فراتے ہیں تدریج بیچ کو اس دم ہر طبیعت کیسی</p>	
<p>کب ہڈیوں سے ہے مری تربت بھری ہوئی ۱۱ اچھو تیرے گھر میں ستم کی کمی نہیں کیا خیال کالے کالی ہیں کیا چہرہ لال لال مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو کیا تو ہے کہ میرا ٹھکانا کابین نہیں امید مغفرت کی سیدہ کاریو نہیں ہے آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہنر فاض مسی کے بدلے ٹنڈھ میں ہزار دن ہیں فی لفظ ہوتا شباب میں گل افسردہ نسخ ترا یہ سلکے پرزے پرزے کیا نامہ یار</p>	<p>حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی ہر سات کر سونگی کرامت بھری ہوئی اصلی ہی کیوں حضور کہ رنگت بھری ہوئی باقی تو سب طرف سے ہی نیت بھری ہوئی دو رخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی کالی گھٹائیں دیکھی ہے گت بھری ہوئی رگ رگ میں خون کی طرح ہی وحشت بھری ہوئی آنکھوں میں جاے سر نہ شرارت بھری ہوئی میں ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی جب دیکھیے تو خطا میں نہ گایت بھری ہوئی</p>
<p>یار غیب میں فراق تو کھایا سنا کئے گا اس کھانے سے ہے قدر کی نیت بھری ہوئی</p>	
<p>دل میں پڑ لاف و خال کی الفت بھری ہوئی ۱۱ ہر سانپ بچھو دن سے یہ تربت بھری ہوئی</p>	

<p>سب رنگ کی جہانین و خلقت بھری ہوئی نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی آنسو تلے ہوئے ہیں طبیعت بھری ہوئی وحدت سے میرے دلیں بکثرت بھری ہوئی ہے موتوں سے چشم روت بھری ہوئی مردوں سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی ماندر روح تن میں ہے الفت بھری ہوئی الفت بھی کی تو مجھے عداوت بھری ہوئی شیشو نہیں وک وکانین نفاست بھری ہوئی</p>	<p>سچ ہی تمہیں قریب کیا کہ نہ ہوا اعتبار مخل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلدن مین آبلے کی شکل ہوں چھیر و نہ تم مجھے آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دیان رونے سے میرے خوش تو ہو کئی سو دن دل میں برابر آرزو دن کا پڑا ہے کھیت ہر رو گھٹنے سے آتی ہی مانگ انا عجیب آئے بھی میرے گھر تو وہ غیر و کس کا تھا کیسا جا ہے ساتی رنگین مزاج واہ</p>
<p>اے قدر انا کو ظلم دیا حق نے ہلکو صبر ہر بات سے چکر کی حکمت کبھی بھری ہوئی</p>	
<p>آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہیں باہر آپ اپنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ حال و حشر کیا کہ نہیں خاک پتھر آپ نیند میں باتیں کیا کرتا ہوں شب بھر آپ دیکھیے اب کب ملتا ہے مقدر آپ حسن مانگے پنجہ خورشید انور آپ ذکر انکا آچکا ہے یا رکشہ آپ ہاں یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ</p>	<p>۱۴ کٹھرو میں خود پھیر لو نگا لیکے خنجر آپ آپ ہی آنکھیں نہ گدوے سے بھر آپ خاک صحرائی چھو ناسنگ تیکے کو عرض ہجر کی شب چونک چونک اٹھتا ہوں تیرا ہونین خیر جاؤ اے صنم اسد حافظ آپ کا یا آئی لا مکان تاک اپکا شہر آپ ہے یہ وہی تو حضرت دل میں بڑے شب نہ دا غیر تو محض میں آئیں بندہ ڈیڑھ ہی تک نہ آئے</p>

<p>کونسا نقصان ہے کیون پھر کر دیتے ہیں کنگھی کرنے میں الجھ پڑتی ہے یہ سرزور بیان تفاہت بالا دکھا کر جنت اسی چاہے ٹاؤ تم نہیں آتے نہ آؤ ہم تو آئینکے منہ در خیر اب ماین نہ ماین آپکو ہے اختیار</p>	<p>کسکے ہاتھوں جا کے میچون دلو لیکر آپ بل کی پھر لینے لگی زلف منبر آپ سے اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ سے سے مروت ہم نہیں اے ماہ انور آپ سے کھ اٹھا ہون اپنی دلکی ہر کے مضطر آپ سے</p>
<p>شاعری پر یہ گھنڈے قدر تو بہ کیجیے اب بھی دنیا میں پڑے ہیں لاکھوں تہر آپ سے</p>	
<p>جب نمود گالوں پر خطا یا ہو جائے غم میں کھیل وہ سمجھتے ہیں ہزار ہو جائے ہم اگر قیامت میں جکے نکلے سکی باز میں منکر ہوں میں ایسا کہ کربل ٹھون پھوٹے جو مرا چھالا ہو صد اناحق کی کر دین جو دل بدلے پیچ و تاب سے ہیں سو شرا بی اسٹیشن یہ یک نار و صدیم میری آہ سوزان نے باغ کو کھا ڈالا دیدہ مروت میں موہنی نگاہیں ہیں زار ہوں بیٹھنے سے پیار ہی میں موت ملی اشک کے اگر سینچیں باغ ہلا بیدار زلف سے جو دل کھینچے جند بادل سے کھینچ آئے</p>	<p>۱۶ خطہ مصلب سارا سبز وار ہو جائے طفل روح فروخت میں نیسوار ہو جائے آفتاب محشر بھی رو سے یا ہو جائے آتے آتے اس در تک تن غبار ہو جائے معرفت کا ہر کاٹا بڑھکے دار ہو جائے کیا عجب ترا گیسو تابدار ہو جائے کسکے کسکے آنکھوں پر دل نثار ہو جائے کیون نہ ستر قمری کو خار خار ہو جائے غیر کرد اگر دیکھوں میرا یا ہو جائے خود کٹا رادور میں اک فشار ہو جائے شاخ میں جو گل نکلے رو سے یا ہو جائے وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے</p>

<p>اپنا سینہ پر خون لالہ زار ہو جائے اور اگر انہیں دیکھتے ہیں رہا ہو جائے سینے پر نہ آنیج آئے دل کے پار ہو جائے</p>	<p>دل غریب سے حسرت کی کثرت سے دل سے تنگ آیا ہوں جب تک کہ ہو یحییٰ نیل سے بھی یا جی بھی نہ نظر تو دیکھوں میں</p>	
	<p>حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقہ وحدت یار تو رہا ہو جائے قدر یار ہو جائے</p>	
	<p>غزل سلسل</p>	
<p>۲۱ جو عضو باطن خدا بنانا تو دیدہ اشکبار ہوتے جو پاؤں پہ کو خدا بنانا تو پناپاے فگار ہوتے جو ہکھو سینہ خدا بنانا تو سینہ رخنہ دار ہوتے خدا جو قد ہی ہمیں بنانا تو قید کل جبر ہوتے جو سنگ کر کے خدا بنانا تو بجکے لوح مزار ہوتے جو آب پہ کو خدا بنانا تو ٹپکے ہم خاکسار ہوتے خدا ہمیں نکشان بنانا تو جادہ گر ہزار ہوتے غبار پہ کو خدا بنانا تو اپنے دل کا غبار ہوتے جو شعل پہ کو خدا بنانا تو جلکے شعل چنار ہوتے جو بار پہ کو خدا بنانا تو اپنی خاطر کار ہوتے خدا کسی کے گلے لگانا تو پڑتے اپنی گلے الجھار ہوتے خدا جو شانہ ہمیں بنانا تو ہم خلش ہو تو اپنے دل کے</p>	<p>جو عضو باطن خدا بنانا تو ہم دل بقیار ہوتے جو ہاتھ پہ کو خدا بنانا تو دست افسوس ہوتا پنا جو ہکھو پہلو خدا بنانا تو بستے ہم چاک چاک پہلو خدا جو سر ہی ہمیں بنانا تو بستے فرما دکا شریقی جو گرد کر کے خدا بنانا تو اڑتے گرد ملاں ہو کر جو خاک پہ کو خدا بنانا تو کٹکے ہم آب آب ہوتے خدا ہمیں آسمان بنانا تو سیرۂ پائمال بنتے جو نقش پہ کو خدا بنانا تو بنتے ہم نقش نامرادی جو بھول پہ کو خدا بنانا تو جھلکے جتنی چراغ کا گل جو خار پہ کو خدا بنانا تو ہوتے ہم خار خار حسرت خدا کسی کے گلے لگانا تو پڑتے اپنی گلے الجھار خدا جو شانہ ہمیں بنانا تو ہم خلش ہو تو اپنے دل کے</p>	

جو عقدہ ہو کہو خدا بنانا تو عقدہ کا رستے اپنا	جو تار ہو کہو خدا بنانا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے
جو روز ہو کہو خدا بنانا تو ہفتے روز فراق جانا	جو رات ہو کہو خدا بنانا تو ہم شب انتظار ہوتے
جو نرم عشرت خدا بنانا تو ہفتے ہم انقلاب دوران	جو درد و سارغ خدا بنانا تو گردش روزگار ہوتے
کباب ہو کہو خدا بنانا تو پھنک کے سوز کیا ہفتے	شراب ہو کہو خدا بنانا تو کھینچ کے مے کا خار ہوتے
خدا ہماری جو پر لگاتا تو شب کو پروانہ بن کے جلتے	خدا جو نغمے ہمیں سکھاتا تو دکنو نالان ہزار ہوتے
جگر ہمارا خدا جلالتا تو جان کرتے سی ہم اسپر	جو دل کو مردہ خدا بنانا تو اس کے ہم سو گوار ہوتے
خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بخت ہم سندر	خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے
خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غم خواہم غصہ کی	خدا کسی کا انیس کرتا تو تو کے غم گسار ہوتے

غرض کہ ایسا مصیبت نکا ہمارے لکھو فرما ہے
کہ قدر ہم کو خدا بنانا تو ہم ذلیل اور خوار ہوں

رباعیتا

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے	لاٹانی ہے تو ہو ہو تو ہی ہے
انسان کے جاے میں عیاذاً باللہ	بالہ کہ ہم ہمیں مین تو تو ہی ہے

رباعی

ممکن نہیں بے صلاح یا اسے نظر	یاد دل کی ہو اس میں اسے یا اسے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر گب اسکا	دیکھو جو نظر کو نہیں یا اسے نظر

رباعی	
جس روز دم شمار اٹھو نگامین	کیا تب سے بقیہ سارا اٹھو نگامین
جب اتنی اتنی سونو گام اے قدر	اسمدا احمد پکار اٹھو نگامین
رباعی	
غفلت جو جہانمیں تجھ سے ناشی ہوگی	مرنے پہ کمال جان نشی ہوگی
دینا سے تو چل لحد میں دیتے ہیں جواب	اس شہر کے ناکے پہ تلاشی ہوگی
رباعی	
مجنون کا تمام شور کرنے دیکھا	فرہاد کا سارا زور کرنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چل کر	ناچا جنگل میں مور نے بکھا
رباعی	
ساتی کو بڑا ہے تم سے اچھا پالا	میخانے جب گئے تو جیتا پالا
جب دیکھیے ہاتھ میں ہیرے کی توں	اے قدر یہ تم نے خوب تیا پالا
رباعی	
گھل گھل کے ہو اسے جسم سارا مٹی	مٹی میں ملانہ اے خود آرا مٹی
کھدوا کے لمحہ تباہ و برباد نہ کر	تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی
رباعی	
پھر شہر میں قدر سا خندان آیا	پھر باغ میں بلبل خوش الحان آیا
کیونکر نہ جو ان ہو پھر زلیخا سے سخن	پھر مصر سے یوسف کھنساں آیا

رباعی	
دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے	ہر آنکھ میں شل اشک ہوتا ہے
نکلے جو وطن سے ابر دپاتا ہے	قسط ہر بھی ٹپکنے میں گہر ہوتا ہے
رباعی	
آئی ہے بلا سے ناگہانی ہم پر	انا لعلہ بنگئی ہے دم پر
جو مرگ پر بین قدر ہم پر گزری	ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر
رباعی	
سینے میں یہ غم نہیں تو سینا بیکار	مینا میں یہ غم نہیں تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر میا ملجائے	وا لعلہ کہ بے پدر ہے جینا بیکار
رباعی	
حضرت کا رفیق زود میری مین تھا	بازو سے قوی دستگیری میں تھا
یہ دور عدم کی راہ اور اپنے ضعیف	مجھ کو نہ لیا عصا سے پیری میں تھا
رباعی	
ہر دشت جفا خیز ہے اولاً تجھے	ظالم سمجھے گا میرا بولا تجھے
یوں میں سپرد ہو پندہ زخم لحد	امید نہ تھی یہ سارے بولا تجھے
رباعی	
ہو مر علی تو در دکھٹ جائی ابھی	وا لعلہ کوف غم بھی ہٹ جائی ابھی
ہے رحمت خوشید اسی سے ای قدر	وہ چاہے تو قسمت بھی بٹ جائی ابھی

رباعی	
اے شاہ ملک مآب جلدی پونچو	اے ماہ فلک جناب جلدی پونچو
سونا چھوتا ہوں مٹی ماتھراتی ہے	یا حضرت پوتراب جلدی پونچو
رباعی	
اللہ پرست کر ہوں خدا اسکا گواہ	دیتا ہے وہی رزق وہی عزت جاہ
بندہ بندوں سے کیا توقع رکھے	لاحول ولا قوۃ الا باللہ
رباعی	
سو جان سسزمین فدا می نام سنین	سہے چشم و دل و جگر مقام سنین
ہم روز و لادست سے ہوئے نام آور	تاریخی نام ہے غلام سنین ۱۲۳۹
رباعی	
سیکھے سحر و برق می بندش کے بند	پھر غالب و جبر نے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانے میں نہوگا اتقدیر	بدنام کنندہ نہوگا نامے چند
رباعی	
درجے میں بڑا ہوا جس سے قدر	دو گنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دہائی کا	پھر آسپہ ہمدرد ہیں سے قدر ۱۲۳۹
رباعی	
اے قدر عبث موت تجھے چلتی ہے	ساعت بھی حساب سے کہیں ملتی ہے
ہر تانفس سوئی ہے گھنٹے گن لے	یہ دل کی دھڑک نہیں گھڑی چلتی ہے

رباعی	
بعضے کہتے ہیں شعر کہنا ہے شمس	بعضے کہتے ہیں اسکا لہنا ہے شمس
لے قدر سخن نہ تو مردہ ہے بشر	جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے شمس
رباعی	
اس بزم میں اپنی مہربان ہیں سب لوگ	معتشوق مزاج و نوجوان ہیں سب لوگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہیں	گو یا محبوب بے دہان ہیں سب لوگ
رباعی	
فہرست میں بارشاخ ہو جائے گا	ہر بیت میں آج کاغذ ہو جائے گا
لے قدر بہت ذکر بتان کرنا ہو	دیوان ترا سنگ لالہ ہو جائیگا
رباعی	
کچھ آپ بتائیں اسکا چار صاحب	اے اوہ زکام نے تو مارا صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرار صاحب	وہ ناک میں ہو گیا ہمارا صاحب
رباعی	
پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے	بھر جائے جو پیٹ پھر دوا کر دے
جب پیٹ بھی بھر دیا شراب میں بھی دین	پھر تو کوئی معشوق بری پیکر دے
رباعی	
کتکبے قاضی سے میں ڈر دگاتوبہ	کتکبے مفتی کا دم بھر دن گاتوبہ
دیوانے ہو زاہد و مجھ آرائی ہے	اس فحل میں میں تو کروں گاتوبہ

رباعی			
بندے نے خزان بھر تو نباہی تو بہ	آتے ہی مہارٹو ٹی کیسا ہی لو بہ	سوار کا کہہ کر گزشتہ صلوات	پچھرتو یہ شکن ہوا آئی تو بہ
رباعی			
اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے	خرقہ حُجبتہ اتارا ڈالا ہم نے	اے پوئے معین تھی ہی معیت سے ہمیں	لے اے تو پیا ترا پیا لالا ہم نے
رباعی			
جسوقت کا منتظر تھا قدر کیا ہے	کیا اُن پہ شبابِ مثلِ بدلیا ہے	سختی آئی ہے چھایتان اُبھری ہیں	ہر ایک انار اہو گدرا یا ہے
رباعی			
دخون کا بندہ باجو زور رہنے دیکھا	زخمون میں رہا جو چور رہنے دیکھا	ناسور پڑا جب گریں ناسور میں داغ	یہ چور کے گھر میں مور رہنے دیکھا
رباعی			
آورد چو نامہ قاصدِ فرخ چھپر	از جوش نشاط و طربِ الفت و ہر	بالید چنان دلم کہ گردید سپر	پس عسلی بر آن سپر آید ہر
رباعی			
ہیں موج کی مثلِ خط کی سطرین بیتاب	جگر میں ہے ہر دائرہ شکل گرداب	ڈوبا ہے سفینہ کھواسِ خسہ	القاب نہ یاد ہے نہ مجھ کو اداب

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا	پر سلسلہ وفانہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے	توڑا تو نطفہ ام پور میں دم توڑا

رباعی

تھی شے سے قدر خوش بیان گو گردش	جس طرح سخن سے ہون زبان گو گردش
چکر میں تھیں بلکہ ام گردش سے مری	تھی چاند کے ساتھ آسمان گو گردش

رباعی

دس سال کے بعد میں وطن میں آیا	ٹوٹا ہوا پھول چھ چمن میں آیا
ڈھلکا ہوا ڈیرہ پھر عدن میں آیا	نکلا ہوا دانت پھر دہن میں آیا

رباعی

ہشیار ہو قدر بلکہ ام آیا ہے	سوچو تو زمانہ کے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہیں ہوئے تھے پیدا	روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کو بے بتان سے روتی ہم نکلے تھے	اس طرح تو اشک انکھ سے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہے	جس طرح کہ کبھی سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ بشر سبز نکوئی نکرے	وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہو تا نہیں استخوان زبا میں ای قدر	نکتہ ہے کہ سخن گوئی نکرے

رباعی

ہم کو وہ رخِ شمع دکھانے آؤ
اس پر دے عینِ غیر و نکو جلائے آؤ
منہ کھولے چلے آؤ بزرگِ غور شید
اے سیم بدن گھلے خزاں لے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر کلا کرے گا قاضی
ہو وصل یونین بگاڑ گیا قاضی
سہے شرط نکاح میں بھی ایسا بقول
دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارِ بتری رحمت پہ فدا میری حیات
ہر بات میں رسمِ واہ تیری کیا بات
رحمت ہے کثیر اور رحمت سے قصیر
جنت میں آٹھ اور دوزخ میں سات

تواریخ

مر گئے کیا محسوسِ دوا کر
ایک دن ہاے دو چراغ بجھے
سوزِ غم سے کہا یہ ہاتھ نے
آج ہے واسے دو چراغ بجھے

تاریخ وفات میر وزیر علی صبا می لکھنوی

کیا تازِ سخن وزیرِ صبا
آپ خود راند و بر زمین آمد
آہن خانِ گرمِ تاختِ زینِ میدان
کہ غبارِے نہ جست تا مرقد
اشبِ کلکِ قدرِ سائش یافت
اوفادہ صبا از اسپِ خود

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

سف کر د سو بے جان یارین	خدا باد و در هر قدم یار وے
چو برگ خزان پوش سارخه است	اگهی غمش بود یا فصل دے
نه بنشد مرالطف آب حیات	که بیکارفت ادبے یارے
صبوری ضرور است که قدر باش	حدیث فغان و جنون تا سبکے
چو بشنید با تفت چنین حادثه	بگفت ایشارت علی مردے

تاریخ میلاد و فرزند سید محمد رضا بلگرامی

بسید محمد رضا خان من	خدا داد پوری باقبال جفت
نشاندم ز سہے تخیل تاریخ او	گل نور سید از نہال شکفت

تاریخ نسب

چون فتح محمد زہ صدق صفا	مسیح تعمیر کردہ راہ خدا
از بھر کتابہ قدر تاریخ نوشت	تعمیر نمود مسجد طرہ بنا

تاریخ تصنیف کتاب نشی فرزند علی رفیع بلگرامی

این نسخہ مقوی دل غمت کاں	بنوشت رفیع از پئے دل چاکاں
تاریخ بمصر عی نوشتیم اے قدر	گلدستہ از سر و جسم پاکاں

تاریخ میلاد و فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی

خان ذی رتبہ ذی حوصلہ مرزا عباس نازکی ناز و شہرہ دہی صنم عشقہ گری لب لعلین بھینی خال سیاہش حبشی بشکفتان غنچہ تاریخ ولادت آقہ	پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسبی گلرخی گلبدنی سہ قری غنچہ لبی موسے شکلیں خنتی پہرہ صافش حلبی ہر دین گل عباس نخل عجبی
--	---

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبدالملک گرامی

فضیلت نبی خدا نے میر عبدالملک کو خدا حافظ ہر اکھائیہ کلام اللہ کے حفظ زبان معجز بنائی کرتی ہر لہجہ نازک پر نہیں بیوہ ہرگز آمدورفت نفس انکے قوی ہرین سب لیلین صاف سے ہر بیان انکا فراغ انکو ہوا ہر علم سے یہ ماہ کامل ہرین نہان و آشکار اقدار لکھ صراع تاریخی	خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے قدیرین ہرے طرح گوہر آبین اور آب گوہرین مسیحا ہوتے تھے صراط آغوش مادرین اشاہ ہو کہ سیکھا ہئے علم سیدہ دم بھرین جڑی ہرین اسنے اللہ نے سہ سکندرین انہیں کی روشنی پھیلی ہر اتو غت کنوین ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چترین
--	---

تاریخ مکرمہ میر احمد حسن بلگرامی

عجب مکرمہ ہے میر احمد حسن کا لکھو اے قدر یہ صراع تاریخ	کہ جب کا تذکرہ ہوتا ہے گلے گلے عجب کبرہ سن پیا راستے
---	---

ایضاً

چکرہ رشک بخش قصر قصید نہ کرہ بنام بود بہتر ۱۲۶۶ھ	چو میسر احمد کن کہ وہ بنا کرد بگوئے قدر تانچ بنایش
تانچ ز ناشونی سید قبول عالم ماری روی دوداڑہ متفقہ	
شدہ۔ مشتری و مہر امر و ہمس شدہ۔ کدخدائی مقبول عالم ۱۲۶۶ھ	ز حق۔ باو عقد ہمایون مبارک بگو۔ قدر مصرع تانچ جہی
تانچ میلا و سید مصطفیٰ ابن ابن علی براؤر مصنف	
بالند بخویش ز انجمن تانچم از شہ صیام ملیہ ابست دہم ۱۲۶۶ھ	دیدہ پسر ابن علی رام دم تانچ ولادتش گویم اے قدر
ایضاً در مصرع	
از عیش پسر شدہ جبانی لبریز ۱۲۶۶ھ این نجم جمال ست صباحت انگیز ۱۲۶۶ھ	گردیدہ ولادت سعادت سینہ ۱۲۶۶ھ از وقت در شود ماؤ کہ ہر مصرع ۱۲۶۶ھ
تانچ مسجود امام باڑہ	
ایک مسجد نئی بنائی ہے جس سے تاحشر نام جاری ہے مسجد دروضہ حسین ہے ۱۲۶۶ھ	سید احمد حسین صاحب نے متصل ایک امام باڑہ بھی ہو لکھ یہ تانچ دونوں کی اے قدر

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم درمہر مصرع

رئیس نامور سے عمدہ نامدار و کریم
سفر نمودہ زہستی صحابہ ابراہیم
۱۲۴۸ھ

وفات کردہ ز دنیا سے دون ہزار افس
ز قدر سال چہارم بگر او شہنشاہ
۱۲۴۸ھ

تاریخ درگاہ بگرام

دست بکشود و ہم بیان بہت
کہ مقابل بہ اصل شد یک دست
نقل مرقد مقابل اصل است
۱۲۴۸ھ

خان والا نژاد سید جان
کرد تمیز روضہ عباس
قدر تاریخ گفت و گو ہر ہفت

تاریخ کتاب تو تارام شایان لکھنوی

ہوئی بس دہوم اسکی جا بجا خوب
معانی خوب بندش خوب ادا خوب
وہ قصہ میرا دیکھا ہوا خوب
جہاں کار سر کہا - کیا خوب کیا خوب
۱۲۴۸ھ

مہا بہارت کی شایان نے جہم
چلکتی ہے فصاحت و روانی
شینہ کی بودمانند دیدہ
جو پوچھی قدر سے تاریخ اسکی

تاریخ انبیا کا پتھر

کہ بوسے گل بس راہ او برید بود
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

نہ پہ لطافت انبیا زانہ شعلہ طور
سواد او ہمہ در راستی شب معراج

نہار و شہتصد شخصت یک سیاحت نوشت قدر عیان و نہان سیاحت سال	کنون شخصت و دودم طرح اوجید بود ہزار و شہتصد شخصت و پدید بود ۶۱۸۶
--	--

ایضا

عش میں بشر بیان پر ہجارتی زبان پر قدر شروع سال ہی مصرع عیسوی لکھو	شعلہ بطور کا پور نور نشان ہے دور دور سردہ چشم فکر ہے شعلہ بطور کا پور ۱۸۹۳
--	--

تاریخ مہمانسرایے سانڈی

جو کال اندر ہی ڈپٹی کمشنر ام اقبال مرمت کی یہ تاریخ سیاحتی قدر لکھی	گئی پایا سا فغانہ کچھ اچانہ سانڈی میں بہت علی بنام یہ سا فغانہ سانڈی میں ۱۸۹۳
--	---

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ شفی

کلام شفی جساد و کلام را نازم جو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد یکی بیاض سطور و دگر سودا خطش نہے ترانہ و فرد قصیدہ و غزلش نوشت قدر پہ طبع مصرع تاریخ	بگوش طبع خاص و عوام شد مطبوع تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع کلام شفی نادر کلام شد مطبوع ۱۲۷۸
---	--

تاریخ بناسے چاہ

چو ساخت چاہ سرہ محمد اہلبیل پے کتابہ نوشتیم قدر تاجش	مثال زمزم از آب کرد طغیانی بنامودہ سر راہ زمزم ثانی ۱۲۴۹ھ
---	---

تاریخ دروازہ احمد حسن بلگرامی

درے ساختہ سید احمد حسن زدست دعا قاری نوشت سال	کزمین دربر آید رہ مدعا در فیض احمد حسن بادوا ۱۲۴۹ھ
--	--

تاریخ وفات صدر عالم بہا نوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم ڈ تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر	در دہر ہے ہمے فزود قدر عالم رحلت سبحان نمود صدر عالم ۱۲۴۹ھ
---	--

تاریخ حوض

کلمہ پڑی صاحب کا فیض دیکھے کیا حوض بنا دیا پسین میں کیونکر کیسے نہ چشمہ خضر اسکا کوئی بلبلا جو بچو ٹا سکا ہوا کیون بچہ اسکندر وہ آب بقاء ہے نام جبکا اے قدر لکھو یہ سال حجبری	رضوان کس نیند سورہا ہے جو کوثر و خلد نے بہا ہے سبزہ جو گرد لہلہا ہے اسمین بلبس کا چچا ہے موجوں کی زبان پہ قہقہا ہے باقی اسکار ہا سہا ہے حوض آب حیات کا بہا ہے ۱۲۵۰ھ
---	--

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامی	
نام پاش نہاد مفتاح السد	اے قدر نوشت اصل این طوطی کتاب
صد قفل دل کشاد مفتاح النہد	مفتاح تلم کشود قفل اسجد
تاریخ وفات عظم مصنف	
جان بجان افسرین سپردافوس ہے قدرت علی ہر دافوس	عظم من قبلہ مولا دمن پ سال شتقارا و بخوان اے قدر
تاریخ وفات نہاری لال جوان بنارس شکر مصنف	
پھر اسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہا مٹی میں ملا آج مر نام و نشان ہا کینچہ مری کنچہ تھی نہیں سیت کمان ہا سب ساتھ گوی تیرے مے تاب تو ان ہا گرتا ہونین کہ کیکے یہاں ہا دی ہا ہا بند آکھین ہو کین پیاری پردا ہا کمان ہا کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہا	بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اسکی غضب سے اچھے سے جو مرگ جوان تو جو سد ہارا این ماتم سخت است کہ گویند جوان مر دل ٹوٹ گیا بلکہ کر ٹوٹ گئی ہے اٹھتا ہوں میں کہ کیکے ادھر آہ ادھر آہ سیج کتے ہیں سب ہوتی ہر آنکھوں کی مرد کس تھم سے پڑی قدر تری مرگ کی تاریخ
تاریخ شنوے لوح محفوظ	
فکری سے کر گئے امداد قلم	چھوٹے مامون مے غیر در علی

<p>کھل گئی خاطر نالہ شاو قلم اس قلم وین ملی داو قلم جدا صنعت ہزار قلم دیکھیے زور خدا داد قلم لفظ ہین قمری شمشاد قلم جب سے قائم ہوئی بنیا قلم چیریرین ہین کہ فیروز قلم لوح محفوظ ہے ایجا د قلم</p> <p>۱۲۸۲ھ</p>	<p>شعبہ لکھنے کو لگایا جو شکاف لوح محفوظ لکھی صل علی کیا حدیثوں کو بنایا تصویر ثمنوی ہے کہ خدا کی قدرت نغمہ ربلبل معنی معنی منہوی حلق کبھی ایسی کتاب یاد کر کے انہیں سر دھنتا ہے جگیا سال کا نقشائے قدر</p>
--	---

تاریخ نتائج الطبیت

<p>کیا رسالہ آپ نے لکھا ہے طبع انام مجھ دیا گو یا کہ کوزے میں ہند کر تمام</p> <p>۱۲۸۳ھ</p>	<p>مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ گوہر تاریخ لایا قدر کاغذوں فکر</p>
--	--

تاریخ مشتمل فیض مولفہ گو بند لال صبا رنگ ماسٹر

<p>احمدی استاد وستان ریاضی طوبی کا شجر بڑھ کے ہوئی شان ریاضی کیا قاعدے سے لکھیں ارکان فیاضی پڑھے گل امید سے دامان ریاضی یہ نسخہ نہایا ہے ہاجان ریاضی</p>	<p>رنگ اپنا جاما ہی ہزاروں میں صبا کس شکل سے لکھا ہے مساحت میں رسالہ باز ہی ہے نمودوں نے عجیب اسیم عمارت گل بوٹے تر شہین کہ سنگین میں تیج کیونکہ نہ تو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر</p>
--	--

ہے دید بہار چمنستان ریاضی ۱۰۶۶ھ	اے قدر کلاشاخ قلم سے گل تانچ
تانیخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد	
چو جزویش علی بیخ کفر قاصع لبسی خویش بنا کر مسجد لاصع شمار جماعت اسلام قائم این جامع ۱۲۸۳ھ	طر از خانہ دین سیدی وزیر حسین کشیدہ دائرہ ادعوا مل وقتہ بناسے سال ز مہمار فکر قدر آمد
تانیخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی	
زمرہ بیع اول شب بست دو در آمد کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بو قد کہ بگو۔ مقتام احمد شدہ خالی از محمد ۱۲۸۳ھ	چو گزشت چار شنبہ بسوا و پنج شنبہ سم ہیضہ وبائی بنمود آگوش پے سال حلت او شدہ قدر اشارت
تانیخ وفات محمد سعید مہنوی	
تن بہ لحد آرید روح جہنت رسید پس دم قطع کفن خنق گریبان دید سوسے جنان رحلت آہ کر محمد سعید ۱۲۸۳ھ	شیخ محمد سعید مدعوہ ہستی زیہ علقہ زنان مردوزن مویہ کنان شو کن قدر بزرنگاہ سال وفاتش بخواب
تانیخ وفات مولوی عبدالغفور مہنوی	
سر برآورد از وجود دم کشیدند مردم	آن جناب سحر غفران مولوی عبدالغفور

آؤخ آؤخ از پڑو ہشماں آن فرزانہ مرد مے دیغا بود چندی جھتتش گیلرمن مصروع اول سچی و دوم ہجری بود جان سپردہ مولوی عبدالغفور بی بدیل سید احمد	آؤخ آؤخ از نکو ہشماں این چرخ دزم مے دینا باشد از دی وقتش برین ستم قدر زدا ندو مصروع ہر دو تاریش تم زین سواد اندر لحد رشدا ز لحد اندر ارم سید احمد
--	---

تاریخ وفات ولی بخش خان یس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان جو ہر تریں حق چہرہ آئین حق از غم شیر الہ نخست کبود و سیاہ گشت نثار حسین عاشق زار حسین قدر بہ سال حریں دادند از جبریل سید احمد	نالہ و اشک روان رفت خفی و جلی آئندہ دین حق گشت از و منجلی وز اثر سجدہ گنا صیادش صمدلی تحریرہ دار حسین ست و لائے علی رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی سید احمد
---	--

تاریخ وفات حضرت استادنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا
محمد اسد خان بہادر نظام جنگ غالب تنخلص مرزا نوشہ عرف ہوی
کہ مصاریع اوائل عیسویت و اخیر ہجری

مراد حشر کیا دہلی کا خط تھا مے استاد و عال جاہ غالب خدا جوست و خدایاب و خدا باز ۱۸۶۹ء ۱۸۶۹ء ۱۸۶۹ء	فلک ٹٹا نیچہ پر آہ ناگاہ دوم ذی القعدہ کو اب گر گئے آہ فلک شکنین فلک عصر و فلک جاہ ۱۸۶۵ء ۱۸۶۵ء ۱۸۶۵ء
--	---

۱۲۸۵ھ	خدا سے جاملا شمس حق اگا	۱۸۶۹ء	خدا میں ملگیا شبلی خاص
۱۲۸۵ھ	ہو سے رضوان تاب الحکم لشد	۱۸۶۹ء	جہانگیر سخن ملک سخن سے
۱۲۸۵ھ	چلا دربار کو کس شان سی و وہ شاہ	۱۸۶۹ء	بنا تخت روان بس کیا جنازہ
۱۲۸۵ھ	لیا افسوس خدام کیوں نہ ہمارہ	۱۸۶۹ء	کیا اس فریبے میرے جو ظلم
۱۲۸۵ھ	روان بھی میرا نوشہ کے نوشاہ	۱۸۶۹ء	لحمہ ہے حسن آغوش عروسان
۱۲۸۵ھ	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	۱۸۶۹ء	ہے اول چرخ وصفت و صفت قبر
۱۲۸۵ھ	گر ہے پشت دل کوہ پر جا نگاہ	۱۸۶۹ء	کمر کیسی جبکی اس فکر غم سے
۱۲۸۵ھ	غم دل ہے بلا صد اسے و ملا	۱۸۶۹ء	ہے نازل آفت جان وی دنیا
۱۲۸۵ھ	بنے وہ سخیل ماتم جو کہ ہو آہ	۱۸۶۹ء	اگر جواب آنکھ غم روان ہا
۱۲۸۵ھ	کرون کیا میں شمار می کے اللہ	۱۸۶۹ء	یہ اشک چشم و دل طہرین
۱۲۸۵ھ	گئے غالب بھی انکی ہر کسے چاہ	۱۸۶۹ء	کین یہ تیس تاریخین جو بے حد
۱۲۸۵ھ	ہے سازگ پر پیش اب قصہ کہتا	۱۸۶۹ء	اسی ہستی سے اسلحر کو و قدر

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدر آباد کن بہ کنوکہ مصر ع تاریخ ہجری ۱۲۸۵

۱۲۸۵ھ	حقا نازل یہ آیت حرمت	۱۲۸۶ھ	کیا مقدم نواب کی بس شہر ہے
۱۲۸۶ھ	جب توج اکبرین نہیں حرمت	۱۲۸۶ھ	و بھوین ہے نزول اول و قدر

تاریخ خان سید مصطفیٰ برادر زادہ مصنف

کلچین شدہ ہجام ہنر خنکی	چون خندہ مصطفیٰ شد از چالاکی
-------------------------	------------------------------

شہید سنت مصطفیٰ ادا اور پاس کے	ماسال خستان او نو شتیم ای قدر
تا بیخ ترتیب سالہ مجموعہ نسخ مجاریہ ڈاکٹر صاحب بہادر	
<p>میں آقا اودہ کے ڈاکٹر صاحب کہ مجموعہ بننے سے بہت دماغ علم جو جس سے معطر ولی نہی و ڈپٹے انسپکٹر شریف و کامل و مرد ہنسور ذرا بندہ بھی ہاتھ انکاب شاہ پھر کجا جاسے جو دیکھے کیا کر کہ سن نکلیں عبارت کی برابر پڑھ اٹھارہ سو اسی سال اکھتر ۱۸۷۸ء</p>	<p>جناب آراسے کالن برونگ ہوئے اک باریون ارشاد فرما وہ مجموعہ کہ مجھ سے کاہوٹ ہوئے آمادہ پنڈت شیشو زین ہوئے منشی حکیم الدین معاون لہو مل ہو اکشتون مین شامل عرض نکلا عجب نایاب نسخہ پر اسے تا بیخ صورتی معنوی ہو ہو واجب یہ تردد قدر بولا</p>
تا بیخ آغاز و انجام سالہ سراج الشریعہ مصنفہ سید علی بلگرامی خاں مصنف	
<p>مہ ساسے وطن قطب آسمان دکن دکن زندہ دشمن خند ہزار چین دکن زرقبت اُدہوں بخش درو ان خلیل کہ بایمان سترن قبلہ من محیط مالہ پریش صد ہزار پرین</p>	<p>جناب سیدنا خان سید علی وطن کسب بغیش گریہ ہزاران ابر وطن زرقبت اوسکامے غم در پیاب فقیہہ و متقی و زائر امام حسین بسا سائل شہ عید گرد آورده است</p>

<p>سہ مہینی ہر نیکے از گل ہویا ز عمل میکند حرف از بادش یا عطار از زحل دہ چہ نام آورد اند رسال ہجری بخت سیلے نازم بشار گدی استاد اول بر شکر انگشت اگر دستہ بداری جہل پر صد گردید آہنگ غریبے ل</p>	<p>صد صلاوت سے چکداز نفوذ خلق خوش سے وردہ صفحہ فرش یا صد اختر بفلک در حجاز افتاد آہنگ غریب کبریہ ایں نگارین نامہ را گفتہ دوتاہنج قلک مصرع اول بود ہجری و ثانی عیوی ہجوز دوم و سہ ساع آید عطار دبار قم</p>	
<p>تالیف سالہ نجات العاشقین مولفہ شاہ سراج الیقین کہسوی</p>		
<p>کہ رخس تاج شاہ خاور شد فقرت از شاہ ہفت کشور شد خادم خدمت ہم پیر شد ہم روانہ شش آب گوشت شد شمع حق یقین منور شد</p>	<p>چون سراج الیقین نذرانہ عالم و حافظ کلام خداست دا و تالیف مولد احمد سطر گشت سلک مرواژ شمع تاج قدر روشن کرد</p>	
	<p>ولہ</p>	
<p>کشف ظاہر سکر ہوئے محفل یقین باطنی حسن معنی پر فداہین عاشقین باطنی سہ نجات العاشقین شمع یقین باطنی</p>	<p>خوب حافظ جی نے یہ میلادین لکھی کتاب نام رکھا اس رسالے کا نجات العاشقین قدر نے پھر لکھ دیا یوں مصرع تاریخ سال</p>	
	<p>ولہ</p>	
<p>مولد لکھ رسول علیہ الصلوۃ کا</p>	<p>صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے</p>	

وہ جس پر نزل پایہ ہیں یہ وحی عرش دین	وہ رشک روح ہیں تو یہ کاغذ برات کا
وہ خضر سزاہ فضل یہ سجادہ کمال	وہ غیرت مسیح یہ محض سیرت کا
وہ بلبل چین ہیں یہ اوراق برگ گل	وہ طوطی سخن ہیں یہ کوزہ نبات کا
وہ نقطہ ازل یہ محیط ابد قیام	وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا
وہ ابر فیض ہیں تو یکشت مریح	وہ کوہ حسم ہیں تو یہ دامن ثبات کا
ہاں قرر رزل ہے در تاریخ آبدار	وہ فوج پیش رویہ سفید بخت کا ۱۲۸۸ھ

تاریخ تصنیف قصائد مفتوحان نعت تصنیف مولانا عبدالاحد صاحب طووی

گفت عبدالاحد دجلہ عصر	نعت پیغمبر اسماء احمد
ہر کہ بشنید وید از خود رفت	وز پے سال قدر رفت بخود
فتح شد مفتوحان تاریخش	بے بہا مفتوحان ز عبدالاحد ۱۲۸۹ھ

ایضاً

مفتوحانے نوشت عبدالاحد	بدیع محمد عربی
مدنی و حماسی و کے	ترشی ہاشمی و طیبی
قدر رکب شود قلم تاریخ	مفتوحان مدیح پاک بنی ۱۲۸۹ھ

تواریخ کتابہ قبر مولوی شیخ مظہر کے صاحب مرحوم دریا باوی

افسوس زیر کی ہمدانی وفات کرد	درجنت آن محدث معنی شدہ مقیم ۱۲۸۹ھ
------------------------------	--------------------------------------

جاسطون مقبرہ مظہر کریم ۱۸۷۲ میسور	قدراہین کتابکافی سنگ مزار باد ۱۲۸۹ بکسر
تالیخ قواعد اردو	
<p>لاک بھی قدم جسکے اب تقظیم سے چوہین کہ جس سوشش جہت میں وہاں کی گنج گنج میں ہوے عمرہ قواعد خوباب تصنیف اردو میں ۱۸۷۳ء</p>	<p>سجک پاک صاحب ثوار کٹر دام اقبال وہ اردو کے قواعد میں رسالہ جیج کی کتاب ہے یہ تالیخ مسیحی فی البیہ یہ قدر کی لکھی</p>
تالیخ رہائی میر مہدی علی	
<p>فرش راہ آل احمد خاکپاسے بوتراب تین سال آخر یونین نازل رہا آنہر غدا اُن ری گردش ہی کہیں الیٰی نحوست کجا اُفکے اندھیراں عالم سب تھے با چشم ز آب دفعہ یوں گہنیں سبکی دعائیں ستجاب آیا پھر آیا زلیخا سے سرت پر شباب پھر وہی ساقی دہی مینا وہی جگمگ باب چپ ہوئی قدر یہی وہ داستان گوئی کا خوا ماہ اس عقر سے نکلا یا گنیں سے آفتاب ۱۲۹۰ء</p>	<p>سید عالی نسب لاسب مہدی علی پھر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قیدی قید خانہ میرج عقر بہ تھا تو وہ اُسین قمر قید خانہ اک گمن تھا اُسین نہ خوشی تھے اُنکھ میں آنسو غالب پرد یونین غ و درد قید سے اُس یوسف نانی کو چھکارا ہوا پھر وہی جلسہ ہی چلین ہی رہن جگمگ بر سر فرزند آدم چپ سے آیا بگزد کوکب تالیخ چمکا دوسرے فکر</p>
تالیخ وفات چودہری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تالیخ است	

۱۲۹۰ ہجری	چون سینہ شدہ سز زین چاک و شق	۱۲۸۱ قمری	مردہ چو مصاحب علی آن یافت قلق
۱۹۳۰ میلادی	در خلد مصاحب علی گشتہ و حق	۱۸۴۳ عیسوی	ہان قدر چنین بخوان تو سال چارم

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی لے قدر ولی بود بحق	بر جاسے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست	حق بر کز ترار بنمود بحق

تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سیہ فاضل علی حلال لکھنوی

میر سیہ فاضل علی حلال حکیم	وہ جو بہن شوق و طرب کے مامن فیض
اصطلاحات ہند انون نے لکھی	سال ہجری بتایا گلشن فیض
قدر نے سال فارسی یہ کہا	گہر پاک باز دامن فیض ڈھانے
روئے فصلی پہچان در تاریخ	ہے عجائب یہ نکلے سعدن فیض
دیدہ افروز پہچان شمس سال	ہی پند دیدہ مہر روشن فیض
عیسوی سال کا جما پھر رنگ	ہوا گلہیز داغ سرین فیض
پہچان سال پر کھے سمت میں	ہے سرا پاکلید مخزن فیض

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈوچی دارا خد مخان سکندر حشم	شاہ سیر کرم میر وزیر حسین
ساختمہ قصری بدیع ہجو پر خور فغ	ہجو دل خود و سبع ہجو رخ خود برین

<p>صحن کشاوش نگذرد غلغله در خافقین کرده چه قصه می بنامیر وزیر حسین ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>طره اوز دکنند برسد چرخ بلند قدر همه کن به پا خانه تاریخ را</p>	
<p>تاریخ مولد شریف مصنفه سید زیر حسین خان</p>		
<p>خط کش منشیان با سبق است که ز سر تا پایک نسق است بر لبش ام خنده شفق است تخت رگش نه ورق درق است زان یک آسمان نه طبق است از خجالت فلک عرق است مولد اشرف نبی حق است ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>خان من سید وزیر حسین ز در قسم مولد رسول الله در سواد کتاب رگینش غنچه بر سونی است هر نقطه بر لبندی پید اوراقش با وجود شهاب ثاقب خود زاد از طبع قریب تر از شمشیر</p>	
<p>ایضاً</p>		
<p>این مولد رسول گواه شکر بی است صد صد درود آرد که این مولد نبی است ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>شکر شکن وزیر حسین است در سخن طوطی فکر قدر نواز دشتیخ سال</p>	
<p>تاریخ وفات شیخ محمد علی شاه آبادی</p>		
<p>رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی آه بحق داد جان شیخ محمد علی ۱۲۹۱ هـ</p>	<p>هست ز دل عرشیان تالیا نغمان قر بر سال روان سال صالش جوان</p>	

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفه خواجہ بدرالدین عرف خواجہ امان علی ہوی

فروع شرف و پرورین جناب خواجہ بدرالدین
 حکیمے مرزوانی مکہ فہمی دوراندیشی
 دے بر شوق اوس گے بر ذوق اومال
 زہے آزاد پابندی ختمے پابند آزادی
 دلش وابستہ صورت دل معنی اسیر
 بنور انگیزے لفظ آئینہ بند صلب شہری
 بباطن تخم افشانی نظام سہیلستانی
 چہ شرف و فریبے نجم الاسرار آمدہ ناش
 چو چشم غمرہ بازان غامش آواؤ خوشگو
 ہلال طاق ابرو از قباسے آدگر بیانی
 بمعنی کمنہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے
 چو مار و مہرہ مارے بزیر خامہ ہر لفظہ
 ورق از حرف نگونش قلم از حرف ضم و نوش
 قلم نوشت دہ سو و پیاہین آمد این دفتر
 بر آراسے قدر نجم سال ادا از اوج فکر و

بفکر خود و صد بند بجلک خوش نیار
 تینے موشکافے پختہ مغزے نظر گفتار
 لقب برق شر بر بارے نم ابر کشتار
 بکار خوش سستی بکار غیر میار
 بشوق حسن نگیری سخن شوق دلدار
 بمشک افشانی معنی دماغ آراسے تلماری
 بفکر کمنہ استادے بہ نظر ماندہ شاری
 چو تصویر زنگی سادہ رنگ و طفرہ پر کار
 چورے امر دان رنگین عذار سادہ رخسار
 نگاہ چشم جادو از سر دامن اوتار
 بباطن خرمن اندازے نظام ہر خوشہ بردار
 قلم ہر بیاض صفحہ مایا سمین فرار
 یکے دامن شبکو دے یکے زنبیل عیار
 نہالے بارور گردید و بارش پختہ شد بار
 دمیدہ مرجار راج معنی نجم الاسرار

ایضاً با عی تاریخ

نجم الاسرار صمد طلسم جادو	بند و بیگاہ	اے قدر بود در غور جز بازو	قصہ کوتاہ
تصنیف جناب خواجہ بدرالدین	سلسلہ این	از بدر آمدہ ست نجم نیکو	سجیان لکند ۱۳۹۲ھ

تاریخ کہ خدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈوٹی مرزا عباس بیگیا نصاب

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء
۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء	۱۸۴۴ء

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحبائیں قصبہ ترک

مسجد سے ترمیم کرد و شہرہ اہل شہر	شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی
مسجد سے فی الحال از صفدر علی تیار شد	گنبد تاریخ او معمار کفر قریب ساخت

تاریخ مسجد غامعلی خان صاحب لکنوی زبیر سبجان علیا جرم

عبادت کو خدا کی راہ میں سیر کی مسجد	جناب غامعلی خان اور اطاعت حسن خان نے
-------------------------------------	--------------------------------------

کسی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع	حرم کی شکست سے اسد اکبر غنی مسجد ۱۲۸۵ھ
تو تاریخ ختم کی ننگ سر کالج واقع لکھنؤ کہ بھیت و ماؤ داد	
قطعة ملا جواب ہر پیر سید غلام حسین قندریہ	
سجد و جہد کل اٹھارہ سو ستر نو مہرین ۱۸۶۵ء	گورنر جنرل عالی روش لائس صاحب نے ۱۸۶۵ء
مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندر میں ۱۸۶۵ء	قوی ڈالی بنائے خیر خود کینگ کالج کی ۱۸۶۵ء
زمان عدل و زہد ہر وقت جارج کور میں ۱۸۶۵ء	عمارت بن چلی وہ جتنے بنتے بنگیا کالج ۱۸۶۵ء
ملک پہلو نشین ہیں اس اوق عرش یکد میں ۱۸۶۵ء	جو بیکین ہیں کمال پر حسب مہتمم لائق ۱۸۶۵ء
ہے زیبا سے شجاعت گنجے سنگھ اسم ذم میں ۱۸۶۵ء	سخی دل سرمد ایچ ہاؤر نصف لائق ۱۸۶۵ء
کفیل حال کالج میں یہ دانا بخشش زمین ۱۸۶۵ء	پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کر تھی اس آئی ۱۸۶۵ء
یہ عالی رکن امیر حسن میں فتح مکر میں ۱۸۶۵ء	سعید الملک امیر الدولہ والا خیم ذی ہمت ۱۸۶۵ء
کوئی ہمسر نہیں جاہ و عروج شوکت زمین ۱۸۶۵ء	یہ عمارت سخا و اس پریسیڈنٹ سابق میں ۱۸۶۵ء
میں یہ وائس پریسیڈنٹ داخل ہو ہو میں ۱۸۶۵ء	ہو زیبا پایہ از بس اوج شکر بخش لاکا ۱۸۶۵ء
ہیں سرکاری یہ مہر بحر دانش جملہ مہر میں ۱۸۶۵ء	ہمایون مہر ڈیٹی میرزا عباس خان صاحب ۱۸۶۵ء
دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار ہر زمین ۱۸۶۵ء	ہوئی مسیہ عمارت نیک دل کرنل ہوشیار ۱۸۶۵ء
لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقرر میں ۱۸۶۵ء	ہیں نعمان خرد و ملو صاحب نامی انجینئر ۱۸۶۵ء
سر پاؤں ہر کینگ کالج ہفت کشور میں ۱۸۶۵ء	انکو خامی ہواٹ حسام علی امین افہرین ۱۸۶۵ء
ہیں جب تک خیم و مفلحاک پر موتی سمندر میں ۱۸۶۵ء	سلامت یا خدا احکام منصور او یہ کالج ۱۸۶۵ء
ہیں سال عسوی مقصود ہر اک مصرع ترین ۱۸۶۵ء	کمل نظم وہ لکھی ہر قدر بلگرامی نے ۱۸۶۵ء

تاریخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت تن ناتھ صاحب لکھنوی

<p>کان علم را جو ہر شفقِ رتن ناتھ است گر می سواد او نور لیلۃ القدر است اینست خامہ گرد آورد کا نامہ حکمت خامہ فرود آورد و فتنہ در وجود آورد شمسِ بضحی آمد گری بیانش بین از حر و ت دو مصرع قدر شد دو تاریخ روزِ علم لامع شد در جهان ز لطف حق ۱۲۹۵ھ</p>	<p>کلاک گوہرین سلکشن ابر و فشانہاست فلک آسمان پیانش وحی آسمانیہاست شرح راز گوئیہاست متن رفوانہاست ہین بعالم پیریش دعویٰ جو اینہاست نام نامہ لاء طرفہ مہر خوانہاست ہجری از نخستین ہاست عیسیٰ ثانیہاست مہر نیمہ روز عصر وقف مہر بانہاست ۱۸۵۶ء</p>
--	---

تاریخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ منو

<p>بر مشرف حسین و او یلا بصفتی پور از مہونا خواندند تاریخانش گسیخت دست اجل قدر بنوشت سال شفقارش ۱۲۹۵ھ</p>	<p>ستم ای چرخ سفلہ بے عذرت پور ہمپاے مانک خود رفت در یکتا بجیب مر قدر رفت در ارگہ محمد احمد رفت ۱۲۹۵ھ</p>
---	---

تاریخ وفات سید خلف علی صاحبہ مصنف

<p>ز دکن فغان برآمد چو بگو شمش اند آمد ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در گم خلیدہ</p>	<p>ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیر و نشتر آمد ہمہ خون فشانند دیدہ ہمہ دامن تر آمد</p>
--	--

همه خانه آب برده همه دل ز تاب برده همه روز شب نماشد همه شب بلباشد پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده شده دفن جسم خاکی چون چنک در تو گونی بفرغ عیش خندان چون گشت از سر جا تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته پس سیر باغ رضوان چو رسید تازه همان پدر اخبر ای گمانا من وایزد توانا من و صبر و صبر حکایت از صفایان برایت منم و خیال رویت ننم و هوای موسیت من و بام آغوش من شام آغوش بخوش قدر زلالان در دیده مشرب پریان سکه وفات الدن تو بخوان ز لطف ایزد	همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد همه ساز سوز باشد همه پنبه آه گز آمد بنغم بر است کرده چو زمان او سر آمد بن امانت سفلی بکنار مادر آمد بولاس شاه مردان لب حوض کوثر آمد دل خاک چاک گشته چو چنک پیکر آمد رد های حور و عثمان به پزیره مادر آمد بنمت تنم بهما همه تار بسته آمد همه صبر دل فدایت که سپند محب آمد همه روز و شب بسویت نظریه منظر آمد زدم آغوش آغوش بلب من آور آمد چه قیامت است نادان که بهفت کشور آمد سجنان گزیده سید خلیف علی در آمد ۱۳۹۵ هـ
---	---

تاریخ وفات سید فضل الله کنوی عرف میر سیتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس سال رحلت نوشت خانه قدر	میر قدسی نظیر فضل الله آه جان داد میر فضل الله ۱۳۹۵ هـ
--	--

تاریخ وفات خواجه بدرالدین عرف خواجه امان دلهوی مترجم بوستان خیال

نور آیا یا کہ چشم کور میں ڈ آہ بدر آیا خوف کور میں ڈ ۱۲۹۶ھ	خواجہ بدالدین ہوئے تربت میں دفن قدر نے تاریخ کا مصحح کہا
--	---

تاریخ جشن مسراراجا کے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

پھر ہوئے سند نشین سند ایوان جشن پھر سنا کر دیون نے نعمت و سبحان جشن پھر ہوئے سر کی نشین افتخار کا جشن دو گنی قسمت کہ دارا ہو گیا دریاں جشن ہاں گاہ میں رو برو یہ نذر ہر شایان جشن جسکی ہر اک سطر سطر ہرستان جشن نثر ایسی لہائی سبزہ وریحان جشن مہر خامہ سے سبھل ہو گیا قزاقان جشن ہو مبارک یہ دسہ اور یہ سامان جشن ۱۲۸۶ھ	سر مراراجا بہادر کے سنگھ کچ کل پھر اٹھا ہر لاکھان تک غفل بلرام پور پھر ہوا ہر شعل علی پر دسہرے کا دماغ بخت چمکے ملگنی جمشید کو ساقیگری حال لکھا جشن کا منشی کشوری لال نے جسکا ہر اک صفحہ رنگین چین کا تخت ہے نظم ایسی چچھائی باغ میں مرغان فکر شہر تون سے ہر قلم وایگی تحت القلم تحت فصلی پڑھا اے قدریون جمشید را
---	---

تاریخ وفات ڈوہٹی مرزا عباس بیگان بہادر دہلوی

شب آفتاب کے بنیں یہ فشرہ دا چہ ہے گلے باغ امارت فشرہ دا عباس بیگ خان بہادر مر دہلوی	ماہ جمادی الاولیٰ کی شنبہ و دہم یہ سنے مر دہٹی عباس بیگ خان برخواستہ قدر مویہ تاریخ ہجری شمس
---	--

ولہ رباعی کتابہ تاریخی قبر

<p>ادہم جگر قدر پاشد امد دل شاید کہ پلنگ خفتہ باشد امد دل ۱۸۵۹ھ</p>	<p>گور عباس جان خراشداے دل خاموش کتابہ درسیحی سال است</p>
<p>قطعہ نسخہ امامیہ حکیم شیخ علی محمد صناعی کتبہ مصرعہ بیخ ہجرت واقع فرنگی محل</p>	
<p>یعنی علی محمد حق بین خلسہ دلوان ۱۲۹۴ھ از دہر آمد زرخود اندرین زمان ۱۲۹۵ھ ابن علی خدیو ولاشاہ انش جان ۱۲۹۴ھ سقت آسمان عرش زمین او طاسمان ۱۲۹۴ھ دارالشفائے درد گمان مردمان ۱۲۹۴ھ آہ شکر فامائیان دود و دودان ۱۲۹۴ھ ہفت و نو نہ ہزار دود و صد تہجد اندان ۱۲۹۴ھ</p>	<p>وانش اساس رشک فلاتون بوعلی ۱۲۹۴ھ بر کس سیاہ کردہ نہ چون ہجر شہم از ۱۲۹۴ھ شد بانی نیاز عراخانہ حسین ۱۲۹۴ھ گشتہ بدین رواق طبیب شیخ بیخ ۱۲۹۴ھ بیت الشفای عام صلیع گناہاس ۱۲۹۴ھ شمع ولا لکن دل سگرم ہونین ۱۲۹۴ھ ہر مصرع چکیدہ کند احباب قدر ۱۲۹۴ھ</p>
<p>ولہ اُردو</p>	
<p>ہین طبیب و حکیم فرزانہ عرش پایہ بینایہ کاشانہ ہے شہید سرکار عسکر خانہ ۱۲۹۴ھ</p>	<p>شیخ صاحب علی محمد نام اس عراخانہ کے ہوئے بانی سال تعمیر قدر نے لکھا</p>
<p>تاریخ زناشوی نواب اصغر جانصناعی بن حبنا لکھنوی</p>	
<p>تھارا گھر ربا شادی مبارک</p>	<p>سنو نواب اصغر جان صاحب</p>

نشاط خانہ آبادی مبارک	کمایہ قدر نے مصراع تاریخ
ولہ رباعی	
دین عقدہ بشہر فتحپور شد باز ہر ہمدردان مشتری آبخاشد ۶۱۸-۸۰	نہن صاحب بعقدہ آمد لے قدر نوشیم سیحی تاریخ
تاریخ وفات نواب قربان علی بیگ دہلوی ساک تخلص شاکر بنایا علیہ الرحمہ	
ساک تخلص دہلوی معبر نگار افسوس ہو نواب قربان علی ساک ہزار افسوس ہو ۱۲۹۴ھ	لے قدر خواجہ تاش مانو نوابان علی مصراع تاریخ وصال اندر جز آید
تاریخ نسخہ توشہ دار السلام مولفہ میر غنایت حسین متین تخلص	
آہنکہ متین داغ دوست داغ دہ صد کلام ہستم غمش پر نمک چون نمک نذر طبع اینست دوتا گفت سال قدر شری تاک مصراع آخر اسے او ہجری غیر الانام زاد معاد انام توشہ دار السلام ۱۲۹۴ھ	سید و الانب میر غنایت حسین لب بصفائے سخن بچونان است و شیر نوحہ ماتم فزا سے جملہ چاورد گرد مصراع اول اسے اور سنہ عیسوی است اوچ دہ حور عین طوبی نظم متین ۱۲۹۴ھ
تاریخ ترتیب ترانہ خیال دیوان مشتری از طوالت نامی بلند لکھنو	
نغمہ داشتد در سخن ساز بیان مشتری ہم سرود جزا بر آسمان مشتری	چا ہما سے خویش را ایندن چو گرد آورده است شد در و در جبار آسمان آفتاب

ماہ سالت تافت بروج سما فکر قدر نے بہادر ہر چکھڑا زبان شستری	
ولہ	
<p>لوحش اند شستری دیوان خود تزییاد لالہ خاتون داغ بول لولہ اندر سوز در سخن دروینہ گر سلطان داغ تائیش قدر رفت بسیجی سنگ تارنج</p>	<p>ز دوستی سکہ شستری بنام شستری مہری و ماہی غذا سب صبح شام شستری زائرے احرام بند بارعام شستری گرمی بازار شد محو کلام شستری</p>
تاریخ غسل صحت مہاراجا گج سنگھ متا بہادر والی بلرام پور	
<p>د گج سنگھ از بیل کسی اس کی خطاب چشمہ بڑا شست اندر صید شیران در کلام ہر یکے نقل دعا بنشاندش از مہر اثر غسل صحت کرد آب ہر رفتہ دجوا آمدش قدر از دست دعا بنوشت سال عیدوی</p>	<p>آنکند اندر زم بر شیران زندہ دوش شد زبون چون مردمان چشم تن تریاں ہر یکے درشت زبان برداشت از مہر حاصل عمر عیسیٰ خروہ گوئی آمد زبہائے شفاں بہر یاس جسم باد آب غسل آب نقاش</p>
قطعہ تاریخ رحلت صیادق حسین لکھنوی	
<p>مردہ چون صادق حسین دیدہ ور بود زوار حسین ابن علی نوجوان صالح و پیرنگار مصرع سال حیلش قدر گرفت</p>	<p>گرید شد بر چشم ہم در فسخ صین مہر دارف شجہ بدر خوشین تاریخ شیعہ و مطیع والدین راہی جنت بشد صادق حسین</p>

تاریخ انتقال شیخ یوسف و اگر ساکن دہلی

مرد بیدار شیخ بہو نام گفت سانش زبان خاندہ قدر	آؤخ آؤخ نجفت درتہ خاک شیخ یوسف دجان ہلاک ۱۲۹۸ھ
--	--

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرہ دیہی پر شاہ بلگرامی

بانی اس عمرہ شوالہ کی مین ہی پشاد سال تعمیر کے گلشن میں کھلا فصلی گل پھر کیا غور تو لکھ یہ سنین ہجری پھر جو کی فکر تو کدی یہ سچی تاریخ آخر الامر کہا قدر نے یوں بہت میں	خلف الصدق جواہر مل والا تہیر یہ شوالہ تبرقہ کا ہی سر و کبیر ہو گیا عمرہ و نادیدہ شوالہ تعمیر اسکی چوٹی پیر کے قبہ چرخ فیہیر موتوں ہی ہو اکیسائے شوالہ تعمیر ۱۲۸۵ھ فصل ۱۲۹۸ھ ۱۸۸۱ھ ۱۹۳۹ھ
---	---

تاریخ وفات عموی میر غلام محیی صبا بلگرامی کن روٹی من

چون خنسل قد غلام محیا ہے جو سانش زکریا سے خرد جت اقتدر	در آ رہ پڑا رہ اجسل در افتاد گفت ہم ہ عموی غلام محی جان داد ۱۲۹۸ھ
---	---

تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صبا طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب ببحر العلوم ثانی

آؤخ آؤخ حجۃ الاسلام دبر مان شگرف	رادر دین سید علی بردست کرد و شہلاک
----------------------------------	------------------------------------

<p>حیث آن ہو رہا تیرا رخ این تیرہ خاک و نیزہ اندر مویہ اشرف خف شد پسند چاک خاک پاک آمد تکلف بطرف در خاک پاک موجزن بسد ز پرہ کوثرش بلعد پاک قدر با چشم تر آب و باد اندوہناک موج دریا سے حیا در بخت آمد خاک ۱۲۹۸ھ</p>	<p>حیث آن ماہ کمال آرخ این گور نرند و سے دنیا از زمین لرزہ غمش گیتی پراست موسی و داد المقدس عیسی و چارم فلک شد بمیزینو نمیزینو بلک از طوبی بلست درد و مصراع زود تا رنج وفات اورقم مرقوموس و سعید علی بحسب العلوم ۱۲۹۸ھ</p>
---	--

تاریخ ولادت اطفال تو امان سجانہ ڈیٹی مرزا خدا و بیگان

<p>ایک لڑکی ایک لڑکا حور و شش منوان شیم اک کلی سے نکلے نفخ زدہ دونوں تازہ دم منتری ماہ نکلے برج سے تو ام ہم ۱۲۸۱ھ</p>	<p>ساتھ و طفل خدا و اندون پید ہوئے اک صدف سے نکلے دو گوہر دہ دونوں آبلے عیسوی سال ولادت قدر فیون لکھیدے</p>
--	---

تاریخ کہر خدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

<p>بیاہ لاسے ہوؤ لسن گھر کی ہوئی آبادی لدا لسمہ مبارک تمھیں ساجد شادی ۱۲۹۹ھ</p>	<p>جا کے ہلے میں جو تم وادہ میان ساجد بیگ نو سنو قدر سے یون مصرع تاریخ نکاح</p>
---	--

تاریخ انتقال سیرالہ بکر الملک سید مظفر علی خان بہادر جنگ بہادر اسیر خاص

<p>جان فن شاعری افتاد اندر دارو گیسر برگلو سے معنی آمد دشمنہ رنج کشیر</p>	<p>چون بہادر جنگ اسیر از رزم گاہ دہر رفت بر سر الفاظ غو جہل مرکب تیغ راند</p>
--	--

<p>پا بزنجیر جهالت بندش اشعار شد گردن علم عروض آمد بطوق دائره قدر تابش و قات آورد اندر قید نظم</p>	<p>خانه زنجیر شد بهر بیت نظم پذیر قافیه از حرف قید آمد بقید ناگزیر شدر سخن المومنین آزاد قدسی نفس را</p>
--	--

وله فی المثنوی

<p>تدبیر الدوله مرد آوخ رزم نگار بهار جنگ قیدی طبع و داغ اسیر صائبی و فکری فکر طبع سلیمش نادر سلیم قدر و دوتا تاریخ بگفت مات سلیم طاب ثراه</p>	<p>خست ز بهستی برد آوخ بزم آراس نام و ننگ رشتک ظهوری فخر ظهیر عرفی رسم و سعدی ذکر برق کلاش داغ کلیم تازه به تازی گوهر سفت فات کلیم طاب ثراه</p>
--	---

در تمیز کاروان سراریل بهر دولتی معمره راجاتلک سنگه که بهر مصرع تاریخ است

<p>ایجاد می نمود از سید عالم حسین بن محمد بنی اسطی سنه ۱۹۳۹</p>	
<p>سخنی دود او در عاقل چنان گوین هوس بهر مستعدی ده عدالت کی جوین می محسن نیکان رئیس کپیری چهره اسکندرین به باک طبع راجان</p>	<p>حکیم و حاکم و حق جو کشت جزا را بزمی ادب است ملک سنگه بهر پاس گردا ملا خطا بنمین راجا که اول آنی بهار کی یادگارین ارفع کلان سراطیار</p>

۱۸۸۲ هـ	بهیو رعایت اندکی خرج میس هزار	۱۸۸۲ هـ	جزمتم تم رعایت حسین علی پتوده
۱۸۸۲ هـ	کموه تاریخ اجدین حسین انان چا	۱۸۸۲ هـ	یه افون میر وزیر الحسن تها بگوئی
۱۹۳۹ هـ	توهر پیچی و سنت ییچ بهو بنومار	۱۹۳۹ هـ	اگرین فصل و پیری میان علی التوب
۱۹۳۹ هـ	هر ایک سال دین پڑ بهو بخلاف دوشمار	۱۹۳۹ هـ	پهلایه باغ هنر قدر بلگرامی کا

تاریخ وفات حکیم ابراهیم صاحب کهنوی

عزیز مص سعادت کلیم طو صفا به صدقش ارجل زرا بر هستی موبوم نوشت سال وصالش خریف غار قدر	خلیل کعبه حکمت محمد ابراهیم چکیه در صدت گوشه چو دریم بدرج کعبه باقی خزیده ابراهیم ۱۲۹۹ هـ
--	--

وله

چون چراغ دودمان علم ابراهیم مرد بر دماغ مهر نردان در شبستان ارم از دلش چون ملتب گوید سوز معرفت قدر از شمع قلم از دست بزم سال د	ریخت اشک شمع هر غمخوار ابراهیم شد چشم روشن خلد از دیدار ابراهیم شد هر گل گلزار جنت نادر ابراهیم شد از باده و کارم گلزار ابراهیم شد ۱۲۹۹ هـ
---	--

وله

ز سیر بنگاه عالم فن امتثال به دست همت مرده نرضای قضا دماغ قدر بکبری نشان از تاریخش	بسوس وار بقا خشت بستان ابراهیم شکست لات جد حق پرست ابراهیم چه پای صدم جان شکست ابراهیم ۱۲۹۹ هـ
--	---

تاریخ که خدائی سید مصطفی برادرزاده مصنف

ابن برادر م ابن علی باو بهار مصطفوی دست مراد او آراست مصراع سال بتاریخش معنوی و هم صوری گفت	آب و رنگ رخ بهجت نغمه عطی گل عترت خست عروسی بر قامت قدر سخن گو در ساعت سال الف و ثلثه مائه ۲ ۱۳۰۰ هـ
---	---

تاریخ فسانه آزاد مولفه بیت رتن ناتمه صاحب

بیت رتن ناتمه از سخن فسانه را کرده چمن بان قدر تاریخش مهل برسانن چمن	ز نار بستن بهمن به نار بستن شتر مرغ شد بنجم حسن آراستل حالات آزاد بهمن ۱۳۰۰ هـ
---	--

وله

ایست رتن ناتمه در در همه دانی سمر شعرو سکه اند دین صد چمن اندر چمن مصراع چسبیده اش عمر بالیده اش خامه بچامه نهاد زهره عطارد بزاد بست بفکر رسام معنی نایاب را مریم او طبع بکر عیسای او تازده فکر مصراع تاریخ باز قدر چنین داد ساز	آنت فسانه نگر کان همه ایجاد اوست لفظ زبان سخن مرغ چمن زاد اوست معنی پیچیده اش طره شمشاد اوست فکر تصور ز ناز و خلج و نوشاد اوست بستن بال بهام عثوه صیاد اوست روح قدس را به ذکر مهبت پاساد اوست سرچمن زار ناز قصه آزاد اوست ۱۳۰۰ هـ
--	--

تاریخ زراعت کن مولفه حسن بن عبد الله محاسب کا نظام

<p>سخن فہم و گنجور گنج خرد حسن ابن عبد اسد نامدار حسابش بر دین از حساب کتاب بعلوم فلاحت کتاب بے نوشت چون دیتش خامہ بر کوہ منکر صلاح و فساد زمین بر کشاد خوشا تخم تاریخ افشاند قدر</p>	<p>بہین جو ہر معدن علم و فن خداوند استلیم خلق حسن کہ فرد و جید است اندر زمین زمین سبز شد مثل چمن بر آوردہ این طرہ فعل بین شدہ خسار از جنوبی چین شدہ سبز گشت صلاح دکن</p>
<p>تاریخ</p>	
<p>قطعات تاریخہ طبع کلیات جناب سید حامد ندین قدر بلکرامی مرحوم از نتایج افکار گہر بار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب متخلص بنیر سلہ اسد القاد</p>	
<p>صورت شمع بزم عالم بین سہر سن تین بار بنیر نے</p>	<p>خوب روشن ہو اسے نام قدر کہ دیا چھپ گیا کلام قدر</p>
<p>ایضاً منہ در فضی</p>	
<p>شد طبع کلام قدر ذی قدر بنیر گفتم چہ صبح سال</p>	<p>این مژدہ مرا جو گشت سموغ بان گشت کلام نہ در مطوع</p>

ایضاً منہ در فصلی ہمت

شروہ باواہل سخن را کہ ہزاران زین وزیب	طبع شد افکار طبع پاک قدر خوش میان
سال فصلی را دو بار و سال ہمت اسد بار	گفت وہ طبعی چنانچہ پیر کج جج زبان
	۱۲۹۸ فصلی شریعت ۱۹۴۸

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صدنت خدا کہ بعد قدر طبع شد	دیوان قدر شاعر کیا سے روزگار
نیرنش نوشت بصوری و معنوی	آمد چہ سال شد ہم بہشت و دینار
	۱۳۰۹ ہ

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گل طبع کلام قدر شکفت و بہن	این نوید تاز آوردہ چو بو گل نیم
پس نش نیر بگفتم از حروف مجید	نظم شد بر بگامی بہتر از دہشیم
	۶۱۸۹۱

ایضاً منہ در سمت

دہوم ہے شاعر کیا کا ہوا طبع کلام	کیون زمانہ میں نہوں ہل سخن شاد آج
خوب تیر نے کہا مصرع سال سمت	حضرت قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج
	سمت ۱۹۴۷

قطعہ تاریخ طبع دیوان از تصنیف فیہ جد علی صاحب رضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام	آج پوری ہو گئی سب غزم قدر
نام روشن اس سخن سے ہے سدا	ہے یہ دیوان یا ہر شمع بزم قدر

<p>کی ہے ہجری کی واحد نے جو فکر عقل نے بڑھ کر کہا۔ وی نظم قدر ۱۳۰۸ھ</p>	
<p>قطعہ تاریخ از حکیم سید بنہ رضا حنائیس بلگرام</p>	
<p>واہ و ایکسا ہی پیسا دیوان قدر ایکسا دس مزوم کی ہے یادگار لفظ لفظ او کی ہے مصری کی ٹولی وہ اچھوتی فن کر بے صل علی سے لب زاہد بہ سال عیسوی سب کو ہی اے آرزو عشرت و چند دوسکے دیوان ہے عالم پسند وہ بیان شیریں کہ ہیکا جس سے تند دل فدا لفظوں پہ ہے مثل سینہ پیاری پیاری بند شبنم بھون بلند ۱۸۹۱ء</p>	
<p>تاریخ طبع دیوان۔ از نتیجہ باز کجیال شیریں مقال جناب غلام حیدر رضا ارشد تلمذ قدر</p>	
<p>حق ہو صل بے بہا ہے کلیات میر قدر طبع کی تاریخ یوں لکھتا ہوا رشاد رضا رضا اسمین ہین رنگین مضامین کیا کیا ایو پاکیزہ گو قدر دانو شوق دل سے طبع جزا و تدر لو ۱۳۰۸ھ</p>	
<p>ولہ فصل</p>	
<p>کہ جس سے لطف اُٹھائی گئے طبع اہل زبان کلام قدر چہا قدر دانو تم ہو کسان</p>	<p>کلام حضرت استاد اسقدر ہے لطیف لکھا یہ خاتمہ ارشد نے سال فصل ہی</p>
<p>ولہ وفات حسرت شاعر نامی حضرت استاد وی قدر مرحوم</p>	
<p>بلگرامش وطن و سید وی رتبہ و جہا</p>	<p>حضرت قدر غلام سنین اسم شریف</p>

<p>فوت کرد آن شمس اقلیم سخن داد و بیا شده روان قدر بسوی ارم انا الله ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>رویک شنبه و بخت موم و یقینده سده رحلت او ارشد منعم نوشت</p>
	وله	
<p>فوت سوئے ملک عقبی ترک دنیا کرد حیفت قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیفت ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>سرور اهل زبان سرور ارباب سخن مصراع تاریخ فوتش خارده ارشد نوشت</p>
	وله	
<p>از جسم سخن روح روان گویا رفت قدر جاد و معتال زین دنیا رفت ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>صد حیفتی دهر شاعر یکتا رفت آرشد سده وفات او میگویم</p>
	وله	
<p>بر چرخ جهان رسد فیاض رحلت ز جهان گردید استخوان ۱۳۰۱ هـ</p>		<p>نالان نشود چون دل ناستاد من تا بچ این المجه گویم ارشد</p>
	وله	
<p>ذات او عمده اولاد رسول الثقلین زاتکه او روح حق بود و دل و جان حسین محض نکته سرافراشته و زیب و زین</p>		<p>حضرت قدر سر اهل سخن سبحان نام نامیش بجاکشت غلام سنین حیفت صد حیفت که او بزم جانزنگار شد</p>

آه او خاطر از دل و جان داشت عزیز سال رحلت بدعا نیز گویا ارشد	از چه رو و غم اود دل نکند شیون نشین بگشتان ارم قدر بود با حسین ۱۳۰۱ھ
---	--

ولہ فصلی

کردمگ او محزون دل شده سراسر خون بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم	آنکه در سخن همچون جامی و نطف امی شد ہاے راہی از عالم قدر بگرای شد ۱۲۹۲ھ
---	---

ولہ فصلی

چه حاجت است که شترش دہ زبان من دفات یافت بگو سال فصلیش ارشد	کہ روشن است بر اہل زبان مراقب قدر زیادہ باد بدار جان مراقب قدر ۱۲۹۲ھ
--	--

ولہ مسیحی

بر دہ زیر زمین در زبان آور را آمدہ سال مسیحی بزبانم ارشد	جو بر اہل سخن کردہ چرخ بے پیر رہگرا شد ز جان قدر بحکم تقدیر ۱۸۸۲ھ
---	---

در صورتی ہجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند دوست بیا و اہل عیسوی صریح عیان ہجری زمین ارشد بخون	نکتہ پرداز سخن دان و سخن آگاہ قدر در نہار و نہ صد و یک رفت زین دہر آہ قدر ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۲ھ
---	---

ولہ بنت

<p>حفت گذشت چو بچاه و دو سال از عمرش انجمن خلعت قدر آه چهره و دانتاب ۱۹۴۱</p>	<p>حفت گذشت چو بچاه و دو سال از عمرش نیز سبت بقلم آمده بنگرارش</p>
<p>وله در زبر بنیات حجب</p>	
<p>کرد جهان فنا پر دو سپه قدر وفات نمود ۱۳۰۱ هـ</p>	<p>خسر ملک معانی قدر ارشاد ز بر بین گوشت و</p>
<p>وله در زبر بنیات فضیلتی</p>	
<p>راهی ملک جادوان گردید دایه جاسه وزارت گردید ۱۲۹۲ ق</p>	<p>قدر استاد من ازین عالم فصلی اندر زبر بین هست</p>
<p>وله در زبر بنیات سبت</p>	
<p>در دل من جانم و از بس طلال قدر از دنیا گریه انتقال ۱۹۴۱</p>	<p>جان استاد مردان ش چون زتن سبت ارشد هم زبر باینست</p>
<p>وله</p>	
<p>نیمه اگر باطل سخن گویش امان عجب در قم محاوره دان افصح امان اشعار اندران دود و دی بود تمام</p>	<p>استاد بعید مل زمانه جناب قدر جاد و طراز حسد بیان خوش مقام در مدح پادشاه دکن اوقصد گفت</p>

کرده صف پس از هم از صف
 اسوار ریل شد بر زمین بوسه حضور
 خواند آن قصیده را با و بی حضور او
 هم سر فراز گشت به تنخواه چا صد
 از اختلاف آب و هوا سه مقامها
 چون بود حکم حضرت محمد و نخل حق
 ز انجا خبر دوشه بدکن همه رکاب
 یکماه و چند روز در انجا صحیح ماند
 شد و بنبله خود پیشست مبارکش
 اس سال هم که با کبدگی گویش طیب
 امراض او بطول کشید نریک بیک
 چون دید جسم لاغر و رنگ چهره زرد
 بین قدر و انیش زره بنده پروری
 مداح هر کج که سجا به دلش رود
 القصه آمده زد کن سوئے لکنو
 ایوا سه چون نبود بمقدیر او شفا
 از سیل آن عواض مملک سپند روز
 ذیقعد ماه و سبت سوم بعد بقیه روز
 معلوم گشت روز دگر حال فوت او

یعنی ز لکنو به بنارس بناده گام
 در عرصه قلیل رسیده بان مقام
 گردید مورد وصله از حضرت نظام
 لمیکن در آن زمانه که شفا نالام
 طبعش ازین پیشتر ده مائل بود گام
 همراه فرست جانب کلکته نشاد کام
 بالطف خسروانه و اعزاز و احترام
 بیمار گشت بعد از آن رسیده کام
 آن و بنبله خراب که سرطان بود نام
 در هر دو مبتلا شده آن کمال انام
 تا آنکه نرسد ق آمده و طلاق خرام
 آگه شد از علالت او نه بر نطق نام
 صادر نمود حکم بصبر حسن نظام
 یا با بصبر خورشید و دو صد پویه نام
 کرده معالجه را طبایسه آن مقام
 محمود سه ندا و هیچ علالت و آتنام
 آورد قصر طاقست آورد باندام
 آخر سه گزید ازین دار میقام
 زان رو که این ستم کرده بوده بگلزارم

از تیغ تیر کمر خبر مرگ او بنود
 افسوس الهی نماند و همیشه را گذشت
 از هفت سال مادر او نیز میوه است
 چون ذکر یوگان بزبان داشت این چنین
 مدوح او بدید هر سال هزار سال
 نادم شد مگفت به خود زین جواب دل
 ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی
 مصراع سال فصلی او نیز نگفته شد
 ارشد زهر سال سیحیش هم بگوید
 دریافت سببتش چون کنی نشنوی زمن

ز خمی بدل ز سیکه شد کار دل تمام
 در آن هر دو از دو سال یک میوه ستان
 یعنی نماند و الدآن مایع نظام
 فی الفو گفت دل که فضیلت این کلام
 خواهد نمود پرورش یوگان مدام
 انگاه منکر سال هر باشد باختتام
 گشته روان بسوسه ام قدر خوش کلام
 رحلت نموده قدر ز دنیا به بقیام
 ایوانموده قدر بسبب عدم خرام
 آه اذ قضای قدر رنده کیف بگرام
 سبب ۱۹۴۱

الحمد لله المنة که کلیات سید غلام سنین مرحوم بگرامی المتخلص بقدر
 به ماه نهم ذیحجه ۱۳۰۸ هجری مطابق هفتصد و هشتاد و نه جولائی ۱۸۹۱ م
 در شهر آگره بطبع سفیعیام آگره با اهتمام
 بنده گنام احمد خان صوفی پیر این اختتام
 در بر کشید و سر کشت چشم
 نظار گیسان
 گر دیدم

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرہ دستار کلام کلیم
ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر
خاک سے آدم کو کیا اُس نے پاک
خاک کیا خاک سے پھر گل کیا
عضو ہوئے جسے بنا آدمی
خاک ہی کو نور ہمیں بر دیا
آئینہ قدرت رب قدیر
رہتے تھے حق سے کوئی دم جدا
وصل یہ تھا سائیکو چاہے تھا
سایہ صفت سایہ علی کارب
جسم نبی جسم علی کیا تھا
تھے وہ ہمیں بر یہ امام ہدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مالک و جبار و حکیم و قریب
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا
خاک سمجھتا ہی بسلا آدمی
خاک سے صاف آئینے کو کر دیا
احمد مختار بشیر و نذیر
سایہ نہ مرئی تھا اشغال خدا
خالق و احسن مدین گزارہ نہ تھا
لکھا لکھی لکھی احمد نے کہا
خون علی خون نبی کیا تھا
اُن پہ درود ان پر سلام خدا

۲۱

مثنوی قضا و قدر
سیدنا محمد بن عبد اللہ

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

۲۲

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

مثنوی قضا و قدر

باعث نظم

<p>صاحبِ عزم و شرف و ذمی وقار نطقِ مینِ گلِ ریز تھی شلخِ زبان چھوڑ رہا تھا نئی اک داستان دوسرے کا قول تھا تیر خوب جسکے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام یاد ہے اے قدر مجھے ایک نقل موج ہے سہ چنبڑ تہہ بیر کی آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے ہو گئی انکی مجھے خاطر عزیز پھر نہ میں کچھ کم سخنی کر سکا رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا نام ہے اے قدر قضا و قدر</p>	<p>جمع ہو سے ایک ن احباب دیا بزمِ مین ہر ایک تھا رنگین بیان جلسے مین ہر ایک فلک آستان ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب اون مین سے اک شاعر شیرین کلام کہنے لگے مجھے وہ ذی فہم و عقل ہے وہ صرف گوہر تقدیر کی نظم اسے کر کے سنا دیجیے ہیں وہ بہت صاحبِ عقل و تیز پھر نہ میں خاطر شکنی کر سکا نشرِ سخنی نظم مین قصہ لکھا ہے جو بنا قصہ کی تقدیر پر</p>
--	--

آغاز داستان امیرِ فقیر

<p>بادۂ گازیگ پلاسا قیا ہو یہ خرابا ست مین مستی و شور ہاتہ مین مستون کے ہون دونوں سر</p>	<p>آج تو کچھ رنگ جما سا قیا ابر ہے اور فصلِ سہا کی زور قاضی وز باد کی پگڑی گرے</p>
--	--

دو رین جام سے انگور ہو
 قاضی و مفتی کو ذرا چھپے کر
 نیند نہ آنے تو کس کی کہون
 اک طرف اک شہر تھا آراستہ
 خوب سچی شہر کی ایک کن کان
 شہر کے پاشدے سخی و کرم
 رہتا تھا اُس شہر میں اک مالدار
 جمع تھا اسبابِ معیشت تمام
 خرچ کا مطلق اُسے دہر کا نہ تھا
 زر ہو نوزر کا جو دالی تو کیا
 اُسکی کوئی گود کا پالانہ تھا
 دل جگاس سوز سے تھے داغ داغ
 شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر
 اشک گرے فضل خدا ہو گیا
 کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا
 آئے کو محتاج نہ جانے دیا
 نخل سخا و سے آسے پھل ملا
 سنتے ہیں درویش کوئی آگیا
 مسیت کے کشف و کرامات تھا

قلعہ سے نذرِ طعن ہو
 سوئے میخانے کے پٹا بھیڑ کر
 جو جو سنا ہے وہ زبانی کہون
 جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
 طرفہ عمارات عجائب مکان
 عاقل و دانا و ظریف و حکیم
 خوب بسر کرتا تھا ایوانِ ہنا
 سیکڑوں نوکر تھے ہزاروں غلام
 بیچ ہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
 ہاتھ بھر اگود ہو خالی تو کیا
 گھر میں کوئی گھر کا اوجلا نہ تھا
 گھر میں نہ کھتا تھا وہ گھر کلچر
 روز کو خیرات میں کرتا بر
 سینچ دیا نخل ہر اہو گیا
 صدقہ دیا رد بلا ہو گیا
 آسنے دیا اسکو خدا نے دیا
 زر جو دیا غنچ کہ مطلب کھلا
 جب کہ اُس شخص کا جی آگیا
 رند قح نوشہر مناجات تھا

نا صیغہ پر نور صباح امید
 ملتے ہیں سجدے کا نشان جلوہ گر
 لب جو کھلے عقد دل واد ہوا
 ہاتھ میں تسبیح زبان پر غسل
 کیا ہی ریاضت میں تھامے ریا
 گھل گیا تھا زہد میں ایسا بدن
 دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا
 تھا الف لیلہ کا قد بلند
 ایک مشبک کفنی دوش پر
 رحمتِ معبود میں تھا تر زبان
 کعبہ مقصود رسید فقیر
 آنکھوں میں گھر پایا جو ڈالی نظر
 آسنے کہا آپ کا کلیہ کہ ہر
 نام جو پوچھا تو خدا ہے خدا
 پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف
 جب یہ کہا دست دعا چاہیے
 جب یہ کہا یاس ہے اب چارو
 کہنے لگے بھی کہ وہ پھر آہ سرد
 طفلِ زمین پاستے ہیں آغوش میں

چاند سناٹھ چاندنی ریش سپید
 مہر تھی گویا خط تقدیر پر
 جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
 قطع مگر رشتہ طول امل
 جسم ہو اگلے کس کے نئے بویا
 رشتہ تسبیح تھا سارا بدن
 شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
 نون نبی جھکنے میں تھا بند بند
 جس سے منوں خاک چھنی دوش پر
 ذکر خلد اوند جہان بر زبان
 بیٹھ گیا آکے قریب امیر
 دل میں ہوا گھر تو رہا اسکے گھر
 بوسے کہ تکیہ مرا اس پر
 کام جو پوچھا تو رضا سے خدا
 بوسے ہوا حکم خدا جس طرف
 ہنس کے کہا فضل خدا چاہیے
 کہنے لگے ہوں نہ لا تقظوا
 ہے عوض بخت جگر دل میں درد
 طفلِ رشک آتے ہیں آغوش میں

[illegible]

میشمار

ہوش دیے تو نے خدایا ہمیں
 چاہے تو بے باپ کے پیرا کرے
 عیسے دھواہن یہ دونوں گواہ
 لوحِ رسم کا ہے تو ہی نقشبند
 خلقتِ اول میں سلامہ کیا
 حکم سے تیرے ہوا میل قرار
 تو نے رحم میں علقہ کر دیا
 منصفین روئیدہ کیے پھر عظام
 پھر عصب و پے کو جو پیدا کیا
 اس میں کوئی تیرے برابر نہیں
 جانتا ہے غائب و حاضر کو نظر
 مردے سے بدتر زکریا ہوئے
 یونہیں طلبگار ہے تجھ سے امیر
 شاد تو اے صی سے خدا کر اسے

اپنی عبادت کو بنایا ہمیں
 چاہے تو بے باپ کے پیرا کرے
 قادر ہر فعل ہے تو اے آلہ
 کوینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند
 آپ سے اور گل سے امالہ کیا
 نطفے کو اے خالق ہر زور دار
 پھر علقہ کو وہیں مضمحل کیا
 لحم دیا عظم کو پھر قیام
 خلقتِ آخر کو جو پیدا کیا
 ہر کوئی مخلوق ہے تیرا حسین
 خوشنبری دیتا ہے عاقر کو تو
 پایا جو نرزد تو زندا ہوئے
 ہے ترے در پر ترے در کا فقیر
 دولت نرزد عطا کر اسے

سرسرست اولاد سے ہر دلیں درد کیا ہی موثر تھی دعا سے خفی	اے مے رب چھوڑا سے تو نہ فرد ذکر خفی اور نہ اے خفی
دود دعا پر سا چھانے لگا میکر سے مین آج بڑی سیہ	سبح را فرموج پر آنے لگا قدر کرد ہر جاتے ہو کچھ سیہ

پیدا ہونا فرزند امیر کا اور انا کاتب تقدیر کا

جوش پہنے فعل بہا اندون کالی گشتا چھائی سنے گلزار پر	کیا ہی چمکتے مین ہزار اندون کوکتے مین مو بھی دیوار پر
رعد کا غل ہے کہ خبر دار ہو دلیں کھجا با تاسے سامان باغ	برق کی چشمک ہے کہ ہر شیار ہو تنتے اکڑتے مین جوانان باغ
موج مین ہے باغ کے جونہ سے باغ سے جاتی نہیں اک دم گھٹا	حوض کے دل مین ہی عجب لہر ہے حوض پہ بخوارون کا ہے جگھٹا
ایند تے مین تاک عجب رنگ ہے تاکتے مین زند کھڑے دور سے	عقل فلاطون بھی یہاں ذکا ہے آنکھیں لڑی رہتی مین انکور سے
پیچ سے ہر بیل مین کیسوی شکل ساخت لیر نیسے بوسے	شاخین جھکی جاتی مین ابرو کی شکل میکر سے زندون کے لیے گھر سے
ہم وہ مین ساتی جو ترانام لیں ہوش مین آسانی رنگین لباس	حور سے کوثر کا ابھی جسام لیں دیکھ ذرا مسکے کے ہوش و حواس
دھیان اگر جانب میخانہ آئے	صاف ہونم اور کین و بیان آئے

آج تو رندوں میں یہ گاڑ ہی چھنی
 رحمت رب ہو گیا ابر سیاہ
 فصل بہاری میں ہے ہرست پاک
 دل میں نہان رکھتے ہیں بوتل تمام
 قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا
 یونہی اگر ذلت اٹھایا کرے
 لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے
 لاکھ یہ چاہ کرے افناے راز
 یہ کہے اور اور کہیں اور اور
 ہم وہ ہیں دو جام پیچھے گہری
 جام سے عالم کی خبر گھر میں ہے
 آج تو نشانے میں یہ جو ہی رنگ
 خوب چڑ ہے نشاۃ مافی الضمیر
 قدر ہی دل میں ارادہ کیا
 تم تو یہ کہتے ہو کہ افشاں ہو
 ہے جو فشاں اسی درویش کا
 دعوت درویش کی تاثیر واہ
 خوب دعاؤ کا بندہ حاصل
 قفل میں خازن نے لکائی کلید

ناز پری کرتی ہے تر دامن
 پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ
 ابر کی چادر سے بنا دست پاک
 آنکھ کے پردے میں چھپاتے ہیں جام
 میکہ سے میں کچھ بھی نہ پائے تو کیا
 پھر نہ یہ میخانے میں جایا کرے
 سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی ہنسنے
 کوئی نہ میخانے میں تباہے راز
 پیٹ کے ہلکے نہ ہوں شیشے کڑوا
 عقل فلاطون سے بھی بڑھ گئی
 ساغر جمشید بھی چکر میں ہے
 جام سے گہلجاے زمانے کا رنگ
 بکنے لگیں حال امیر فقیر
 خوان محکف کو زیادہ کیا
 میری یہی دھن ہو کہ افسانہ ہو
 ذکر کرو دعوت درویش کا
 جھوٹ جو کست امون تو آئین گواہ
 وہ جو عقیقہ تھی ہوئی حائلہ
 دم میں ہوا ایک خزانہ پید

حامل نطفہ شکم زن ہوا
 گھر میں عجب قہقہے ہونے لگے
 حسل ترقی پہ جو مائل ہوا
 سنستے ہیں جب نور کا ترکا ہوا
 نام خدا تیری کریمی کی شان
 چھاؤں عنایت کی جو دکھ لا گیا
 صدر قہقہے لے لے سے رب علا
 کہتے ہیں جب باپ کو بونچھی خبر
 خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا
 سکے جمال پس نہ اندار
 گود میں پردے سے نکالا اُسے
 ڈال چکا قدموں پہ جدم ایسے
 منہ میں زبان ڈال کے مہصوم کے
 حفظ کی دو چار دعائیں پڑھیں
 حرز دیے کنڈے بہت پڑھ دیے
 ایک دعا لکھ کے عطا کی اُسے
 یہ میرا قبال سلامت ہے
 آگے جو گزرا ہے حق رکھا حال
 ہنسنے سنا ہے یہ بہت متبر

گوہر نایاب کا محض زن ہوا
 چلین ہوئیں وچھے ہونے لگے
 ماہ ہنسم میں مکمل ہوا
 چودھویں کے چاند سا لڑکا ہوا
 دینہ سین توجو ہوا مہربان
 شاخ شکستہ میں شہ آگیا
 جس نے جو مانگا وہ اُسے دیدیا
 خوب لٹایا گھر و مال و زر
 سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
 دیکھنے آیا پدر نامدار
 پاؤں پہ درویش کے ڈالا اُسے
 بیٹھ گیا گود میں لبیک فقیر
 ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے
 خوب اتردار دعائیں پڑھیں
 نقش لکھ سورے کئی دم کیے
 باپ کو ہر دیکھ دعا دی اُسے
 تا صدوسی سال سلامت ہے
 کتا ہے یون راوی شیریں مقال
 قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا
 تھی جو بہت ساعت نیک اور بد
 کاتب تقدیر بحکم تقدیر
 کشف و کرامات کا دیکھواثر
 دیکھکے درویش نے روکا اُسے
 خدمت درویش میں آیا ملک
 دیکھ مجھے کیا میں فرشتہ نہیں
 ہے مری مٹھی میں ہر اک بندرت
 ہاتھ بن آئینہ سر نوشت
 حال ملک سنکے یہ بول فقیر
 ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا
 اُس نے کہا حکم خدا ہے جو کچھ
 جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہیں
 مفت امانت میں خیانت کریں
 تم سے کہیں تاکہ کو سب سے تم
 کہنے لگے آپ سن لے راز دار
 خلق میں غماز رہیں وہ نہیں
 ہے قسم حضرت ستر عیب
 کاش زبان تنہ سے نکالے کوئی

ما تھے یہ لکھ جاتا ہے جسکے جدا
 بعد ولادت وہیں دم بھسکے بعد
 لکھنے چلا جبکہ طفل صغیر
 حضرت ستر درویش کو آیا نطفہ
 لکھنے پایا تھا کہ ٹوکا اُسے
 کہنے لگا کون بتایا ملک
 نے مے قسمت کا نوشتہ نہیں
 نامہ تقدیر ہے ہر خط دست
 اس سے عیاں ہوتا ہے ہر خیز
 اب یہ بتا لے ملک بے بغیر
 ما تھے پھر کجا لگا تحریر کیا
 حرف ستر لکھا ہی جو کچھ
 جو جو سنا ہے وہ سنا سکتے ہیں
 صورت ہاروت قیامت کریں
 شاہ جی گرتے تو ہو طلب سے تم
 یہ نہیں واسع ہمارا شمار
 اسکی سنیں اسکی کہیں وہ نہیں
 تو جو بتا دے ہیں اسرا غیب
 راز نہ نکلی وہ زبان سے کبھی

کاتب تقدیر نے بست لادیا لکھ یہ سب جہہ طفل ایسے اسپ بک غیر ہے زیر ران اسکی کبھی ران نہ خالی ہے چین سے کچا ہے یونین عمر بہر گھوڑے سے اترے تو میان مزار ہاتھ بڑھے طفل کے ماتھے ملک اور جو منظور تھا الکھٹ لکھا کر د بھی اسکی نظر آئی نہ پھر	جب انہیں مضبوط بہت پالیا حکم خدا ہم کو یہ ہے اے فقیر فضل آئی سے جو ہو یہ جوان گھوڑے سے میدان نہ خالی ہے شاد و فرخاک سے ہم پیر گذرے یونین با بق لیں نہا ختم ہوئی بات بڑا وہ ملک رزق لکھا اعم کا نقش لکھا کام کیا شکل دکھائی نہ پھر
--	---

دوے فرزند کا پیدا ہونا اور فشتہ کا ہوید اہونا

اور چلے اور چلے ساقیا ہولب دریا بط نے کا خشک خون کبوتر بط میں مین بھر برق چمکتی ہو میان سحاب مژدہ گل باد صبا لائی ہے جھومتا ہے شاد ہے پیر مین بات ہر اک اسکی کرامت ہے پلکین اٹھیں ابر بار آگیا	دیر ہوئی دور چلے ساقیا ابر ہے چلتی ہے ہوا سے بہا بادہ احمد بط مین بھر بو تلین سبز اور وہ رنگین شراب رعد کی شورش ہے مہار آئی ہے جس رخ پہ پونچا ہے سر ریغان صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے نشاہ مجھے خسر کار آگیا
---	--

ایک لپک مارنے میں کیا ہوا
 ہے یہ دعا مثل دعا فقیر
 کہتا ہے اس طرح مرزا نفس
 پھر وہ عقیقہ پہنی استغنی
 طفل طہر ہوا وہ پیدا ہوا
 پردے میں جب دیکھنے آیا پدر
 ہنس کے کہا آپ کا بخشا ہے یہ
 لکے پدر گود میں لیکر اٹھا
 خدمت درویش میں آیا گیا
 پھر وہی درویش سے باتیں کیں
 محرم و ہراز جو پایا انہیں
 حکم خداوند ہمیں یاد ہے
 جلد پہنچے لے ملک باخبر
 پونچے جوانی کو تو استاد ہو
 ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ نہ بچے
 دام مقدر سے رہائی نہیں
 راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام
 حکم جو حکم کاروا ہو گیا
 صاحب اولاد ہوا جب امیر

عالم بالائت و باللا ہوا
 پیر معن لاکھ فداے فقیر
 بعد ولادت کے جو گزرا برس
 وضع کی میعاد پہ لڑکا کہنی
 جسکی نظر پر گئی شیدا ہوا
 خدمت درویش میں لایا پدر
 اور انہیں قدموں کا نقشا ہے یہ
 بوسہ لیا گر کتہ مر پڑھا
 کاتب تقدیر اُدھر آ گیا
 پھر وہی چیلین وہی گھاتیں کیں
 غیب کا احوال بتایا انہیں
 خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے
 طفل کے ماتھے پہ تیر کر
 صید گہ خلق میں صیاد ہو
 نسر فلک تک بھی نہ زندہ نہ بچے
 اسکے سوا اسکی کمائی نہیں
 جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام
 کاتب تقدیر ہوا ہو گیا
 شاہ کیا شاد ہوا جب امیر

موتیوں کی آب کا ساحل ہوا

سامنے جو اس کی سائیں ہوا

تولہ خستہ اور آمد کا مقبدر

ہوش نہیں تیری قسم ساقیا
ہوش میں آجاتی ہے فصل بہار
جام کمان بزم کمان ہم کمان
دور ہاں خستہ ترین ترانہ ہو
جائے پراس راہ سے پیاسا نہ جائے
اس میں تکلف نہیں بہتہ رنو
خستہ کشتیوں میں بہر دے شراب
تو نے سنا ہوئے مرشد کا حال
شہرہ آفاق ہے وہ دہوم ہے
سخت تناسل سے ملے تین بار
کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر
بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی
تنہا سا قد اور جھنڈا لے تھے بال
ناز کی اندام میں آنکھوں میں شرم
گو دین لیستا ہوا باہر گیا
پیار کیا گو دین جب لے لیا

آج نہیں آپ میں ہم ساقیا
تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار
کھل یہ بہلا تھنگہ جسم کمان
فصل خدا سے وہ سر انجام ہو
زند کوئی جب سوچنا نہ جائے
حاضر اگر شیشہ دوساغر نہ ہو
ہم سے فقیروں میں بہلا کی حجاب
وضع نفاست پہ نہیں کچھ خیال
راہ خدا سے معلوم ہے
ہاتھ اٹھتے بہر دعا تین بار
واہ تاثیر دعا فقیر
حاملہ اس کے جو وہ بی بی ہوئی
حور کا پسرہ تو پری کا جمال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم
باپ جو پردے کے برابر گیا
دیکھ کے درویش نے ہنس ہنس یا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا
 اتنے میں ظاہر وہ فرشتہ ہوا
 بولا کہ دوبار بستیا تمہیں
 رازِ خفا پوچھ چکے واہ جی
 آپ بھی مرشد ہوئے اللہ کے دم
 ہنسکے یہ درویش نے اُس سے کہا
 اس سے تو دنیا میں نہیں نیکیاں
 پونجی مئے کانون میں جو داستان
 اُس نے کہا خیر خبر شرط ہے
 اپنے فرشتوں کو نہ کیجے خبر
 جہہٴ خورشید یہ لکھ لے ملک
 صبح سے تا شام گدائی کرے
 حکم خداوند سے چارہ نہیں
 حال یہ درویش کو بتا گیا
 خامہ تھی انگشتِ ورقِ ناصیا
 لکھ جو چپکا پھر کہیں سایا نہ تھا
 پھر کے خزانے میں جو آیا پُر
 زردیا زہر دیا خلعت دیا
 شاد وین میں رہنے گا وہ اسیر

دیکھ دعا پڑے میں ہجو ادا
 تذکرہٴ حال نوشتہ ہوا
 غیب کا اسرار بتایا تمہیں
 اب نہ تاسیگیئے تمہیں شاہ جی
 کون سا ہے آپ کا بانیانِ قدم
 میرے ترے کون سا پردہ را
 تیرے سبب جان گیا ایک بات
 پھر کوئی سنتا نہیں وہ کانونِ کان
 میں کہے دیتا ہوں مگر شرط ہے
 کہتا ہے یوں خالق جن و بشر
 بھیک یہ مانگا کرے آخر ملک
 چین سے بے فکر گائی کرے
 اس میں کچھ انسان کا احباب نہیں
 اور وہ دختہ کے قریب گیا
 حکم خداوندِ جہان لکھ دیا
 عقتل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا
 ساٹلو نکو بخش دیا مالِ دُر
 سب کو مگر حبِ یاقوت دیا
 جان سے اور دل سے مطیعِ فقیر

چاہا جو کچھ اُس نے روا ہو گیا سانے آنکھوں کے سب آنکھوں کے نو حق نے دکھایا یہ سماں باپ کو دھیان یہ رہتا تھا نہ پوچھ کر نہ سوے خدا ہاتھ اٹھے رہتے تھے باتین کرین جبکہ یہ چشم چسراغ سانے آنکھوں کے یہ دل بند ہون یونین نظر رہتی تھی اطفال پر سننے تھے جسم سخن اطفال کے قدر بہت عیش میں جھولا نکر	منہ سے جو کچھ اُس نے کہا ہو گیا سخت جگر گو دین دل میں سرور عید کا دن روز تھا مان باپ کو دونوں دہان باپ تھے مثل سپند بھڑکا ہاتھ اٹھے رہتے تھے پھول جڑیں بزم رہے باغ باغ نخل جوانی سے برومند ہون پھرتے تھے آنکھوں میں وہ نور نظر چومتے تھے سب بہن اطفال کے ہا دم لذت کو بھولا نہ کر
--	--

شاہ صاحب کی حج کرنا مان پکے منازعت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا یہ رخسار کیا ہوا سکھائی و مطہر نظر آتے نہیں قلقل مینا بہت نہ چنگ و رباب تا کہ بھی مر جائے یہیں اندر یاس کیا ہی برستی ہے یہاں بیکسی کوئی نہیں میکہ سنسان ہے آج یہاں ہوتی ہے کچھ عقل گم	کل جو بن رہا تھا وہ سماں کیا ہوا جا کے چھپے ہیں کہ ہر آتے ہیں ناک میں آتی نہیں بو سے کباب سرو و صنوبر بھی کھڑے ہیں اوداس میکہ اور ایک جہاں بیکسی قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم
--	---

ایک ادو اسی ہی فقط چھائی ہی
 سنے میں ہم ایسی ہوا کچھ چلی
 کون سے جلسے میں پڑی برہمی
 حشر کا سامان سہ پہل پر ہے
 کہتے ہیں اس طرح کہ مدت تملک
 رہتے تھے دل شاد و پخت جگر
 سر پر جو تھی چاہتے دالون کی چاؤ
 فضل خدا سے ہوے وہ جان جان
 چین سے ان سب کی بسر ہوتی تھی
 جمع تھے اک جلسہ عجیب غریب
 چرخ کو منظور ہوا تفرقہ
 حج و زیارت کو اٹھا وہ فقیر
 تحفے دیئے لڑکوں کے ان باپ نے
 ولیمین ہمارے ہوئے تھی دلوں
 ہو گئے جو وقت یہ آنکھوں سے ادٹ
 شاق ہوا جب فقیر جلیل
 باپ کی پہلے تو تھنا آگئی
 وہ صدمت یاس کے درتیم
 وہ شفقت اور عنایت کہاں

خیر سے کچھ فصل خزان آئی ہو
 شہر میں انسان ہوئی ہر گلی
 شہر کا شہر آج ہوا ماتی
 حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے
 سب کے موافق تھا جو دور فلک
 ہاتھ میں دل رکھتے تھے مادر پدر
 سب نے نگاہ تھے غضب ملکہ پاؤں
 تینوں علی قدر مراتب جوان
 عشق توں میں شام سحر ہوتی تھی
 لوگ بھی آتے تھے غریب عجیب
 ہو گئے مجبور ہو اتھرتہ
 روکتا اس راہ میں کیونکر ایسے
 دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
 کہے کو وہ قبہ دکنبہ چلے
 دونوں کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
 ہو گئے وہ دونوں مریض و علیل
 باپ گیا ماں کو اجس کھا گئی
 بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم
 ہے کہیں اس غم کی منایت کہاں

شام سے کیونہ بنائے گئے
 کونسی بستی کو سفر کر گئے
 جا کے وہاں ہم چو شکایت کریں
 اتر سے ہوئے منہ سی وہ حیران ہوں
 پہننے لگے چاک گر بیان اگر
 الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی
 سب نے گر بیان کیے چاک چاک
 سوچ میں تصویر کا عالم ہوا
 کوئی بزرگ امکانہ سر پر ہوا
 شہ کے راوہ باش بھی جانے لگے
 مفت اُنہیں سونے کی چڑیا ملی
 جاں یہ پھپسا کہ وہ دولت اُڑی
 جلسے ہوئے بجنے لگا دائرہ
 ٹھنڈے جو تھے کرنے لگی گریبان
 کہنے لگے لوگ بدونیک کی
 بات یہ بنتی کہ بگاڑیں انہیں
 روز کی آپس میں لڑائی رہی
 ملے اُنہیں لوگوں نے وہ بات کی
 جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت وق ہوئے

صبح ہوئی منہ نہ دہلائی گئے
 ہم کو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
 سننے کے وہ منہ چو میں عنایت کریں
 دیکھ کے زلفوں کو پریشان ہوں
 رونے لگیں دیکھ کے مادر پدر
 خاک وطن گرد ملات ہوئی
 گرد پیتی کی ملی منہ پہ خاک
 ایک مرقع تھا کہ جسم ہوا
 تینوں کے تینوں ہے اور گھر ہوا
 چکنے لگے مال اُڑانے لگے
 خاک میں وہ دولت دنیا ملی
 سب اُنہیں لوگوں کی بدولت اُڑی
 خرمین دولت میں پڑا نائرہ
 پردے اُٹھے ہو گئیں بے شرمیاں
 خجبتیں کرنے لگے ایک ایک کی
 جوڑ یہ چلتے کہ اٹھاڑیں انہیں
 بگڑے بنے اپنی کمائی رہی
 دنا سو جاتے تھے مگر است کی
 تینوں کے تینوں متفرق ہوئے

<p>مال وہ جو ہاتھ میں جس کے پڑا خانہ خرابوں نے کیا گھر تباہ دیکھ لو اسے قدر در راہوشیار سہر جو اٹھایا کہیں مثل حباب آپ نے پانی پہ بنایا سہر قحبہ دنیا ہے بڑی بیوفا حاصل اسے کرتے ہیں مرم کے لوگ کرتے ہیں کس درجہ سخن سازیان حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند حشر کے دن کا نہیں خوف و خطر خیر رہیں پیغمبر دے مرید سہر پہی عقل بلالائیگی قدر تمہیں عقل پہ کیا دیہیان ہے</p>	<p>لیکے روان ہو گیا چھوٹا بڑا سنے ہیں وہ تینوں گئے تین راہ دوست دنیا کا نہیں آتہ بار دم میں سمجھتا نہیں مثل حباب ہر گٹری کٹکا ہے ہر اک دم خطر یہ نہیں کرتی ہے کسی سے وفا جان کھپا دیتے ہیں جی بھبھ کے لوگ مکر و فریب اور دغا بازیان حسب میں مشہور ہوں پتھر مند مکر میں کب تک یہ کرین گے بسر یاد ہے غمراہ اہل من مزید بہینہ دی حشر میں کام آئیگی جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے</p>
---	---

پہچتیس کی کہانی اور سبکی خبر پانی

<p>اب تو چڑھا جائیں گے دس دس گلس ایک سبکیا ہے کہ ختم تک چڑھائیں دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے ٹوٹے مرغان خوش آسمان گرے</p>	<p>آج کھل جائے گی دل کی بڑاس جام تو کیا ہاتھ سب تو تک بڑھائیں سنے ہیں پھر فصل بہا آتی ہے لاکھوں پرے سو گئے گلستان گرے</p>
--	---

اڑتے چلے جاتے ہیں منہ موڑ کر
 راگ نیالا تے ہیں گلزار میں
 بیٹے ہو چپ سطر بانہر سے
 رندو اٹھو لائیں آسے ہاتھوں ہاتھ
 پیغمبر کون وہی مرد پیر
 کعبے سے پٹا جو وہ مسجد اورد
 پھرتے ہوئے یک بیک یا خیال
 سوچکے یہ دل میں وہ دیکھتا سے دہر
 شہر میں پونچا جو وہ مرقیہ
 جا کے جو دیکھا تو مچا تے ہیں ہوم
 خیر سے ہوتا تھا جدھر گورگور
 دیکھتے جن کو الگ بند ہے
 دیکھکے دردیش نے سر دہن لیا
 سنے صدر محل آیا وہ مرد
 آکے کہا کون بتایا فقیہ
 ہنس کے یہ بولے کہ اوہ آئیے
 یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین
 اُس نے کہا شکر خدا کیجیے
 خاک کا پتلا یہیں مجبور ہے

باغ پر گڑ پڑتے ہیں پر جوڑ کر
 کان اڑتے جاتے ہیں گلزار میں
 چھپتے دوطنبور کو کیا دیر ہے
 پیر معن آئے نشیخت کے ساتھ
 کاشف اسرار جناب پیر
 نور خدا قلب میں چسکے پر گرد
 چلکے ذرا دیکھیے اُن سب کا حال
 شاو فرخ خاک گیا سوشے شہر
 سید ہا چلا سوسے مکان امیر
 فاخستہ دُراغ و بابا بیلن بوم
 جھکتے تھے تیکم کو دیوار و در
 کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے
 ایک پڑوسی نے وہاں سن لیا
 گھسے جھپٹ کر کل آیا وہ مرد
 کہنے لگا پھر کہہ ہر آیا فقیر
 آئیے اک بات تو بتلائیے
 خیر تو ہے امین تو کوئی نہیں
 جسمین ضا اسکی ہو کیا کیجیے
 سخت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض ہجس بڑھا مر گئے تھی جو پوسین مرضی رب کریم داغ یہ درویش نے جسدِ مہسا اب یہ کو تینوں کہاں ہیں وہ طفل اُس نے کہا شہر سے راہی ہوئے ایک تو جب شہر سے باہر ہوا باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال دوسرے فرزند کی سینے خبر قلبت زر سے ہی دل میں ٹھنی ہاتھ میں اور دوش پہ کپنا ہی دام پوچھتے ہیں آپ جو دستِ کمال مال پدر ہاتھ نہ آیا اُس سے تم کو ملے گا جو مکان ایک کا آسنے سنایا جو یہ قصہ تمام	دونوں کے دونوں وہ قضا کر گئے ہو گئے اطفال وہ تینوں یتیم بڑ تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کہا تم جہین بستانا جو جان ہیں وہ طفل تینوں شہر ملک تباہی ہوئے جا کے سوار دن میں وہ لوکر ہوا گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بجا شہر سے اُس نے بھی کیا ہجر کرنے لگا پیشہ ضیاعِ افگنی شام کو بازار میں گنتا ہے دام کرتی ہے اک شہر میں در در سوال کیا کرے آخر یہی بجایا اُسے ایک سے پاؤں گے نشان ایک کا آپ بڑ ہے کیلے علیک اسلام
---	--

شاہِ صنا کا بڑے بیٹے کے پاس اور گھوڑوں کی سوداگری کا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ چھڑائی بہار خار بھی گل ہو گئے نذرست یہ ہے طعن سے واعظ نے کیا دلو چاک	آج خدا ہی نے دکھائی بہار جھوٹ اڑی سیج ہوئی قدرت یہ ہے آج تو جھوٹے کوئی آنکھوں میں خاک
---	---

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے
 دختر رزا در شرابی کے ساتھ
 دھوم ہے زندہ نہیں غنیمت دھوم ہے
 خوب سے ہستی کی دکان پر ہجوم
 باد صبا بازنہیں پاتی ہے
 اودی گھٹا اور گلابی شراب
 زور عبادت کا گھٹ جائے گا
 تو سی زاہد کا وضو ٹوٹ جائے
 تو سی عمت امہ بکے شہر میں
 تو سی چوڑے پیر مرغان
 پیر معن اور معن کے مرید
 جام ہی ہے آنکھ چڑھائے ہوئے
 دیدہ سا غر کو ہے کیا انتظار
 قدر تمہیں مفت پر پیش ہے
 بیچے سن بیچے آیا فقیر
 پونچھار سائے میں جو وہ ڈی وقار
 ایک کے بت پر نشان مل گیا
 دوست کا اُنکے وہ کلان تھا پسر
 باپ کا ہر از انہیں جان کر

باغ پہ جو بن ہے گھٹا چائی ہے
 اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ
 پیچھے ہیں غل سے غیب ہوم ہے
 باغ کے درتک سے برابر ہجوم
 پھول میں خود پھول کی بواقی ہے
 مشرب زاہد کو کرے گی خراب
 ایک ہی چلوں میں اٹ جائیگا
 تو سی اک جڑے میں جی چھوٹ جائے
 تو سی پا جسامہ بکے شہر میں
 آکے کرے بیعت پیر معن
 شاوہن نوروز ہے یار و عید
 اور سبوتاہ بڑھائے ہوئے
 دست سبوتاہ جھکتے ہیں کیوں بار بار
 آج یہاں آمد درویش ہے
 دہیان ادھر کیجیے آیا فقیر
 ڈھونڈتا تھا خواجگہ ہر سوار
 پھر تو وہی راحت جان مل گیا
 آپ قابو س ہوا دھڑ کر
 رونے لگا دیکھ کے چچاں کر

دیکھو یہ مان باپ کے پر اسے
 وہ دونوں طرف شکونکے دفتر کھلے
 وہ ہونٹا نا انہیں حال ذوق
 اسنے دہین پاس آنا انہیں
 شاہی آرام سے رہنے لگے
 کیا کہیں الفت ہے جو کچھ آپ
 کیا کہیں ہم جیسے وہ مرحوم تھے
 تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند
 اسنے کہا کون سی یہ بات ہے
 آپ سے شرمندہ ہوں نادم ہونہیں
 مستقر اطرح جو پایا اسے
 جو کہوں میں اس میں نکرتیں و قال
 دام جو کچھ آئین انہیں منہ کر
 سنکے ہنسا وہ کہ عجیب سیر ہے
 بیچ ابھی اور نہ کچھ منہ سے بول
 دیکھ کے رخ بولا وہ آگاہ دل
 چاہیے اس میں نہ ذرا منہ کر وغور
 اس میں بھلائی ہے تری جان لے
 جب یہ سنا پھر تو وہ کا نپا دہین

رونے لگے اور رو لایا اسے
 جاگے نصیب اور مقدر کھلے
 یہ بھی جتنا ہے تمہیں غیب
 حال سنایا کیا سنا کر انہیں
 جس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے
 جس نے کہا کہ وہ اس کا بیٹا ہے
 رستے ہمارے انہیں معلوم تھے
 کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند
 مجھ پر بزرگوں کی عنایات ہے
 جس میں مجھے حکم ہو خادم ہونہیں
 وعظ یہ نامح نے سنایا اسے
 آپ سب کے سیر ابھی بیچ ٹال
 شام تلک رہنے پناے وہ زر
 خیر سے درویش کو کچھ خیر ہے
 واہ جی گھر گھر اسٹاناس بول
 واہ یقین واہ جگر واہ دل
 وہ مرا معبود تجھے دے گا اور
 بات فقیر دیکھی ذرا مان لے
 کشف و کرامات کو بھانپا توین

صفت شریف
 فاعلام موی
 مویں ہر

سید ہا اٹھا اور گیا تھان میں
 لا کے رسالے میں دہین ہاتھوں ہاتھ
 پاؤں کو پھیلا کے وہیں شام سے
 کیوں نہ بہلا چین سے کاٹے وہ شب
 قسمت اس نے جو پائی تمام
 کون کہے اس میں بُرائی ہوئی
 جب نہ رسالے میں رہا اسرا
 دیکھ وہاں جا کے تماشا عجیب
 جاتا ہے گھسٹے پڑے وہ پیدل سوار
 روکے وہ کہتا ہے کامی میرے رب
 یا تو مے یا تو نہ ہمیں رہو
 اس میں یہ درویش نے جا کر کسا
 چاہے مے ہاتھوں اسے بیچ ڈال
 اُس نے کہا خیر یہی دیجیے
 آپ نے منظور کیا لے لیا
 وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا
 آپ نے جو وقت یہ گھوڑا لیا
 دیکھ کہا اسکے ابھی دام کر
 ہے ترسی تقدیر میں گھوڑا دام

کھول کے لایا اُسے میدان میں
 بیچ لیا اس پر اسامی کے ساتھ
 گھوڑا بکا سو رہا آرام سے
 بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا جواب
 ایک ہی دن میں وہ اڑائی تمام
 بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
 دو نون گئے جانب جہان سرا
 ایک سیو اسوا رسافر غریب
 راہ میں بیمار ہوا راہوار
 گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مڑتا ہے اب
 یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
 گھوڑے میں کچھ دم نہیں باقی رہا
 تین روپے دیتا ہوں بے بیچ ڈال
 خواہ مرے خواہ جیسے ملیجے
 مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا
 گھوڑا وہ دم جھاڑ کے اچھا ہوا
 اُس سے لیا اور انہیں دے دیا
 بیچ اسے چسین کر آرام کر
 روز کے روزائیں خبردار دام

<p>یونہیں رسہٹ گھوڑوں کی سوداگری پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا لاکھوں روپے آنے لگے ہاتھ پر ہو گیا دودن میں اس کے کسیر دیکھ کر درویش بھی خوشدل ہوا ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک ن اس سے بھی ہی یونہیں کچھ کہتا تھا آدمی اک نئے کے روانہ کر دے بیچ رہے جو مامور ہے معذور ہے چل دیے اور آگے آتے دہریا سب پر ہر سہرہ روانا ہوا</p>	<p>تو کبھی بالغ ہو کبھی مشتری کتے ہیں درویش جو حامی ہوا خلق میں سا کما بھی بڑا مقدر داہری تندہ بیہرہ نقبیر مال و خزانہ آتے حاصل ہوا باتون ہی باتون میں کما ایک دن جاؤ نہیں اس دم ترے بھائی کی پاس ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کر دے اسنے کما آنکھوں سے منظور ہے طے ہوئی یہ بات تو زبیر یا تھا جو مقام اس کا وہ جانا ہوا</p>
---	---

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

<p>آنکھ تو یاروں سے ملا سا قیسا خیرے کیوں ہے بھرا تباہ مورستہ بادا ابھی آگیا جوش قدح سننا کر بھی لیکن قدح جب کہیں جاری ہوئی تیری کان صوت۔ تمام دن کہیں است</p>	<p>خیر پیالہ پلا سا قیسا طاق پہ چہ پیا نہ دہرا رہتا ہی ہم سے اڑا تو تو اڑا میں گے ہوش تاو میں آکر بھی لیکن قدح سو گئی ورد و عسایں زبان قوس پر چھ۔ بھی کوئی لب تر نہ</p>
---	--

جی میں ہے سائل کی گرہ کھولے
 تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہیں
 وہاں نہ کر خیب جو خالی ہیں ہاتھ
 اشک سے سسخت کا بیجا نہ ہے
 جملہ حکیم ایک سفسطہ پیش ہے
 ولولہ لے ناز کے بانی یہ ہے
 چمکے وہ اسد کا پیارا فقیر
 پہلے تو وہ رہ رہ رہ گیا
 جبکہ کے کیا اسکو ادب سے سلام
 حضرت درویش کی تدبیر عقل
 مال کا آنا وہ روپون کا شمار
 دیر تک اسکو سنایا کیا
 پھر یہ سنایا اسے حکم امیر
 خاطر ناز کے ذرا ہوشیار
 راز آلہی سے نہ گھبراؤ
 بول اٹھا چونک کے وہ خستہ جان
 اُس نے کہا آئیے باہر ہوں آپ
 جب یہ سننا اُس نے اٹھا بر محل
 پاؤں چھتہ نہ جو پایا اسے

نقد ہی لے دل کی گرہ کھولے
 چار ملے آٹھ اڑا لے وہ ہیں
 جام تو بھنا ناز و لطافت کے
 چشم و خرقہ قیمت پہنا نہ ہے
 نہ کر و تر و دوہین در پیش ہے
 راوی صادق کی ربانی یہ ہے
 منزل حیات دیہ پونچا فقیر
 کھول کے دروازے کو اندر گیا
 حال برادر کا بتایا تمام
 گھوڑ و کئی سوداگری اور ساری نقل
 حلق میں ہر بات کا وہ اعتبار
 اُس نے جو چھپا یہ بتایا کیا
 لے تے پاس آیا ہے خود وہ فقیر
 اکبر ہو فرق ہنوز بہار
 جو کہ آنکھوں سے سجالات
 جبکہ کا تو رہ رہ رہ رہ رہ گیا
 دیکھیے کیا جملہ داوہن آپ
 سامنے حضرت کے گیا سر کمر
 سینہ اقدس سے لگایا اسے

پہلے تو کی تعزیت والدین
 دیر تک یاد میں روتے رہے
 اشک المیاس سے بنے لگے
 پونچھ کرے انسو اسے لپٹ لیا
 ہجرت بہلا کب تھا گورا انہیں
 حال سنایا کہ برا حال ہے
 گم نہیں ہوتا کسی تدبیر سے
 ہنس کے یہ کہنے لگے اے زنی شہو
 چلکے وہیں حال سناینگے ہم
 اسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
 کہتے ہیں جب صبح نمایاں ہوئی
 نور کے تڑکے سے اٹھاؤ جوان
 دام لیا داند لیا ہاتھوں ہاتھ
 ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور
 ایک کھٹ دست بیا بان تھا
 سبزہ نوخیز نہ بہت لمبے
 سیدھی درختوں کی قطاراں طرف
 چاک گریبان سحر اک طرف
 نخل میں لٹکے ہوئے بارک طرف

دونوں کے رونے سے ہوا شور مچا
 بین بھی مابین میں ہوتے رہے
 پچھلے جھبکے کہنے لگے
 سینے سے لپٹا کے دلا سا کیا
 اسنے وہیں گھس دین اتارا انہیں
 جال مری جان کا ججال ہے
 دام بنا ہے خط تقدیر سے
 صبح ترے ساتھ چلیں گے ضرور
 جو جو بتانا ہے بتائیں گے ہم
 تم خط تقدیر کے استاد ہو
 زور پہ تقیر یہ سیابان ہوئی
 فخر پڑ ہی اور کیا اپنا دیوان
 اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ
 دونوں گئے عالم مہتی سے دور
 صلی علی نوز کامیبدان تھا
 اور پرندوں کے کہیں پیچھے
 لالہ رصحہ کی بہار اک طرف
 نالہ مرغان بھی اک طرف
 اور گل خود رو کی بہار اک طرف

قفقہ کے ایک دریا کی طرف
 گاشن جنت کی ہوا کی طرف
 چوکڑی بھرتے تھے ہر اک طرف
 اور چرندوں کی گلیس اک طرف
 کھول دے جو روضہ جنت کا در
 سخت زمر دین تھے موتی جڑے
 ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
 بچھنے لگے گیومین دل ناصبور
 ساری زمین سبز تر سے ہری
 حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
 دم جو لیا جان پڑی جان میں
 خوب نکال ہے جگہ واہ جی
 صید جو چاہو وہ یہیں پھانس لو
 دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
 جس میں پرند دن کو نہ ہو کچھ خطر
 آڑ ہوا دامن صحرا پر چھپے
 دائرہ انگوڑی جس طرح رند
 ہاتھ ہلایا وہیں استاد نے
 بیٹھ گئے اڑ کے کسی شاخ پر

جیل لبالب تھی بھری اک طرف
 مور کی جھل میں صد اک طرف
 اڑو ہے شب بنم پگن اک طرف
 طائر دن کی ریل کی ریل اک طرف
 صبح کا وقت اور وہ نیم سحر
 گمانس پہ تھے قطرہ شب بنم پڑے
 نخل پہ سوچ کا جو پڑتا تھا نور
 شاخ پر اسد سے ہجوم طیور
 سرد ہوا اور برودت بھری
 سبز کہین اور کہین چشمہ سار
 دونوں گئے پھر اسی میدان میں
 اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی
 دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو
 اُس نے وہیں دانے کو چٹکا دیا
 جال میں اک باندہ دیا جانور
 دونوں وہ پھر ایک طرف جا چھپے
 ٹوٹکے دانے پر گرے یوں پرند
 دام لیا ہاتھ میں صیاد نے
 ہاتھ کے اٹھتے ہی اُٹھے جانور

اُس نے کہا آپ نے یہ کیا کیا
 ہوش میں آج سے خبردار ہو
 ڈر نہیں عرصہ جو بہت سا کچھ
 باز جو پھنس جاوے تو پھس لاکلام
 اُس نے کہا باز نہ آئے اگر
 تو نہیں کچھ جانتا کیا راز ہے
 تیرے مقدر میں ہے اک جانور
 چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے
 اُس نے کہا دام وہ ہی لاؤں میں
 آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو
 حکم کو سنکر وہ اٹھا چٹ چٹ
 دانے پر گرنے لگے پھر جانور
 بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک
 چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی
 ہنس کے کہا افضل خدا کا ہوا
 باز بھی اسے میں گرا ٹوٹ کر
 اُڑنے کو چاہا جو وہاں باز نے
 دونوں اُٹھے ڈرتے اور گھس گئے
 پانسو اس باز کی قیمت ملی

کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
 دیکھ کر باز نہ کے طیار ہو
 جال میں کوئی نہ پرندہ اس کچھ
 شوق سے بے پوچھے ہو کر کینچ دام
 آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
 باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے
 اُڑ کے ملے گا وہ تجھے عمر بھر
 حق سے جو مانگے گا وہ دے گا تجھے
 حکم جو ہو پھر اُسے پہلاؤں میں
 دام کہیں اور جگہ جا لگاؤ
 دام کہیں اُس نے کیا پھر درست
 پھر بھی نہ صیاد ہو کچھ خبر
 باز کا پر بھی لگیں دام تک
 یونہی درختوں پہ نظر جاڑی
 باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
 پھر نہ وہ پندے سے پھر چوٹ کر
 کینچ لیا دام میں جان باز نے
 بازیشے کر کے اندر گئے
 اُس کو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

<p> پھانس لیا باز کو اور آگیا حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات باز نہ آئے تو نہ باز آئیو ۛ ۛ روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف بننے لگے سونے کے دیوار و در باز آتے سونے کی چڑیا ہوا دیکھ کے درویش بھی شانہ و دران ہوا تم سے یہی حاجت درویش ہے ایک سے بہت رہیں مری جان د کھوئے ادا بار کو تہ میرے لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی </p>	<p> صبح کو چھ جانب صحر اگیا خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات آئیو جب پھانس کے باز آئیو پھر آئے حضرت نے سنایا چرن تھوڑے سے عرصے میں بڑا مقدار کیسے زرد ام کا حلقہ ہوا فصل آئی سے وہ سامان ہوا پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے آدمی اک راہ بتانے کو دو ہے عین عرض آپ کی ہنیر سے اُس نے وہیں ساتھ کیا آدمی </p>
<p>فقیر کا دست کے گھر آنا اور میری کو پونچانا</p>	
<p> حضرت ساقی کا بھلا ہوئے چین کرو خوش رہو آباد ہو دیکھیے سرکار انہیں کیا دیتے ہیں دیر ہے کیا کوئی ادھر دور آئے پڑھ لیں جہاں ہی میں دعا قح بیج ہے مثل سو منخی سے بھلا </p>	<p> جام جو ایک آدھ بچا ہوئے کچھ توفیق ہون کو بھی امداد ہو دیر سے سب رنہ دعا دیتے ہیں آپ ہی کا نام سنا اور آئے ٹوٹا ہے جسم ادھر آئے قح چلتے ہیں ہم دور نہ اب تک چلا </p>

جام جو دنیا ہے تو دستِ بختاب
 آپ کی خدمت سے کریں درگزر
 پاؤںِ فقیہ و نیکانہ کچھ لگا سے
 شرمِ تمہیں چاہیئے اسی مہربان
 کیون نہ بہلا خلق میں ہو جائے نام
 بزم سے ہے خانہٴ دخترِ عرض
 آپ کھڑے رہ گئے بیرون در
 بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے
 ذکر کیا آمد درویش کا
 منتظرِ حال جو پایا اُسے
 گھوڑوں کے بکنے سے وہ پاناڑ پے
 کوشش درویشِ جت یا کیا
 گھر میں سنا جب کل آئی دہن
 ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر
 اپنے قدموں سے اٹھایا اُسے
 جان گئی اپنا سہارا اُنہیں
 روکے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال
 کشتی درویش میں ہے آبرو
 کا سد گدائی کا ہے اور دستِ زار

اور نہ دنیا ہو تو دستِ بختاب
 دیکھ لیں ہم جا کے کوئی اور در
 اور نہ کچھ ملک خدا گنگ سے
 دیکھیے فیاضی پسِ رخسار
 بزم میں جا جا کے وہ دیتا ہی جام
 پوچھ فقیہ اور وہ عینِ عرض
 گھر میں گیا پہلے وہی راہبر
 ساری حقیقت وہ بتادی اُسے
 حال کہا مقصد درویش کا
 بھائیوں کا حال سنایا اُسے
 باز کا پھنسا وہ اڑانا روپے
 ساری حقیقت وہ بتایا کیا
 شوق میں گھر سے نکل آئی دہن
 پاؤں پہ پھر آگے گری دوڑ کر
 اور دیا خوب دلاسا اُسے
 جھوڑی میں اپنے اتارا اُنہیں
 ہے مری تقدیر میں در درِ حال
 پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کوکبو
 چاک کی صورت نہیں مہر قرار

اسنے یہ سب حال جو بتلادیا
 اور کہا آج سے دل شاد رکھ
 جا کے سوال اب جو کہیں کیجیو
 ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے
 اسنے کہا ایسا تو دیکھ انہیں
 شاہی کہنے لگے جاؤ شتاب
 دیگا خدادل میں جو ہر مانگ لو
 مانگنے تک تو گواہ ہے کیا
 یہ جو ستا مانگنے تک سے چلی ۛ
 پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال
 وہ کوئی اسد کا پیار املے ۛ
 سنکے یہ لاکھوں کے وہاں لپے
 لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش
 کہتے ہیں اتنے میں ہوا کرو فر
 سے معنی ادھر ایک امیر آگیا
 پوچھا وہاں اسکا سبب ماجرا
 اسکے جو تفتیش کیا اُس سے حال
 کیا ہی خدا ترس تھا وہ جسم دل
 تیسری کریمی وہیں توڑا دیا

آپنے سن سنکے دلاسا دیا
 بات جو کہہ روں میں اُسے یاد رکھ
 دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
 دیکے دعا بھیج رہی دیر ناروپی
 گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہیں
 اسہیں نہیں جاے سوال جواب
 مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
 ناچنے جب نکلے تو گونگٹا ہر کیا
 بھیک ملی لاکھ پر اسنے نہ لی
 ایک ہزار کے کا ہی اپنا سوال
 جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے
 لاکھوں یہ کہتے تھے جنوں ہر اسے
 بھیڑ سے حیران تھی وہ نہ ریش
 ایک سواری نکل آئی ادھر
 بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
 لوگوں نے بتلادیا سب ماجرا
 کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
 حال سنا اور ہوا منفصل
 دیکے محافظ اُسے بھجوا دیا

پھر نہ کہیں اور کسی گھر گئی
 لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا انہیں
 سنکے کہا آج ہی ہو جا سے خرچ
 اُس نے سنا کان سے جہدم بہ جرن
 تھی جو مقدر میں کمائی وہی
 زرجو ملا غنچہ دل کھل گیا
 پیسے نہ یہ بات بتائی اُسے
 ہے یہ کمائی تری تقدیر میں
 ہو گا نہ اوقات میں تیرے غل
 کہتے ہیں ایسی وہ اشارت ہوئی
 دیکھنے خوش ہو گیا کیا وہ فقیر
 عرصے تک پھر وہ اسی جا رہا
 کام جو تھا شکر خدا ہو گیا
 رشتہ الفت کو کروا قطع
 کارت دو بخیر و نفا جاؤں میں
 دیکھئے یہ آپ کا جوش و غروش
 روکے کہا خیر حلے جا بیئے
 حکم جو پایا وہ روانہ ہوئے

سامنے درویش کے لیکر گئی
 اور وہ سب حال سنایا انہیں
 خیر ہے روز جو کچھ آئے خرچ
 کوڑی نہ رہی کیا سب مال صفر
 صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی
 تھوڑے سے عرصے میں بہت مل گیا
 ساری کرامات بتائی اُسے
 ہاں یہ ہمت کو نہ تدبیر میں
 آج دیا جس نے وہی دیکھا کل
 اُس کو فقیر سے امارت ہوئی
 شکر کے سجدے کو جب کا وہ فقیر
 تذکرہ ایک دن اُس سے کہا
 بار سے میں سبکے ادا ہو گیا
 آج خوشی سے مجھے کر دو دواع
 شیر با صحرے کو چلا جاؤں میں
 اڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
 صبر کیا خیر حلے جا بیئے
 جانب صحرے را وہ روانہ ہوئے

صحیفہ جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

<p> جو شش میں اے غیت فرغہ و آ جام وہ دے دے عفتل مری آگ ہو جو آرنی خیز ہو وہ جام دے جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو آگہ سے دیکھنا نہ ہو وہ جام دے جام وہ دے ہو دل زار کباب نشاے میں ہشیامیہ ہو وہ جام دے جام وہ دے دل ہو فاطمہ کا ختم پنجہ کفتدیر ہو وہ جام دے جام وہ دے خاتمہ باخیز ہو گا و زمین زرد ہو وہ جام دے مے نہیں حاضر تو فلک سیر ہو جس سے آڑے گنبد مینا کا رنگ نشاے میں صبح سدا کو چلیں جو دم کر حضرت مرشد کی سوار کی گئی کتنے ہیں بستی سے چلا وہ فقیر دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا </p>	<p> ہو شش میں اے ساقی مخمور آ جام وہ دے دے جسے لاگ ہو آتش دل تیز ہو وہ جام دے جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو رونق میخانہ ہو وہ جام دے جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب بے پیہ سرشار ہون وہ جام دے جام وہ دے فکرو تردد ہو گم ناخن تدبیر ہو وہ جام دے جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو تحت خرمی گرد ہو وہ جام دے جام وہ دے عرش تلک سیر ہو ہو نہ فلک سیر تو دے جام رنگ پتیکے قح تیر سے قدم چوم کر دشت میں اک باد بہار کی گئی شہر میں ٹھہرے گا بہلا وہ فقیر راہ و راہ آہی ہوا </p>
--	--

شہ تو ہیہ سے ہرن ہو گئے
 سامنے انکے جو کیا ذکر و ق
 کوک اٹھا تھا کہین طلاس باغ
 قہقہوں سے بکبک پرایا غضب
 دہوم ہوئی عشق خدا داد کی
 دیکھ کے واسق پس ہامون چھپا
 دشت میں جب آبکا جلو ہوا
 رنگ خزان دم میں ہوا ہو گیا
 نقش قدم سے گل خور د اگے
 آئے جو صحرائیں یہ رشک ملک
 اور پئے تسلیم ادب بار بار
 نو تو کبھی اس طرف آتی نہ تھی
 جھیلین بھرن چشے بھرے جا سجا
 سرزمین اور وہ ٹھنڈی کھپار
 غار کہین اور کہین تھے پہاڑ
 شیر کہین اور کہین کر گدن
 ایک وہ ہمیشہ وہ بیابان تھا
 صورت انسان نظر آتی نہ تھی
 کسکو پہلا دیکھنے کی تاب ہو
 سیدہ و ان آپ پہلے جاتے تھے

اور ہرن شیر فگن ہو گئے
 جب سے پڑا گردن قمری میں طوق
 چرب زبانی سے لگا اسکو داغ
 آگ جہی کھاتا ہے یہ بے ادب
 آب گئی تیشہ زہر ہا د کی
 دامن کسار میں مجنون چھپا
 گلشن فردوس وہ صحر ہوا
 پیڑ جو سوکھا تھا ہر گویا
 بات میں ایک ایک کے دود و اگے
 راہ میں ہنرے نے بچھا دی پلک
 جھکتے تھے کیا کیا شجر بار بار
 باد صبا خاک اڑاتی نہ تھی
 اور پردہ و نکے پر سے جا سجا
 بانس کی کوٹھی کہین شعل چنار
 لاکھوں کہورین کہین لاکھوں ہی تاڑ
 تھے کہین پاڑ ہے کہین کالے ہرن
 جھاڑیوں سے جھاڑ گے گنجان تھا
 دہو پد بان خون سے جاتی نہ تھی
 خضر بھی دیکھیں تو جگر آب ہو
 سیر کتان آپ چلے جاتے تھے

دل میں خدا اور عین دل بربان

محمد داؤد مین تھے تر زبان

غزل

کعبہ و آتش کدہ چمکا دیا
آنکھ جو دی طور کا سدا دیا
جس کو مناسب تھا جو دینا دیا
حسن دیا ناز و کرشمہ دیا
ہونٹ کو عجیب از سیاح دیا
بندۂ ناچین کو کیا کیا دیا
حضرت زاهد کو مصدا دیا
ایسی کوئی راہ بتا دیا

عارض پُر نور جو دکھ لا دیا
برق تجلی نظر کی دھن دیا
چرخ پہ تار سے بین زمین پر پیر
عشق دیا اور دل و چشم بھی
آنکھ کو بیماری نادیہ دی
ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
دی جو ہر اک زند کو تر دامن
بار ہو مجھ کو ترے دربار میں

پلچے چشم و جب گرد دل ابھی ڈ
پاس جو تھا وقت رسنے ڈلا دیا

آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہو
لٹاؤ الفت کا مزہ پاتے تھے
جذبہ میں کہتے تھے کبھی آنکھ
اور کبھی نالہ یا رب کیا
گو سنجے تھے کوہ و بیابان و دشت
کو مومن اڑے جاتے تھے خوشی چرند

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہو
جو سوتے صحرا کو چلے جاتے تھے
منہ سے کبھی آپ کے جاری تھا کف
لب کبھی آہوں سے لبالب کیا
نالہ کنان و دشت میں کرتے تھے گشت
کان کھرے کرتے تھے سنکر درند

بس یہ خدا نے خبر راز دی
 تھی یہی آواز پہلے واہ جی پڑ
 سننے صد آپ ذرا ختم گئے
 جھمکے اُدھر غور سے دیکھا اسے
 آتا ہے وہ گھوڑا اٹھائے ہوئے
 دم میں وہ اسوار قریب آگیا
 بولانہ غیب را آپ مجھے جانے
 کہنے لگے میں نہیں کچھ جانتا
 اس سے کوئی بڑہ کے تماشا نہیں
 سننے ہنسا اور کہا واہ جی
 پاس ہے جو کچھ یہی پہچان ہے
 کیا کہوں رہتا ہوں عجب حال میں
 راز بتایا تو یہ خدمت ملی
 فکر یہی صبح سے تا شام ہے
 حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے
 حال مقتدر جو بیان ہو گیا
 وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے
 آئے نہ اٹھ کر کبھی دنیا میں آپ
 دیکھ لے گردشِ خطاقتدیر کی

پشت پر اک شخص نے آواز دی
 ٹھٹھ و ذرا اٹھ و ذرا شاہ جی
 دشت میں پھر ایک طرف جم گئے
 آپ نے اس طور سے دیکھا اسے
 باز لیے توڑا اٹھائے ہوئے
 آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
 دیکھیے پہچانے پہچانے
 کون ہو ہرگز نہیں پہچانتا
 آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہیں
 آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
 کاتبِ تقدیر ہوں کچھ دیوانہ
 تنہ پھنسیا اے مجھے جنجال میں
 یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
 میرے لیے روز میری کام ہے
 ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
 دامنِ صمد میں نہان ہو گیا
 دشت میں اک جا متوکل ہوئے
 خضعتِ رہ گئے صحرا میں آپ
 خوب ہی درویش نے تیر کی

<p> ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے تین طرح تینوں کا حصا ملا ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار اتو ذرا قدر تمہیں ہوش ہو چاہیے تقدیر کے متائل رہو چاہیے تدبیر پر دستور ہے ہی جو جہین میں وہی پیش آتی ہے ہو جو غرض فکر کیا چاہیے پایگا قسمت میں جو ہوگی معاش ہاتھ نہ پھیلے ہی چہر چاہے خواب تو سب سے کرے ساز باز طول ہے بقاء نہ الحاق دل میں جو شیطان کبھی دسواں لا بات ہے قدر وہی بات کر </p>	<p> خوب بڑایا انہیں تدبیر سے جو جو مقتدر میں لکھا تھا ملا ایک گدائی سے ہوئی مالدار جو جو سنا ہے وہ ڈر گوش ہو پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے چشمہ قسمت میں جو ہے پانی ہے درد جو ہوا سکی دوا چاہیے فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش پاؤں کو توڑے ہی نہ بیٹھا ہے پاؤں نہ گل سے کہی ہوں دراز ہے ہی مضمون قضا و قدر کیجیے تدبیر خدرا اس لاس حضرت برامی میں مناجات کر </p>
---	--

مناجات

<p> دہوم ہوئے ساقی جام الست دل میں جو ہو کیون نہ بکون بر ملا ایک پیالہ جو پیا چیت ہوا </p>	<p> میں بھی رہوں بارہ عرفان سکت خوب چڑھنا شاہ قاتلوا بلے ہوش اڑے بزم میں ساکت ہوا </p>
--	--

جاہلہ ہستی کی نہیں کچھ خبر
 خلق میں مجسا کوئی خافل نہیں
 میں نہ کسی کام کے لائق ہوا
 خانہ عصیان کا ہوں چشم و چراغ
 آہ گندہ کر نیس کو بے باک ہوں
 میں جو نہوتا تو نہوتا گناہ
 تھکرا ب کا پتا ہوں بیدار
 رات کو چاہے تو ابھی روز ہو
 تیرا ذرا رسم عصیان کی آڑ
 رسم کدے کہ ہو میری پناہ
 بخشش میں دیو کر تا ہے تو

عمر تو غفلت میں ہوئی ہے سہر
 میں ترے دوزخ کے بھی قابل نہیں
 خلق ہوا ننگ خلایق ہوا
 دامن آدم میں لگا سمجھے داغ
 جسم و گندہ کے لیے چالاک ہوں
 صورت ہمارا ہے میرا گناہ
 ہاں تری رحمت کا ہوں امیدوار
 ساز کرے دم میں اگر سوز ہو
 اوٹ میں تنکے کے ہی سارا پہاڑ
 آہ ترے تھکری پناہ
 پڑھتا ہوں میں آیہ لا تقطعوا

خاتمہ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہے ای روح قدس دہوم ہے
 کچھ تجھے معلوم ہے کیا غور ہے
 طبع میں یہ زور ہے اخلاست ہے
 توڑتے ہیں عرش کے تارے تو کیا
 زندہ نہیں آہ جناب حسن
 سرد ہے بازار کہ سودا خیم

دہوم ہے کیوں کچھ تجھے معلوم ہے
 شور ہے یا طبع میں یہ زور ہے
 سچ تو یہ ہے فکر ہی سادست ہے
 قدر جو بہت بھی نہارے تو کیا
 شاعر و نئے شاہ جناب حسن
 درو نہیں جرات و انشا نہیں

میر کو پہلے ہی اجس لگا گئی
 آنکھوں میں اندھیرے سے بے خشک تر
 آنکھوں دکھاتے یہ تاسف رہا
 تازہ ہو غم یاد کریں جب کو ہم
 وہ تو گئے سحر میں ناسخ کی روح
 کشتی نوح سخن آنکی ہے ذات
 ہم بھی ہین ناجی کہ ہوے مشورے
 نام وہ ہے جس سے ناسخ کا نام
 اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی
 جو جو بتانا تھا بتایا تمام
 قطرہ شبنم کو بناتے ہین بحر
 بات گردو میان میں آئی ہے
 غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان
 قدر سے شاعر کے یہ استاد ہین
 دانے کو چاہین تو بنادین ٹر
 ڈالتے ہین شبنم رنگ کے
 شعر بلیغ آپ کی بندش فصیح
 کون بہلا چھوڑا اتنی نہیں
 پونہی یہاں جب یہ کتاب شکر

حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی
 آہ نہیں برق و جناب سحر
 یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا
 قرار بہلا روئینے کس کو ہم
 حضرت باری انہیں نے عمر نوح
 انے ملا جو کوئی پائے نجات
 حضرت امداد علی جبرست
 خاص ہین جاری ہے مگر فیض عام
 لیکے ہم کہکے جویش سنوی
 جو جو بتانا تھا بنایا تمام
 بحر کو اک کوزے میں لاتے ہین بحر
 کیون نہ ناسخ کی کمائی ہے یہ
 نام جناب اسرار اللہ خان
 زور کمالات خدا داد ہین
 قطرے کو چاہین تو بنادین گہ
 رنگ اڑا دیتے ہین اڑ رنگ کے
 قاعدے جابچے ہوئے لفظین صحیح
 عقل وہ ہے عقل میں آتی نہیں
 ہاتھ غیبی نے ساحر حزن

<p>کان ملاحت سے یہ ساری کتاب حضرت عزت میں دعا چاہیے عید ہو اپنی جو ادھر تو رہے خیر سے خاتمہ بالآخر ہو</p>	<p>کہنے لگا سنکے ہماری کتاب اب یہ مناجات کیا چاہیے دست دعا ہو کہ بد ہر دے ہے غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو</p>
---	---

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب لکھنوی شاعر شیخ ناسخ حرم

<p>دنگ ہوئے سو بوی معنوی گرمی بازار ہوئی اُسکی سرد آب خجالت ہو احسن کلام سلک اللہ پکارا سلیم غنج ہر اک نقطہ ہر حرف گل پنچہ ہر کان پر ہی شانہ ہے نامہ محبوب کی توفیق زمین ڈ بیت ہر اک زلف دو تاجی حسین خند کا گلزار ہے یہ شنوی بحر لکھو تم بھی سن ختم شنوی قدر ہے قدر ہے ۱۷۷۲ ہجری</p>	<p>صل علی خوب کہی شنوی ناظم ہر دی کا ہوا رنگ زرد چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کو جام آگئی انصاف پہ عقل سلیم گاشن نورستہ ہرین ابیات گل شعر ہر گ کیسو جانا ہے لگا لگے جملہ مصالح ہرین نقطہ ہر اک خال رخ جمہ حسین کیا ہی ضیا بار ہے یہ شنوی قدر نے کی شنوی اپنی تمام یہ سنہ شنوی قدر ہے</p>
---	---

شیخ غلام احیاء ارشد بلگرامی

کیون نہ ہلانا کرے بلگرام میر غلام حسین اسلم ہے سحر یانی مین عظیم النظم نظم کم کیا قصہ تقدیر کو مصنع تاریخ یہ ارشد لکھو	جس میں رہیں قدرت سے نازک خیال واسطی الاصل میں یہ ذی کمال نکتہ طہرازی مین حدیم المثال فضل خد سے ہے عجب بول چال لکھ گیا کاتب قدرت کمال ۱۲۴۲ھ ہجری
--	--

ولہ

صل علی شہنوی میر قمر ارشاد بھی اور کوسال نظم	ہے کوئی دریا کہ روانی میں ہے باد صبا باغ معانی میں ہے ۱۲۴۲ھ ہجری
---	--

شکر پشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر گوہر تاریخ ملا صبح کو	یا کوئی درد اکتہ تقدیر ہے چشمہ افسانہ تقدیر ہے ۱۲۴۲ھ ہجری
---	---

قطعہ تاریخ تالیف از بابو سناری لال جوان بناری

وصف ہو کیا شہنوی قدر کا نور کی تاریخ لکھو ہے جوان	بس مے استاد مین وہ و اسلام خلق مین آئینہ ہے سارا کلام ۱۲۴۲ھ ہجری
--	--

ولہ

اسمین جو کچھ چاہیے موجود ہے	ساری خدائی کاسہ ہے یہ انتخاب
مصنوع تاریخ تو دیکھو جو ان	قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب ۱۲۴۲ھ ہجری
غلام مخمل بن واصل بلگرامی	
قدر شناس شعر امیت در	شاعر غزلیہ سراسین
نظم مہر دست قضاوت در	پس در و تاریخ تو واصل پنج
معنوی و صورتی فوہلی نویں	سال ہزار و دو صد و تھت پنج ۱۲۴۵ھ فصلی
شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی	
جواز قدر شد شنوی اختتام	بنام و نشان قضاوت در
ظہیر از پے سال تاریخ او	نوشتمہ بیان قضاوت در ۱۲۴۲ھ ہجری
شیخ محمد حسین تحسین بلگرامی	
عجائب شنوی قدر ہے یہ	زمانے میں نہیں ہے جکا ہمسر
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر	ندا آئی مکر ہے یہ بہت ۱۲۴۲ھ ہجری
سید ابن علی بلگرامی	
قَدْ أَتَىٰ بِذَوِّجِ	مَرْجَبِ دَالِہِ الْقَدِّمِ
قَلْتُ عَامَ مَحْتَمِہِ	الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ ۱۲۴۲ھ

۱۔ چون کہ کتابت
 ہزارہ اندر مکتوبہ
 سکن خضر ہجری
 نیست لہذا اصرار ہو گا
 گزشتہ نسخہ و کتب
 از قضاوت و قضاوت
 سن ۱۲۴۲ھ ہجری
 ملا محمد علی بلگرامی
 در شاہین شاہین
 جوس سن ۱۲۴۲ھ ہجری
 شاہ شاہین شاہین
 جوس سن ۱۲۴۲ھ ہجری
 ملا محمد علی بلگرامی

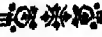
شیخ خلیل احمد جوہر بلگرامی

قصہ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جسے سنا اُس نے کہا واہ واہ
صل علی صل علی واہ واہ
ارض سے ہے تاج سما واہ واہ
نظم یہ ہے صل علی واہ واہ
۱۲۴۳ھ

مثنوی قدر قضاوت در
میرے تو استاد ہیں کیا کہوں
خوب لکھی خوب لکھی مثنوی
وہوم ہے انسان و ملائکین ہوم
و جد نے تاریخ لکھی و جد کی

لحم بن عبدالمطلب توفیق
مثنوی آن بزرگ علیہ السلام
علاؤ شہداء اہل حق
مدد و اعوان و توفیق و کرم
پہنچا رہا بیت اس نظر کردہ
بصیرت و توفیق و مدد و کرم
شہداء

واسوختی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہ ہو
گھر کسی بندہ وارفتہ کا ویرانہ نہ ہو
کوئی دل آئینہ چہرہ جانانہ نہ ہو
طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہ ہو

دماغ سینے کے نہ دکھیں کہیں انگر کی طرح
عاشقی آگ میں جھونکے نہ سمندر کی طرح

یا خدا دل سے تپ عشق تپان دور ہے
غریب عیش سے یہ برق تپان دور ہے
گل سے خار اور گلستان سے غزان دور ہے
نشتہ عشق سے ہر اک گرجان دور ہے

خاک اڑتی ہے جہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اڑ جاتے ہیں بستی پہ بلا آتی ہے

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
دل سمہا لو تو کلیجہ دہن چھن جاتا ہے
کوئی سینے پر از شک بھی نہیں پاتا ہے
جب جگر تھا ستے ہیں دل غضب ڈالتا ہے

جگر دل پہ یہاں ہاتھ دھرے پھرتے ہیں
زندہ دل اسکے وہی ہیں جو مے پھرتے ہیں

نہ تو سنتے ہیں کیسی کی تو کچھ کہتے ہیں آنکھ جب کھولے تہیں بخت بگڑتے ہیں	۵۲	اک بہن ہیں کہ قیامت کی گڑھی ستے ہیں تیر کھائے ہوئے بیہوش پڑے رہتی ہیں
دیکھ لو آنکھ لڑائی یہ بُری ہوتی ہے نظر یا حقیقت میں چھری ہوتی ہے		
ہوٹھ میں خشک تویر آب سے چٹم غمگین دل کہیں آنکھ کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں	۵۳	کیا کہیں کسی مصیبت میں پہنسی جان حزین دل کا کچھ ہوش نہیں جسم کا کچھ ہوش نہیں
پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا شے ہے انگلی باندھے کہہ دیتے ہیں منہ سے ہے		
ہم سے مطلب ہے خبر یا بھیج جانی اپنی مفت میں رنگے ہم ہاے جوانی اپنی	۵۴	کچھ نغمے قصے کہانی اپنی شکل تو دیکھیے اسی ظلم کے بانی اپنی
شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی خیر جی آپ نے پروانہ بنایا تو سہی		
سہمے ہیں موت کا آزار تھیں ہوش نہیں دونوں آنکھوں کے ہیں بیمار تھیں ہوش نہیں	۵۵	کیا تڑپتا ہے دل زار تھیں ہوش نہیں تم پہ ہم مرتے ہیں ایڑ تھیں ہوش نہیں
جگر و دل کہی اے جان سمھائے نہ گئے کانٹے پلکوں نے چہرے تو نکال دیے گئے		
کوئی یوں داغ دکھانیس کو نہ پایا ہوگا کوئی مٹی میں ملا نیس کو نہ پایا ہوگا	۵۶	کوئی ہر ساجھی ستا نیس کو نہ پایا ہوگا کوئی تربت میں سلا نیس کو نہ پایا ہوگا
دم بھر سے جا بٹنگے اچان جو دم میں دم ہے خوش رہیں چین کریں آپ یہاں کیا غم ہے		

ایسی تقریر بھلا شدہ و شکر کسی ہے یہ وہن اور یہ ہونٹھ اور گھر کسی ہے	۵۹	پیارے شکل آپسی امی شک تر کسی ہے یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسی ہے
		سحر کی شکل ہے اجماع کی گویائی ہے مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے
نہ یہ سید نہ یہ پیٹ اور نہ چھپاتی دیکھی نہ یہ تلو اکھین دیکھا نہ یہ نندی دیکھی	۶۰	نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی نہ یہ تلو اکھین دیکھا نہ یہ نندی دیکھی
		چلتے ہوئے چون کے بھل خوب تو بچتے ہو اپنے جوبن میں چھپلا واسی بنے پھرتے ہو
تم نہ شراؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین مرتے ہیں آؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین	۶۱	بس نہ آؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین گلے بلجاؤ اور نہ آؤ تمھیں پیار کرین
		سرتین دل میں ہرین ایجان نکالین آؤ دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگا لیں آؤ
دہی ملشتا دہی خنجر دہی دل ہی دہی آنکھ دہی شیشہ دہی پتھر دہی دل ہے دہی آنکھ	۶۲	دہی ملشتا دہی خنجر دہی دل ہی دہی آنکھ دہی شیشہ دہی پتھر دہی دل ہے دہی آنکھ
		ٹو ہوئے ہتی ہرین تھین لے یا زجاری گھین دل تو پھرتا نہیں بچ جائیں تماری گھین
سید ہی باتو نہ ہی جسے ہے کئی تپہ شمار ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تپہ شمار	۶۳	سید ہی باتو نہ ہی جسے ہے کئی تپہ شمار ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تپہ شمار
		یہی حسرت ہے کہ مگر نہیں پیدا ہوتے ور نہ سوار وند آپ کے شیدا ہوتے

اپنی باتیں بھی سناتے نہیں تم کیا کہنا شکل کیا منہ بھی لگاتے نہیں تم کیا کہنا	۴۳	ہاتھ پھیلا کر نہیں آتے نہیں تم کیا کہنا پیاری صورت بھی دکھاتے نہیں تم کیا کہنا
	ہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دکھو گر میان کر کے جھلایا نہی گرمی دکھو	
منہ دی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہئے آپ سکر تمہیں معشوق بنا یا ہئے	۴۵	بات کرنا تمہیں باتو نہیں بتایا ہئے چال میں حشر کا انداز سکھایا ہئے
	جب سے دل لینے کا اسے یار تمہیں فوق ہوا اُسی دن سے تمہیں آسینے کا بھی شوق ہوا	
منہ تو چھیر وہی چہرے میں چمک تھی آگے اپنے سایے سے بھی نکو تو چمک تھی آگے	۴۶	اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے نہ بکیتی نہ کمر میں یہ پلک تھی آگے
	سب سے کچھتے تھے یہ سچ دہج کباوٹ کبھی آنکھ اور پر نہیں اٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی	
جگمگا رنگ ہزاروں میں ہوئے تم مشہور زلف سے آئینہ ہے کنگھی ہے یا دستِ حضور	۴۷	اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بدور ماتھے پر روز چنی جاتی ہے افشان بھی ضرور
	بجز آئینہ ہمیں چہرہ دکھاتے نہیں آپ پان سسی کے سوا منہ بھی لگاتے نہیں آپ	
چہرہ بھی شمع سطور ہے اللہ اللہ کیا جھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ	۴۸	سبز رنگت یہ عجب نور ہے اللہ اللہ خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ
	خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم حسن میں پہلے پہل یوسف ثانی ہو تم	

فتنہ رفتار ہے کیا تھرکا ڈھنگ آپکا ہے اپنی مرگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے	۱۹ قد تو بونا سا ہو کیا پھول سانگ آپکا ہے چوک کی سیڑی کرے پہ پلنگ آپکا ہے
	تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب راہ چلتوں کے کلیجوں کو نہ چھانو صاحب
جی آٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر ڈ زہر کھاتے ہیں انہیں باتو پیسرب جاوگر	۲۰ چال وہ بیک دری پاؤں پڑے آکر سحر کرتی ہے یہ تقریر بشیرین پر
	مردہ آواز سننے آپ کی زندا ہو جائے سیکے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جائے
ہے ستم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے دمبد حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے	۲۱ سمجھے ہم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے لے صنم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے
	قسے آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں زہر ہے آپ کے حق میں یہ کہہ دیتے ہیں
خوب انروزون پری سو جھیڑا چھاپا پیارے کہتے تھے دل بھی نہیں آپے پیارا پیارے	۲۲ ہم عاشق غلے گانگے کا پیارے اگلی باتوں پر ذرا دھیان نہ آیا پیارے
	اچھی باتو نہیں کہے لوگ بُرا کہتے ہیں بڑی چالوں سے ہلکا کہہ ہلا کہتے ہیں
یہ تو فرمایے کس سمت کو دھیان آپکا ہے دل میں جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے	۲۳ اندون کیسا مزاج اے میر جان آپکا ہے یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہاں آپکا ہے
	ہم وہی ہیں مگر آپ اور ہوئے جاتے ہیں طور کچھ آپ کے بے طور ہوئے جاتے ہیں

<p>۳۳ انگھیں ملتی نہیں پانگھیں دکھا لیتے ہو گالیان مفت میں دو چار سنا لیتے ہو</p>	<p>بات کہتے میں زبان اپنی دبا لیتے ہو کبھی کہتے نہیں ہونٹھو کھا مڑا لیتے ہو</p>
<p>۳۴ آٹکھ پڑتی ہے تو توری دین چڑجاتی ہے بات توڑی ہی بھی ہوتی ہے تو بڑجاتی ہے</p>	
<p>۳۵ جھوٹی قسمیں مے مے سامنے کھاؤ صاحب مجھے اڑتے ہو ذرہ ہوش میں آؤ صاحب</p>	<p>کس طرح دیان ہی باتیں نہ بناؤ صاحب کھوکے سیکھا ہوں مجھے تم سکھاؤ صاحب</p>
<p>۳۶ بت بنا دوں تمہیں تیر میں پھر کی طرح سیکڑوں دل سے تراشوں ابھی ذکر کی طرح</p>	
<p>۳۷ باتیں چہرے پران ہیں مری لو مار مانتے ہو قدر ہوں قدر ہوں نہیں قدر ہوں تم جانتے ہو</p>	<p>۳۸ میں دہی شاعر پیش ہوں پہچانتے ہو آستین آٹے ہو دامن کو بھی گدانتے ہو</p>
<p>۳۹ ہوش جب آ پکواؤ آئے تو ادھر آئیے گا اب زیادہ جو بگڑیے گا تو بن جائیے گا</p>	
<p>۴۰ باتوں باتوں ہی میں مضمون نیا باندھتے ہیں سحر کرتے ہیں پر مرغ قضا باندھتے ہیں</p>	<p>۴۱ ہم وہ شاعر ہیں کہ پر یونین ہوا باندھتے ہیں بیٹے بیٹے جو کہیں دیان ذرا باندھتے ہیں</p>
<p>۴۲ طاؤر مرگ کو چٹکی پہ اڑا دیتے ہیں ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہیں</p>	
<p>۴۳ ہم وہ ہیں بات میں سب نگ اڑا دیتے ہیں ہم وہ ہیں جسے بگڑیے تو بنا دیتے ہیں</p>	<p>۴۴ ہم وہ ہیں جھوٹ کو سچ کر کے دکھا دیتے ہیں ہم وہ ہیں باتوں میں سوجھ بجا دیتے ہیں</p>
<p>۴۵ ہم وہ ہیں شمع کو پروانہ بنا دیتے ہیں ہم وہ ہیں پر یون کو دیوانہ بنا دیتے ہیں</p>	

اسی صورت چہین ناد تھا لاول ولا ۲۹
 چہ ہے جہنے تو کوئی کاہیکو ایسا دیکھا
 حضرت قلیم بن اب آپکا ہوگا چہرچا
 بدشہدایک کمال رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پر بیان تمکو
 دیکھیے لے نہ آڑ میں مثل سلیمان تمکو

قد ریس اب بناؤ آئین انسان بنو ۳۰
 اتنا پیون کو جلالتے نہیں دیوا لے ہو
 اسطوف وہیان کرو اپنی طرف نہ بیان کرو
 بات بجا ایگی اللہ مر می مانو تو

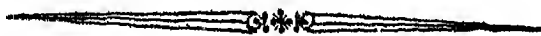
دیکھو دور دستے ہر آئین نکالو ای قدر
 اپنے معشوق کو سینے سے لگا لو ای قدر

رباعی تاریخ منصف

یعنے واسوخت ہو تامی مقبول
 واسوخت وقت در بلگرامی مقبول
 ۱۸۵۸ء

یار ب پنختون کو میر غلامی مقبول
 کہدین یہ سچا فلک چارم سے

تباخہ



صحت نامہ کلیات قد

صفحہ	سطر	فقط	صحیح	صفحہ	سطر	فقط	صحیح
۱	۱۵	۱	پٹالن	۱	۱۵	۱	پٹالن
۲	۱۶	۱۹	چہل	۲	۱۶	۱۹	چہل
۳	۲۰	۴	جور	۳	۲۰	۴	جور
۴	۲۱	۸	گنی	۴	۲۱	۸	گنی
۵	۲۲	۱۱	پھل	۵	۲۲	۱۱	پھل
۶	۲۳	۱۴	چڑاؤ	۶	۲۳	۱۴	چڑاؤ
۷	۲۴	۸	سبوی و	۷	۲۴	۸	سبوی و
۸	۲۵	۱۶	لگ	۸	۲۵	۱۶	لگ
۹	۲۶	۱۹	متبئی	۹	۲۶	۱۹	متبئی
۱۰	۲۷	۱	بھادون	۱۰	۲۷	۱	بھادون
۱۱	۲۸	۱۶	لکھ	۱۱	۲۸	۱۶	لکھ
۱۲	۲۹	۱۶	آئینہ	۱۲	۲۹	۱۶	آئینہ
۱۳	۳۰	۱۹	خود	۱۳	۳۰	۱۹	خود
۱۴	۳۱	۱۰	پنچھورنگا	۱۴	۳۱	۱۰	پنچھورنگا
۱۵	۳۲	۴	نئے	۱۵	۳۲	۴	نئے
۱۶	۳۳	۱۳	نشاہ	۱۶	۳۳	۱۳	نشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۳	نشہ	نشاہ	۴۵	۲	جہنا	جہنا
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا	۴۶	۹	پہچہ	پہچہ
۳۰	۷	بڑا رہا ہے	بڑا رہا ہے	۵۱	۵	کلنگ	کلنگ
۳۲	۳	گنگ	گنگ	۵۲	۱۷	ٹٹیان	ٹٹیان
۳۶	۹	بچنا	بچنا	۵۳	۳	سہارا کے	سہاری کے
"	۱۲	کلنگ	کلنگ	"	۱۶	پہٹ پ	پہٹ پ
"	۱۷	سیہ	سینہ	۵۴	۶	بناتی	بناتی
۳۳	۱۷	مینائی	بینائی	۵۵	۱۲	جیریل	جیریل
"	۱۹	لکھا	لکھا	"	۱۸	ہو ہو گئے	ہو ہو گئے
۳۵	۱۵	کینا	کپا	۵۷	۶	دریائی	دریاست
"	۱۵	زنبیل	زنبیلی	"	۱۲	پیشہ	پہٹ
۳۶	۹	مہرے	مہرے	"	۱۶	جیم	جیم
۳۷	۶	آئینہ	آئینہ	"	۱۷	سواروں	سواروں
۴۱	۳	"	"	۶۰	۳	گل ہو کے	گل سے ہو
۴۳	۹	دروشت	زروشت	۶۲	۱	میٹھی	میٹھی
۴۴	۲	گلا کے	کھلا کے	۶۵	۴	اوسپ	اوسپ
"	۳	چہا	چہا	۶۸	۱	پیش	پیش
"	۱۷	پھلا	پھلا	"	۱۲	ساتھی	ساتھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۲	کین	کلیں	۹۵	۲	ٹھگ بابا	ٹھگ مین بابا
۶۹	۴	ہواسے	ہوائی	۹۶	۱۶	نئے	نیسے
۷۰	۱۵	داوا	داوا	۱۰۰	"	جبریل	جبریل
"	۱۸	دگر	دہ گزر	"	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	وہ پٹکی	وہ پٹکی	۱۰۱	۸	جل جلالہ	جل جلالہ
"	۱۶	گھن گھن گئے	گھن گھن گئے	"	۱۱	جبریل	جبریل
۷۲	۱۶	ہوا کبار	ہوا کبار	۱۰۲	۴	کٹے کا	کٹے کا
"	"	سیٹواو	سیٹواو	"	۱۹	کپا	کپا
۷۳	۴	بڑی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تدرو
"	۵	بڑی ادھے	بڑی ہر	۱۰۴	۶	گرمی	گرمی
۷۴	۴	جو ہو وہ ہو	ہونا ہو جو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۶	۲	خدا بنی	خدا بنی	"	۱۳	جو یہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	پر اپنی	پر اپنی	"	۱۹	مزہ	مزہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰	۱	پنیرے	پنیرے
۸۳	۲	بن	بن	"	۱۳	جگنی	جگنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	"	۱۵	اوڑا	اوڑا
۹۳	۱۹	وکاٹ	دہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	اوردوے	اوردوے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنو کا	بنو کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑیا	۱۳۴	۲	سہنلا	سہنلا
۱۰۹	۱۶	گزنک	گزنک	"	۱۰	مین توتے	مین توتے
۱۱۲	۲	کپون	کپون	۱۳۶	۸	پونچے	پونچے
۱۱۳	۱	نکلتے	نکلتے	۱۳۱	۱۵	جہان کا	جہان کا
۱۱۸	۷	الامان	الامان	"	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	اوچپے	اوچپے	۱۳۲	۲	انگہ	انگہ
۱۲۳	۱۰	جڑکا	جڑکا	"	۱۸	دمین	دمین
۱۲۵	۲	آب	آب	۱۳۶	۷	پونچی	پونچی
"	۹	جریدین	جریدین	۱۳۷	۸	رہی نہ	رہی نہ
۱۲۶	۹	کپا	کپا	"	۸	رہا نہ	رہا نہ
۱۲۷	۳	چکر	چکر	۱۳۸	۱۷	ہن ادن سے	ہن ادن سے
"	۱۰	ڈوٹا	ڈوٹا	۱۳۹	۶	آگے	آگے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہونا ہوتا	"	۱۱	آئینہ	آئینہ
۱۳۰	۲	ایہر	ایہر	۱۵۰	۱	ہین	ہین
"	۳	ہو امین	ہو امین	۱۵۲	۷	ڈرٹے	ڈرٹے
"	۴	اوڑتا	اوڑتا	"	۶	رکتی ہو	رکتی ہو
"	۱۶	نرہ	نرہ	"	۸	ٹھہر گئی	ٹھہر گئی
۱۳۳	۲	ڈوٹا	ڈوٹا	"	۱۳	انٹھلا کے	انٹھلا کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگتے	۱۹۱	۱۳	گرئی	گرئی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	۱۹۲	۱۴	مین	مین
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۵	۶	تیر کے	تیر کے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئینہ	۱۹۶	۱۲	کھاست گا	کھاستے گا
۱۶۴	۳	لے آیا	لے آ	۱۹۷	۱۴	تیرا	تیرا
۱۶۵	۴	کنڈہ کر	پھیر	۱۹۸	۱۹	انگست	انگست
۱۶۶	۱۰	منہ کا جل	منہ پر کا جل	۱۹۹	۱۶	ابرود	ابرود
۱۶۷	۴	تنگے	تنگے	۲۰۰	۱۶	چپائے	چپائے
۱۶۸	۸	بدور	بدور	۲۰۱	۲	خدا خدا خدا کر	خدا خدا خدا کر
۱۶۹	۱۱	گھرک	گھرک	۲۰۲	۳	چند روز	چند روز
۱۷۰	۱۵	لکے ٹائین	لکے کوٹائین	۲۰۳	۴	کعبہ د	کعبہ د
۱۷۱	۱۵	وماتے	وماتے	۲۰۴	۸	اکڑنا	اکڑنا
۱۷۲	۳	توٹے	توٹے	۲۰۵	۱۰	زلف پر	زلف پر
۱۷۳	۵	نکلیگی	نکلیگی	۲۰۶	۶	مرنے پر بھی	مرنے پر بھی
۱۷۴	۱۸	ڈوگین	ڈوگین	۲۰۷	۸	آئینہ	آئینہ
۱۷۵	۶	بڑکے کو نہ	بڑکے کو نہ	۲۰۸	۸	آئینہ	آئینہ
۱۷۶	۳	ذقن	ذقن				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیماکر	کیماگر	۲۰۷	۹	کیماکر	کیماگر
۲۰۸	۱۲	چہرہ یون	چہرہ یون	۲۰۸	۱۲	چہرہ یون	چہرہ یون
۲۱۱	۵	آنگبین	آنگبین	۲۱۱	۵	آنگبین	آنگبین
۲۱۲	۱	ہراک	ہراک	۲۱۲	۱	ہراک	ہراک
"	۱۲	ہون اگر	ہون نگر	"	۱۲	ہون اگر	ہون نگر
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ
"	۴	اوتارا	اوتار	"	۴	اوتارا	اوتار
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئینہ	۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئینہ
۲۱۶	۱	بکے	بکے	۲۱۶	۱	بکے	بکے
"	۱۷	گلگیر	گلگیر	"	۱۷	گلگیر	گلگیر
"	۱۹	تاریکی	تاریکی	"	۱۹	تاریکی	تاریکی
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہائی	۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہائی
"	۸	آسے	آسی	"	۸	آسے	آسی
"	۱۳	بناہون	بناہون	"	۱۳	بناہون	بناہون
۲۱۹	۱۶	آمن	آمین	۲۱۹	۱۶	آمن	آمین
۲۲۰	۲	واقعی	واقعی	۲۲۰	۲	واقعی	واقعی
"	۸	الغیاث الغیث	الغیاث الغیث	"	۸	الغیاث الغیث	الغیاث الغیث
"	"	الفراق	الفراق	"	"	الفراق	الفراق

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۲۴۳	۱۳	مڑہ	مڑہ	۳۲۷	۱۹	سنگ گونی	سنگ گونی
۲۴۴	۱	سلائیے	سلائیے	۳۲۹	۱۲	کرد راہ	کرد راہ
۲۴۸	۱۲	گھتی	گھتی	۳۳۹	۷	دل کوہ پرما نگاہ	دل پر کوہ بانگاہ
۲۴۹	۱۰	پہ	پہ	۳۴۰	۱۰	کیا کر	کیا کر
۲۷۳	۱۱	نباہ	نباہ	۳۵۹	۳	ہو ہو ہے	ہو ہو ہے
۲۷۵	۷	طردے	طردے	۳۶۱	۱۵	اٹھائی گئے	اٹھائی گئے
"	۱۹	کم	کم	۳۶۴	۷	بین	بین
۲۷۹	۱۳	بین	بین	۳۶۵	۱۱	زبرد بین	زبرد بین
"	۱۶	روزن	روزن	۳۷۱	۱۱	ادجالا	ادجالا
۲۸۰	۶	ہوساتی	ہوساتی	۳۷۸	۹	گرد	گرد
"	۱۸	ہون بین	ہون بین	"	۱۵	مڑہ	مڑہ
۲۸۲	۱۳	جدید	جدید	۳۸۰	۱۳	دہ تاشیر	دہ تاشیر
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگے	۳۸۱	۳	پیشی	پیشی
۳۰۵	۲	جھیل	جھیل	۳۹۰	۲	صد	صد
"	۳	گیا	گیا	۳۹	۷	فصل	فصل
۳۰۶	۱۲	روی	روی	۳۱۰	۱۲	ہی	ہی
۳۲۲	۶	دینے	دینے	۳۱۱	۱۱	کجاوٹ	کجاوٹ
۳۲۶	۱۸	چکر	چکر				

